www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ كَانَ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

تاریخ ابنِ خلدون

سلجوقی اور خوارزم شاہی سلاطین
زنگی اور صلاح الدین ایوبی

تصنیف:

رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ

(۷۳۲-۸۰۸)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

❁❁❁ توجہ فرمائیں! ❁❁❁

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❁❁❁ تنبیہ ❁❁❁

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تاریخ ابن خلدون

سہیل سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔C1

حصہ ہفتم

سلجوقی و خوارزم شاہی سلاطین اور فتنۂ تاتار

سلجوقی و خوارزم شاہی خانوادوں کے حالات و کوائف، خانہ جنگیوں، عیسائیوں کا مقابلہ، کفار کرج اور قفچاق کی جدوجہد، ترکوں کی یورش، تاجداران سلجوقیہ اور ملوک خوارزم کی مدافعانہ کوششیں، چنگیز خان کا خروج، تاتاریوں کا عالمگیر طوفان ممالک اسلامیہ کی تباہی و بربادی کی عبرتناک داستان

ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی، حافظ سید رشید احمد ارشد (سابق صدر شعبہ عربی کراچی یونیورسٹی)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

www.KitaboSunnat.com

کتاب العبد وديوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ملوك التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی

تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــ تاریخ ابن خلدون

مصنف: ـــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون

ناشر: ـــــــ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

طبع: ـــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء

ایڈیشن: ـــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

سلجوقی خوارزم شاہی سلاطین اور فتنۂ تاتار

عنوان	صفحہ
باب : ۱	۲۳
دولت سلجوقیہ سلطان محمد شاہ بن سلطان الپ ارسلان	
سلجوقی ترکوں کا نسب	
ترکوں کی نسلی شاخیں	
ترکوں کا مسکن	۲۴
سلطان الپ ارسلان	
سلطان الپ ارسلان کا خلاط پر جہاد	۲۵
سمرقند کی جانب پیشقدمی	۲۶
قاروت بک اور سلطان	
ملک شاہ کی جنگ	
مسلم بن قریش کی اطاعت	
خلیفہ مقتدی بامر اللہ	
اتسز کا محاصرہ دمشق	۲۷
اتسز کا دمشق پر قبضہ	
اتسز کی مصر پر فوج کشی	
اتسز کا قتل	۲۸
تاج الدولہ تتش کا محاصرہ حلب	
مسلم بن قریش کا دمشق پر حملہ	
تتش کی بغاوت	
تتش کا مرو الرود پر قبضہ	۲۹
تتش کا انجام	
شیخ ابو اسحاق شیرازی کی سفارت	
عمید الدولہ کی وزارت	۳۰
خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے عقد	
عمید الدولہ کی معزولی	
فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ	۳۱
مسلم بن قریش کی اطاعت	
فتح انطاکیہ	
قتل مسلم بن قریش	۳۲
سلیمان بن قطلمش کا محاصرہ حلب	
تتش کا حلب پر قبضہ	۳۳
فخر الدولہ کا آمد پر قبضہ	
میافارقین کی مہم	
فتح جزیرہ ابن عمر	
سلطان ملک شاہ اور ابن حیشی	۳۴
سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ	
امارت حلب پر آقسنقر کا تقرر	
سلطان ملک شاہ کی مراجعت بغداد	۳۵
بنت سلطان ملک شاہ کی رخصتی	
سلطان ملک شاہ کا سمرقند پر قبضہ	۳۶
والی کاشغر کی اطاعت	
سردار حکلیہ عین الدولہ کی بغاوت	
سلطان ملک شاہ کی دوبارہ تسخیر سمرقند	۳۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
یعقوب تکین کا انجام	
سلطان ملک شاہ اور طغرل بن نیال کے دوستانہ مراسم	
تتش کی حمش پر فوج کشی	۳۸
طرابلس کی مہم	
ملک شاہ کا یمن پر قبضہ	
نظام الملک طوسی کا قتل	
جمال الملک کا قتل	۳۹
عثمان بن جمال الملک اور کردن	
سلطان ملک شاہ اور نظام الملک طوسی	
سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے مابین کشیدگی	۴۰
نظام الملک طوسی کی سیرت و کردار	
مدرسہ نظامیہ	۴۱
سلطان ملک شاہ کی وفات	
باب : ۲	۴۲
برکیاروق بن سلطان ملک شاہ	
برکیاروق بن ملک شاہ کی گرفتاری	
برکیاروق کی رہائی	
محمود کی اصفہان کو روانگی	۴۳
برکیاروق اور محمود کی جنگ	
عزالملک کی وزارت	
قتل تاج الملک	
تاج الدولہ تتش کا رحبہ و نصیبین پر قبضہ	۴۴
فتح موصل	
آقسنقر اور بوزان کی تتش سے علیحدگی	۴۵
تاج الدولہ تتش کی مراجعت شام	

عنوان	صفحہ
اسماعیل بن داؤد اور ترکان خاتون	
اسماعیل بن داؤد کا قتل	۴۶
توران شاہ بن قاروت بک کا خاتمہ	
مقتدی کی وفات	
برکیاروق کا خطبہ	
مستظہر کی خلافت	
آقسنقر اور بوزان کا قتل	
تتش کی ہمدان کی جانب پیش قدمی	۴۷
تتش اور برکیاروق کی جنگ	
محمود بن ملک شاہ کی وفات	
برکیاروق کا اصفہان پر قبضہ	
یوسف بن ارتق کی بغداد میں آمد	۴۸
تاج الدولہ تتش کا قتل	
قوام الدولہ ابوسعید کربوقا	۴۹
کربوقا کا موصل پر قبضہ	
تسخیر رحبہ	
ارسلان ارغو	
ارسلان ارغو کا بلاد خراسان پر قبضہ	۵۰
بورسوس کی گرفتاری و قتل	
ارسلان ارغو کا قتل	
پسر ارسلان ارغو	۵۱
امارت خراسان پر سنجر کا تقرر	
محمود بن سلیمان کی بغاوت	
امیر قودن اور امیر بارقطاش کی بغاوت	۵۲
امیر قودن اور امیر بارقطاش کی سرکوبی	
آغاز حکومت بنو خوارزم شاہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
خوارزم شاہ ابوشکین	
محمد بن ابوشکین اور طغرل تکین محمد	۵۳
اتسز بن محمد خوارزم شاہ	
عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ	
مسلمانوں کا محاصرۂ انطاکیہ	۵۴
عیسائیوں کا سواحل شام پر قبضہ	۵۵
امیر انز کی بغاوت	۵۶
امیر انز کا قتل	
افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ	
بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ	۵۷
سلطان محمد بن ملک شاہ	
مؤید الملک عبیداللہ ابن نظام الملک	۵۸
مادر برکیاروق کا قتل	
سلطان محمد کا خطبہ وخطاب	
مجد الملک البا سلانی کا قتل	۵۹
برکیاروق کی مراجعت اصفہان	
بغداد میں برکیاروق کا خطبہ	
سعد الدولہ کی اطاعت	۶۰
عمید الدولہ بن جبیر کی گرفتاری	
برکیاروق ومحمد کی پہلی جنگ	
سعد الدولہ گوہر آئین	۶۱
جنگ برکیاروق وسنجر	
برکیاروق کی شکست	
جنگ ثانی برکیاروق محمد	۶۲
مؤید الملک کا قتل	
سلطان محمد کی جرجان کو روانگی	
اسماعیل بن یاقوتی کی بغاوت	
سلطان محمد کی ہمدان پر فوج کشی	۶۳
برکیاروق کی بغداد میں آمد	
برکیاروق سے امیر صدقہ کی بغاوت	
سلطان محمد اور سنجر کی بغداد میں آمد	
فرقہ باطنیہ	۶۴
فرقہ باطنیہ کی سرکوبی	
ارسلان شاہ کا بلاد کرمان پر قبضہ	۶۵
فرقہ باطنیہ کا قتل عام	
جنگ ثالث برکیاروق ومحمد	۶۶
برکیاروق ومحمد میں مصالحت	
صلح نامہ	۶۷
صلح نامہ کی تنسیخ	
جنگ چہارم محمد وبرکیاروق	
سلطان محمد کا اصفہان میں قیام	
برکیاروق کا محاصرہ اصفہان	۶۸
وزیر اعز ابوالمحاسن کا قتل	
وزیر خطیر ابومنصور	
اسماعیل بن ارسلان والیٔ بصرہ کی معزولی	۶۹
امارت بصرہ پر امیر قماج کا تقرر	
ابوالحسن ہروی کی گرفتاری	
اسماعیل کی واسط پر فوج کشی وپسپائی	
امیر ابوسعید محمد کا محاصرہ بصرہ	۷۰
امیر ابوسعید اور اسماعیل بن ارسلان کی مصالحت	
وفات امیر کربوقا	
موسیٰ ترکمانی اور سنقرجہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
چکرمش کا موصل پر قبضہ	۷۱
سقمان بن ارتق کا قلعہ کیفا پر قبضہ	
امیر برسق کارے پر قبضہ	
امیر نیال کی مراجعت بغداد	
امیر نیال کا ظالمانہ رویہ	
کمشتگین اور ایلغازی کی لڑائی	۷۲
کمشتگین کی معزولی	
کمشتگین کا واسط سے اخراج و مصالحت	۷۳
جنگ پنجم برکیاروق و محمد	
محمد بن موید الملک	۷۴
شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ	
برکیاروق اور محمد کی مصالحت	۷۵
صلح نامہ	
سلطان برکیاروق کا اصفہان پر قبضہ	
ایلغازی کی روانگی بغداد اور مراجعت	۷۶
قراجہ اور محمد اصفہانی	
چکرمش اور سقمان کا اتحاد	
عیسائی کی شکست و پسپائی	
قمص برودیل	۷۷
برکیاروق کی وفات	
باب : ۳	۷۸
سلطان محمد بن ملک شاہ	
ملک شاہ بن برکیاروق	
موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ	
اہل موصل کی اطاعت	۷۹

عنوان	صفحہ
سلطان محمد کی روانگی بغداد	
سلطان محمد اور ملک شاہ سے مصالحت	
امیر ایاز	۸۰
امیر ایاز کا قتل	
ابوالمحاسن صبعی کا قتل	
قلعہ ماردین	۸۱
یاقوتی بن ارتق کی گرفتاری	
یاقوتی بن ارتق کی رہائی	
یاقوتی بن ارتق کا قلعہ	
ماردین پر قبضہ	
یاقوتی کا خاتمہ	
سقمان اور چکرمش میں مصالحت	۸۲
سقمان کا قلعہ ماردین پر قبضہ	
سقمان بن ارتق کی وفات	
منکبرس کی بغاوت و گرفتاری	
فخر الملک بن نظام الملک کا واقعہ قتل	۸۳
جاولی سقاوا کی گورنری	
چکرمش کی گرفتاری	۸۴
زنگی بن چکرمش	
جاولی سقاوا کی رحبہ کو روانگی	
قلیج ارسلان کا موصل پر قبضہ	
قلادرس کا قبول اسلام	۸۵
جاولی کا موصل پر قبضہ	
جاولی کا محاصرہ رحبہ	
قتل صدقہ بن مزید	۸۶
فخر الدولہ ابوعلی بن عمار	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ابن عمار کی بغداد روانگی	
ذوالمناقب کی عہد شکنی	
جاولی کی سرکشی	۸۷
امیر مودود کا موصل پر قبضہ	
جاولی اور ایلغازی	
قمص بردویل کی رہائی	۸۸
قمص، جوسلین اور طنکری کی جنگ	
جاولی کی رحبہ کو روانگی	
جاولی کا رقہ پر محاصرہ	۸۹
جاولی اور ایلغازی	
ملک رضوان اور جاولی	
جاولی دربار شاہی میں	۹۰
عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ	
محاصرہ تل باشر	۹۱
عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر پیش قدمی اور مراجعت	
امیر مودود کا الرہا پر جہاد	
معرکہ طبریہ	
امیر مودود کا قتل	۹۲
آقسنقر برسقی	
عیسائیوں کا ترک وطن اور روانگی انطاکیہ	۹۳
ایاز بن ابوالغازی کی گرفتاری ورہائی	
ابوالغازی کی گرفتاری	
ابوالغازی کی رہائی	
ابوالغازی اور قطلغ تکین کی بغاوت	
قلعہ فامیہ کا محاصرہ	۹۴
عیسائیوں کی غارت گری	

عنوان	صفحہ
امیر برسق کی وفات	۹۵
جیوش بک اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل پر حکومت	
جاولی سقاوا اور سلطان محمد	
سلطان محمد	
جاولی کا قلعہ اصطخر پر قبضہ	
جاولی اور حسین بن مبارز	۹۶
جاولی کی فتوحات	
فتح دارا ابجرد	
کرمان پر فوج کشی	
جاولی کی شکست	۹۷
جاولی کا انتقال	
سلطان محمد کی وفات	
باب : ۷	۹۹
سلطان محمود بن سلطان محمد	
سلطان محمود کا خطبہ	
بہروز کی معزولی	
دبیس بن صدقہ	
خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات	
ملک سعود اور برسقی	۱۰۰
ملک سعود اور برسقی کی پیش قدمی	
برسقی کی مراجعت	
سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت	۱۰۱
امیر منکبرس	
ملک طغرل بن سلطان محمد	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ملک طغرل کی بغاوت	
سلطان محمود کی ملک طغرل پر فوج کشی	۱۰۲
ملک سنجر	
ملک سنجر کی غزنی پر فوج کشی	
سلطان محمود اور ملک سنجر	۱۰۳
امیر انز کی پیش قدمی و مراجعت	
سلطان محمود کی روانگی ہمدان	
ملک سنجر کی سلطان محمود پر فوج کشی	
سلطان محمود اور ملک سنجر کی جنگ	۱۰۴
ملک سنجر کا پیغام صلح	
سلطان محمود اور ملک سنجر میں مصالحت	۱۰۵
قتل امیر منکبرس	
قتل علی ابن عمر حاجب	
سنقر شامی کا قتل	۱۰۶
علی بن سلمان کا بصرہ پر قبضہ	
آقسنقر بخاری کا بصرہ پر قبضہ	
تغلبس پر کرج کا قبضہ	
قسیم الدولہ برسقی اور سلطان محمود	۱۰۷
وزیر ابوعلی کی معزولی	۱۰۸
جنگ سلطان محمود و ملک مسعود	
سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت	
جیوش بک کی اطاعت	۱۰۹
موصل اور واسط پر آقسنقر کی گورنری	
جیوش بک کا قتل	۱۱۰
وزیر ابوطالب سمیری کا قتل	
ملک طغرل کی اطاعت	

عنوان	صفحہ
امیر شیر گیر کی گرفتاری و رہائی	۱۱۱
وزیر شمس الملک کا قتل	
کرج قفچاق میں نفاق	
برسقی کی معزولی	۱۱۲
برتقش زکوئی کی تقرری	
عماد الدین زنگی کی گورنری بصرہ	
ملک طغرل و دبیس کی عراق کو روانگی	۱۱۴
دبیس کی روانگی ہزوان	
ملک طغرل اور دبیس کا ہمدان میں ظلم و جور	
برتقش زکوئی کی ریشہ دوانی	۱۱۵
سلطان محمود کی بغداد کی جانب پیش قدمی	
جنگ سلطان محمود و خلیفہ مسترشد باللہ	
سلطان محمود کی بغداد میں آمد	
خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں مصالحت	۱۱۶
وزیر ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی	
عزالدین ابن برسقی کی وفات	
امارت موصل پر عماد الدین زنگی کا تقرر	
عماد الدین زنگی کی روانگی موصل	۱۱۷
زنگی کا جزیرہ ابن عمر پر قبضہ	
نصیبین کی مہم	۱۱۸
زنگی کا خابور و حران پر قبضہ	
قطلغ ابہ کا حلب پر قبضہ	
بدرالدولہ سلیمان اور قطلغ ابہ کی جنگ	۱۱۹
حلب پر عماد الدین زنگی کا قبضہ	
سلطان سنجر اور ملک طغرل	
سلطان محمود کی روانگی بغداد	۱۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
سلطان محمود کی وفات	
باب : ۵	۱۲۱
سلطان مسعود بن سلطان محمد	
جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد	
سلجوق شاہ کی بغداد میں آمد	
خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں مصالحت	
خلیفہ مسترشد کی روانگی خانقین	۱۲۲
جنگ سلطان سنجر و سلطان مسعود	
ملک طغرل کی تخت نشینی	۱۲۳
ملک طغرل اور سلطان داؤد کی جنگ	
سلطان مسعود اور سلطان داؤد	
فتح آذربائیجان	۱۲۴
جنگ سلطان مسعود اور ملک طغرل	
ملک طغرل کی شکست	
معرکہ قزوین	
سلطان مسعود کی بغداد میں آمد	۱۲۵
خلیفہ مسترشد باللہ اور سلطان مسعود میں کشیدگی	
ملک طغرل کی وفات	
جنگ سلطان مسعود و خلیفہ مسترشد باللہ	
خلیفہ مسترشد باللہ کی گرفتاری	۱۲۶
خلیفہ مسترشد باللہ اور سلطان مسعود میں مصالحت	
خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل	۱۲۷
خلیفہ راشد باللہ کی تخت نشینی	
خلیفہ راشد باللہ و سلطان مسعود	
ابوعبداللہ حسن اور اقبال کی گرفتاری و رہائی	

عنوان	صفحہ
سلطان داؤد کا خطبہ	۱۲۸
سلطان مسعود کی بغداد کی جانب پیشقدمی	
سلطان مسعود کا محاصرہ بغداد	
خلیفہ راشد کی معزولی	۱۲۹
سلطان داؤد اور سلجوق شاہ کی جنگ	
شرف الدین ونوشیرواں کی معزولی	
جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد	
سلطان مسعود کی شکست	۱۳۰
سلجوق شاہ کی بغداد پر فوج کشی	
قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی	
وزارت کمال الدین محمد	۱۳۱
وزیر کمال الدین محمد کا قتل	
وزارت ابوالعز طاہر	
بقش سلاحی کا قتل	
محمد خوارزم شاہ	
جنگ سلطان سنجر و آتسز	۱۳۲
آتسز کا بلاد خوارزم پر قبضہ	
اتابک قراسنقر	
قراسنقر کا بلاد فارس پر قبضہ	
قراسنقر کی وفات	۱۳۳
چہاروانگی کی بلاد فارس پر فوج کشی	
جنگ سلطان سنجر اور ترکان خطا	
سلطان مسعود کی طلبی	
سبق قراخان کا قبول اسلام	
قدرخان کا خروج و قتل	۱۳۴
ترکان قارغلبہ	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
حسن تکین کی گورنری سمرقند	۱۳۵
کوہر خان چینی کی کاشغر پر فوج کشی	
کوہر خان اور خان محمود کی جنگ	
جنگ کوہر خان اور سلطان سنجر	
کوہر خان کی وفات	۱۳۶
سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی مصالحت	۱۳۷
سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی مصالحت	
بوازیہ کی بغاوت	
ابوالفتح بن دراست کی معزولی و بحالی	
عبدالرحمٰن طغایرک	۱۳۸
قتل طغایرک	
امیر عباس والی رے کا قتل	
امیر بوازیہ کی اصفہان پر فوج کشی	۱۳۹
امیر بوازیہ کا خاتمہ	
امراء کی بغاوتیں	
بغداد کی بربادی	۱۴۰
خلیفہ مقتفی اور سلطان مسعود	
سلطان سنجر اور سلطان مسعود میں کشیدگی و مصالحت	
نہروان کا تاراج	
سلطان مسعود کی وفات	
باب : ۶	
سلجوقیوں کا دور زوال	۱۴۱
سلطان محمد بن سلطان محمود	
ملک شاہ کی گرفتاری	
امیر خاص بک	۱۴۲
ترکان غز	
ترکان غز اور امیر قماج کی جنگ	
سلطان سنجر کی گرفتاری	
ترکان غز کا خراسان پر قبضہ	۱۴۳
ترکان غز کا ظلم و جور	
امیر قماج اور امیر زنگی میں مناشقت	
سلطان سنجر اور حسین غوری	۱۴۴
امیر قماج کا خاتمہ	
ترکوں کی مرو میں غارت گری	
طوس کی پامالی	۱۴۵
نیشاپور کی بربادی و قتل عام	
وزیر طاہر بن فخر الملک کی وفات	۱۴۶
ترکان غز کا محاصرہ ہرات	
موند کا نیشاپور پر قبضہ	
ایتاخ کا رے پر قبضہ	۱۴۷
سلطان سلیمان شاہ بن سلطان محمد	
سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد	
سلیمان شاہ کی سلطان محمد پر فوج کشی	۱۴۸
سلیمان شاہ کی شکست و گرفتاری	
سلطان سنجر کا فرار	
سلطان محمد کا محاصرہ بغداد	
سلطان محمد کی مراجعت ہمدان	۱۴۹
ملک شاہ اور امیر سقمس کی جنگ	
وفات سلطان سنجر	۱۵۰
امیر ایتاخ	
جنگ ایتاخ اور موید	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ایتاخ کی اطاعت	۱۵۱
جنگ موید وسنقر عزیزی	
موید اور ترکوں کی جنگ	
ترکوں کی سرخس میں غارت گری	
جلال الدین عمر بن سلطان محمود	۱۵۲
سلطان محمود کی روانگی خراسان	
طوس کی تباہی	
موید کا محاصرہ نیشاپور	
ملک شاہ کی غارت گری	۱۵۳
ملک شاہ کا خوزستان پر قبضہ	
سلطان محمد کی وفات	
سلیمان شاہ	۱۵۴
زین الدین مودود کی اطاعت	
وفات خلیفہ مقتفی وخلافت متنجد	
موید کا سرخس پر قبضہ	
قلعہ اشقیل کی تسخیر	۱۵۵
خربندہ کا قتل	
موید اور محمود کی مصالحت	
ترکان بزریہ	
شاہ مازنداراں اور ترکوں کی جنگ	۱۵۶
ایتاخ کی بقر اتکین پر فوج کشی	
ملک شاہ کی وفات	
سلیمان شاہ اور شریف الدین کرد باز	۱۵۷
سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی	
سلیمان شاہ کا قتل	
ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی	

عنوان	صفحہ
ایلاکز اتابک	۱۵۸
ایلاکز اور ایتاخ میں اتحاد	
جنگ آقسنقر ایلاکز	
محمود بن ملک شاہ	
جنگ ایلاکز وایتاخ	۱۵۹
ایتاخ کی شکست ومصالحت	
موید کے کارنامے	
شادباخ کی از سر نو تعمیر	۱۶۰
خان محمود وجلال محمد کا انجام	
شہرستان پر قبضہ	
مہم قلعہ سکرہ	
فتح اسفراین	۱۶۱
بوشنج وہرات پر فوج کشی	
کرج کی شہروفی پر فوج کشی	
جنگ ایتاخ وکرج	
قومس پر موید کا قبضہ	۱۶۲
ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی	
سنقر کا طالقان اور غرشان پر قبضہ	
امیر ایتکین کا قتل	۱۶۳
امیر ایتکین والی ہرات	
شاہ مازنداراں اور تنکز	
شاہ مازنداراں کی وفات	
موید کا محاصرہ نساء	
جنگ آقسنقر وایلاکز	
جنگ زنگی وشملہ	۱۶۴
شملہ کی پسپائی ومراجعت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
جنگ ایلاکز اور ایتانج	
ملک طغرل کی وفات	
ارسلان شاہ کی وفات	۱۶۵
خلافت مستضی بامر اللہ	
خوارزم شاہ کی وفات	
امارت بنی زوال کا موید	
ایلدکز کی وفات	۱۶۶
ابن سنکلی کا نہاوند پر قبضہ	
شملہ کی وفات	
بہلوان کا تبریز پر قبضہ	
سلطان طغرل کی تخت نشینی	۱۶۷
وفات محمد بن بہلوان	
قزل ارسلان اور سلطان طغرل	
وزیر جلال الدین عبید اللہ کی شکست وگرفتاری	
جنگ سلطان طغرل وقزل ارسلان	
قتل قزل ارسلان	۱۶۸
ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ	
رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ	
سلطان طغرل اور خوارزم شاہ	
خلیفہ ناصر	۱۶۹
ازبک بن بہلوان	
قتل کوکجہ	
ازبک اور والی اربل	۱۷۰
خوارزم شاہ کا مازندران پر قبضہ	
ایدغمش اور سنکلی	۱۷۱
قتل ایدغمش	

عنوان	صفحہ
سنکلی کی سرکشی	
سنکلی کی شکست وفرار	
سنکلی کا خاتمہ	۱۷۲
جلال الدین محمد تکش کا قتل	
شجرہ سلاطین سلجوقیہ	
باب : ۷	۱۷۳
ملوک خوارزم محمد ابن انوشتکین	
واتسز محمد	
انوشتکین غرشی	
ارسلان ارغون	
محمد بن سلیمان کی بغاوت	
قودز کی بغاوت وقتل	
محمد بن نوشتکین	۱۷۴
محمد بن انوشتکین کا خوارزم پر قبضہ	
اتسز بن محمد بن انوشتکین	
جنگ سلطان سنجر اور اتسز بن محمد	۱۷۵
جنگ سلطان سنجر اور اتسز بن محمد	
سرخس امرو اور نیشاپور پر اتسز کا قبضہ	
صوبہ بیہق کا تاراج	۱۷۶
ارسلان بن اتسز	
باب : ۸	۱۷۸
علاؤ الدین تکش بن ارسلان	
محمود بن ارسلان	
موید کی گرفتاری وقتل	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
ترکان خطا کی علاؤالدین تکش پر فوج کشی	
سلطان شاہ کا سرخس اور مرو پر قبضہ	۱۷۹
طغان شاہ بن موید	
سنجر شاہ بن طغان شاہ	
علاؤالدین تکش کا محاصرہ نیشاپور	۱۸۰
علاؤالدین تکش وسلطان شاہ	
غیاث الدین غوری اور سلطان شاہ	
صلح نامہ کی مخالفت	۱۸۱
جنگ شہاب الدین غوری اور سلطان شاہ	
علاؤالدین تکش اور غیاث الدین غوری	
علاؤالدین تکش کی فوج کشی کی دھمکی	۱۸۲
وفات سلاطن شاہ	
علاؤ الدین تکش اور غیاث الدین غوری میں مصالحت	
جنگ علاؤالدین تکش اور موید	۱۸۳
علاؤالدین تکش کی نیشاپور پر فوج کشی	
جنگ سلطان طغرل اور قطلغ	
خوارزم شاہ کا قلعہ سرخس پر قبضہ	۱۸۴
سلطان طغرل کی رے پر فوج کشی	
خوارزم شاہ اور وزیر موید الدین	
وزیر موید الدین کا خوزستان پر قبضہ	۱۸۵
وزیر موید الدین کا ہمدان پر قبضہ	
وزیر موید الدین کی رے پر فوج کشی	
قطلغ ایتانج کی بغاوت	
وزیر موید الدین کی وفات	
سیف الدین طغرل	

عنوان	صفحہ
کوکجہ کا رے پر قبضہ	۱۸۶
ملک شاہ بن علاؤالدین تکش	
خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر	
شاہ خطا کی بلخ پر فوج کشی	
خوارزم شاہ کی اطاعت	۱۸۷
جنگ خوارزم شاہ اور شاہ خطا	
میانج کی بغاوت	
خوارزم شاہ کا محاصرہ قلعہ موت	۱۸۸
علاؤالدین کی وفات	
قطب الدین محمد بن علاؤالدین تکش	
علاؤالدین تکش کا کردار	
باب : ۹	۱۸۹
علاؤالدین محمد بن تکش اور تاتار	
تخت نشینی	
جنگ علاؤالدین ثانی اور ہندوخان	
غیاث الدین غوری اور جغتر کی	
شہاب الدین غوری کی مرو پر فوج کشی	
سرخس اور طوس کی تسخیر	۱۹۰
جنگ غیاث الدین اور علی شاہ بن خوارزم شاہ	
امارت خراسان پر ضیاء الدین محمد کا تقرر	
قرامطیوں کا قتل عام	۱۹۱
علاؤالدین محمد بن تکش کی نیشاپور پر فوج کشی	
نیشاپور کا محاصرہ	۱۹۲
علاؤالدین غوری کی روانگی ہرات	
علاؤالدین محمد کا محاصرہ سرخس	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
علاؤالدین محمد کی مراجعت خوارزم		خوارزم شاہ کا جورجان پر قبضہ	۲۰۰
حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری		ترکان خطا کو ترمذ کی حوالگی	
ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی	۱۹۳	خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ	
امیر حاجی کی گرفتاری		اسفراین پر قبضہ	۲۰۱
طالقان پر شب خون		قاضی صاعد کی گرفتاری	
خوارزم شاہ کی مراجعت		مازندران کی مہم	
معرکہ مرو	۱۹۴	ترکان خطا (تاتار)	
جنگ محمد بن خربک و منصور ترکی		تاتاری غلبہ سے بیزاری	۲۰۲
خوارزم شاہ اور حسن بن حرمیل		مصالحت مابین خوارزم شاہ و غیاث الدین محمود	
خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ	۱۹۵	خوارزم شاہ کی گرفتاری	
شہاب الدین غوری کی خوارزم پر فوج کشی		گورنروں کی خودمختاری	۲۰۳
جنگ شہاب الدین غوری اور ترکان خطا		خوارزم شاہ کا فرار	
شہاب الدین کی مراجعت غزنی	۱۹۶	ابن حرمیل کی گرفتاری	
شہاب الدین غوری کی شکست کی وجہ		ابن حرمیل کا قتل	۲۰۴
شہاب الدین غوری اور ترکان خطا میں مصالحت		امین الدین ابوبکر کی روانگی ہرات	
حسن بن حرمیل کی سازش	۱۹۷	خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ	
علی بن عبدالخالق		غیاث الدین محمود اور علی شاہ کا قتل	۲۰۵
گورنر مرو کی طلبی		فتح فیروزکوہ	
امیران بن قیصر کی معزولی	۱۹۸	جنگ خوارزم شاہ اور تاتار	
خوارزم شاہ کی پیش قدمی و مراجعت		طانیکوہ شاہ تاتار کی گرفتاری	
حسن بن حرمیل کی املاک کی ضبطی		والی سمرقند کی بغاوت	۲۰۶
خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ		فتح سمرقند	
جنگ غیاث الدین محمود اور حسن بن حرمیل	۱۹۹	ملوک خانیہ کا بلاد ساغون میں قیام	
حسن بن حرمیل کی بادغیس پر فوج کشی		شاہ چین اور تاتار	
خوارزم شاہ کا محاصرہ بلخ		کشلی خان	۲۰۷
بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ		تاتاریوں کی بربادی	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
خوارزم شاہ اور کشلی خان	
ترکوں میں اختلاف	۲۰۸
ابوبکر تاج الدین	
ابوبکر تاجدالدین کا کرمان اور سندھ پر قبضہ	
والی ہرمز کی اطاعت	
خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ	۲۰۹
قطلغ تکین کا انجام	
تسخیر بلاد جبل	
ازبک بن محمد کا اصفہان پر قبضہ	
خوارزم شاہ کی ماوراء النہر پر فوج کشی	۲۱۰
ازبک کی اطاعت	
سعد زنگی کی رہائی واطاعت	
خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر الدین اللہ	
شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی سفارت	۲۱۱
خوارزم شاہ کی مراجعت	
قطب الدین اولاغ شاہ کی ولی عہدی	
وزیر محمد بن احمد کی روایت	۲۱۲
غیاث الدین تیر شاہ کی گورنری	
موید الملک قوام الدین	
موید الملک کا خطاب	
موید الملک کی وفات	
ترکان خاتون	۲۱۳
ترکان خاتون کا لقب	
چنگیز خان کی سفارت	
امیر نیال اور تاتاری تاجر	۲۱۴
چنگیز خان کے سفیر کا قتل	

عنوان	صفحہ
جنگ خوارزم شاہ و چنگیز خان	
امیر نیال کا انجام	
علاؤ الدین والی قندھار کی علیحدگی	۲۱۵
خوارزم شاہ کا تعاقب	
خوارزم شاہ کا خزانہ	
وزیر عماد الملک کا خاتمہ	
سلطان محمد بن تکش کی وفات	۲۱۶
باب : ۱۰	۲۱۷
جلال الدین منکبرس بن علاؤ الدین محمد	
مادر خوارزم شاہ	
ترکان خاتون کی گرفتاری	
ابن اثیر کی روایت	
نظام الملک کا انجام	۲۱۸
تاتاریوں کی یلغار	
بلاد کرج کا تاراج	
مراغہ کی پامالی	۲۱۹
تاتاریوں کی اربل پر فوج کشی	
اہل ہمدان کا قتل عام	
اردبیل کی تباہی	
بلقان کی بربادی	۲۲۰
اہل گنجہ سے مصالحت	
تاتاریوں اور کرج کی جنگ	
اہل شماخی کا قتل عام	
شردان شاہ اور تاتار	۲۲۱
تاتاریوں کی قفچاق سے مصالحت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
لان اور قفچاق کے قبیلوں کی تباہی	
تاتاریوں کا روس پر حملہ	
تاتاریوں کی بلغار پر فوج کشی	۲۲۲
چنگیز خانی لشکر کی غارت گری	
تسخیر بلخ	
محاصرہ طالقان	
مرو اور ساوا پر فوج کشی	۲۲۳
اختیار الدین زنگی بن عمر	
مرو کی تسخیر	
چنگیز خان کا ظلم و جور	
نیشاپور کا تاراج	۲۲۴
مقبروں کا انہدام	
اہل ہرات پر مظالم	
سلطان جلال الدین منکبرس	
تاتاریوں کا خوارزم پر حملہ	۲۲۵
قطب الدین اولاغ شاہ کا قتل	
جلال الدین منکبرس کی مراجعت غزنی	
رضاء الملک شرف الدین کا قتل	۲۲۶
تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ	
آبناخ خان اور اختیار الدین	
بخوان کا محاصرہ	۲۲۷
اختیار الدین زنگی کی وفات	
آبناخ خان اور تاتاریوں کی جنگ	
رکن الدین غور شاہ اور تاتاریوں کی جنگ	
ابن آبہ اور تاتاری	۲۲۸
غیاث الدین اور تیر شاہ بن خوارزم شاہ	
امیر بقا طابشی کی اسیری و رہائی	
جنگ امیر بقا طابشی و ازبک خان	
غیاث الدین تیر شاہ کا محاصرہ اصفہان	
امیر بقا طابشی کی بغاوت و سرکوبی	۲۲۹
غیاث الدین تیر شاہ اور آبناخ خان	
جنگ امیر بقا طابشی و تاتار	
غیاث الدین تیر شاہ کا قلعہ جات اصطخر وحرہ پر قبضہ	
جلال الدین منکبرس اور تاتار	۲۳۰
تاتاریوں کی شکست	
معرکہ شروان	
جنگ جلال الدین منکبرس اور چنگیز خان	
جلال الدین منکبرس کی شکست و فرار	۲۳۱
غزنی کا تاراج	
جلال الدین منکبرس ہندوستان میں	
جلال الدین منکبرس اور شمس الدین التمش	۲۳۲
خود مختار امراء اور سلطان غیاث الدین	
جلال الدین کی ہندوستان سے مراجعت	۲۳۳
براق حاجب	
فارس سعد بن زنگی کی اطاعت	
جلال الدین منکبرس اور غیاث الدین	
جلال الدین منکبرس اور غیاث الدین میں مصالحت	
نصرت الدین بن محمد اور غیاث الدین	۲۳۴
آبناخ کا نساء پر قبضہ	
جلال الدین کی روانگی خوزستان	
جلال الدین منکبرس کا محاصرہ وقوقا	۲۳۵
جلال الدین منکبرس اور مظفر الدین میں مصالحت	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
وزیر شرف الملک	
خراسان کا دوبارہ تاراج	۲۳۶
تاتاریوں کی ہمدان میں غارت گری	
رشید والی شروان اور قفچاق	
قفچاقی گروہ کا شروان پر قبضہ	۲۳۷
قفچاقیوں کا قلعہ شروان میں اجتماع	
ازبک بن بہلوان اور قفچاق	۲۳۸
جنگ کرج و قفچاق	
قفچاقیوں کی پامالی	
کرج کا بلیقان پر قبضہ	
شروان شاہ اور کرج	۲۳۹
کرج کی پامالی	
جلال الدین منکبرس کی مراغہ پر فوج کشی	
جلال الدین منکبرس کا مراغہ پر قبضہ	
امیر مغاں طالبی	
ازبک بن بہلوان اور جلال الدین منکبرس	۲۴۰
جلال الدین منکبرس کا تبریز پر قبضہ	
جنگ جلال الدین منکبرس و کرج	
جلال الدین منکبرس کی مراجعت تبریز	۲۴۱
نظام الملک طغرائی اور شمس الدین پر عتاب	
جلال الدین منکبرس کا بیگم ازبک سے نکاح	
ارخان کی معزولی	۲۴۲
خلیفہ ناصر الدین اللہ کی وفات	
کرج اور ارمن	
طغرل شاہ اور کرج	
کرج کا تفلیس پر تسلط	
جلال الدین منکبرس کا بلاد کرج پر جہاد	۲۴۳
جلال الدین منکبرس کا تفلیس پر قبضہ	
نسائی کاتب کی روایت	
براق حاجب کی بغاوت	۲۴۴
وزیر شرف الدین اور کرج	
جلال الدین منکبرس کا محاصرہ خلاط	
ترکمان ایوامیہ کی سرکشی و سرکوبی	۲۴۵
کرج کا تفلیس پر قبضہ	
تفلیس کا تاراج	
خاموش بن اتابک ازبک	
ارخان اور فرقہ اسمٰعیلیہ	۲۴۶
ارخان کا خاتمہ	
اسمٰعیلیوں کا دامغان پر قبضہ	
سلطان جلال الدین منکبرس اور فرقہ اسمٰعیلیہ	
بیگم جلال الدین منکبرس	۲۴۷
حسام الدین کا شہر خوئی پر قبضہ	
سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاریوں کی جنگ	
تاتاریوں کا محاصرہ اصفہان	۲۴۸
سلطان جلال الدین منکبرس اور غیاث میں کشیدگی	
غیاث الدین کا قلعہ موت میں قیام	۲۴۹
سلطان جلال الدین منکبرس کا محاصرہ قلعہ موت	
غیاث الدین کا قتل	
بہلوانیہ کی بغاوت	
حسام الدین اور وزیر السلطنت	۲۵۰
حورس پر فوج کشی	
خوی کی مہم	
فتوحات وزیر شرف الملک	۲۵۱
قلعہ زونین پر تسلط	

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوان	صفحہ
امیر مقدی کی مخالفت	
امیر مقدی کی اطاعت	۲۵۲
صفی الدین محمد طغرائی	
صفی الدین کی گرفتاری	
تاج الدین بلخی	۲۵۳
صفی الدین کی رہائی	
ضیاء الدین کی معزولی	
بلبان والی خلخالی	۲۵۴
عزالدین خلخالی	
خرت برت کا تاراج	
وزیر شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی	
سلطان جلال الدین اور قبائل قفچاق	۲۵۵
فتح دربند	
سلطان جلال الدین کا صوبہ کستاسفی پر قبضہ	
شروان شاہ کی باریابی	۲۵۶
ایلک خان کا بلاد کرج پر جہاد	
قیدیان بحیرہ کی رہائی	
سلطان جلال الدین کا محاصرہ قلعہ سکان	
خلاط کی مہم	۲۵۷
حسام الدین علی کا قتل	
محاصرہ خلاط	
خلاط پر قبضہ	
عزالدین ازبک کا خاتمہ	۲۵۸
الملک الاشرف والی دمشق	
جہان شاہ ابن طغرل	
جہان شاہ بن طغرل کی گرفتاری	
جلال الدین منکبرس اور ملک الاشرف میں مصالحت	
نصرت الدین کی گرفتاری و رہائی	۲۵۹

عنوان	صفحہ
ہمشیرہ سلطان و ترکمان خاتون	
رکن الدین شاہ کی اطاعت	
سلطان جلال الدین منکبرس کا خطبہ	
عماد الدین بن بہلوان و سلیمان شاہ کی اطاعت	
خلعت و تحائف کی تفصیل	۲۶۰
والی روم کا وفد و تحائف	
قلعہ موت کی مہم	۲۶۱
والی قلعہ موت کی اطاعت	
جہان بہلوان کی ہندوستان سے واپسی	
جہان بہلوان کا قتل	
خراسان کی ویرانی	
تاتاریوں کی آذربائیجان پر فوج کشی	۲۶۲
جنگ بوغرو تاتار	
سلطانی لشکر پر تاتاریوں کا شب خون	
جلال الدین منکبرس کی ماہان سے روانگی	
جلال الدین منکبرس اور وزیر السلطنت	۲۶۳
تاتاریوں کا تبریز اور گنجہ پر قبضہ	
وزیر السلطنت کی گرفتاری و قتل	
گنجہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ	۲۶۴
ملک الاشرف و کیقباد کی جلال الدین منکبرس سے علیحدگی	
تاتاریوں کی پیش قدمی	۲۶۵
تاتاریوں کا سلطانی کیمپ کا محاصرہ	
امیر اوترخان کا انجام	
سلطان جلال الدین منکبرس کی گرفتاری	
سلطان جلال الدین منکبرس کا قتل	۲۶۶
سلطان جلال الدین منکبرس کی سیرت و کردار	
تاتاریوں کی سفاکیاں	
شجرہ ملوک خوارزم	۲۶۷

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہانِ سلجوقی

اور

خوارزم شاہی سلاطین اور فتنۂ تاتار

از

چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

سلجوقی اور خوارزم شاہی خانوادوں کے حالات وکوائف پر مشتمل زیر نظر اوراق یوں تو تاریخ ابن خلدون ہی کا ساتواں حصہ ہے لیکن سچ پوچھئے تو یہ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون جیسے صاحب نظر، محقق مؤرخ کے دردمند دل کی گہرائیوں سے نکلا اور خون جگر میں ڈوبا ہوا مرثیہ ہے انہوں نے یہ طویل، عبرت ناک مرثیہ، عربوں کی عین عنفوان شباب ہی میں واقع ہونے والی موت پر کیا تھا۔

دارالخلافہ کے دمشق سے بغداد میں منتقل ہوتے ہی زوال کے آثار نظر آنے لگے تھے بنوعباس نے اپنے حریف عرب قبیلے بنوامیہ سے عجمی سپاہ کے بل بوتے پر اقتدار چھینا تھا اس لیے ان کی ہمدردیاں شروع ہی سے غیر عربوں کے ساتھ تھیں قلمدان وزارت سے لے کر سول فوج کے تمام بڑے بڑے عہدے ایرانیوں، خراسانیوں اور ترکوں کے ہاتھ میں چلے گئے تھے۔ یہیں سے عرب وعجم کے درمیان بغض اور بدظنی کی فضا پیدا ہوئی ایسی فضا جو مخبروں، چغل خوروں اور چاپلوسوں کو بے حد راس آئی۔

رفتہ رفتہ قصر خلافت کے معتمد محافظوں کو نااہل حکمرانوں کی طبیعت میں اتنا اثر ودخل حاصل ہو گیا کہ خلیفہ وقت ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گیا اور وہ خلافت مآب کو اپنی انگلی کے اشارے سے نچانے لگے، چراغ کے نیچے پھیل جانے والے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں سے شورشوں، سرکشیوں اور بغاوت کے شعلے بلند ہوئے قسمت آزما، فوجی سرداروں نے ''عظیم الشان اسلامی ریاست'' کے چپے چپے پر لوٹ مار اور فتنہ وفساد کا بازار گرم کیا اور خلیفہ وقت کا اقتدار صرف بغداد کی فصیلوں کے اندر محدود ہو کر رہ گیا۔

ماوراء النہر سے مراکش تک پھیلی ہوئی سلطنت پیوند زمین ہو گئی اور اس کے کھنڈروں پر سلجوقی اور خوارزم شاہی خانوادوں نے اپنی اپنی آزاد خودمختار ریاستیں تعمیر کیں اگرچہ ان ملوک الطوائف میں طغرل، سنجر، الپ ارسلان جیسے اور محمد خوارزم شاہ جیسے بڑے پائے کے سپاہی سلطان پیدا کیے جن کے تیور اور تدبر کو دیکھ کر امید پیدا ہو گئی تھی کہ شاید عالم اسلام پر چھائے ہوئے ادبار کا طوفان ٹل جائے لیکن افسوس! یہ حریف، ہم عصر ریاستیں بھی بیرونی دشمن کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کرنے کی بجائے ایک دوسرے کی اکھاڑ پچھاڑ میں مصروف ہو گئیں اور ان کے تمام محدود وسائل باہم آویزش کی نذر ہو گئے۔

یہی وجہ ہے کہ نظام الملک جیسا وزیر باتدبیر اور الپ ارسلان جیسا زمانہ شناس حکمران بھی اس موذی مرض کا کوئی علاج نہ کر سکا جو قومی اتحاد واشتراک کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائے چلا جا رہا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ فطرت نے آج تک اپنا کوئی عمل ادھورا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں چھوڑا ہے اور نہ ہی ان قوموں کو معاف کیا ہے جو نقصان و انتشار کی مجرم ہوں' سلطان اور وزیر کی ناکامیوں میں بھی ترکان خاتون کا ہاتھ کارفرما نظر آتا ہے اس خود غرض اور عاقبت نااندیش ملکہ نے سلطان کی موت کے بعد اپنے ہی ایک بیٹے کے پنجے سے اقتدار کی کرسی کھینچنے اور دوسرے بیٹے کو اس پر بٹھانے کی کوشش میں سامرہ سے سمرقند تک فتنہ وفساد کا ایسا دروازہ کھولا جس پر خان اعظم چنگیز خان کی عرصہ سے نظریں لگی ہوئی تھیں۔

الطائی کی برف پوش چوٹی سے نیچے جھانکتے وقت اسے ماژندران سے مکران اور بلخ سے بدخشاں تک اڑنے والے دھوئیں کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیا اور وہ اسی دبیز پردے کی آڑ لیتا خوں آشام تاتاری بھیڑیوں کے ساتھ ختن اور خطا کی ڈھلانوں سے اترا اور تاشقند سے تبریز تک جس جس راستے سے گذرا دہکتے ہوئے انگاروں اور جلے ہوئے انسانی ڈھانچوں کے انبار لگاتا چلا گیا یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمانوں کی مضبوط منظم حکومت کا نام ونشان مٹ چکا تھا صرف چند سرحدی قلعوں میں برائے نام اکا دکا دستے متعین تھے جنہیں تاتاری طوفان تنکوں کی طرح اڑاتا' خوش حال شہروں پر چنگھاڑتا' بے روک ٹوک بڑھتا چلا آیا۔

ہر شہر نے قلعہ بند ہو کر بھوکے بھیڑیوں سے محفوظ رہنے کے لاکھ جتن کیے لیکن قدرت کا اٹل فیصلہ صادر ہو چکا تھا شہروں پر شہر فتح کرتے چلے گئے عورتوں' مردوں بچوں اور بوڑھوں کو قطار میں کھڑا کر کے موت کے گھاٹ اتارا گیا اور ایک عام شہری سے لے کر حاکم شہر تک کسی مسلمان کی جان و مال اور عزت وآبرو محفوظ نہ رہی۔ مفتوحین سے پونجی بٹورنے کے لیے انہیں فولادی شکنجوں میں طرح طرح کا عذاب دیا گیا دفینوں کے لالچ میں بڑے بڑے بزرگوں' حکمرانوں' اولیاء اللہ کے مقبروں اور مسجدوں کو بھی ڈھا دیا گیا ماں باپ اور جوان بھائیوں کے سامنے عفت مآب بیٹیوں' بہنوں اور خاوندوں کے سامنے پردہ دار بیویوں کی بے حرمتی' معصوم بچوں کے سامنے ماں باپ کا قتل عام' گھر گھر سے اٹھنے والے شعلے' چیخیں' آہیں' فریادیں اور آنسو بھی وحشیوں کو انسانیت کا سبق نہ پڑھا سکے۔

ان کی ہیبت و دبدبے کا یہ عالم تھا کہ بقول علامہ ابن اثیر ''میں اصفہان کے ایک کمرے میں کھڑا کھڑکی سے دیکھ رہا تھا' چند سہمے سہمے سے مسلمان جان بچانے کے لیے گھروں سے نکل کر جامع مسجد کی طرف لپکے کہ ایک تاتاری کی ان پر نظر پڑ گئی وہ چلایا ''ٹھہرو'' اور بارہ پندرہ جوانوں کے قدم شل ہو گئے تاتاری نے دائیں بائیں دیکھا اور مسلمانوں کا کام تمام کرنے کے لیے اسے دور دور تک کوئی چیز دکھائی نہ دی پھر اس نے انہیں اوندھے منہ زمین پر لیٹنے کا اشارہ کیا اور خود ساتھ والے گھر کی طرف بھاگا ذرا دیر بعد ایک زنگ خوردہ درانتی ہاتھ میں اچھالتا نمودار ہوا اور ایک ایک کر کے سب کو ذبح کر ڈالا۔''

لیکن بے کسی اور بے بسی کے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھی جلال الدین خوارزم شاہ کی تلوار بجلی کی طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے وہ مٹھی بھر سرفروشوں کے ساتھ قدم قدم پر تاتاری طوفان سے ناکام ٹکراتا رہا اور آخر کار جب دریائے سندھ کے کنارے پہاڑ پر گھر گیا تو اپنے رہوار سمیت ایک اونچی چٹان سے سندھ کی بپھری ہوئی لہروں پر کود گیا اس کے عزم واستقلال کو دیکھ کر چنگیز خان نے حیرت سے اپنی انگلی منہ میں ڈال لی اور بے اختیار پکار اٹھا'' کاش! ایسا ایک سپاہی میرے لشکر میں بھی موجود ہوتا۔''

سلجوقی اور خوارزمی سلاطین کے واقعات اور تاتاری طوفان کے کوائف و کیفیات پر مشتمل تاریخ ابن خلدون کا ساتواں حصہ عبرت کا مرقع بھی ہے اور درس عبرت بھی' اسے پڑھیے اور اس کی روشنی میں اپنے حال اور مستقبل کا جائزہ لیجیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

۴۰ھ میں نبوت کے سچے جانشینوں کا زمانہ ختم ہوا۔ عنان حکومت پر بنو اُمیہ نے قبضہ کیا۔ خلافت اسلامیہ برائے نام باقی رہی۔ حقیقت میں استبدادیت' بادشاہی اور سلطنت ہوگئی۔ بایں ہمہ مرکزی قوت کا تجزیہ نہیں ہوا ایک ہی ذات جس کو خلیفہ کے نام سے موسوم کرتے تھے دنیائے اسلام کے چپہ چپہ زمین کا واحد حکمران تھا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب جس تیزی سے بڑھ رہا تھا اسی تیزی اور عالمگیری سے بڑھتا رہا' ایشیا' یورپ اور المغرب الاقصیٰ تک پہنچ گیا خود غرضی کا برا ہو کہ پہلی صدی کے خاتمہ پر بنو امیہ کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا عنان حکومت اسلامیہ پر بنو عباس قابض ہوئے ان کا ابتدائی دور حکومت بہ لحاظ فتوحات اور انتظامات اگر ستائش کا مستحق نہیں ہے تو الزام کا بھی مستوجب نہیں ہے زمانہ وسطیٰ میں تمدنی حالت کی ترقی اور اصلی مادی قوت کی تنزلی ہوئی عربوں کی جگہ عجمیوں کا دور دورہ ہوا مرکزی حکومت کا اقتدار باقی نہ رہا چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم ہوگئیں ہر شخص نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی' ایک حکومت کی کئی حکومتیں' ایک سلطنت کی متعدد سلطنتیں' ایک حکمران کے عوض سینکڑوں حکمران اپنی اپنی جگہ پر بن گئے صرف سند حکومت دینے کا اختیار خلافت مآب کے ہاتھ میں رہا خلیفہ وقت ان حکمرانوں کی خود غرضیوں کا نشانہ اور ان کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا ہوا تھا جس کو چاہتے تھے مسند خلافت پر متمکن کرتے تھے اور جو ان کی خود غرضیوں کا سدراہ ہوتا تھا اس کو معزول کرتے تھے برامکہ سے زیادہ بنو بویہ دیلمی نے زور پکڑا۔ آپس کے جھگڑے باہمی نفاق' شیعہ اور سنی کے نزاعات انہیں بنو بویہ کے عہد میں رونما ہوئے رفتہ رفتہ سلاطین سلجوقیہ کا دور آیا۔ انہوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے خلافت کو دبا لیا۔ ممالک اسلامیہ پر قابض ہوئے ان کی حکومت کا سکہ تمام ممالک شرقیہ میں چلنے لگا۔

سلاطین سلجوقیہ میں الپ ارسلان بانی دولت سلجوقیہ' قزل ارسلان' ملک شاہ سلجوقی' سلطان سنجر' قطلمش والیٔ قونیہ و بلاد روم' توران شاہ تاج دار فارس بڑے بڑے اولوالعزم حکمران گذرے ہیں۔ ملوک خوارزم کی سلطنت انہیں سلجوقیوں کی سلطنت کی ایک شاخ ہے انہیں کے زمانہ میں چنگیز خان تاتاری لٹیروں کو لے کر نکلا اور اسلامی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا علامہ امام عبدالرحمٰن ابن خلدون (رحمتہ اللہ علیہ) نے ان کے حالات انساب' خانہ جنگیاں تاتاریوں اور سلجوقیوں کی لڑائیوں کو کمال تحقیق اور تدبر سے اپنی تالیف کردہ کتاب ''العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصر ہم من ذوی السلطان الاکبر'' میں تحریر کیا ہے۔

ترجمہ تاریخ کی چودھویں جلد کتاب مذکور کے ایک حصہ کا ترجمہ ہے جس میں انہیں خونی داستانوں کا تذکرہ ہے قدر دانانِ فن تاریخ کی خدمت میں کمال دیدہ ریزی' جاں سوزی اور محنت شاقہ کے بعد پیش کی جاتی ہے توقع یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ قبولیت عامہ کے زیور سے اس کو مزین و آراستہ فرمائے گا' قوم کی گری ہوئی حالت کا سنوارنے والا وہی ہے شاید اس کے مطالعہ سے قوم کو عبرت کا سبق حاصل ہو' نفاق' حسد' خود غرضی اور قوم فروشی کی صفات مذمومہ ترک ہو جائیں۔ وَما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز

الہ آباد

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۴۸ھ

احمد حسین الہ آبادی غفر اللّٰہ ذنوبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱

دولتِ سلجوقیہ

سلطان ملک شاہ بن سلطان الپ ارسلان

سلجوقی ترکوں کا نسب: سلاطین سلجوقیہ نے ممالک اسلامیہ پر غلبہ حاصل کرلیا تھا۔ ان کی حکومت کا سکہ تمام ممالک مشرقیہ میں حدود مصر تک چل رہا تھا۔ انہوں نے خلافت بغداد پر جابرانہ قوت حاصل کرلی تھی۔ عہد خلافت خلیفہ قائم بامر اللہ سے اس زمانہ تک کے حالات اور جیسی جیسی ان کی حکومتیں تمام عالم میں پھیلی ہوئی تھیں ہم ان تمام حکومتوں کے واقعات تحریر کرتے ہیں اور یہ بھی ظاہر کریں گے کہ انہوں نے علماء کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور انہیں کس طرح ادائے فرض منصبی سے باز رکھا۔ اسی سلسلہ میں ان حکومتوں کا ذکر بھی تحریر کیا جائے گا جو ان کی حکومت سے نکلی اور پیدا ہوئی تھیں۔

ہم اوپر سلسلہ انساب عالم میں ترکوں کا نسب لکھ آئے ہیں کہ یہ کومر بن یافث کی اولاد سے ہیں جو کہ یافث کے ان سات لڑکوں میں سے ایک لڑکا ہے جن کا ذکر توریت میں آیا ہے اور وہ ساتوں[1] لڑکے یہ ہیں۔ ''ماداق' ماذائے' ماغوغ' قطوبال' ماشخ' طیراش' کومر۔'' ابن اسحٰق نے ان میں سے چھ لڑکوں کا ذکر کیا ہے۔ ماذائے کو چھوڑ دیا ہے۔ یہ بھی توریت میں ہے کہ کومر کے تین لڑکے تھے ''توغرماء اشکان اور ریعاث'' اسرائیلیات میں لکھا ہے کہ افرنج (فرانس) ریعاث کی اولاد سے ہے۔ صقالبہ اشکان کی اور خزر توغرما کی' لیکن علماء نسب اسرائیلیں کے نزدیک صحیح ہے کہ خزر اور ترکمان ایک ہیں اور ترکوں کی تمام شاخیں کومر کی اولاد سے نکلی ہیں لیکن یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ کومر کے تین لڑکوں میں سے یہ کس لڑکے کی نسل سے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ توغرما کی اولاد سے ہیں بعض علماء نسب کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ ابن سعید نے ان لوگوں کو ترک بن غامور بن سویل کی طرف نسباً منسوب کیا ہے لیکن بظاہر یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور غامور کتابت کی غلطی ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے رہا سویل' تو کسی نے اس کا یافث کی اولاد میں ذکر نہیں کیا۔ ان سب باتوں کو ہم تحریر کر آئے ہیں۔

ترکوں کی نسلی شاخیں: ترکوں کی بہت سی شاخیں اور متعدد جنسیں ہیں۔ انہیں میں سے روس اور اعلان ہے۔ اعلان کو ابلان بھی کہتے ہیں' جفشاخ (جو قفچاق کے نام سے مشہور ہیں) بیاطلہ' خلج اور غز (جن میں سے سلجوقیہ اور ختا ہیں' جن کی سکونت سرزمین طمغاج میں تھی) یمک' قور' ترکس' ارکس اور ططر (جن کو طغر غز بھی کہتے ہیں) انہیں ترکوں کی نسلی شاخیں ہیں

---

[1] مصحح لکھتا ہے کہ جو نسخے کتاب کے ہمارے ہاتھوں میں ہیں ان میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن یہ اس کے خلاف ہے جو جلد اول کتاب ثانی میں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن روم کی ہمسایہ قومیں انہیں (یعنی ططر کو) ترکوں میں داخل نہیں کرتیں۔

ترکوں کا مسکن: سمجھ لیجئے کہ ترکوں کی قوم دنیا کی بڑی قوموں میں داخل ہے۔ کوئی قوم ان سے زیادہ بڑی نہیں ہے۔ عرب، معمورہ عالم میں جانب جنوب اور ترک اس کے شمال میں آباد ہیں۔ ترکوں نے اقالیم ثلاثہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں اقلیم کے نصف طول پر حدود مشرق تک قبضہ کر رکھا تھا اور اس کے مالک و حکمران بنے ہوئے تھے۔ ابتداء ان کا مسکن مشرق میں لب دریا ملک چین اور اس کے بالائی ممالک میں جنوباً ہند تک اور اس کے نیچے شمالاً سد یاجوج اور ماجوج تک تھا (بعض مؤرخوں کا خیال ہے کہ یاجوج و ماجوج ترکوں میں سے ہیں) اور آخر میں انہوں نے اپنے قیام کے لیے جانب مغرب بلاد صقالبہ کو تا خلیج قسطنطنیہ اختیار کیا۔ بلاد صقالبہ اور رومہ سے ملا ہوا ہے۔ جانب جنوب ان کا مسکن بلاد قور قریب نہر اس کے بعد خراسان، آذربائیجان اور خلیج قسطنطنیہ تھا اور آخر میں شمالی ممالک میں بلاد فرغانہ، شاش اور ان کے علاوہ بلاد شمالیہ کو جن کے نام بُعد مسافت کے باعث معلوم نہیں ہو سکے انہوں نے اپنے قیام و مسکن کے لیے منتخب کیا اور ان حدود کے درمیان بلاد غزنی، نہر جیحون، بلاد خوارزم، سرحد چین، بلاد قفچان، روس اور خلیج قسطنطنیہ شمال غرب میں بھی یہی ترک آباد اور سکونت پذیر تھے۔

سلطان الپ ارسلان: انہیں ترکوں کا ایک بڑا گروہ جن کی تعداد ان کے خالق کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ خانہ بدوشوں کی طرح اونی خیموں میں زندگی گذارتا تھا اور یہ لوگ انہی ممالک کے اطراف و جوانب میں بود و باش رکھتے تھے ان کا گزر دیار بکر کی طرف ہوا۔ والیٔ دیار بکر نصر بن مروان شہر سے باہر آیا اور ایک لاکھ[1] دینار شاہی دربار میں پیش کیے۔ جب سلطان کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ والیٔ شہر نے اتنی کثیر رقم رعایا سے وصول کی ہے تو اس نے اسے واپس دے دی۔ اس کے بعد آمد پہنچا اور وہاں کے رہنے والوں کو امان دی۔ شہر پناہ کا چکر لگایا۔ اپنے ہاتھوں سے شہر پناہ کی دیوار کو چھوتا تھا اور اسے اپنے چہرہ پر مسلمانوں کی سرحد کا تبرک سمجھ کر پھیرتا تھا۔ اس کے بعد الرہا کی طرف روانہ ہوا اور اس کا بھی محاصرہ کیا۔ اہل الرہا نے شہر کے دروازے بند کر لیے۔ اس کے بعد حلب کی جانب قدم بڑھایا۔ والیٔ حلب ''محمود'' نے اپنے سپہ سالار ریعول کو اس کے پاس بھیجا اور اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کا وعدہ کیا اور حاضری کی معذرت کی۔ سلطان نے اس معذرت کو قبول نہیں کیا اور یہ ارشاد کیا کہ وہ ہمارا نام خطبہ میں کس طرح داخل کر سکتا ہے کیونکہ وہ اذان میں ''حی علیٰ خیر العمل'' کہتا ہے اس سے کہہ دو کہ تم کو بادل ناخواستہ حاضر ہونا پڑے گا محمود نے حاضری سے انکار کیا سلطان نے حصار میں سختی شروع کی۔ والیٔ حلب (محمود) تنگ ہو کر رات کے وقت مع اپنی ماں منیعہ بنت وثاب نمیری سلطان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے اس کی بڑی عزت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور

---

[1] اس مضمون کا سابقہ مضامین سے کچھ ربط و تعلق نہیں ہے شاید مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر خالی جگہ چھوڑ دی تھی کاتب نے کچھ خیال نہیں کیا جیسا کہ سمجھ کر پڑھنے والوں پر یہ امر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یہ اس واقعہ کا خلاصہ ہے جسے شیخ عطار نے لکھا ہے کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ سلطان الپ ارسلان سے متعلق ہے جیسا کہ علامہ ابن اثیر نے تاریخ کامل میں سلطان الپ ارسلان کے قبضہ حلب کے ضمن میں اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر کیا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۳ مطبوعہ لیدن (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے اس کے شہر کی طرف واپس کر دیا۔

سلطان الپ ارسلان کا خلاط پر جہاد: ارمانوس نامی رومیوں کا بادشاہ ان دنوں قسطنطنیہ پر حکومت کر رہا تھا۔ اس کی طبیعت میں شرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بلاد اسلامیہ کے سرحدی شہر ہمیشہ خطرے میں رہتے تھے ۴۶۲ھ میں فوج مہیا کر کے ملک شام پر چڑھائی کر دی۔ شہر منبج کو جا کر گھیر لیا۔ قتل و خون ریزی' لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا محمود بن صالح بن مرداس کلابی اور ابن حسان طائی نے اپنی اپنی قوموں اور عربوں کو جوان کے قرب و جوار میں تھے جمع کر کے مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ رومی لشکر نے نہایت برے طور سے انہیں شکست دی اور ارمانوس قسطنطنیہ واپس آیا۔ اس کے بعد (۴۶۳ھ میں) پھر ارمانوس نے دو لاکھ فوج کے ساتھ بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا۔ اس فوج میں رومی' فرانس' روس' کرخ اور وہ عرب بھی شامل تھے جو ان کے ممالک یا ان کے ممالک کے قرب و جوار میں رہتے تھے چنانچہ ملاز کرد (صوبہ خلاط کے شہر) پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی (صوبہ آذربائیجان) میں حلب سے واپس ہو کر مقیم تھا اس خبر دہشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے حرم اور اسباب کو اپنے وزیر السلطنت نظام الملک طوسی کے ہمراہ ہمدان بھیج دیا اور بذاتہ پندرہ ہزار جنگ آوروں کو لیے ہوئے ارمانوس سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔ سلطانی مقدمتہ الجیش سے ارمانوس کا رومی ہراول دستہ مدمقابل ہوا' پہلے ہی حملے میں لشکر اسلام نے رومیوں کو شکست دی' اس کے بعد بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بارگاہ سلطانی میں بھیج دیا سلطان نے اس کی ناک کٹوا دی اور اس کے مال و اسباب اور آلات حرب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس روانہ کر دیا (اور یہ ہدایت کر دی کہ دارالخلافت بغداد بھیج دینا)

---

[1] اسلامی مقدمۃ الجیش کی کامیابی کے بعد مرکب سلطانی کا لشکر ارمانوس سے مقابل ہوا۔ سلطان نے رومی بادشاہ کے پاس پیام صلح بھیجا۔ رومی بادشاہ نے جواب دیا ''رائے دیدو تاکہ مصالحت ہو جائے'' سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ فقیہ ابونصر محمد بن عبدالملک بخاری نے عرض کیا'' آپ تو دین کی خاطر لڑتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے امداد کا وعدہ فرمایا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی کا سہرا آپ کے سر رہے گا۔ جمعہ کے روز جس وقت خطیب منبروں پر خطبہ پڑھنے کو جاتے ہیں اس وقت آپ حملہ کیجئے کیونکہ اس وقت وہ لوگ مجاہدوں کی فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے ہیں۔'' چنانچہ سلطان نے اسی وقت حملہ کی تیاری کی' فوج کو جمع کر کے ایک پر جوش تقریر کی' تقریر نہایت پر جوش تھی خود بھی رو اٹھا' لشکری بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ سب نے خشوع و خضوع سے دعائیں کیں' سلطان نے دعا سے فارغ ہو کر لشکریوں کو مخاطب ہو کر کہا'' جو شخص واپس جانا چاہے وہ بلا تامل چلا جائے میں اس وقت بادشاہ نہیں ہوں' میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے جنگ کا ارادہ کر لیا ہے'' لشکریوں نے سینہ سپر ہو کر کہا'' ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی کو تیار ہیں'' المختصر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ بے شمار عیسائی مارے گئے اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی بادشاہ گرفتار ہو کر بارگاہ سلطانی میں پیش ہوا۔ دس لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ لے کر سلطان نے اس کو رہا کیا اور یہ شرط کر لی کہ جس قدر مسلمان بلاد روم میں قید ہیں سب کے سب رہا کر دیئے جائے اور پچاس برس کے لیے صلح کی جائے۔ رومی بادشاہ نے اسے نہایت خوشی سے قبول و منظور کیا۔ سلطان نے دس ہزار دینار اس کو سفر خرچ کے لیے مرحمت کیے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴' ۴۵ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمرقند کی جانب پیش قدمی: اس کے بعد سلطان سمرقند کی جانب بڑھا۔ تکین والی سمرقند شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ صلح کا پیغام دیا۔ چنانچہ ملک شاہ نے اس سے مصالحت کر لی۔ بلخ اور طغارستان کی حکومت اپنے بھائی شہاب الدین کو عنایت کی اور خراسان ہوتا ہوا رے کی طرف روانہ ہوا۔

قاردت بک اور سلطان ملک شاہ کی جنگ: قاروت بک برادر الپ ارسلان، کرمان کا حاکم تھا جب اپنے بھائی سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے تاج و تخت شاہی پر قبضہ کرنے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھایا۔ اتفاق یہ کہ اس کے پہنچنے سے پہلے سلطان ملک شاہ اور نظام الملک وزیر السلطنت رے پہنچ گیا تھا۔ مسلم بن قریش، منصور بن دبیس اور بہت سے امراء اکراد موکب سلطانی کے ساتھ تھے۔ (۴ شعبان ۴۶۵ھ میں) قاروت بک اور سلطان ملک شاہ سے مقام ہمدان میں مقابلہ ہوا۔ قاردت بک کو شکست ہوئی گرفتار ہو کر امام سعد الدولہ گوہر آئین کے روبرو پیش کیا گیا۔ امام سعد الدولہ نے اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گیا۔ لیکن کرمان کی حکومت اسی کے لڑکے کو دی۔ ان لوگوں کو جائزے اور خلعت عطا کیے عربوں اور کردوں کو بھی جاگیریں اور انعام دیئے۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے موقع جنگ پر نمایاں خدمتیں انجام دی تھی۔

مسلم بن قریش کی اطاعت: چونکہ سلطان الپ ارسلان، شرف الدولہ سے ناراض تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کو شرف الدولہ کے پاس موصل روانہ کیا تھا کہ اس کو اپنے ہمراہ سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں لے جا کر میری سفارش کر کے باہم صفائی کرا دو۔ چنانچہ نقیب النقباء شرف الدولہ کو اپنے ساتھ لیے ہوئے سلطان الپ ارسلان کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں سلطان الپ ارسلان کے مرنے کی خبر ملی تو ان لوگوں نے ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی حاصل کی اور شریک جنگ قاروت بک ہوئے۔ مسلم بن قریش نے ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری اس سے پہلے ہی قبول کر لی تھی۔ باقی رہا بہاء الدولہ منصور بن دبیس، یہ اس وجہ سے سلطانی موکب میں تھا کہ اس کے باپ نے کچھ مال، سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اس کی معرفت بھیجا تھا۔ جس وقت یہ بارگاہ سلطان میں حاضر ہوا اس وقت سلطان جنگ قاروت بک پر جا رہا تھا۔ یہ بھی اس کی رکاب میں روانہ ہوا اور جنگ قاردت بک میں حصہ لیا۔

خلیفہ مقتدی بامر اللہ: اس کے بعد ایاز برادر سلطان ملک شاہ نے بمقام بلخ ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ سلطان ملک شاہ نے اس کے بیٹے کو ۴۶۷ھ تک اپنی کفالت میں رکھا۔ اسی سنہ کے ۱۵ شعبان میں خلیفہ قائم بامر اللہ نے اپنی خلافت کے پینتالیس برس پورے کر کے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس کا کوئی لڑکا موجود نہ تھا صرف ایک پوتا تھا جو مقتدی بامر اللہ عبد اللہ ابن محمد کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کا باپ محمد بن قائم بامر اللہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا جس کا لقب ذخیرۃ الدین تھا اور کنیت ابو العباس تھی۔ سنہ[1] میں وفات پا چکا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے وفات کے وقت اپنے پوتے عبد اللہ محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا چنانچہ وفات کے وقت خلافت مآب، اراکین دولت، موید الملک بن نظام الملک وزیر

[1] ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۶۶ھ کے واقعات میں لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۶۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلطنت فخر الدولہ بن جہیر اور اس کا بیٹا عمید الدولہ، شیخ ابو اسحٰق شیرازی، نقیب النقباء طراد اور قاضی القضاۃ دامغانی نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر حسب ولی عہدی خلیفہ قائم بامر اللہ، مقتدی بامر اللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی، خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر فخر الدولہ بن جہیر کو بدستور عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور اس کے بیٹے عمید الدولہ کو سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت لینے کے لیے روانہ کیا۔ واللہ الموفق للصواب۔

اتسز کا محاصرہ دمشق: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اتسز نے رملہ اور بیت المقدس پر ۴۶۱ھ میں قبضہ کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا تھا۔ محاصرے کے بعد کچھ سوچ سمجھ کر واپس آ گیا لیکن دمشق کے اطراف میں غارت گری اور لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا۔ کوئی سال ایسا نہ تھا کہ جس میں اس نے اطراف دمشق کو تاخت و تاراج نہ کیا ہو۔ یہاں تک کہ ۴۶۷ھ کا دور آ گیا۔ ماہ رمضان میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا اور چند روز بعد محاصرہ اٹھا کر واپس ہو گیا۔

اتسز کا دمشق پر قبضہ: والیٔ دمشق معلیٰ بن وحید جو خلیفہ مستنصر علوی مصری کی طرف سے دمشق پر مامور تھا دمشق چھوڑ کر بھاگ نکلا فوج اور رعایا نے اس کے ظلم و جور سے تنگ آ کر اس کے خلاف بلوہ کر دیا۔ معلیٰ، دمشق سے نکل کر بانیاس پہنچا پھر بانیاس سے نکل کر صور میں جا کر دم لیا صور سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مصری نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور قید ہی میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اہل دمشق نے معلیٰ کے بھاگ جانے کے بعد انتصار بن سبج مصمودی ملقب بہ نصیر الدولہ کو اپنا والیٔ مقرر کیا۔ رسد و غلہ کی کمی کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی اور پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اتسز کو موقع مل گیا۔ ماہ شعبان ۴۶۸ھ میں دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے مقابلہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ امان کی درخواست کی۔ انتصار کو دمشق کی جگہ قلعہ بانیاس اور شہر یافہ جو ساحل پر ہے دے دیا اور ماہ ذی القعدہ میں دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ جامع دمشق میں پڑھا۔ اذان میں ''حی علیٰ خیر العمل'' کہنے کی ممانعت کر دی اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔

اتسز کی مصر پر فوج کشی: ۴۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر فوج کشی کی اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ روزانہ جنگ سے اہل مصر کو تنگ کرنے لگا۔ خلیفہ مستنصر علوی نے بادیہ نشینان عرب سے امداد کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے امداد کا وعدہ کیا۔ ادھر سے بدر جمالی عساکر قاہرہ کو لے کر مقابلہ پر آیا۔ ادھر سے بادیہ نشینان عرب حسب وعدہ کمک پر آ گئے۔ اتسز کو شکست ہوئی بہ ہزار خرابی جان بچا کر بیت المقدس کی طرف بھاگا۔ اہل بیت المقدس نے اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں خوب رنگ دکھائے تھے۔ جن لوگوں کو اتسز بیت المقدس چھوڑ گیا تھا ان کو محراب داؤد میں محصور کر رکھا تھا اور طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتوں میں ان کو مبتلا کر رکھا تھا۔ اہل بیت المقدس، اتسز کی آمد کی خبر سن کر محفوظ مقامات میں قلعہ نشین ہو گئے۔ اتسز نے بہ زور تیغ ان کو زیر کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزار ہا موت کی نذر ہو گئے جو لوگ مسجد اقصیٰ میں جا چھپے تھے وہ بھی اس قتل و خونریزی سے جانبر نہ ہو سکے۔

اتسز کے نام کی صحت ہم اوپر کر آئے ہیں۔ اہل شام اس کو اقسیس (یا انسیس) کہتے تھے لیکن صحیح اتسز ہے۔ یہ ترکی نام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتسز کا قتل: القصہ سلطان ملک شاہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تتش بن الپ ارسلان کو بلاد شام کی حکومت عنایت کی اس کے علاوہ ان شہروں کی حکومت بھی اسے عطا کی جن پر وہ اس علاقہ میں اپنے زور بازو سے قبضہ کرے۔ چنانچہ تتش نے اولاً حلب کا قصد کیا اور حلب پر پہنچ کر محاصرہ کیا اس کی رکاب میں ترکمانوں کا بہت بڑا گروہ تھا انہی دنوں بدر جمالی نے جو کہ مصر پر غالب ہو رہا تھا ایک بڑی فوج محاصرہ دمشق کے لیے روانہ کی تھی۔ اتسز نے اس خبر سے مطلع ہو کر تتش سے جو کہ حلب کا محاصرہ کیے تھا امداد کی درخواست کی۔ تتش محاصرہ حلب سے دست کش ہو کر اتسز کی مدد کو آ پہنچا۔ مصری لشکر مقابلہ نہ کر سکا۔ دمشق سے بھاگ گیا جس وقت تتش قریب دمشق پہنچا۔ اتسز نے اس کا استقبال نہ کیا اور دمشق میں تتش کے ورود کا منتظر رہا اور قریب شہر پناہ تتش سے ملاقات کی، تتش کو اتسز کی یہ بدتمیزی ناگوار گزری۔ غصہ کا اظہار کیا۔ اتسز نے بادل ناخواستہ معذرت کی۔ تتش نے اسی وقت اسے قتل کر ڈالا۔ اس طرح دمشق اور تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ تتش کا لقب تاج الدولہ تھا۔

تاج الدولہ تتش کا محاصرہ حلب: اس کے بعد تتش نے ۴۷۲ھ میں حلب کا دوبارہ محاصرہ کیا۔ چند روز بعد محاصرہ اٹھا کر مراغہ اور بیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے دمشق کی جانب واپس ہوا۔ تتش کے محاصرہ اٹھا لینے کے بعد مسلم بن قریش، حلب آیا اور اس کا مالک بن بیٹھا جیسا کہ مسلم بن قریش کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد مسلم بن قریش نے سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر کر دی۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی طرف سے اسے حلب کی سند حکومت عطا کی۔

مسلم بن قریش کا دمشق پر حملہ: آخر ۴۷۴ھ میں مسلم بن قریش نے دمشق کا محاصرہ کیا لیکن چند روز بعد محاصرہ اٹھا لیا۔ مسلم بن قریش کی واپسی کے بعد تتش نے دمشق سے خروج کیا۔ ساحل شامی کی طرف بڑھا۔ چنانچہ طرسوس کو فتح کر کے دمشق واپس آیا پھر ۴۷۹ھ میں تاج الدولہ تتش نے رومی شہروں پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی۔ مسلم بن قریش کو اس کی خبر لگ گئی خالی میدان دیکھ کر دمشق پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں مسلم بن قریش کے ساتھ عربوں اور کردوں کی بہت بڑی جماعت تھی خلیفہ مصر نے بھی امداد کا وعدہ کیا تھا مگر یہ امدادی فوج، مسلم بن قریش کے واپس آنے کے بعد پہنچی۔ تتش کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے رومی شہروں کا ارادہ ترک کر دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا مسلم سے پہلے دمشق پہنچ گیا۔ مسلم نے دمشق پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ تتش اپنی فوجوں کو مرتب کر کے محاصرہ اٹھا دینے کی غرض سے شہر سے باہر نکلا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ مسلم کو اس واقعہ میں شکست ہوئی۔

تتش کی بغاوت: اسی اثناء میں مسلم کو یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اس کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ بحال پریشان مرج الصفر سے اپنے دارالحکومت کی جانب واپس ہوا اس کے بعد امیر الجیوش نے مصر سے فوجیں مرتب کر کے ۴۷۸ھ میں دمشق پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل دمشق نے قلعہ بندی کر لی۔ امیر الجیوش اپنا سا منہ لے کر واپس ہو کر سلطان کے بھائی تتش سے جا ملا[1]..... اس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ علم بغاوت بلند کر دیا۔ مرداالرد اور مرداالشاہجہان وغیرہ پر قبضہ کر

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خراسان پر قبضہ کے ارادے سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان کو اس کی خبر لگ گئی۔ تکش کے پہنچنے سے پہلے سلطان نیشاپور پہنچ گیا۔ تکش ناکام واپس ہوا اور ترمذ میں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اس پر محاصرہ کیا۔ تکش نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست کی اور ان تمام لشکریوں کو جو شاہی فوج اس کے پاس قید تھے آزاد کر دیا اور ترمذ سے نکل کر بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی' گلے لگایا۔

تکش کا مرد الرود پر قبضہ: اس کے چند روز بعد ۴۷۷ھ میں تکش کے دماغ میں پھر بغاوت کا سودا سمایا' مرد الرود پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور بڑھتے بڑھتے سرخس کے قریب پہنچ گیا اور قریب سرخس اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جو مسعود ابن امیر فاخر کے قبضہ میں تھا مسعود میں مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ قریب تھا کہ قلعہ کو تکش کے حوالہ کر دیتا۔ اتفاق سے ابوالفتوح طوسی (یہ نظام الملک وزیر السلطنت کا مصاحب تھا) کو ایک تدبیر سوجھی ابوالفتوح ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ اس نے ایک خط نظام الملک طوسی کی طرف سے مسعود والیٔ قلعہ کو اس مضمون کا لکھا کہ ''تم گھبراؤ نہیں پورے دم وخم سے مقابلہ پر اڑے رہو میں بہت جلد سلطانی موکب کے ہمراہ تمہاری مدد کو پہنچ رہا ہوں اور دشمنوں کو مار کر بھگا دوں گا'' یہ خط ایک سانڈنی سوار کو دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم تکش کی فوج سے ہو کر گزرنا۔ اجنبی سمجھ کر تم کو گرفتار کر لیں گے۔ جب تک پر تشدد زیادہ ہو اور قتل کی دھمکی دی جائے تب تم یہ خط دینا اور پوچھ گچھ کے وقت کہہ دینا کہ ''سلطان ملک شاہ' رے سے ایک بڑی فوج لے کر مسعود کی امداد کو روانہ ہو گیا ہے۔'' چنانچہ سانڈنی سوار نے ایسا ہی کیا۔

تکش کا انجام: چونکہ ابوالفتوح کا خط نظام الملک وزیر السلطنت کے خط سے بے حد مشابہ تھا اس وجہ سے تکش کو یقین ہو گیا کہ یہ خط ضرور نظام الملک کا ہے اب خیر نہیں ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر انتہائی بے سروسامانی سے قلعہ رنج کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ اتنے بھی ہوش وحواس قائم نہ رہے کہ خیمے اور سامان ساتھ لے جاتا۔ چولھے پر ہانڈیاں چڑھی ہوئی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اہل قلعہ نے دوسرے دن قلعہ سے نکل کر جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے تین مہینہ کے بعد سلطان ملک شاہ آیا اور اس نے تکش کا محاصرہ کیا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے تکش کو اپنے بیٹے احمد کے حوالہ کر دیا احمد نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور جیل میں ڈال دیا۔ مختصر یہ کہ اس طریقہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے اقرار اور قسم کو بھی نہ توڑا۔[1]

شیخ ابواسحاق شیرازی کی سفارت: چونکہ عمید العراق ابوالفتح بن ابواللیث والیٔ عراق خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے ساتھ بدمعاملگی اور کج ادائی سے پیش آتا تھا اس وجہ سے خلافت مآب نے (ماہ ذی الحجہ ۴۷۵ھ میں) شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کا خط دے کر اصفہان روانہ کیا۔

---

[1] ملک شاہ نے تکش سے اقرار کیا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ میں تمہیں کسی قسم کی ایذا نہ دوں گا۔ چنانچہ تکش نے اسی عہد واقرار کی بناء پر اپنے کو سلطان کے حوالہ کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان کو تکش کی ایذا دہی اور قید کرنے کی فکر ہوئی فقہاء نے فتویٰ دیا کہ آپ اس کو اپنے بیٹے احمد کو دیدیجئے وہ اس کے ساتھ سب کچھ کر سکے گا آپ بری الذمہ رہیں گے چنانچہ سلطان نے ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ کے ہمراہ اس سفارت میں امام ابوبکر شاشی وغیرہ نامی گرامی علماء تھے جن شہروں کی طرف سے شیخ موصوف کا گذر ہوتا تھا وہاں کے رہنے والے ان کا اس جوش و مسرت سے استقبال کرتے تھے کہ جو بیان نہیں کیا جا سکتا لوگوں کے اژدہام کی یہ حالت تھی کہ تل رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی تھی۔ شیخ کی رکاب کو چھوتے تھے۔ ان کے گھوڑے کے قدم کی مٹی تبرکاً لیتے تھے اور جو کچھ ان کے پاس درہم' دینار اور چاندی سونے کے سکے موجود تھے۔ شیخ پر نثار کرتے تھے صنعت و حرفت اور تجارت پیشہ والے بھی اپنی مصنوعات اور تجارتی اسباب نہایت کشادہ پیشانی سے بے دریغ لٹا رہے تھے شیخ اس خوشی و مسرت کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرتے تھے الغرض اس طرح کوچ و قیام کرتے ہوئے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلافت مآب کا پیام پہنچایا' سلطان ملک شاہ نے جتنے مطالبات تھے سب کو قبول کیا اور عمید العراق کا تعلق جس قدر خلافت مآب سے تھا ان سب کو منقطع کر دیا۔ اس کے بعد شیخ' وزارت مآب نظام الملک کے دربار میں حاضر ہوئے۔ امام الحرمین سے مناظرہ ہو گیا جس کے واقعات مشہور ہیں۔

عمید الدولہ کی وزارت: ۴۶۱ھ میں نظام الملک نے فخر الدولہ ابونصر بن جہیر کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وزارت سے معزول کر دیا تھا عمید الدولہ بن فخر الدولہ نے وزیر السلطنت نظام الملک کے دربار میں حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ نظام الملک اس سے راضی ہو گیا اور خلافت مآب سے اس کے قصور کی معافی اور دوبارہ عہدہ وزارت پر مقرر کیے جانے کی سفارش کی خلافت مآب نے عمید الدولہ کو قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اور اس کے باپ کو بدستور معزول رکھا جیسا کہ اوپر خلفاء بغداد کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

خلیفہ مقتدی کا سلطان کی لڑکی سے عقد: ۴۷۴ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ (وزیر) کو سلطان ملک شاہ کے پاس اس کی بیٹی سے اپنی منگنی کرنے کو روانہ کیا چنانچہ فخر الدولہ' سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان پہنچا اور خلیفہ مقتدی کا پیام سلطان کو دیا سلطان نے اپنی بیٹی کا عقد خلافت مآب کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر معجّل پر کر دیا فخر الدولہ بغداد کی طرف واپس ہوا۔

عمید الدولہ کی معزولی: پھر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے فخر الدولہ کے بیٹے عمید الدولہ کو وزارت کے عہدہ سے معزول کر دیا۔[1] اتفاق یہ کہ جس دن عمید الدولہ معزول کیا گیا اسی دن سلطان اور نظام الملک کا خط بنو جہیر (عمید الدولہ وغیرہ) کی طلبی کا صادر ہوا چنانچہ بنو جہیر اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلطان کے پاس چلے گئے۔ سلطان بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا فخر الدولہ کو دیار بکر کی حکومت عطا کی اور فخر الدولہ کے ہمراہ ایک فوج دیار بکر کو بنو امروان کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کی اور اس امر کی اجازت دی کہ ''تم اس کے محاصل کو اپنے صرف میں لاؤ خطبہ میں اپنا نام داخل کر لو اور سکہ بھی اپنے نام کا مسکوک کراؤ'' چنانچہ فخر الدولہ اس کر و فر کے ساتھ شاہی لشکر لیے ہوئے دیار بکر کی طرف بڑھا۔

---

[1] فخر الدولہ کی معزولی کے بعد وزارت عظمیٰ ابوالفتح مظفر ابن رئیس الرؤسا کو مرحمت ہوئی۔ یہ محکمہ تعمیرات کا وزیر تھا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۳

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخر الدولہ کا موصل پر قبضہ ابن مردان والیٔ دیار بکر کو اس کی خبر لگ گئی۔ گھبرا گیا۔ مسلم بن قریش سے امداد کی درخواست کی اور اس صلہ میں ایک خاص امر (آمد[1] کے دینے) کا اقرار کیا دونوں نے قسمیں کھائیں اور ابن جہیر سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے ابھی جنگ کا آغاز نہ ہوا تھا کہ سلطان نے ابن جہیر' ابن مردان سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ ارتق کو یہ امر شاق گزرا فوراً حملہ کر دیا لڑائی چھڑ گئی عربوں اور کردوں کو شکست ہوئی۔ ان کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ مسلم بن قریش کسی طرح جان بچا کر آمد پہنچا فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور چاروں طرف سے آمد کا محاصرہ کر لیا مسلم بن قریش نے اس امر کو محسوس کر کے اب میں گرفتار ہوا چاہتا ہوں امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ سے جس قدر مال چاہو لے لو اور مجھے نکلنے کا راستہ دیدو امیر ارتق اس امر پر راضی ہو گیا کہ مسلم بن قریش آمد کو خیر باد کہہ کر رقہ کی طرف چلا گیا اور ابن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا۔ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا صدقہ' ابن جہیر سے علیحدہ ہو کر خلاط کی جانب واپس ہوئے۔

سلطان کو جب اس امر کی اطلاع پہنچی کہ مسلم بن قریش کا آمد پر محاصرہ کر لیا گیا ہے تو اس نے عمید الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اسی مہم میں عمید الدولہ کے ہمراہ اقسنقر قسیم الدولہ بھی تھا۔ جسے سلطان نے اس کے بعد حلب کی حکومت عنایت کی تھی۔ قصہ مختصر عمید الدولہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں امیر ارتق مل گیا وہ بھی عمید الدولہ کے ہمراہ موصل کی مہم پر واپس ہو گیا جس وقت شاہی لشکر موصل پہنچا۔ عمید الدولہ نے اہل موصل کے پاس صلح کی صورت میں انعامات اور عدم صلح کی صورت میں جنگ کا پیام بھیجا۔ اہل موصل نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور اطاعت قبول کر لی۔

مسلم بن قریش کی اطاعت سلطان بنفس نفیس اپنا لشکر ظفر پیکر لیے ہوئے مسلم بن قریش کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلم بن قریش کو محاصرہ سے نجات مل گئی تھی اور وہ رحبہ کے متصل مقیم تھا سلطان نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھی۔ موید الملک بن نظام الملک کو خط دے کر مسلم بن قریش کے پاس بھیجا۔ مسلم نے شاہی خط کو سر اور آنکھوں سے لگایا اور وفد لے کر مقام بواز یج میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اسے خلعت خوشنودی سے سرفراز فرمایا اور اسے اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور خود اپنے بھائی تتش سے جنگ کرنے کے لیے (خراسان کی طرف) روانہ ہوا جس کا ذکر آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

فتح انطاکیہ سلیمان بن قطلمش بن اسرائیل بن سلجوق والیٔ قونیہ واقصرا نے بلاد روم سے ملک شام کو تباہ و برباد کرنے کی غرض سے قدم بڑھایا۔ ۳۵۸ھ سے انطاکیہ رومی بادشاہ کے قبضہ میں تھا فردوردس نامی عیسائی بادشاہ اس کا حکمران تھا۔ فردوردس کا اخلاق اچھا نہ تھا۔ نہایت درجہ کا ظالم اور بد اطوار تھا۔ رعایا اور لشکری اس سے نالاں تھے اپنے لڑکے کو بھی قید کر دیا تھا اس نے افسر اعلیٰ پولیس سے جو فردوردس کی طرف سے انطاکیہ کی حفاظت پر مامور تھا ساز باز پیدا کیا۔ چنانچہ دونوں نے متفق ہو کر ۴۷۷ھ میں سلیمان بن قطلمش کو انطاکیہ پر قبضہ کر لینے کے لیے بلا بھیجا۔ سلیمان تین ہزار سواروں اور بہت

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۸۶

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پیادوں کے ساتھ دریا کے راستے انطاکیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دریا کا سفر طے کر کے خشکی پر اترا۔ دشوار گزار راستوں اور پہاڑی دروں سے گزرتا ہوا شہر پناہ انطاکیہ تک پہنچ گیا۔ افسر اعلیٰ پولیس انطاکیہ نے موقع دے دیا سلیمان کے سپاہی سیڑھیاں لگا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور شہر میں داخل ہو کر قتل و خونریزی کا بازار گرم کر دیا تھوڑی دیر تک اہل شہر نے مقابلہ کیا بالآخر انہیں شکست ہوئی۔ ایک بڑی جماعت ماری گئی اور باقی ماندہ لوگوں کا سلیمان نے قصور معاف کر دیا۔ قلعہ اور شہر پر قابض ہو گیا بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد اہلِ انطاکیہ کے ساتھ بہ حسن سلوک پیش آیا اور دوران جنگ قلعہ اور شہر کا جتنا حصہ خراب اور مسمار ہو گیا تھا اس کی تعمیر کا حکم صادر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں فتح کا بشارت نامہ روانہ کیا۔

قتل مسلم بن قریش: انطاکیہ فتح ہونے کے بعد مسلم بن قریش والیٔ حلب نے سلیمان بن قطلمش کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور اس سے اس مال کا مطالبہ کیا جو فردوردس عیسائی بادشاہ انطاکیہ مسلم بن قریش کو سالانہ بطور جزیہ ادا کیا کرتا تھا اور عدم ادائیگی کی صورت میں سلطان کی شاہی قوت واقتدار کی دھمکی دی۔ سلیمان نے جواب دیا ''سلطان کی اطاعت میرا شعار ہے خطبہ میں بھی اسی کا نام ہے' سکہ پر بھی اسی کا نام مسکوک ہے باقی رہا سالانہ خراج جو فردوردس دیتا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کافر تھا اور میں بفضلہ تعالیٰ مسلم ہوں اور مسلم جزیہ اور خراج نہیں دیتا۔'' مسلم بن قریش کو اس جواب سے ناراضگی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے اطراف انطاکیہ کی طرف بڑھا اور غارت گری شروع کر دی۔ سلیمان نے بھی یہ رنگ دیکھ کر حلب پر یلغار کر دی اور اس کے قرب و جوار کو لوٹ لیا۔

اس کے بعد مسلم بن قریش عرب اور ترکمانوں کو جمع کر کے انطاکیہ کو سر کرنے کے لیے روانہ ہوا اس مہم میں مسلم بن قریش کے ہمراہ نامی گرامی ترکمانی سردار تھے انہی میں جق امیر ترکمان تھا سلیمان بن قطلمش نے بھی فوجیں فراہم کیں اور انطاکیہ کی حفاظت پر کمر باندھ کر میدان جنگ میں آ گیا۔ آخر ماہ صفر ۴۷۸ھ میں انطاکیہ کے باہر ایک کھلے میدان میں فریقین نے صف آرائی کی۔ اثناء جنگ میں جق امیر ترکمان' سلیمان بن قطلمش سے مل گیا۔ اس سے مسلم کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی عرب شکست کھا کر بھاگ نکلے اسی پکڑ دھکڑ میں مسلم بن قریش مارا گیا۔

سلیمان بن قطلمش کا محاصرہ حلب: مسلم بن قریش کے قتل کے بعد سلیمان نے حلب کا محاصرہ کیا۔ اہل حلب نے قلعہ بندی کر لی۔ ابن خشیش عباسی سردار حلب نے سلیمان بن قطلمش کی خدمت میں تحائف اور نذرانے بھیجے اور یہ درخواست کی کہ مجھے چند روز کی مہلت دیجئے تاکہ میں سلطان ملک شاہ سے خط و کتابت کر لوں' اگر وہ اجازت دیدیں گے تو میں حلب کو آپ کے حوالہ کر دوں گا۔ سلیمان اس فریب میں آ گیا اور ابن خشیش نے تاج الدولہ تتش سے سازش کر لی اور اسے حلب پر قبضہ کر لینے کے لیے بلا بھیجا۔ چنانچہ تتش' حلب پر قبضہ کرنے کے لیے آیا۔ امیر ارسوس[1] اکسک بھی اس کے ہمراہ تھا۔ امیر ارسوس سے کوئی امر خلاف مزاج سلطان ملک شاہ سرزد ہو گیا تھا جس سے اسے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا

[1] کتابت کی غلطی ہے ارسوس نام نہ تھا بلکہ ارتق نام تھا۔ یہ وہی ہے جس نے معرکہ آمد میں شرف الدولہ مسلم بن قریش کو کچھ لے کر نکل جانے دیا تھا۔ یہی امر سلطان ملک شاہ کے مزاج کے خلاف ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اس وجہ سے تاج الدولہ تتش کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہوا تھا۔ تتش نے اسے بیت المقدس کی حکومت پر مامور کیا۔ اس تعلق سے امیر ارتق اس مہم میں تاج الدولہ کے ساتھ آیا تھا۔

تتش کا حلب پر قبضہ سلیمان کو اس کی خبر لگی تو اس نے تتش کی روک تھام کی غرض سے لشکر مرتب کیا اور خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ امیر ارتق نے اس لڑائی میں بہت بڑے بڑے نمایاں کام کیے کئی بار نرغہ میں آیا۔ آخر کار سلیمان کو شکست ہوئی یہ خنجر سے خود اپنا گلا کاٹ کر مر گیا تتش نے اس کے لشکر گاہ اور کیمپ کو لوٹ لیا۔ جنگ سے فارغ ہو کر ابن حشیش سے حلب سپرد کرنے کا مطالبہ کیا ابن حشیش نے جواب دیا ''ذرا صبر کیجئے میں سلطان ملک شاہ سے مشورہ کر لوں' اگر اجازت دیں گے تو میں بلا کسی عذر شہر پر آپ کو قبضہ دیدوں گا'' تتش نے صاف جواب پا کر شہر پر محاصرہ کر دیا ابن حشیش نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے قلعہ بندی کر لی اتفاق یہ کہ اہل شہر میں سے بعض لوگوں نے تتش سے سازش کر لی اور تتش کو شہر میں داخل ہونے کا موقع دیدیا چنانچہ تتش نے شہر پر قبضہ کر لیا ابن حشیش نے امیر ارتق کے پاس جا کر پناہ لی امیر ارتق نے اسے امان دی اور بحفاظت تمام اپنے پاس رکھا۔

فخر الدولہ کا آمد پر قبضہ: ۴۷۸ھ میں ابن جہیر (فخر الدولہ) نے اپنے بیٹے زعیم الرؤسا ابوالقاسم کو آمد کا محاصرہ کرنے کے لیے بھیجا جناح الدولہ سالار بھی اس مہم میں شریک تھا۔ زعیم الرؤسا نے آمد پر محاصرہ ڈال دیا۔ اس کے گرد و نواح کے بارآور درختوں کو کاٹ ڈالا۔ کھیتوں کو برباد کر دیا۔ اہل آمد بھوکوں مرنے لگے مگر اس پر بھی اہل آمد کی پیشانی پر شکن نہ آئی۔ مقابلہ پر اڑے رہے اس اثناء میں عوام الناس میں سے ایک شخص نے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ کر سلطانی شعار کی ندا کر دی۔ چونکہ عوام الناس عیسائیوں کے افسروں سے تنگ آ گئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے' ہلڑ مچ گیا' زعیم الرؤسا کو موقع مل گیا۔ شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ کا ہے۔

میافارقین کی مہم انہی دنوں زعیم الدولہ کا باپ فخر الدولہ' میافارقین کا محاصرہ کیے ہوئے تھا گوہر آئین شحنہ بغداد ایک تازہ دم فوج لیے ہوئے اس کی کمک پر آ گیا جس سے فخر الدولہ کی قوت بڑھ گئی۔ حصار میں سختی شروع کر دی ۶ جمادی الآخر کو شہر پناہ کا پتھر کا ایک بڑا ٹکڑا گر پڑا۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا فخر الدولہ نے شہر اور ابن مروان کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا مال و اسباب کو اپنے بیٹے زعیم الرؤساء کی معرفت سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ زعیم الرؤساء گوہر آئین کے ساتھ بغداد کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ دونوں بغداد پہنچے۔ گوہر آئین تو بغداد میں رہ گیا اور زعیم الرؤساء بغداد سے روانہ ہو کر سلطان کی خدمت میں اصفہان پہنچا۔

فتح جزیرہ ابن عمر: مہم میافارقین کے ختم ہونے پر فخر الدولہ نے ایک بڑی فوج جزیرہ ابن عمر کو سر کرنے کے لیے بھیجی۔ جزیرہ ابن عمر اس وقت تک مروان کے قبضہ و تصرف میں تھا فخر الدولہ کی فوج نے جزیرہ ابن عمر پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی چھڑ گئی اہل شہر میں سے بعضوں نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لیا اور شہر پناہ کے اس دروازے کو جو ان کے قریب تھا کھول دیا۔ فخر الدولہ کا لشکر گھس پڑا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ جزیرہ ابن عمر کے فتح ہو جانے سے دیار بکر سے بنو مروان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت ختم ہوگئی۔ والبقاء اللہ وحدہٗ۔

اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے دیار بکر کو فخر الدولہ بن جہیر سے لے لیا۔ فخر الدولہ موصل چلا گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ ۴۸۳ھ میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔

سلطان ملک شاہ اور ابن حشیشی: جس وقت تاج الدولہ تتش نے شہر حلب پر قبضہ کیا تھا ان دنوں سالم بن ملک بن مروان برادر عم زاد مسلم بن قریش' حلب میں تھا۔ شہر فتح ہوگیا تھا لیکن قلعہ حلب اسی کے قبضہ میں تھا تتش قلعہ کا بھی سترہ دن تک محاصرہ کیے رہا۔ یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ کے بھائی کے آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ ابن حشیشی نے جس وقت کہ اسے تتش کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا تھا سلطان ملک شاہ کو لکھ بھیجا تھا کہ آپ تشریف لائیں میں حلب پر قبضہ دے دوں گا۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے ماہ جمادی الآخر ۴۷۹ھ میں اصفہان سے حلب کی طرف کوچ کیا مقدمۃ الجیش پر برسق اور بدران وغیرہ نامی گرامی سردار تھے۔ ماہ رجب میں موصل پہنچا موصل سے روانہ ہوکر حران میں وارد ہوا۔ ابن شاہی والیٔ حران نے شہر ملازمان سلطان کے حوالہ کر دیا سلطان نے محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو مرحمت فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی رحبہ اور اس کے مضافات' سروج' رقہ اور خابور کی بھی اسے حکومت دی اور اپنی بہن زلیخا خاتون سے اس کا عقد کر دیا اس کے بعد الرہا کی طرف بڑھا اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خرید لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ الرہا کو سر کرنے قلعہ جعبر پہنچا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ جس قدر بنو قشیر وہاں تھے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان دنوں اس قلعہ کا ایک شخص جعفر نامی نابینا والیٔ تھا' اس کے دو بیٹے تھے۔ یہ لوگ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے۔ ہر آنے جانے والے کو ان سے خطرہ لاحق تھا۔ سلطان نے اس قلعہ کو فتح کر کے ان کی تکلیف دہی اور ضرر رسانی سے عوام الناس کو بچا لیا۔ جعبر کے بعد منبج فتح کیا اور دریائے فرات کو حلب کی طرف سے عبور کیا۔ تتش نے سلطان کی آمد کی خبر پا کر مع امیر ارتق شہر حلب سے کوچ کر دیا اور میدانوں کے نشیب و فراز طے کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ سلطان نے پہلے شہر حلب پر قبضہ کیا اس کے بعد قلعہ حلب سالم بن ملک سے لے لیا۔ اور اس کی جگہ قلعہ جعبر عنایت کیا اس وقت سے قلعہ جعبر' سالم کی اولاد کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے قلعہ جعبر کو سالم کی اولاد سے لے لیا۔

امارت حلب پر اقسنقر کا تقرر: اس کے بعد نصر بن منقذ کنانی والیٔ شیرز کا عریضہ سلطان کی خدمت میں آیا جس میں اس نے اپنی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس نے لاذکیہ' کفر طاب اور فامیہ کو سلطان کے حوالہ کر دیا۔ سلطان نے نصر کو ان شہروں کی حکومت پر بدستور قائم رکھا اور شیرز کا ارادہ ترک کر دیا۔ حلب پر قبضہ کرنے کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر کو حکومت حلب پر مامور کیا۔ اہل حلب نے اقسنقر سے ابن حشیشی کو نکال دینے کی درخواست کی چنانچہ اقسنقر نے اسے حلب سے دیار بکر بھیج دیا اور وہیں اس نے وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان ملک شاہ کی مراجعت بغداد سلطان ملک شاہ ان مہمات سے فارغ ہو کر دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا سنہ مذکور کے ماہ ذی الحجہ میں بغداد پہنچا۔ دارالمملکت میں فروکش ہوا خلافت مآب کی خدمت میں بہت سے تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ شب میں خلافت مآب کے دربار خاص میں باریاب ہوا۔ دن کو مجلس عام میں شرف نیاز حاصل کیا خلافت مآب نے سلطان کو خلعت عنایت کیا۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ اور نظام الملک وزیر السلطنت خلافت مآب کی دست بوسی کے لیے پیش کیے گئے۔ ایک ایک خلافت مآب کے حضور میں پیش ہوتا تھا اور نظام الملک خلیفہ کو ان سے متعارف کراتا جاتا تھا اس کے بعد خلافت مآب نے سلطان کو عنان حکومت تفویض کی' عدل و انصاف کرنے کی ہدایت کی۔ سلطان نے خلافت مآب کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگایا اور بسر و چشم ان کی ہدایتوں کو قبول کیا اسی سلسلہ میں خلافت مآب نے وزیر السلطنت نظام الملک کو بھی خلعت سے سرفراز کیا دربار عام برخاست ہوا۔ نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ میں آیا۔ حدیث شریف کی سماعت کی اور چند احادیث لکھیں۔

بنت سلطان ملک شاہ کی رخصتی ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خلیفہ مقتدی کا سلطان کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۴۷۴ھ میں وزیر السلطنت فخر الدولہ کے ذریعہ سے عقد ہو گیا تھا۔ محرم ۴۸۰ھ میں رخصتی ہوئی سامان جہیز ایک سو تیس اونٹ' چوہتر خچر پر بار کر کے دارالخلافت کی طرف روانہ کیا گیا۔ اونٹوں پر دیبائے رومی کی جھولیں تھیں جن پر طلائی اور نقرئی (سنہرا اور روپہلا) کام کیا ہوا تھا۔ خچروں پر دیبائے رومی کی جھولیں تھیں۔ سب کی گردنوں میں طلائی اور نقرائی جھلیں اور گھنٹیاں لٹک رہی تھیں۔ لگامیں بھی سونے اور چاندی کی تھیں۔ تین عماریاں تھیں' چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے لدے تھے جن میں ایک سے ایک قیمتی جواہر اور زیورات بھرے ہوئے تھے ایک بہت بڑا فرش سنہرا یا سونے کا تھا۔ اس ساز و سامان کے آگے آگے سعد الدولہ گوہر آئین اور امیر ارتق وغیرہ نامی گرامی امراء تھے پبلک اشرفیاں اور روپے ان پر نثار کر رہی تھی۔ خلافت مآب نے بھی بڑے ساز و سامان سے رخصتی کرانے کے لیے اپنے وزیر ابوشجاع کو سلطان ملک شاہ کی بیوی ترکمان خاتون کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ ظفر خادمہ ایک قیمتی محافہ لیے ہوئے ہمراہ تھی۔ جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا تھا۔ تین سو شمعیں موکبیہ[1] اور اسی قدر مشعلیں آگے آگے تھیں۔ حریم خلافت میں کوئی کمرہ ایسا نہ تھا کہ جس میں شمعیں روشن نہ کی گئی ہوں۔

وزیر السلطنت ابوشجاع نے ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سیدنا امیر المؤمنین خلافت مآب ارشاد فرماتے ہیں کہ ﴿ان اللہ یامرکم ان تودو الامانات الی اھلھا﴾ (ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگ جن کی امانتیں ہیں ان کو سپرد کر دو) اب وہ وقت آ گیا ہے کہ خلافت مآب کی امانت دارالخلافت میں بھیج دی جائے (یعنی رخصتی کر دی جائے) ترکمان خاتون نے کہا میں بسر و چشم اسے منظور کرتی ہوں۔ چنانچہ سلطان کی لڑکی کی رخصتی کی گئی۔ آگے آگے سرداران دولت تھے ہر سردار کے ساتھ بکثرت شمعیں اور مشعلیں تھیں جنہیں سوار لیے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے خاتون پالکی میں تھیں جو سونے کی بنی ہوئی تھی۔ جواہرات کی جھالریں ٹکی تھیں' پالکی کے اردگرد دو سو ترکی

---

[1] وہ شمعیں جن کو سوار لے کر چلتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لونڈیاں زرق برق پوشاکیں زیب تن کیے گھوڑوں پر سوار تھیں۔

رخصتی کے دوسرے دن خلافت مآب نے دعوت ولیمہ کی۔ تمام سرداران لشکر' امراء دولت اور شہر کے رؤسا دستر خوان پر حاضر تھے۔ چالیس ہزار من صرف چینی خرچ ہوئی۔ اس سے اور مصارف کا اندازہ کرنا چاہیے۔ دعوت ولیمہ کے بعد خلافت مآب نے سرداران لشکر اور تمام حاشیہ نشینوں کو خلعت عنایت کیے۔

سلطان ملک شاہ کا سمرقند پر قبضہ ان دنوں سمرقند کا والیٔ خاندان خانیہ سے احمد خان بن خضر خان تھا جو شمس الملک کا بھائی ہوتا تھا یہ شمس الملک وہی ہے جو اس سے پہلے سمرقند کا حکمران تھا۔ اس کی پھوپھی' سلطان ملک شاہ کی بیوی تھی۔ احمد خان نہایت ظالم اور بداخلاق تھا۔ اہل سمرقند نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں وفد بھیجا کہ حکومت سمرقند کو آپ اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیجئے یہ وفد احمد خان سے چھپ کر آیا تھا۔ اس وفد کا سردار فقیہ ابوطاہر شافعی تھا سمرقند سے یہ وفد حج کا اظہار کر کے روانہ ہوا تھا چنانچہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر اہل سمرقند کا پیام پہنچایا سلطان نے ۴۸۲ھ میں سمرقند کے ارادے سے اصفہان سے کوچ کیا۔ اتفاق سے اس مہم میں رومی بادشاہ کا ایلچی بھی تھا۔ یہ رومی بادشاہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں خراج لے کر حاضر ہوا تھا۔ نظام الملک وزیر السلطنت نے اسے بھی اپنی رکاب میں لے لیا اور اس کامیابی میں یہ ایلچی شریک ہوا خراسان پہنچ کر شاہی لشکر مرتب کیا گیا۔ بے انتہا فوج کے ساتھ سلطان ملک شاہ نے نہر کو عبور کیا۔ اثناء راہ میں جتنے شہر ملے سب کو فتح کرتا گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا بخارا پہنچا۔ اس پر اور اس کے گردونواح کے تمام شہروں پر قبضہ کر کے سمرقند پہنچ گیا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ شہر پناہ کے برجوں کو توڑنے کی غرض سے کوہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں۔ لڑائی چھڑ گئی۔ رات دن شہر پناہ کی دیواروں اور برجوں پر سنگ باری ہونے لگی۔ آخر کار ایک طرف کی شہر پناہ کی دیوار ٹوٹ گئی۔ شاہی لشکر نے اسی طرف سے شہر میں گھس کر قبضہ کر لیا۔

والیٔ کاشغر کی اطاعت احمد خان روپوش ہو گیا لیکن ایک ترکی سپاہی گرفتار کر لایا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے رہا کر کے اصفہان بھیج دیا اور سمرقند کی حکومت پر سرداران خوارزم میں سے ابوطاہر کو مامور کر کے کاشغر کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ شہر بوزکند پہنچا اور والیٔ کاشغر کے پاس یہ پیام بھیجا ''کہ اگر تم میرے نام کا خطبہ اور سکہ اپنے مقبوضات میں جاری کر دو اور میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو تو میں تمہارے ملک سے متعارض نہ ہوں گا'' والیٔ کاشغر نے یہ سن کر اطاعت قبول کر لی۔ دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس کی عزت کی' خلعت دیا اور اسے اس کے مقبوضات پر بدستور بحال رکھا۔ اس کے بعد سلطان خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سردار حکلیہ عین الدولہ کی بغاوت: سمرقند میں فوجیوں کا ایک گروہ حکلیہ نامی رہتا تھا۔ نہایت سرکش اور باغی تھا۔ اس نے ابوطاہر پر جو کہ سلطان کی طرف سے سمرقند کا حاکم تھا' یورش کی۔ ابوطاہر نے بہ نرمی و ملاطفت انہیں روکنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ ابوطاہر نے جب ان کا رنگ اچھا نہ دیکھا تو سمرقند کو خیر باد کہہ کر خوارزم چلا گیا۔ سمرقند میں افواج حکلیہ کا سردار عین الدولہ نامی ایک شخص تھا۔ علم بغاوت بلند کرنے کے بعد اسے سلطانی سطوت سے خوف و خطرہ پیدا ہوا۔ یعقوب تکین برادر والیٔ کاشغر سے خط و کتابت کی اور اسے سمرقند بلا کر قبضہ دے دیا۔ یعقوب نے شکر گذاری کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمرقند پر قبضہ کر لیا اور اس کے چند روز بعد ان لوگوں کو جو عین الدولہ سے عداوت رکھتے تھے اس کے خلاف ابھار دیا۔ ان لوگوں نے اپنے اعزہ و اقارب کے خون کا دعویٰ کیا۔ یعقوب نے فقہاء سے استفتاء کیا۔ فقہاء نے عین الدولہ کے قتل کا فتویٰ دیدیا یعقوب عین الدولہ کو قتل کر کے سمرقند کا خود سر حاکم بن گیا۔

سلطان ملک شاہ کی دوبارہ تسخیر سمرقند: ان واقعات کی اطلاع بارگاہ سلطانی میں ہوئی۔ سلطان یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا ۴۸۲ھ میں فوجیں آراستہ کر کے سمرقند کی طرف روانہ ہوا۔ جب مرکب ہمایوں' بخارا پہنچا تو یعقوب' سمرقند چھوڑ کر فرغانہ کی طرف بھاگا اور وہاں سے کاشغر کا راستہ لیا اس کی فوج کی ایک جماعت علم شاہی کی مطیع ہو کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ چنانچہ مقام ملوادیس (بخارا کے ایک گاؤں) میں باریابی کا شرف حاصل کیا سلطان ملک شاہ نے سمرقند پر قبضہ کر کے امیر انز کو اس کا والی مقرر کیا۔ یعقوب کی گرفتاری اور تعاقب میں فوجیں بھیجیں' بادشاہ کاشغر کو بھی یعقوب کی جستجو کرنے کے لیے لکھا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب کے لشکر میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ لشکر نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ یعقوب بحال پریشان اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اپنے بھائی کے پاس کاشغر میں جا کر پناہ لی اس کی خبر سلطان ملک شاہ کو ہو گئی۔ بادشاہ کاشغر کو لکھ بھیجا کہ ''یعقوب باغی کو فوراً بھیج دو'' بادشاہ کاشغر کو سخت تردد کا سامنا ہوا۔

یعقوب تکین کا انجام: سلطان ملک شاہ کا خوف بھی اپنی ڈراؤنی صورت دکھا رہا تھا۔ بھائی کی محبت بھی دل میں جوش کر رہی تھی۔ آخر کار خوف غالب آ گیا۔ اپنے بھائی یعقوب کو گرفتار کر کے اپنے لڑکے اور چند مصاحبوں کے ہمراہ سلطان کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اثناء راہ میں یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دینا۔ اگر سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے فرو ہو جائے تو بہتر ہے' ورنہ اسے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دینا۔ جب یہ لوگ سلطانی لشکر گاہ کے قریب پہنچے اور یعقوب کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنا چاہا تو انہیں یہ خبر لگی کہ طغرل بن نیال نے لاتعداد فوج سے کاشغر پر حملہ کیا ہے اور بادشاہ کاشغر کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ لوگ بدحواس ہو گئے اور یعقوب کو چھوڑ دیا۔

سلطان ملک شاہ اور طغرل بن نیال کے دوستانہ مراسم: اس واقعہ کی اطلاع سلطان ملک شاہ کو ہوئی سلطان کو بھی طغرل بن نیال کی کثرت فوج سے خطرہ پیدا ہوا۔ اپنے مقبوضات کو بچانے کی غرض سے واپس ہوا۔ تاج الملک کو یعقوب سے مراسم دوستانہ پیدا کرنے پر مامور کیا۔ تاج الملک نے اس خدمت کو جیسا کہ چاہیے تھا انجام دیا۔ سلطان ملک شاہ اور یعقوب کے جب باہم دوستانہ مراسم ہو گئے تو اسے فوجیں دے کر طغرل بن نیال کے مقابلہ پر کاشغر روانہ کیا۔ طغرل نے یہ سن کر کاشغر سے کوچ کر دیا اور سلطان ملک شاہ خراسان کی جانب واپس ہوا۔ دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد وارد ہوا۔ اس کی آمد کی خبر پا کر اس کا بھائی تاج الدولہ تتش والیٔ شام' قسیم الدولہ اقسنقر والیٔ حلب' بوزان والیٔ الرہا اور مختلف صوبجات کے بہت سے حکمران دارالخلافت بغداد میں حاضر ہوئے۔ سلطان ملک شاہ نے بڑی دھوم سے محفل میلاد منعقد کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس مرتبہ اپنے وزیر السلطنت اور دوسرے اراکین دولت کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سکونت کے لیے دارالخلافت بغداد میں مکانات بنوالو۔ چنانچہ مکانات کی تعمیر شروع ہو گئی۔ چند روز قیام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے اصفہان کی طرف واپس ہوا۔

تتش کی حمص پر فوج کشی: جب سلطان، دوبارہ ۴۸۴ھ میں دارالخلافت بغداد آیا اور امراء شام وفد ہو کر دربار شاہی میں حاضر ہوئے جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں تو جب یہ لوگ اپنے اپنے ممالک مقبوضہ کی جانب واپس ہوئے تو سلطان نے اپنے بھائی تاج الدولہ تتش کو حکم دیا کہ شامی ساحل پر یلغار کر کے اسے دولت علویہ کے قبضہ سے نکال لو۔ اقسنقر اور بوزان کو تتش کی امداد کی ہدایت کی۔ جب تتش، دمشق واپس آیا تو فوجوں کو آراستہ کر کے حمص پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں حمص میں، ابن ملاعب حکومت کر رہا تھا۔ یہ نہایت ظالم اور بداخلاق شخص تھا۔ جیسا یہ خود تھا ویسے ہی اس کے لڑکے ظلم و ایذا رسانی میں طاق تھے رعایا کو اس سے سخت تکلیف تھی۔ تتش نے حمص پر پہنچ کر بزور تیغ فتح کر کے قلعہ عراقہ کی جانب بڑھا وہ بھی ایک سخت لڑائی کے بعد فتح ہوا۔ اس کے بعد قلعہ اقامیہ کا محاصرہ کیا حاکم قلعہ، خلیفہ مصری کا ایک خادم تھا۔ اس نے خداداد قوت سے مقابلہ مناسب نہ سمجھا امان کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں تتش کے حوالہ کر دیں۔

طرابلس کی مہم: تتش نے اسے بھی مسخر کر کے طرابلس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ والی طرابلس میں مدافعت کی طاقت نہ تھی۔ ساز باز سے کام نکالنے کی کوشش کی۔ تتش کے ہمراہی امراء کے پاس مصالحت کرا دینے کا پیغام بھیجا اور اس معاوضہ میں زر کثیر دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں نے سختی سے انکاری جواب دیا۔ تب والی طرابلس نے اقسنقر کے وزیر کو بلایا۔ تیس ہزار دینار نقد کی تھیلیاں پیش کیں اور اسی قدر یا اس سے زیادہ قیمت کے تحائف اور نذرانے دیئے اس نے اپنے آقا اقسنقر کو والی طرابلس سے صلح کر لینے پر آمادہ کر لیا۔ اقسنقر اور تتش سے والی طرابلس سے مصالحت کرنے پر بحث و تکرار ہو گئی۔ سخت کلامی کی نوبت پہنچ گئی۔ اقسنقر اپنی فوجوں کے ساتھ کوچ کر گیا۔ باقی ماندہ امراء بھی بہ مجبوری واپس ہوئے۔ غرض کہ والی طرابلس کا کام بن گیا اور سلطان ملک شاہ کی مجوزہ اسکیم پوری نہ ہوئی۔

ملک شاہ کا یمن پر قبضہ: دارالخلافت بغداد میں ان امراء میں سے جو دربار شاہی میں وفد ہو کر آئے تھے عثمان حق امیر ترکمان والی قریسین بھی تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے حجاز اور یمن کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس مہم کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ سعد الدولہ نے ترشک نامی ایک شخص کو اس فوج کی کمان دی۔ چنانچہ ترشک نے حجاز پر یلغار کیا اور اس پر قابض ہو گیا قبضہ کرنے کے بعد ترشک نے بدعملی شروع کر دی۔ فوجی بھی اس کی دیکھا دیکھی برے افعال میں مبتلا ہو گئے۔ امیر حجاز محمد بن ہاشم ان لوگوں کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لے کر دربار شاہی میں حاضر ہوا اور اس کے بعد ترشک نے ۴۸۵ھ میں یمن پر دھاوا کیا اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے عدن پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں بھی ان لوگوں نے وہی حرکات کیں۔ عدن پر قبضہ کرنے کے ساتویں دن ترشک مر گیا۔ اس کے ہمراہی اسے دارالخلافت بغداد اٹھا لائے اور دفن کر دیا۔

نظام الملک طوسی کا قتل: ۴۸۵ھ میں سلطان ملک شاہ، دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہو رہا تھا۔ ماہ رمضان میں اصفہان پہنچا، وزیر السلطنت نظام الملک افطار کے بعد اپنے خیمہ سے نکل کر اپنے حرم سرا میں جا رہا تھا۔ ایک باطنی فریادی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت بنائے سامنے آ گیا۔ وزیر السلطنت جوں ہی اس کی فریاد سننے کو اس کے قریب گیا۔ باطنی نے وزیر السلطنت کے پیٹ میں خنجر بھونک دیا اور بھاگا خیمہ کی طناب میں الجھ کر گر پڑا گرفتار کر لیا گیا اور اسی وقت مار ڈالا گیا۔ نظام الملک کو اس کے خیمہ میں اٹھا لائے۔ زخم کاری لگا تھا جانبر نہ ہو سکا اور جاں بحق ہو گیا۔ تیس سال سلطان ملک شاہ کی وزارت کی اس واقعہ سے فوج میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر وزیر السلطنت کے خیمہ کی طرف آیا۔ اسے دیکھ کر لوگوں کا جوش فرو ہو گیا۔

چونکہ عنان حکومت نظام الملک کے قبضہ اقتدار میں تھی سارے احکام اس کے اور اس کے لڑکوں کے نافذ ہوتے تھے اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ سلطان ملک شاہ نے باطنی قاتل کو نظام الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔

جمال الملک کا قتل: سلطان ملک شاہ کے اشارہ و حکم سے جمال الملک بن نظام الملک ۴۷۵ھ میں مارا گیا تھا جس کا سبب یہ تھا کہ سلطان ملک شاہ کے ایک خواص کی شکایت جمال الملک سے کی گئی۔ جمال الملک نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ سلطان ملک شاہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ عمید خراسان کو حکم دیا کہ اگر تجھے اپنا سر عزیز ہے تو جمال الملک کا سر کسی حیلہ سے اتار لے۔ عمید خراسان اس حکم کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ لیکن چارہ کار کچھ نہ تھا۔ ترساں اور خائف باہر آیا۔ تدبیریں کرنے لگا۔ آخر کار جمال الملک کے خادم کو ملایا اور اس نے جمال الملک کو زہر دے کر مار ڈالا۔ عمید خراسان نے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعمیل حکم کی رپورٹ پیش کی۔ اسی وقت سلطان ملک شاہ نظام الملک کے پاس گیا۔ جمال الملک کے مرنے کی خبر دی اور تعزیت کی۔

عثمان بن جمال الملک اور کردن: قصہ مختصر سلطان ملک شاہ کا دل نظام الملک اور اس کی اولاد کی طرف سے میلا ہوتا گیا اور لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے۔ یہاں تک کہ نظام الملک کا پوتا عثمان بن جمال الملک مرو کا والی مقرر کیا گیا۔ سلطان ملک شاہ نے کسی ضرورت سے کردن افسر پولیس کو عثمان کے پاس بھیجا' کردن کی عزت سلطان ملک شاہ کی آنکھوں میں بہت زیادہ تھی اور یہ اس کے خادموں اور امراء میں ایک سربرآوردہ شخص تھا اتفاق یہ کہ اس کی عثمان سے چل گئی عثمان کو اپنے دادا نظام پر غرہ تھا سلطان ملک شاہ کا کچھ خیال نہ کیا کردن کو ذلیل کر کے جیل میں ڈال دیا چند روز بعد رہا کر دیا۔ کردن بحال پریشان سلطان ملک شاہ کی خدمت میں پہنچا۔ عثمان کی زیادتیوں کی شکایت کی۔

سلطان ملک شاہ اور نظام الملک طوسی: سلطان ملک شاہ کا غصہ اس سے بھڑک اٹھا۔ فخر الملک' البارسلان اور تاج الدولہ وغیرہ امراء دولت کو نظام الملک کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا ''اگر تم میرے مطیع اور میرے وزیر ہو تو اپنی حد اور مرتبہ پر رہو اور اگر میری حکومت میں شریک و سہیم ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے اس پر عمل کرو۔ تمہارا پوتا عثمان کس قدر سر چڑھ گیا ہے' شاہی سطوت و جلال کا ذرا بھی خیال نہ کیا۔ میرے افسر پولیس (کردن) کے ساتھ کتنا برا برتاؤ کیا۔ اسی طرح تمہارے تمام لڑکے بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بنے ہوئے ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔'' چونکہ فخر الملک وغیرہ نظام الملک کا پاس و لحاظ کرتے تھے اس وجہ سے سلطان ملک شاہ نے اپنے ایک معتمد خاص نکمرو (یلمرو) کو بھی ان کے ہمراہ نظام الملک کے پاس بھیجا کہ یہ لوگ کوئی بات چھپا نہ سکیں اور شاہی پیام لفظ بہ لفظ پہنچائیں' نظام الملک اس پیام کو سن کر بھڑک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھا۔ زبان کھل گئی۔ اپنے احسانات ایک ایک بتلائے۔ دشمنان دولت کی مدافعت' اراکین دولت کو متحد کرنے اور فتوحات ملکی کو بہت بڑی تقریر سے ثابت کیا اور یہ کہا کہ یہ سب میری ہی وجہ سے ہوا۔ جس وقت سلطان کے پدر بزرگ کا انتقال ہوا تھا اس وقت سلطان کو کون جانتا تھا۔ میں نے ہی فلاں فلاں مخالفوں کو زیر و زبر کیا تھا اور وہ اس وقت بھی میرے قبضہ میں ہیں۔ جب بلاد قریبہ اور بعیدہ فتح ہو گئے اور چھوٹے بڑے سب نے اطاعت قبول کر لی تو لوگوں کے لگانے بجھانے پر خیال کرنے لگے' جاؤ یہ کہہ دو کہ حضور کی حکومت اور حضور کا تاج اسی قلمدان کی بدولت ہے جس روز یہ نہ ہوگا تو تاج و حکومت کی خیر بھی نہ ہوگی جب تک یہ دونوں متفق ہیں اسی وقت تک حکومت و فتوحات کا دور دورہ ہے۔ اگر آپ کا کچھ اور قصد ہو تو مجھے مطلع کیجئے اور اپنی آئندہ کی تدبیر کیجئے۔

سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے مابین کشیدگی: مختصر یہ کہ نہایت تفصیل کے ساتھ اسی قسم کی تقریر کی اور یہ کہا جاؤ اس میں سے جو چاہو سلطان سے کہہ دو' نکبر و نے سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر جو کچھ نظام الملک نے کہا تھا لفظ بہ لفظ سلطان کے کانوں تک پہنچا دیا اور اس کے بعد فخر الملک وغیرہ باریاب ہوئے اور ان لوگوں نے اصل بات کو چھپانے کی کوشش کی لیکن چونکہ نکبر و نے نظام الملک کا جواب من و عن گوش گزار کر دیا تھا۔ مجبوراً ان لوگوں کو اس کے قول کی تصدیق کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دن بعد نظام الملک کا واقعہ قتل پیش آیا۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد سلطان ملک شاہ بھی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔

نظام الملک طوسی: نظام الملک' طوس کا رہنے والا تھا۔ اس کا باپ ابو علی حسن بن علی بن اسحٰق طوس کا ایک زمیندار تھا۔ مال و دولت جو کچھ بھی تھا وہ سب اس کے باپ کے زمانہ میں ختم ہو گیا تھا اور وہ بھی مر گیا تھا۔ یتیمی کی حالت میں اس نے نشو و نما پائی۔ پڑھا لکھا' علوم و فنون میں کامل مہارت حاصل کی۔ خراسان' غزنین اور بلخ کے حکاموں سے تعلقات بڑھائے۔ مراسم پیدا کیے۔ اس کے بعد ابو علی بن شاذان (یہ سلطان الپ ارسلان کا وزیر تھا) کے یہاں ملازم ہو گیا۔ آدمی نہایت کفایت شعار' مستعد اور ہوشیار تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں ابو علی کا زمانہ وفات قریب آ گیا تو ابو علی نے سلطان الپ ارسلان سے اس کی کفایت شعاری' دانائی' سیاسیات کی تعریف کی اور یہ وصیت کی کہ آپ اسے اپنی خدمت میں رکھ لیجئے۔ چنانچہ ابو علی کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے نظام الملک کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ چونکہ منتظم' کفایت شعار اور سیاسیات سے واقفیت رکھتا تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ جب سلطان الپ ارسلان نے وفات پائی تو یہ اس کی وزارت پر تھا۔ سلطان ملک شاہ نے بھی اسے عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔

نظام الملک طوسی کی سیرت و محاسن: نظام الملک بہت بڑا عالم' سخی' عادل اور حلیم تھا۔ لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ علماء دین اور اہل اللہ کی بیحد عزت اور توقیر کرتا تھا۔ ان کی خدمت میں رہنے کا گویا عادی تھا۔ اس کے دربار میں یہی لوگ رہتے اور انہی کی عزت اور آؤ بھگت تھی۔ مختلف شہروں میں کثرت سے مدرسے قائم کیے اور ان کے مصارف کے لیے ایک بڑی رقم مقرر کی۔ بغداد' خراسان وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں حدیث پڑھانے کی درس گاہیں کھولیں' صوم و صلوٰۃ کا پابند تھا نماز کے اوقات کا بہت لحاظ رکھتا تھا اس نے اپنے عہد وزارت میں بہت سے ٹیکس اور محصول

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاف کر دیئے تھے۔ فرقہ اشعریہ پر برسر منابر لعنت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ ایک مدت سے یہ بری رسم چلی آ رہی تھی کہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے ہوئے منبروں پر علانیہ اشعریوں اور رافضیوں پر لعنت کی جاتی تھی۔ اس کا اصل محرک وزیر السلطنت عمید الملک کندری تھا اس نے سلطان طغرلبک سے روافض پر لعنت کرنے کی تحریک کی تھی۔ چنانچہ سلطان طغرل بک نے لعنت کا حکم صادر کر دیا۔ یار لوگوں نے روافض کے ساتھ اشعریوں کو بھی شامل کر دیا۔ اس وجہ سے اکثر علماء عظام' ائمہ دین امام حرمین اور ابوالقاسم قشیری وغیرہ نے جلاوطنی اختیار کر لی تھی۔ جب سلطان الپ ارسلان تخت آرائے حکومت ہوا اور قلمدان وزارت کا نظام الملک مالک ہوا تو اس نے سلطان الپ ارسلان سے کہہ کر لعنت کرنے کی قطعی ممانعت کرا دی' علماء اور فضلاء جو ترک وطن کر کے دوسرے مقامات پر چلے گئے تھے۔ اس خبر کو سن کر اپنے اپنے وطن مالوف میں واپس آ گئے۔ قصہ مختصر اس مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ اس کے مناقب کثرت سے ہیں۔ آپ اسی سے اندازہ کر لو کہ اس کی مجلس علماء' فقہاء اور محدثین سے بھری رہتی تھی امام الحرمین وغیرہ جیسے نامی فضلاء اپنی تصانیف کو اس کے نام نامی سے معنون کرتے تھے۔

مدرسہ نظامیہ: دارالخلافت بغداد میں بہت بڑا مدرسہ بنوایا جس کا نام نظامیہ تھا۔ شیخ ابواسحاق شیرازی اس کے مدرس اعلیٰ تھے ۴۷۶ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ تب موید الملک ابن نظام الملک نے شیخ ابواسحاق شیرازی کی جگہ ابوسعید کو مامور کیا لیکن یہ تقرری نظام الملک کو نہ بھائی' امام ابونصر صباغ صاحب شامل کو یہ خدمت سپرد کی۔ اسی سنہ کی ماہ شعبان میں امام ابونصر نے بھی اس دنیائے فانی کو چھوڑ دیا تب نظام الملک نے ابوسعید کو ۴۷۸ھ میں اس خدمت پر متعین کیا اس کے بعد شریف علوی' بوالقاسم دبوسی' نظامیہ سے صدر مقرر ہوئے۔ ۴۸۲ھ میں ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ ابوعبداللہ طبری اور قاضی عبدالوہاب شیرازی باری باری نظامیہ میں درس دینے لگے۔ ۴۸۴ھ سے امام ابوحامد غزالی مسند درس و تدریس پر متمکن ہوئے جو ایک مدت تک اس خدمت پر رہے نظام الملک کے عہد وزارت میں تعلیم و تعلم کا بے حد چرچا ہوا چونکہ اس کا نتیجہ اچھا دیکھتے تھے اس وجہ سے لوگوں کی توجہ علم دین کے حاصل کرنے کی طرف زیادہ تھی۔ واللہ اعلم۔

سلطان ملک شاہ کی وفات: نظام الملک طوسی کے قتل کے بعد سلطان ملک شاہ دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا۔ آخر ماہ رمضان (۴۸۵ھ) میں وارد بغداد ہوا۔ ابوالفضل ہردستمانی سلطان ملک شاہ کی زوجہ ترکمان خاتون جلالیہ کا وزیر تھا۔ یہ اس وقت ماوراء النہر میں تھا۔ یہی سلطان ملک شاہ سے نظام کی چغلی سب سے زیادہ کرتا تھا سلطان ملک شاہ نے دارالخلافت بغداد وارد ہوتے ہی ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت اسی کو سپرد کیا جائے لیکن ایک اتفاقی حادثہ نے سلطان ملک شاہ کو اس ارادہ سے باز رکھا اور وہ یہ تھا کہ عید الفطر کے تیسرے دن سلطان ملک شاہ علیل ہوا اور ۱۵ شوال ۴۸۵ھ کو انتقال کر گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۲

برکیاروق بن سلطان ملک شاہ

ترکمان خاتون جلالیہ' سلطان کے ساتھ بغداد میں موجود تھی اور اس کا لڑکا محمود' اصفہان میں تھا۔ ترکمان خاتون نے مصلحتاً سلطان کی موت کو چھپایا اور اس کی نعش لیے ہوئے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی تاج الملک وغیرہ امراء اس کے رکاب میں تھے قوام الدولہ امیر کربوقا (جو آئندہ والی موصل ہوگیا) بھی آ گیا پھر کیا تھا سونے میں سہاگہ مل گیا اسے سلطان ملک شاہ کی انگوٹھی دے کر والی قلعہ اصفہان کے پاس بھیجا والی قلعہ نے سلطان کی انگوٹھی دیکھ کر قلعہ کی کنجیاں امیر کربوقا کو دیدیں امیر کربوقا نے قلعہ پر قبضہ کرلیا اس کے بعد ہی ترکمان خاتون آ پہنچیں امراء لشکر اور تمام فوج کو جائزے اور انعامات دیئے اور اپنے بیٹے محمود کی تخت نشینی کی تحریک کی' محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی۔ امراء لشکر اور فوج نے محمود کی سلطنت وحکومت کی بیعت کرلی۔

محمود کی بیعت سلطنت کے بعد خلیفہ مقتدر کی خدمت میں درخواست کی کہ ''محمود کی باضابطہ تخت نشینی ہوگئی ہے اور اراکین سلطنت نے بیعت کرلی ہے خطبوں میں اس کے نام کے داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔'' خلافت مآب نے اس شرط سے منظور فرمایا کہ ''تا زمانہ نابالغی' امیر انز' امور سلطنت کا نگران اور منتظم رہے گا اور مجد الملک صیغہ مال' اور عزل ونصب عمال کا مختار ہوگا۔'' ترکمان خاتون (محمود کی ماں) نے اسے منظور نہ کیا۔ امام ابوحامد غزالی نے جو خلافت مآب کا پیام لے گئے تھے ترکمان خاتون کو سمجھایا کہ شرعاً تمہارا لڑکا نابالغی کی وجہ سے حکومت وسلطنت کی عنان ہاتھ میں نہیں لے سکتا' اگر تم ان شرائط کو قبول نہ کروگی تو سلطان ملک شاہ کا دوسرا لڑکا تخت نشین کردیا جائے گا۔ مجبوراً ترکمان خاتون نے شرائط مذکورہ بالا کو منظور کرلیا اور محمود کے نام کا خطبہ آخر ماہ شوال ۴۸۸ھ میں پڑھا گیا

برکیاروق بن ملک شاہ کی گرفتاری: جب ترکمان خاتون کو اس سے فراغت ہوئی تو اس نے چند امرا کو برکیاروق (یہ سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا) کے گرفتار کرنے کے لیے اصفہان روانہ کیا۔ چنانچہ برکیاروق گرفتار ہوکر جیل میں ڈال دیا گیا سلطان ملک شاہ' سلاطین سلجوقیہ میں بہت بڑے پایہ کا بادشاہ تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ چین سے شام تک اور اقصائے شام سے یمن تک چل رہا تھا۔ رومی بادشاہوں نے اسے جزیہ دیا' اس کے مناقب کثرت سے مشہور ہیں۔

برکیاروق کی رہائی: برکیاروق' سلطان ملک شاہ کا بڑا لڑکا تھا۔ اس کی ماں کا نام زبیدہ تھا۔ یاقوتی بن داؤد' سلطان ملک شاہ کا چچا تھا۔ زبیدہ اس کی لڑکی تھی برکیاروق کی گرفتاری پر اس کی ماں نے نظام الملک کے غلاموں سے سازش کرلی۔ سب کو اس سے برافروختگی پیدا ہوئی۔ نظام الملک کے سلاح خانہ پر جو کہ اصفہان میں تھا قبضہ کرلیا۔ جیل سے برکیاروق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو نکال لائے تخت سلطنت پر بٹھایا اور منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔

محمود کی اصفہان کو روانگی: ان دنوں ترکمان خاتون اپنے بیٹے محمود کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں تھی۔ اس خبر کو سن کر بغداد سے اصفہان کی طرف روانہ ہوئی۔ فوج نے تاج الملک سے اپنی تنخواہ اور روزینہ کا مطالبہ کیا۔ تاج الملک نے کہا ''ذرا صبر کرو میں قلعہ برجین جا کر روپیہ لاتا ہوں تاکہ تمہیں تمہاری تنخواہ اور روزینہ دوں۔'' فوج یہ سن کر خاموش ہوگئی اور تاج الملک قلعہ میں جا کر بیٹھ رہا فوج نے اس کے خزانہ کو لوٹ لیا اور اصفہان کی طرف بڑھی۔

برکیاروق اور محمود کی جنگ: برکیاروق اور نظامیہ خدام نے رے پر دھاوا کیا تھا۔ ارغش نظامی اور اس کی فوج نے ان کی اطاعت قبول کر لی ارغش کے مل جانے سے برکیاروق کی قوت بڑھ گئی۔ قلعہ طبرک کی طرف قدم بڑھایا اور بزور تیغ فتح کر لیا ترکمان خاتون کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آگ بگولا ہوگئی۔ برکیاروق سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں روانہ کیں (یزوگرد کے قریب) دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ترکمان خاتون کے بعض امراء جن میں سکبرو (یا یلبرو) اور کمشتکین جان دار کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے برکیاروق سے مل گئے اس سے ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اصفہان جا کر دم لیا۔ برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

عزالملک کی وزارت: عزالملک (ابوعبداللہ حسین) بن نظام الملک' خوارزم کا والی تھا۔ اپنے باپ کے قتل سے پیشتر کسی ضرورت سے سلطان ملک شاہ کی خدمت میں اصفہان چلا آیا تھا یہ اصفہان میں موجود تھا کہ اس کے باپ کے قتل کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے بھی وفات پائی۔ سلطان کی وفات کے بعد بھی عزالملک' اصفہان میں ٹھہرا رہا جب برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا تو عزالملک اپنے بھائیوں' عزیزوں اور فوج کے ساتھ جو زیادہ تر نظامی مملوک تھے برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ برکیاروق بڑی آؤ بھگت سے ملا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا جیسے کہ اس کا باپ نظام زمانہ سلطان ملک شاہ میں تھا۔

قتل تاج الملک: ابوالغنائم مرزبان بن خسرو فیروز المخاطب بہ تاج الملک' ترکمان خاتون کا وزیر تھا۔ یہ لشکریوں کے خوف سے قلعہ برجین چلا گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ تاج الملک کو اس کی خبر لگ گئی۔ ترکمان خاتون کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی۔ ''مجھے والی قلعہ نے گرفتار کر لیا تھا اس وجہ سے واپس نہ ہو سکا۔'' ترکمان خاتون نے اس معذرت کو قبول و منظور کر کے اپنی فوج کا سپہ سالار بنا کر جنگ برکیاروق پر روانہ کیا۔ جب ترکمان خاتون کی فوج پسپا ہوئی اور تاج الملک گرفتار ہو کر برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے قید سے آزاد کر دیا اور چونکہ برکیاروق' تاج الملک کی کفایت شعاری اور اس کی سیاسیات سے واقف تھا۔ اس وجہ سے اسے اپنی وزارت دینے کا تہیہ کر لیا۔ مگر نظامیہ فوج کو تاج الملک سے منافرت اور کشیدگی تھی۔ نظام الملک کے قتل کا الزام اسی کے سر تھوپا جاتا تھا۔ برکیاروق نے نظامیہ فوج کو نقد و جنس دے کر راضی کرنا چاہا۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی اور اسے ماہ محرم ۴۸۶ھ میں مار ڈالا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاج الملک کے محاسن اخلاق اور مکارم عادات کم نہ تھے لیکن اس کی ساری خوبیاں' نظام الملک کے قتل سے ملیا میٹ ہوگئیں۔ اسی نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کی قبر بنوائی تھی اور اس کے احاطہ میں ایک مدرسہ جاری کیا تھا جس کے مدرس اعلیٰ ابو بکر شاسی تھے۔

تاج الدولہ تتش کا رحبہ و نصیبین پر قبضہ تاج الدولہ تتش (سلطان ملک شاہ کا بھائی) والی شام اپنے بھائی سے ملنے کے لیے دار الخلافت بغداد آ رہا تھا ہیت میں پہنچا تو اسے سلطان ملک شاہ کی موت کی اطلاع ہوئی ہیت پر قبضہ کر کے دمشق واپس آیا فوجیں فراہم کیں۔ فوجیوں کو دریا دلی سے نقد و جنس دیا اور حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ حلب پہنچا۔ قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب نے اس امر کو محسوس کر کے کہ اس کے آقاء نامدار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پیدا ہوا ہے اور طرہ یہ ہے کہ وہ لوگ ابھی چھوٹے ہیں تاج الدولہ تتش کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ باغی بسار (باغی سیان) والی انطاکیہ اور یوزن والی الرہا و حران کے پاس ایلچی بھیجا اور ان لوگوں کو اسی امر کا مشورہ دیا جس پر خود کاربند ہوا تھا۔ ان لوگوں نے بھی اطاعت قبول کی' اپنے اپنے مقبوضات میں تاج الدولہ تتش کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اس کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تتش ان سب کو اپنے رکاب میں لیے ہوئے رحبہ پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کر کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ والی نصیبین نے مقابلہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ آخر کار اسے بزور تیغ فتح کیا۔ تتش نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ جی کھول کر نصیبین کو پامال کیا۔ محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو نصیبین کی حکومت پر مامور کر کے موصل پر یلغار کیا۔ اسی اثناء میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر' جزیرہ ابن عمر سے تتش کے پاس آ گیا۔ تتش نے اسے اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔

فتح موصل موصل پر علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کا قبضہ تھا۔ اس کی ماں کا نام صفیہ تھا یہ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی تھی۔ ترکمان خاتون نے علی بن شرف الدولہ کے چچا ابراہیم[1] کو قید سے چھوڑ دیا چنانچہ ابراہیم' قید سے رہا ہو کر موصل پہنچا

[1] اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ابراہیم بن قریش بن بدران امیر بنی عقیل کو سلطان ملک شاہ نے ۴۸۲ھ میں حساب فہمی کی غرض سے دربار شاہی میں طلب کیا تھا۔ جب ابراہیم نے بار یابی حاصل کی تو سلطان نے اسے نظر بند کر لیا اور اس کی جگہ فخر الدولہ بن جہیر کو موصل کا حکمران مقرر کر کے بھیج دیا۔ ابراہیم اس وقت سے سلطان کی خدمت میں رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ سمرقند گیا وہاں سے بغداد واپس آیا پس جب سلطان نے سفر آخرت اختیار کیا تو ترکمان خاتون نے ابراہیم کو رہا کر دیا۔ ابراہیم موصل کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ خاتون کو موصل بطور جاگیر عنایت کیا تھا۔ یہ شرف الدولہ کو بیاہی تھی۔ اس سے ایک لڑکا علی نامی پیدا ہوا۔ شرف الدولہ کی وفات کے بعد صفیہ خاتون نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا تھا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد ادھر صفیہ خاتون نے موصل کا قصد کیا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا علی بھی تھا۔ ادھر محمد بن شرف الدولہ بھی یہ خبر پا کر موصل پر چڑھ آیا۔ چنانچہ علی اور محمد میں لڑائی ہوئی۔ محمد کو شکست ہوئی' علی نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ جب ابراہیم موصل کے قریب پہنچا تو یہ سن کر کہ میرے بھائی شرف الدولہ کا بیٹا علی قابض ہے اور اس کے ساتھ اس کی ماں صفیہ خاتون بھی ہے۔ پڑاؤ کر دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم موصل میرے حوالہ کر دو خط و کتابت اور نامہ و پیام کے بعد صفیہ خاتون اور اس کے بیٹے علی نے موصل کو ابراہیم کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد بہ حکم ہر فرعونے را موسیٰ' تتش کا واقعہ پیش آیا' اس واقعہ میں ابراہیم کے ہمراہ تین ہزار فوج تھی اور تتش کی رکاب دس ہزار۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۹' ۱۵۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علی کے قبضہ سے موصل کو نکال لیا جیسا کہ بنو مقلد کے حالات میں ہم تحریر کر آئے ہیں۔ تتش نے ابراہیم کے پاس اپنا ایلچی بھیجا اور یہ پیام دیا کہ ''تم اپنے مقبوضہ بلاد میں میرے نام کا خطبہ پڑھواور دارالخلافت بغداد جانے کا سامان سفر مہیا کرو۔'' ابراہیم نے انکاری جواب دیا۔ تتش نے حملہ کر دیا۔ عربوں کو شکست ہوئی۔ ابراہیم چند سرداران عرب کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ تتش نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ تتش نے موصل اور اس کے علاوہ اور دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ان شہروں کی حکومت پر مامور کیا۔

اس کامیابی کے بعد تتش نے دارالخلافت بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد نے اس سے موافقت کی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے شاہی فوج کو لکھ دیا ہے جواب آ جائے تو تعمیل کی جائے۔

آقسنقر اور بوزان کی تتش سے علیحدگی: اس کے بعد تتش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ کر آذربائیجان پر حملہ آور ہوا۔ برکیاروق کو ان واقعات کی خبر ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تتش کی روک تھام کے لیے نکلا (جس[1] وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا قسیم الدولہ آقسنقر نے بوزان والی الرہا و حران سے کہا ''تم لوگوں نے اس کی (یعنی تتش کی) اطاعت اس وجہ سے کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار سلطان ملک شاہ کے لڑکوں میں جھگڑا پیدا ہوا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ وہ ابھی بچہ ہیں سلطنت کا کام انجام نہ دے سکیں گے۔ اب بفضلہ تعالیٰ سلطان برکیاروق نے ہاتھ پاؤں سنبھال لیے ہیں اور حکومت وسلطنت کا دعویدار ہوا ہے۔ لہذا ہم لوگوں پر لازم ہے کہ سلطان برکیاروق کے قدموں سے جا ملیں' بوزان نے آقسنقر کی رائے سے موافقت کی۔ چنانچہ یہ دونوں سردار' تتش کی اعانت سے علیحدہ ہو کر اپنی فوجوں کے ساتھ سلطان برکیاروق کی لشکر گاہ میں چلے گئے۔

تاج الدولہ تتش کی شام کو روانگی: تاج الدولہ تتش نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی سپر ڈال دی اور بلا جنگ وجدال شام کی جانب واپس ہوا۔ تاج الدولہ تتش کی واپسی سے برکیاروق کے قدم' حکومت وسلطنت پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے۔ گوہر آئین افسر پولیس بغداد اسے محسوس کر کے کہ عنان حکومت سلطان برکیاروق کے قبضہ اقتدار میں آ گئی ہے برکیاروق کے لشکر گاہ میں آیا تتش سے موافقت کرنے کی معذرت کی۔ امیر برسق نے ہاں میں ہاں ملایا' کمشتکین جان دار نے بہ اشارہ قسیم الدولہ برکیاروق سے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کی شکایت کر دی۔ اسی شکایت کی بنا پر برکیاروق نے گوہر آئین کو بغداد کی کوتوالی سے معزول کر کے امیر منکبرس کو افسر پولیس بنایا اور گوہر آئین کی تمام جائیداد ضبط کر کے امیر منکبرس کو دے دی۔ امیر منکبرس بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ دقوقا تک پہنچ گیا تھا کہ سلطان برکیاروق کو امیر منکبرس کی ان حرکات کی اطلاع ہوئی جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ برکیاروق نے اسے دقوقا سے واپس بلا کر قتل کر ڈالا اور اس کی جگہ قمشکین کو بغداد پولیس کا افسر مقرر کیا۔

اسمٰعیل بن داؤد اور ترکمان خاتون: اسمٰعیل بن داؤد ملک شاہ کے چچا کا پوتا اور برکیاروق کا ماموں'

---

[1] مضمون عبارت مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کر کے لکھا ہے تاکہ ربط مضمون باقی رہ جائے اور مطلب خبط نہ ہونے پائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آذربائیجان کا والی تھا ترکمان خاتون نے اس کے پاس پیام بھیجا کہ ''تم برکیاروق سے لڑ کر ملک پر قبضہ کرلو اور تمہارے لیے یہ کچھ مشکل نہیں ہے اگر تم یہ کام کرو گے تو میں تم سے عقد کرلوں گی'' اسمٰعیل اس فریب میں آ گیا۔ ترکمانوں کو جمع کر کے فوج آراستہ کی اور برکیاروق سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ مقام کرج میں صف آرائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں اسمٰعیل کے بعض سرداران لشکر' برکیاروق سے مل گئے جس سے اسمٰعیل کو شکست ہوئی اصفہان جا کر دم لیا۔ ترکمان خاتون نے اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور اپنے بیٹے محمود کے نام کے بعد اس کا نام سکہ پر مسکوک کرایا۔ عقد بھی کرنے کا قصد کیا امیر انز نے جو وزیر اعظم اور سپہ سالار لشکر تھا اس سے مخالفت کی۔ لشکر کی بغاوت کی دھمکی دی۔ جب اس پر بھی ترکمان خاتون نے اپنی ضد نہ چھوڑی تو اس سے علیحدہ ہو گیا۔

اسمٰعیل بن داؤد کا قتل: اس کے بعد اسمٰعیل کی بہن زبیدہ خاتون اور برکیاروق نے اسمٰعیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسے برکیاروق سے مصالحت کر لینے پر آمادہ کر لیا اسمٰعیل برکیاروق کے پاس آیا۔ برکیاروق نے عزت و احترام سے اس کا استقبال کیا۔ سرداران لشکر کمشتکین جاندار' آقسنقر اور بوزان وغیرہ نے متفق ہو کر اسمٰعیل کے اس راز کو کہ یہ حکومت و سلطنت کا خواہاں ہے افشا کر دیا اور اسے قتل کر کے برکیاروق کو مطلع کر دیا۔ برکیاروق نے اس کا خون معاف کر دیا۔

توران شاہ بن قاروت بک کا خاتمہ: توران شاہ بن قاروت بک' فارس کا حکمران تھا ۴۸۷ھ میں خاتون جلالیہ (ترکمان خاتون) نے امیر انز کو فارس کے سر کرنے پر مامور کیا۔ امیر انز نے ابتداء توران شاہ کو شکست دیدی لیکن فتح یابی کے بعد لشکریوں کے ساتھ کج ادائی اور بداخلاقی سے پیش آیا جس سے اس کے لشکر والے اس سے بددل ہو گئے توران شاہ نے امیر انز پر حملہ کر دیا۔ امیر انز کو اس واقعہ میں شکست ہوئی۔ توران شاہ نے اپنا ملک' امیر انز سے واپس لے لیا۔ اثناء جنگ میں توران شاہ کو ایک تیر آ لگا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اس واقعہ کے دو مہینہ بعد مر گیا۔

برکیاروق کے نام کا خطبہ' مقتدی کی وفات: ماہ محرم ۴۸۷ھ میں خلیفہ مقتدی بامر اللہ نے سلطان برکیاروق کو اس کے چچا تتش کی شکست کے بعد دارالخلافت بغداد طلب فرمایا۔ خلعت دیا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیا سلطان برکیاروق نے نہایت مسرت سے اسے زیب تن کیا۔ اس کے بعد ۱۵ محرم سنہ مذکور میں خلافت مآب نے دفعتاً وفات پائی۔

مستظہر کی خلافت: خلیفہ مقتدی بامر اللہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مستظہر باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ امراء دولت اراکین سلطنت نے بیعت کی' خلیفہ مستظہر نے سلطان برکیاروق کو خلعت دیا اور جو جو اختیارات مرحوم نے دیئے تھے وہ سب اس نے بھی سلطان کو دیئے اور سلطان سے خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔

آقسنقر اور بوزان کا قتل: تتش آذربائیجان کی شکست کے بعد دمشق پہنچا فوجوں کی فراہمی اور اسباب جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوا۔ چند روز میں ایک بڑی فوج جمع ہو گئی۔ ۴۸۷ھ میں دمشق سے حلب پر حملہ کیا۔ قسیم الدولہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آقسنقر اور بوزان متفق ہو کر مقابلہ پر آئے۔ امیر کربوقا بھی سلطان برکیاروق سے امدادی فوج لے کر حلب کو بچانے کے لیے آیا ہوا تھا۔ حلب سے نو کوس کے فاصلہ پر دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ تتش نے ان لوگوں کو شکست دی' آقسنقر گرفتار ہو گیا۔ تتش نے اسے قتل کر ڈالا۔ امیر کربوقا اور بوزان نے حلب جا کر دم لیا۔ تتش نے تعاقب کیا اور حلب پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار حلب بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ امیر کربوقا اور بوزان بھی گرفتار ہو گئے۔ تتش نے بوزان کو پابہ زنجیر حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا (حران اور الرہا' بوزان کے قبضہ میں تھے) باشندگان حران اور الرہا نے اطاعت سے انکار کیا۔ تتش نے بوزان کا سر اتار کر اہل حران اور الرہا کے پاس بھیجا۔ حران اور الرہا کے رہنے والے بوزان کا سر دیکھ کر تھرا گئے اور ڈر کر اطاعت قبول کی۔ تتش نے ان پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہ گیا امیر کربوقا اسے حمص کی جیل میں ڈال دیا۔

تتش کی ہمدان کی جانب پیش قدمی: اس کامیابی کے بعد تتش جزیرہ' دیار بکر' خلاط اور آذربائیجان پر یکے بعد دیگرے قبضہ حاصل کر کے ہمدان کی جانب چلا۔ اس وقت ہمدان میں اتفاق سے فخر الدولہ ابن نظام الملک موجود تھا۔ فخر الدولہ' خراسان سے سلطان برکیاروق سے ملنے آ رہا تھا۔ امیر قماج سپہ سالار محمود سے اصفہان میں ملاقات ہو گئی۔ امیر قماج نے فخر الدولہ پر شب خون مارا اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ فخر الدولہ کسی طرح سے بچ بچا کر ہمدان پہنچا۔ یہاں تتش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ تتش نے اسے گرفتار کر کے قتل کرنے کا قصد کیا۔ امیر باغی یسار نے سفارش کی اور یہ رائے دی کہ پبلک کا میلان خاطر فخر الدولہ کے خاندان کی طرف زیادہ ہے۔ اسے اپنا وزیر بنا لیجئے۔ چنانچہ تتش نے فخر الدولہ کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔

تتش اور برکیاروق کی جنگ: برکیاروق اس وقت نصیبین میں تھا۔ یہ سن کر کہ اس کا چچا تتش آذربائیجان کی طرف بڑھ رہا ہے نصیبین سے کوچ کر دیا اور دریائے دجلہ کو بالائے موصل سے عبور کر کے اوبل پہنچا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ تتش کی فوج میں سے امیر یعقوب بن ارتق نے برکیاروق پر شب خون مارا۔ برکیاروق کو شکست ہوئی امیر یعقوب نے برکیاروق کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ برکیاروق کے تمام ہمراہی تتر بتر ہو گئے۔ صرف امیر برسق' کمشتکین جاندار اور الیارق رکاب میں رہ گئے۔ بہ ہزار خرابی جان بچا کر اصفہان پہنچا۔

محمود بن سلطان ملک شاہ کی وفات: اصفہان میں ترک خاتون' مادر محمود بن سلطان ملک شاہ کی حکومت تھی لیکن اس وقت اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ پہلے محمود اور اس کے ہوا خواہوں نے برکیاروق کو شہر میں داخل ہونے سے روکا۔ پھر خود محمود دھوکہ دہی کی غرض سے آ کر برکیاروق کو لے گیا اور نظر بند کر لیا۔ محمود کے ہوا خواہوں نے برکیاروق کو قتل کر ڈالنے کا قصد کیا۔ اتفاق سے محمود بیمار ہو گیا اس وجہ سے برکیاروق کو قتل نہ کیا۔ محمود بن سلطان ملک شاہ نے ۲۹ شوال ۴۸۷ھ میں ایک برس حکومت کر کے وفات پائی۔

برکیاروق کا اصفہان پر قبضہ: اس کے مرنے پر برکیاروق' اصفہان پر قابض ہو گیا اور اس کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت و سلطنت پر جم گئے۔ موید الملک بن نظام الملک نے سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریابی حاصل کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان برکیاروق نے عز الملک ابن نظام الملک کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ (عز الملک کا اس سے پیشتر مقام نصیبین میں انتقال ہو چکا تھا) موید الملک نے امراء سلجوقیہ اور ہواخواہان سلطنت کو نامہ و پیام بھیج کر سلطان برکیاروق کی طرف مائل اور ہواخواہ بنالیا جس سے سلطان برکیاروق کی شان وشوکت بڑھ گئی اور اس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔

یوسف بن ارتق کی بغداد میں آمد تتش نے برکیاروق کی شکست کے بعد یوسف بن ارتق ترکمانی افسر پولیس کو ترکوں کو جمع اور متفق کرنے کی غرض سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا تھا۔ اہل بغداد نے بغداد میں داخل ہونے سے روکا۔ اس عرصہ میں صدقہ بن مزید والی حلہ اہل بغداد کی امداد پر آ پہنچا۔ مقام یعقوب میں مڈبھیڑ ہوگئی۔ صدقہ شکست اٹھا کر حلہ چلا گیا اور یوسف بن ارتق دارالخلافت بغداد میں داخل ہوگیا اور وہیں قیام کیا۔

تاج الدولہ تتش کا قتل تتش نے برکیاروق کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کر کے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا اہل ہمدان نے قلعہ بندی کر لی۔ لیکن اس امر کو کہ ہم میں مقابلہ کی قوت نہیں ہے محسوس کر کے امان کی درخواست کی۔ تتش نے ان کو امان دیدی اور ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان اور مرو کا رخ کیا۔ امراء اصفہان کے پاس ایلچی بھیجے اور ان کو ملانے کی کوشش کی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اطاعت اور حاضری کا وعدہ کیا۔ برکیاروق ان دونوں بستر علالت پر پڑا ہوا ان سب واقعات کو دیکھ رہا تھا۔ جب اسے مرض سے افاقہ ہوا تو اس نے جرباذقان کی جانب خروج کیا۔ ہواخواہان دولت سلجوقیہ اس خبر کو سن کر جوق در جوق برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بات کی بات میں تیس ہزار فوج جمع ہوگئی۔ اپنے چچا تتش سے صف آرا ہوا اور اسے شکست فاش دی۔ اثناء جنگ میں آقسنقر کے کسی دوست نے اپنے دوست آقسنقر کے بدلہ میں تتش کو مار ڈالا۔ تتش[1] کی شکست اور قتل سے سلطان برکیاروق کا میدان حکومت زیادہ وسیع ہوگیا۔ بظاہر کوئی مزاحم اور مخالف باقی نہ رہا۔ اس واقعہ کی خبر یوسف کو بھی ہوئی۔ فخر الملک بن نظام الملک جو ایک مدت سے تتش کے یہاں قید تھا۔ آزاد کر دیا گیا۔

---

[1] اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ کرشمہ تھا کہ ابھی کل کا ذکر ہے کہ برکیاروق اپنے چچا تتش سے شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ اصفہان جاتا ہے۔ کوئی شخص اس کا تعاقب نہیں کرتا۔ اگر بیس سوار بھی تعاقب کرتے تو یقینی گرفتار ہو جاتا کیونکہ چند دن تک اصفہان کے باہر پڑا رہا تھا۔ پھر جب کسی طرح سے اصفہان میں داخل ہوا تو امراء اصفہان نے مار ڈالنے کی فکر کی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اتفاق سے اس کا بھائی محمود بیمار ہوگیا۔ امین الدولہ ابن التلمیذ طبیب نے امراء اصفہان کو برکیاروق کے قتل سے یہ کہہ کر باز رکھا کہ محمود کی حالت اچھی نہیں ہے اگر یہ مر گیا تو تم لوگ تتش کی حکومت پسند کرو گے برکیاروق کو بالفعل قتل نہ کرو اگر محمود کو صحت ہوگئی تو برکیاروق کے قتل کا تم کو اختیار باقی رہ جائے گا قتل کر ڈالنا اور اگر حالت دگرگوں ہوئی تو اسی کو تخت حکومت پر متمکن کر دینا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت دیکھئے کہ محمود ۲۹ شوال کو انتقال کر گیا اور برکیاروق حکمران ہو گیا پھر یہ بھی بیمار ہوگیا سرسام میں مبتلا ہوا۔ چار ماہ تک علیل رہا۔ اس اثناء میں اس کے چچا تتش نے ذرا بھی حرکت نہ کی یہ موقع اس کی کامیابی کا اچھا تھا مگر نہ سوجھی یہ سب قدرت کے کرشمے ہیں اگر محمود برکیاروق کے زمانہ علالت میں ذرا بھی کوشش کرتا تو تتش کو یہ روز بد دیکھنے کی نوبت نہ آتی۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوام الدولہ ابوسعید کربوقا: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ تتش نے قوام الدولہ ابوسعید کربوقا کو آقسنقر اور بوزان کے قتل کے بعد حلب کی جیل میں ڈال دیا تھا۔ چنانچہ اس وقت سے کربوقا حلب کی جیل میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ یہاں تک کہ رضوان ابن تتش حلب کا حکمران ہوا۔ سلطان برکیاروق نے رضوان کے پاس امیر کربوقا کے رہا کرنے کا حکم بھیجا۔ چنانچہ رضوان نے امیر کربوقا اور اس کے بھائی امیر التونتاش کو قید سے رہا کر دیا۔ کربوقا اور التونتاش کا رہا ہونا تھا کہ ہر طرف سے ٹڈی دل فوج آ کر جمع ہوگئی اس وقت موصل کی عنان حکومت علی بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کے ہاتھ میں تھی۔ اسے تتش نے قبضہ موصل کے بعد موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا اس کا بھائی محمد بن شرف الدولہ بن مسلم نصیبین کی حکومت پر تھا مروان ابن وہب اور ابوالہیجا کردی اس کے دائیں اور بائیں بازو تھے' محمد کا موصل پر فوج کشی کا قصد تھا۔ علی کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ امیر کربوقا کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اسے اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ کربوقا علی کی امداد پر آیا۔ نصیبین سے دو منزل کے فاصلہ پر محمد سے مڈبھیڑ ہوئی کربوقا اسے گرفتار کر کے نصیبین کی طرف بڑھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کیے رہا۔ آخر کار اسے بزور تیغ فتح کیا۔

کربوقا کا موصل پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد کربوقا نے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل قلعہ بند ہو گئے۔ کربوقا نے اس سے اعراض کر کے[1] اور محمد کو قتل کر کے دریا میں ڈال دیا اور موصل کے محاصرہ کی غرض سے واپس ہوا۔ ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ علی نے امیر چکرمش والی جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی' امیر چکرمش لشکر آراستہ کر کے علی کی کمک پر روانہ ہوا۔ امیر التونتاش نے آگے بڑھکر تیغ وسنان سے اس کا استقبال کیا۔ باہم لڑائی ہوئی بالآخر چکرمش نے شکست کے بعد کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ موصل کے محاصرے کے لیے آیا اور جیسا کہ چاہیے تھا مدد کی۔ جب محاصرہ کی سختیاں زیادہ ہوئیں تو نو ماہ کی تکلیف اور محاصرہ برداشت کر کے علی والی موصل بھاگ کھڑا ہوا صدقہ بن مزید کے پاس حلہ جا کر پناہ لی۔ کربوقا مظفر و منصور موصل میں داخل ہوا اور التونتاش نے اطراف موصل میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ امراء و رؤسا شہر سے تاوان اور جرمانے وصول کرنے لگا۔ کربوقا کو التونتاش کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ موصل میں داخل ہونے کے تیسرے دن التونتاش کے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعات ۴۸۹ھ کے ہیں۔

تسخیر رحبہ: قبضہ موصل کے بعد کربوقا نے رحبہ پر دھاوا کیا۔ اہل رحبہ مقابلہ پر آئے' لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے کربوقا اس پر قبضہ حاصل کر کے موصل کی جانب واپس ہوا اور اہل موصل کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ عدل و انصاف سے کام لیا۔ جس کی وجہ سے اہل موصل راضی و خوش ہو گئے اور اس کی حکوم کو استحکام حاصل ہو گیا۔

ارسلان ارغو: ارسلان ارغو اپنے بھائی سلطان ملک شاہ کے پاس بغداد میں مقیم تھا۔ جب سلطان ملک شاہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے محمود کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی گئی اس وقت ارسلان ارغو اپنے سات غلاموں کے ساتھ خراسان چلا گیا۔ خراسان پہنچ کر ہاتھ پاؤں نکالے۔ ایک گروہ جمع ہو گیا۔ نیشاپور پر دھاوا کیا۔ اہل نیشاپور مقابلہ پر

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے۔ مرو کی طرف لوٹا۔ مرو میں سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام امیر قودر (قودن[1]) شجنہ نامی حکومت کر رہا تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے نظام الملک کے قتل کی سازش کی تھی۔ امیر قودر نے ارسلان ارغو کی اطاعت قبول کر لی اور شہر پر قبضہ دے دیا۔ اس سے ارسلان ارغو کی قوت' ہمت اور جرأت بڑھ گئی۔ بلخ کی طرف بڑھا فخر الملک بن نظام الملک حاکم بلخ مقابلہ نہ کر سکا۔ بلخ چھوڑ کر بھاگ نکلا ہمدان میں جا کر پناہ لی اور تاج الدولہ تتش کا وزیر بن گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ارسلان ارغو کا بلاد خراسان پر قبضہ: ارسلان ارغو نے بلخ' ترمذ' نیشاپور اور تمام بلاد خراسان پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق اور اس کے وزیر السلطنت موید الملک کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ مجھے خراسان کی سند حکومت عطا کی جائے اور میں اس کا واحد حکمران تسلیم کیا جاؤں جیسا کہ میرا دادا داؤد تھا' چونکہ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اپنے چچا تتش کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جب برکیاروق نے موید الملک کو عہدۂ وزارت سے معزول کر کے اس کے بھائی فخر الملک کو قلمدان وزارت عطا کیا اور مجد الملک یا رسلان امور سلطنت پر غالب ہوا۔ تو ارسلان ارغو نے سلطان برکیاروق سے خط و کتابت کا سلسلہ بند کر دیا۔ برکیاروق کو یہ ناگوار گزرا' اپنے چچا بورسوس (بوربرس[2]) کو افواج شاہی کا افسر بنا کر ارسلان ارغو کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ ارسلان ارغو شکست کھا کر بلخ پہنچا۔ بورسوس نے ہرات میں پڑاؤ کر دیا۔ اس کے بعد ارسلان ارغو نے فوجیں مرتب کر کے مرو کی جانب قدم بڑھایا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے ویران کر دیا۔ مرو جیسے شہر کو کشت و خون کا میدان بنا دیا۔

بورسوس کی گرفتاری و قتل: بورسوس کو اس کی اطلاع ہوئی' ہرات سے ۴۸۸ھ میں ارسلان ارغو کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لیے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں امیر مسعود بن تاجر (اس کے باپ داؤد کا سپہ سالار تھا) اور امیر ملک شاہ وغیرہ نامی گرامی امراء و سردار بھی تھے ارسلان ارغو نے امیر ملک شاہ کو نامہ و پیام کر کے ملا لیا اور امیر مسعود بن تاجر کو اس کے بیٹے کے ساتھ ارسلان ارغو کی سازش سے کسی نے اسی کے خیمہ میں قتل کر ڈالا۔ ان واقعات سے بورسوس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی کثرت سے مخالف پیدا ہو گئے تاہم مقابلہ پر اڑا رہا۔ بالآخر گرفتار ہو کر اپنے بھائی ارسلان ارغو کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ارسلان ارغو نے ترمذ کی جیل میں بھیج دیا اور ایک سال بعد بحالت قید قتل کر ڈالا۔

ارسلان ارغو کا قتل: ارسلان ارغو کا اب کوئی مزاحم اور رقیب باقی نہ رہا تھا۔ برکیاروق نے اس کے سر کرنے کو جو مہم بھیجی تھی وہ تباہ و برباد ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے اس نے امراء و رؤسا خراسان کے قتل و خون ریزی پر کمر باندھ لی۔ خراسان کے شہروں کی شہر پناہ کو مسمار کر دیا' مبزدار' مرو شاہجہان' سرخس' نہاوند اور نیشاپور کے قلعوں کو منہدم کر کے زمین دوز بنا لیا۔

---

[1] تاریخ کامل میں بجائے قودر کے قودن لکھا ہے۔ تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹

[2] دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیر السلطنت عماد الملک بن نظام الملک سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا اور اس پر بھی جب اس کے دل کو تسکین نہ ہوئی تو قتل کر ڈالا۔ قصہ مختصر جس سے اسے ذرا بھی مخالفت کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا اس کا سر کچل دیا۔ خراسان ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ نہایت بے رحم اور بے حد غصہ ور تھا۔ اپنے غلاموں سے بھی درگزر نہ کرتا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر بھی سخت سے سخت سزا دیتا تھا۔ اتفاق سے ایک روز خلوت میں اپنے غلام سے کسی معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ سخت وسست کہا اور مارا غلام کو اشتعال پیدا ہو گیا۔ کمر سے خنجر نکال کر اس کے پیٹ میں بھونک دیا جس سے یہ مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۰ھ کا ہے۔

پسر ارسلان ارغو: ارسلان ارغو کے قتل کے بعد اس کے ہمراہیوں نے اس کے ایک چھوٹے لڑکے کو اپنا امیر بنایا سلطان برکیاروق نے ایک فوج' خراسان کی طرف ارسلان ارغو سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کی تھی۔ اتابک قماج اور اس کا وزیر علی حسن طغرائی بھی اس فوج میں تھے جس وقت یہ فوج کوچ وقیام کرتی ہوئی دامغان پہنچی ارسلان ارغو کے قتل کی خبر سن کر قیام کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان برکیاروق کی سواری آ گئی۔ سلطان برکیاروق نے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۰ھ میں قتل وقتال کے بغیر نیشاپور اور تمام بلاد خراسان پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بلخ پر دھاوا کیا۔ ارسلان ارغو کے ہمراہی اس لڑکے کے ساتھ جسے انہوں نے ارسلان ارغو کے قتل کے بعد حکومت کی کرسی پر متمکن کیا تھا۔ طخارستان کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے اور سلطان برکیاروق کی خدمت میں امان کی درخواست بھیجی۔ سلطان برکیاروق نے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ارسلان ارغو کے ہمراہی دس ہزار کی جمعیت اور اس کے لڑکے کے ساتھ دربار شاہی میں باریاب ہوئے۔ برکیاروق نے ارسلان ارغو کے لڑکے کو عزت واحترام سے ٹھہرایا اور عہد سلطنت سلطان ملک شاہ میں جتنے شہر ارسلان ارغو کے قبضہ وتصرف میں تھے ان سب کی حکومت اسے عنایت کی لیکن زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ وہ لشکر جو اس کے ہمراہ آیا تھا اس سے علیحدہ ہو کر جن امیروں سے اس کا ربط وتعلق تھا ان کے پاس چلا گیا۔ ارسلان ارغو کا لڑکا تنہا رہ گیا۔ سلطان برکیاروق کی ماں نے اسے اپنی آغوش شفقت میں لے لیا اور اس کی تربیت اور نگہداشت کے لیے خدام مقرر کر دیئے۔

امارت خراسان پر سنجر کا تقرر: اس کے بعد سلطان برکیاروق نے ترمذ کی طرف کوچ کیا۔ اہل ترمذ نے اطاعت قبول کی۔ سمرقند میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرب وجوار کے امراء نے اطاعت وفرمانبرداری کے پیام بھیجے۔ سات مہینہ بلخ میں قیام کر کے واپس ہوا اور اپنے بھائی سنجر کو حکومت خراسان پر چھوڑ آیا۔

محمود بن سلیمان کی بغاوت: جس وقت سلطان برکیاروق' خراسان میں خیمہ زن تھا اسی زمانہ میں ایک شخص محمود بن سلیمان نامی نے جو سلطان برکیاروق کے قرابت مندوں سے تھا اور امیر امیراں کے لقب سے موسوم اور مشہور تھا۔ علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ بلخ کی طرف قدم بڑھایا اور والیٔ غزنی بنو سبکتگین سے امداد کی درخواست کی۔ والیٔ غزنی نے اس شرط سے امداد دی کہ مملکت خراسان میں جو شہر فتح ہو ان میں والیٔ غزنی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ محمود کی شان وشوکت اس سے بڑھ گئی۔ دماغ عرش پر چڑھ گیا ملک سنجر کو اس کی اطلاع ہو گئی ایک دستہ فوج لے کر بحالت غفلت محمود کے لشکر پر حملہ کر دیا فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمود گرفتار ہو گیا۔ سنجر نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر قودر اور امیر بارقطاش کی بغاوت: سلطان برکیاروق کی خراسان سے واپسی کے بعد اکنجی نائب خوارزم بھی اپنا لشکر لیے ہوئے سلطان سے ملنے کی غرض سے روانہ ہوا لیکن مرو پہنچ کر لہو ولعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا امیر قودر (قودن) سلطان برکیاروق سے علالت کا حیلہ کر کے مرو میں رہ گیا تھا اس نے یہ رنگ دیکھ کر امیر بارقطاش سے سازش کی اور دونوں نے اکنجی گونر خوارزم کے قتل کا مشورہ کیا چنانچہ پانچ سو سواروں کی جمعیت سے امیر قودن اور امیر بارقطاش نے اکنجی پر رات کے وقت حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر کیا تھا میدان صاف ہو گیا فوجیں لیے ہوئے خوارزم کی طرف بڑھے اور یہ ظاہر کر کے کہ سلطان برکیاروق نے ان دونوں کو خوارزم کی حکومت عطا کی ہے خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ اسی اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ امیر انز نے فارس میں بغاوت کر دی۔ سلطان برکیاروق نے عراق کا ارادہ ترک نہ کیا اور داؤد حبشی بن التونطاق کو سردار لشکر بنا کر امیر قودن اور امیر بارقطاش کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور خود بالذات عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

امیر قودن اور امیر بارقطاش کی سرکوبی: داؤد حبشی عراق سے ہرات کی طرف چلا اور شاہی لشکروں کے جمع ہونے کے انتظار میں ہرات کے قریب پہنچ کر قیام کیا۔ امیر قودن اور امیر بارقطاش نے داؤد حبشی کی آمد کی خبر پا کر حملہ کی تیاری کی۔ داؤد حبشی کی فوج کم تھی بھاگ کھڑی ہوئی جیحون کو عبور کر کے دم لیا امیر قودن نہیں آنے پایا تھا کہ امیر بارقطاش نے داؤد حبشی پر حملہ کر دیا۔ برابر کا مقابلہ تھا داؤد حبشی خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا اور امیر بارقطاش کو مار بھگایا۔ اثناء جنگ میں امیر بارقطاش گرفتار کر لیا گیا جوں ہی یہ خبر امیر قودن کے لشکر میں پہنچی تمام فوج باغی ہو گئی امیر قودن کے مال و اسباب اور خزانہ کو لوٹ لیا گیا۔ امیر قودن بہ ہزار خرابی جان بچا کر بھاگا سنجار پہنچا۔ والی سنجار نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا ملک سنجر کی خدمت میں بلخ پہنچا ملک سنجر نے بڑی آؤ بھگت کی۔ امیر قودن بھی اطاعت و فرمانبرداری سے اپنی خدمات انجام دینے لگا۔ اندرونی اور بیرونی انتظام درست کیا فوجیں باقاعدہ مرتب کیں۔ موت کا وقت قریب آ گیا تھا۔ تھوڑے دن بعد مر گیا۔ باقی رہا امیر بارقطاش' وہ داؤد حبشی کے یہاں قید رہا۔ پھر داؤد حبشی نے اسے قتل کر ڈالا۔

آغازِ حکومت بنو خوارزم شاہ: ابوشکین امراء سلجوقیہ میں سے ایک امیر کا (بلکباک) زرخرید غلام تھا۔ اس نے ابوشکین کو غرشتان کے ایک شخص سے خرید لیا تھا۔ اسی مناسبت سے ابوشکین غرشی کے نام سے موسوم ہوا۔ ابوشکین نے اسی امیر کے یہاں نشو ونما پائی۔ بڑا ہوا۔ ہوشیار اور بیدار مغز تھا۔ اپنے آقا کی مرضی کے مطابق کام کرتا تھا۔ جوانمرد اور دلیر بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابوشکین کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ محمد نام رکھا۔ ابوشکین نے نہایت خوبی سے اسے تعلیم و تربیت دی۔ فنون جنگ بھی سکھلائے۔ سیاسیات کی بھی اعلیٰ تعلیم دلائی۔ عنایت الٰہی سے محمد ایک قابل قدر انسان ہو گیا۔ جب امیر داؤد حبشی' خراسان کی طرف روانہ ہوا تو محمد بھی اور لوگوں کے علاوہ اس کے ہمراہ تھا۔

خوارزم شاہ ابوشکین: بغاوت خراسان فرو ہونے کے بعد امیر داؤد حبشی کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ خوارزم کی گورنری پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسے مقرر کروں اکنجی نائب خوارزم کو امیر قودن وغیرہ نے مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ نہایت غور وفکر کے بعد محمد بن ابوشکین کو منتخب کیا اور یہی اس کی نظروں میں حکومت خوارزم کے لیے مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ امیر داؤد حبشی نے خوارزم کی عنان حکومت محمد کو مرحمت کی اور خوارزم شاہ کے لقب سے ملقب کیا۔ محمد نہایت کفایت شعار، منتظم، مدبر، عادل اور خلیق تھا۔ تھوڑے ہی دن میں اس کا ذکر خیر پھیل گیا ملک سنجر نے بھی اس تقرری کو بہتر سمجھا اور محمد کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اس کی لیاقت وکارکردگی کے مطابق اس کی عزت افزائی کی۔

محمد بن ابوشکین اور طغرل تکین محمد: محمد نے کسی ضرورت سے کچھ دن کے لیے خوارزم کو چھوڑ دیا تھا۔ ترکوں کو موقع مل گیا۔ ان کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ طغرل تکین محمد بن اکنجی سابق گورنر خوارزم بھی ترکوں سے مل گیا اس کی خبر محمد بن ابوشکین کو ہوگئی۔ سب کاموں کو چھوڑ کر خوارزم کے بچانے کے لیے بڑھا اور ملک سنجر سے امداد کا خواہاں ہوا۔ ملک سنجر ان دنوں نیشاپور میں تھا۔ ملک سنجر اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا۔ محمد بن ابوشکین بلا انتظار ملک سنجر، ترکوں کے مقابلہ پر آ گیا۔ ترکوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ انتہائی بدحواسی سے منقشلاع کی طرف بھاگے۔ طغرل تکین نے بھی جرجان کی جانب کوچ کر دیا۔ اس واقعہ سے ملک سنجر کی آنکھوں میں محمد اور زیادہ عزیز ہو گیا۔

اتسز بن محمد خوارزم شاہ: جب محمد خوارزم شاہ نے وفات پائی تو اس کا بیٹا اتسز تخت آرائے حکومت ہوا۔ یہ بھی نہایت نیک مزاج مدبر اور عادل تھا۔ اس نے اپنے باپ کے زمانہ میں اکثر لڑائیوں میں سپہ سالاری کی تھی۔ فنون جنگ سے پوری واقفیت رکھتا تھا۔ اس نے شہر منقشلاع کو ترکوں سے چھین لیا ملک سنجر اسے بے حد عزیز رکھتا تھا۔ سفر وحضر میں اپنے ساتھ رکھتا۔ لڑائیوں میں اسی کو فوج کا افسر اعلیٰ بنایا تھا۔ اسی زمانہ سے حکومت وریاست محمد بن ابوشکین کے خاندان میں آئی۔ یہی ان کی حکومت کی ابتدا ہے پھر ان پر تاتاریوں نے چھٹی صدی ہجری میں یورش کی اور ان کی حکومت وسلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ انہی سے تاتاریوں نے ملک پر قبضہ حاصل کیا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں بیان کیا جائے گا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ: اسی[1] زمانہ سے عیسائیوں میں ممالک اسلامیہ پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی ہے

---

[1] کروسیڈ یعنی صلیبی جنگ کی ابتدا عیسائیوں کا خروج وظہور اور بعض ممالک اسلامیہ پر قبضہ ۴۷۸ھ سے شروع ہوتا ہے۔ پہلے انہوں نے بلاد اندلس میں طلیطلہ کو لے لیا جب اس سے مسلمانوں کے کان پر جوں نہ رینگی تو ۴۸۴ھ میں جزیرہ صقلیہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی بزور تیغ قابض ہو گئے اس سے ان کی حرص اور بڑھ گئی۔ افریقہ پر ہاتھ مارا اور اس کے بعض شہروں پر قابض ہو گئے۔ سلاطین اسلام آپس کی خانہ جنگیوں میں مصروف تھے۔ مذہبی جوش، اخوت، اسلامی ہمدردی اور خیر خواہی ملت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ عیش وعشرت میں مبتلا ہو گئے تھے اس وجہ سے عیسائیوں کا شوق ملک گیری مذہبی پردہ میں بڑھا پھر کیا تھا قتل اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ ۴۹۰ھ میں ملک شام پر چڑھائی کی۔ بیت المقدس کے لینے کی بنیاد ڈالی۔ بردویل عیسائی بادشاہ نے ایک بڑی فوج جمع کر کے رجار فرانسیسی کو اطلاع دی (جس نے صقلیہ پر قبضہ کر لیا تھا) کہ میں ایک فوج عظیم لے کر افریقہ پر چڑھائی کرتا ہوں اور اسے عنقریب فتح کر کے تمہارا ہمسایہ ہو جاتا ہوں۔ رجار نے اپنے اراکین سلطنت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا سب نے بردویل کے خیال کی تعریف کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴۸۴ھ) میں صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر انہوں نے ملک شام اور بیت المقدس کے قصد سے حرکت کی۔ خلیج قسطنطنیہ عبور کر کے براہ خشکی روانہ ہونے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کو خط لکھا اور اس سے اس کے ملک سے گزر جانے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ قسطنطنیہ نے اجازت تو دیدی لیکن یہ شرط کر لی کہ انطاکیہ فتح کر کے مجھے دیدینا۔ عیسائی کروسیڈروں نے اس شرط کو منظور کر لیا اور خلیج قسطنطنیہ کو ۴۹۰ھ میں عبور کر کے ارسلان بن سلیمان بن قطلمش والی قونیہ و بلاد روم کے مقبوضات کی طرف بڑھے ارسلان ان کی آمد کی خبر سن کر مدافعت کو اٹھا۔ فریقین میں لڑائی ہوئی۔ ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی عیسائیوں نے ابن لیون ارمنی کے مقبوضہ ممالک کی طرف قدم بڑھایا۔ انطاکیہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ نو مہینہ تک محاصرہ کیے رہے۔ باغی سیان والیٔ انطاکیہ نے نہایت مردانگی سے مدافعانہ جنگ کی عیسائیوں نے شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک محافظ کو بہت سا مال و زر دے کر ملا لیا۔ چنانچہ حسب قرارداد باہمی عیسائی فوج شہر پناہ کے قریب آئی اس دغاباز محافظ نے شہر پناہ کا چور دروازہ کھول دیا عیسائی فوج شہر میں داخل ہوگئی اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر بگل بجا دیا۔ باغی سیان گھبرا گیا۔ کچھ نہ سوجھا بھاگ کھڑا ہوا۔ پانچ چھ کوس نکل گیا ہوش و حواس بجا ہوئے تو اپنے کیے پر ندامت ہوئی بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا ایک ارمنی عیسائی نے پہنچ کر سر اتار لیا اور انطاکیہ میں عیسائی سپہ سالار کے پاس پہنچا دیا۔ یہ واقعات ۴۹۱ھ کے ہیں۔

مسلمانوں کا محاصرہ انطاکیہ: اس واقعہ کی مسلمانوں کو خبر ہوئی۔ انطاکیہ کے واپس لینے کے لیے ہر طرف سے دوڑ پڑے۔ قوام الدولہ کربوقا شام کی طرف چلا مرج دابق تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ دقاق بن تتش، طغرل تکین اتابک، جناح الدولہ والی حمص، ارسلان تاش والی سنجار اور سقمان ارتق وغیرہ نامی گرامی امراء اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے آ پہنچے اور انطاکیہ کی طرف بڑھے، محاصرہ کر لیا۔ اتفاق سے اسلامی امراء میں پھوٹ پڑ گئی۔ امیر کربوقا بداخلاقی برتنے لگا اور امراء کو یہ امر ناگوار گزرا۔ ان کے دلوں میں اس کی طرف سے کدورت پیدا ہوگئی چونکہ عیسائیوں کو رسد و غلہ کے فراہم کرنے کا موقع نہ ملا تھا۔ اس وجہ سے محاصرہ کی تکلیف سے پریشان ہونے لگے۔ امیر کربوقا سے امان کی درخواست کی۔ امیر کربوقا نے امان دینے سے انکار کیا۔ عیسائیوں پر نہایت مصیبت اور سختی کا وقت آ گیا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن، کا مضمون تھا۔ ان عیسائی کروسیڈروں کے ساتھ عیسائی بادشاہوں میں سے بردویل، صنجیل، مکدمری، قمط والیٔ الرہا اور بیمند والیٔ انطاکیہ بھی محصور تھا۔ عیسائی فوج کا کمان افسر بھی بیمند تھا۔ شدت محاصرہ سے پریشان ہو کر شہر پناہ کے دروازے سے متفرق طور سے دو دو چار چار امن کے جھنڈا لیے ہوئے نکلے۔ جب تمام عیسائی کروسیڈر انطاکیہ کے باہر آ گئے تو لڑائی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسلامی امراء میں نفاق تو پیدا ہی ہو گیا تھا اور ان کے دلوں میں امیر کربوقا کی بداخلاقی سے کدورت پیدا ہو

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے) رجار نے کہا تم لوگ عقل سے خالی ہو اگر اس نے افریقہ کو لے لیا تو ہمارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور اگر ناکام واپس آیا تو ہمیں اس کی ہمدردی کرنا ہوگی اور اس میں ہم کو تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے فتح بیت المقدس کی رائے دی جائے اور مسلمانوں پر جہاد کرنے کا مشورہ دیا جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس رائے کو پسند کیا۔ چنانچہ یہی رائے بردویل کو لکھ بھیجی۔ بردویل نے بھی اسے پسند کیا اور فتح بیت المقدس کے ارادے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ مترجم عفی عنہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکی تھی اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ سب سے اخیر میں امیر سقمان بن ارتق نے میدان جنگ سے فرار کیا عرب کا ایک گروہ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ عیسائی کروسیڈروں نے مسلمانوں کے کیمپ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا۔[1]

عیسائیوں کا سواحل شام پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد عیسائیوں نے معرہ نعمان کی طرف قدم بڑھایا۔ اور اسے بھی لے لیا۔ نہایت بے رحمی اور سفاکی سے اہل معرہ نعمان کو پامال کیا۔ اس کے بعد غرہ پر حملہ کیا۔ چار مہینے تک محاصرہ کیے رہے۔ اہل غرہ نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے۔ ابن منقذ والی شیرز نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی۔ پھر حمص کا محاصرہ کیا۔ جناح الدولہ نے صلح کا پیام بھیجا۔ مصالحت ہو گئی۔ عکا کی طرف بڑھے۔ اہل عکا نے قلعہ بندی کر لی۔ ناکام واپس ہوئے۔ اسی زمانہ سے سواحل شام پر عیسائی کروسیڈروں کا قبضہ شروع ہوتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ[2] ..... خلفاء علوین نے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کرنے کا اشارہ کیا تھا اور انہی کی تحریک سے وہ اس جرأت سے حملہ آور ہوئے تھے سبب یہ تھا کہ خلفاء علویہ کو سلاطین سلجوقیہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ انہوں نے ملک شام کو غزہ تک دبا لیا تھا اور ان کے امیروں میں سے اقسیس نامی ایک امیر نے مصر پر حملہ کیا تھا اور مدتوں تک

---

[1] ابن اثیر نے اس واقعہ کو ذرا تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ عیسائی کروسیڈروں کو انطاکیہ پر قبضہ کیے ہوئے بارہ دن ہو گئے تھے۔ رسد و غلہ کا کوئی سامان نہیں کرنے پائے کہ امیر کربوقا وغیرہ آ گئے عیسائی کروسیڈر بھوکوں مرنے لگے۔ امراء نے اپنی اپنی سواری کے جانوروں کو کھانا شروع کر دیا' غربا اور سپاہی درخت کے پتوں سے پیٹ بھرنے لگے۔ امیر کربوقا کے پاس پیام بھیجا کہ ''آپ ہم کو امان دیجئے ہم شہر خالی کیے دیتے ہیں۔'' امیر کربوقا نے جواب دیا ''ہرگز امان نہیں دی جائے گی' ہم تم کو تلوار کے ذریعہ سے نکالیں گے۔'' اس جواب سے کروسیڈروں کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی ایک پادری نے جس پر ان عیسائیوں کا زیادہ اعتقاد تھا ان لوگوں سے کہا گھبراؤ نہیں! اسی انطاکیہ میں مسیح کی صلیب فلاں مقام پر مدفون ہے تلاش کرو۔ اگر مل گئی تو تمہاری فتح ہو گی ورنہ تمہاری ہلاکت اور تباہی یقینی ہے۔'' پادری صاحب نے اس سے پہلے صلیب کو مقام موعودہ میں دفن کر دیا تھا۔ عیسائی کروسیڈ صلیب کے تلاش کرنے پر تیار ہو گئے۔ پادری صاحب نے کہا ''وہ یوں نہیں ملے گی۔ تین دن روزہ رکھو۔ دعا کرو گناہوں کی مغفرت چاہو۔ چوتھے روز تلاش کی کوشش کرو۔ کامیاب ہو گئے تو پھر کیا کہنا ہے ورنہ موت ہے۔'' عیسائی کروسیڈروں نے اس پر عمل کیا اور جیسا کہ پادری نے کہا تھا' تلاش کے بعد صلیب مل گئی۔ پادری صاحب نے کہا ''اب کیا ہے خوشیاں مناؤ۔ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر پانچ پانچ چھ چھ آدمی امان کا جھنڈا لیے ہوئے نکلو جب سب کے سب انطاکیہ کے باہر آ جاؤ تو جنگ کا نقارہ بجا دو۔ فتح یاب ہو جاؤ گے'' جس وقت عیسائی کروسیڈر انطاکیہ سے متفرق طور پر نکلنے لگے۔ مسلمانوں نے امیر کربوقا سے عرض کیا ''ان عیسائیوں کو مہلت نہ دی جائے جوں جوں نکلتے جائیں انہیں قتل کرتے جائیں'' امیر کربوقا نے جواب دیا ''نکل آنے دو ہم انہیں لڑ کر پسپا کر دیں گے۔'' لیکن مسلمانوں میں بعض امراء نے اس کی مخالفت کی اور عیسائیوں کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ امیر کربوقا نے خود جا کر انہیں اس سے روکا جب تمام عیسائی کروسیڈر شہر انطاکیہ سے نکل آئے تو انہوں نے صف آرائی کی۔ چونکہ کربوقا نے مسلمانوں کے ساتھ ناگوار برتاؤ کیا تھا اور عیسائیوں کے قتل سے روکا تھا اس وجہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک ہاتھ بھی لڑنے کا گنہگار نہیں ہوا۔ انتہی ملخصاً من تاریخ الکامل ابن اثیر۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا محاصرہ کیے رہا۔ خلفاء علویہ نے اس امر کو کہ ایک نہ ایک روز سلاطین سلجوقیہ مصر کو بھی لے لیں گے اس کا احساس کر کے عیسائیوں کو ملک شام پر قبضہ کر لینے کا اشارہ کر دیا تا کہ سلاطین سلجوقیہ کی زد سے خود محفوظ رہیں اور ان کے اور مصر کے درمیان عیسائی حائل اور سد راہ ہو جائیں۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

امیر انز کی بغاوت: جس وقت سلطان برکیاروق خراسان کی جانب روانہ ہوا تھا۔ اسی زمانہ میں امیر انز کو فارس کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ فارس کے ملک پر شوانکار کے قبائل قابض ہو گئے تھے اور ایران شاہ بن قاروت بک والیٔ کرمان کی پشت پناہی اور امداد سے فارس پر حکومت کر رہے تھے۔ جب امیر انز نے فارس پر فوج کشی کی تو شوانکار مقابلہ پر آئے اور لڑے۔ امیر انز کو شکست ہوئی۔ امیر انز اصفہان واپس آیا۔ سلطان برکیاروق کو اس سے مطلع کیا اور خراسان حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ سلطان برکیاروق نے اصفہان میں ٹھہرنے کا حکم دیا امارت عراق کی سند بھیج دی اور جس قدر فوجیں عراق اور اس کے اطراف و جوانب میں تھیں امیر انز کو ان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ موید الملک بن نظام الملک دار الخلافت بغداد سے حلہ آیا۔ امیر انز سے ملا اور اسے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کیا شاہی قوت و شوکت کی دھمکی دی۔ سلطان کے غصہ اور انتقام سے ڈرایا اور یہ رائے دی کہ محمد بن ملک شاہ سے نامہ و پیام بھیج کر سازش کر لو۔ محمد بن ملک شاہ ان دنوں گنجہ میں تھا اس قرارداد کے مطابق امیر انز نے عمل درآمد کیا۔ چنانچہ آہستہ آہستہ یہ خبر مشہور ہو گئی۔ امیر انز کا خوف و خطر اور زیادہ ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں اصفہان سے رے کی طرف کوچ کیا اور کھلم کھلا سلطان کی مخالفت کرنے لگا۔

امیر انز کا قتل: سلطان برکیاروق سے فخر الملک البارسلان کی واپسی اور سپردگی کا مطالبہ کیا۔ ابھی یہ معاملہ طے نہ ہوا تھا کہ ترکوں میں سے تین شخص جو امیر انز ہی کے لشکر کے تھے اور خوارزم کے رہنے والے تھے شب کے وقت اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔ لشکر میں ہلڑ مچ گیا۔ مال روپیہ اور اسباب کو لشکریوں نے لوٹ لیا۔ نعش کو اصفہان میں لائے اور دفن کر دیا۔ امیر انز بڑا پابند صوم وصلوٰۃ کثیر المناقب اور سخی تھا۔ امیر انز کے قتل کی خبر سلطان برکیاروق کو اطراف رے میں پہنچی امیر انز سے جنگ کرنے کو آ رہا تھا۔ اس خبر کو سن کر بے حد خوش ہوا۔ فخر الملک البارسلان کی باچھیں کھل پڑیں۔ یہ واقعہ ۴۹۲ھ کا ہے۔ اضبہر صابر امیر انز کے قتل کے بعد دمشق چلا گیا۔ مدتوں وہیں ٹھہرا رہا اس کے بعد ۵۰۱ھ میں سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان محمد بہ عزت و احترام پیش آیا اور رحبہ کی حکومت عنایت کی۔

افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ: تاج الدولہ تتش نے بیت المقدس کو خلفاء علویہ والیٔ ان مصر کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اپنی طرف سے امیر سقمان بن ارتق کو اس کی حکومت پر مامور کیا تھا جس وقت ترکوں کو بمقام انطاکیہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو مصری خلیفہ کو بیت المقدس کے واپس لینے کا شوق اور جوش پیدا ہوا۔ افضل بدر جمالی سپہ سالار دولت علویہ فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کی طرف بڑھا اور بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اس وقت بیت المقدس میں امیر سقمان اور ایلغازی پسران ارتق یاقوتی (ان دونوں کا بھتیجا) اور سونج (انہی دونوں کا چچا زاد بھائی) موجود تھے۔ محصورین نے جی توڑ کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ افضل بن بدر جمالی کی منجنیقوں نے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ ڈالا۔ محصورین نے محاصرہ کے چالیس دن بعد ہتھیار ڈال دیئے امن و امان حاصل کر کے بیت المقدس کو فتح مند

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ کو دے دیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۴۰۹ھ کا ہے۔ افضل نے کامیابی کے بعد محصور امراء کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کیے امیر سقمان اور ایلغازی کو مع ان کے ہمراہیوں کے زادراہ دے کر رخصت کیا۔ امیر سقمان نے الرہا میں جا کر قیام اختیار کیا' ایلغازی عراق چلا گیا اور افضل اپنے سرداروں میں سے افتخار الدولہ کو بیت المقدس کی حکومت پر مامور کر کے مصر کی جانب واپس ہوا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ: عیسائیوں نے عکا سے واپس ہو کر بیت المقدس کی طرف قدم بڑھایا۔ چالیس روز نہایت سختی سے محاصرہ کیے رہے بالآخر آخری ماہ شعبان ۴۹۲ھ میں شہر پناہ کی شمالی دیوار توڑ کر گھس پڑے اور بہت بڑی خونریزی (غارتگری) کا دروازہ کھول دیا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ محراب داؤد علیہا السلام میں تین روز تک پناہ گزین رہا۔ آخر کار عیسائیوں سے امان حاصل کر کے رات کے وقت عسقلان چلا گیا۔ مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار سے زیادہ مسلمان شہید کیے گئے جن میں علماء' زہاد' مہاجرین اور رؤسا شہر تھے۔ چالیس قندیلیں کلان نقرئی (ہر ایک کا وزن تین ہزار چھ سو درہم مطابق وزن رائج الوقت بیس بیس سیر کا تھا) ایک سو پچاس قندیل خورد نقرئی' ایک تنور نقرئی وزنی چالیس رطل شامی (مطابق وزن رائج الوقت ایک من) اور ان کے علاوہ بہت سا مال و اسباب جو کہ حد و شمار سے باہر تھا لوٹ لیا۔

مسلمان فریادی صورت بنائے بحال پریشان دارالخلافت بغداد پہنچے۔ خلیفہ مقتدی نے انہیں ابو محمد دامغانی' ابوبکر شاشی' ابوالقاسم زنجانی' ابوالوفاء بن عقیل' ابوسعید حلوانی اور ابوالحسین بن سماک کے ہمراہ سلطان برکیاروق کے پاس روانہ کیا اور عیسائیوں سے اس جرأت و سفاکی کے انتقام لینے کی ہدایت کی۔ یہ وفد حلوان تک پہنچا تھا کہ ان لوگوں کو مجد الملک البارسلان کے قتل اور سلطان محمد کی نزاع و جنگ کی خبر معلوم ہوئی ناکام واپس آئے اور عیسائیوں نے شام پر استقلال کے ساتھ قدم جما لیا۔

چونکہ ہم نے اپنی کتاب میں التزام کر لیا ہے کہ ہر خاندان حکومت کے حالات جدا جدا لکھیں گے اس وجہ سے ان واقعات سے ہم گریز کرتے ہیں اور سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کے حالات تحریر کرتے ہیں۔

سلطان محمد بن ملک شاہ: محمد اور سنجر حقیقی بھائی تھے سلطان برکیاروق نے سنجر کو حکومت خراسان پر متعین کیا تھا۔ ۴۸۸ھ میں محمد' سلطان برکیاروق کے پاس جس وقت کہ یہ اصفہان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے چلا آیا۔ برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے متعلقات کی حکومت عطا کی اور چونکہ محمد کی عمر کم تھی۔ امیر قطلغ تکین اتابک کو بطور وزیر اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

شہر گنجہ صوبہ اران کے مضافات سے تھا۔ قطون (فضلول بن ابوالاسوار) اس پر حکمرانی کر رہا تھا سلطان ملک شاہ نے اس صوبہ کو قطون سے لے کر سرہنا ساوتکین خادم کو عنایت کیا اور قطون کو اس کی جگہ استر آباد کی حکومت مرحمت کی۔ لیکن چند روز بعد صوبہ اران کی حکومت' پھر قطون کو ضمانت لے کر دی گئی۔ جب قطون کی مالی اور فوجی حالت ذرا درست ہو گئی تو بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان ملک شاہ نے امیر بوزان کو اس کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ چنانچہ امیر بوزان نے اسے شکست دے کر گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ سلطان ملک شاہ نے صوبہ اران کو امیر بوزان' باغی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیان والیٔ انطاکیہ اور ان کے افسران فوج پر تقسیم کر دیا اور ۴۸۴ھ میں قطون بحالت قید بغداد میں مر گیا۔

باغی سیان کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اپنے باپ کے مقبوضہ ممالک کی طرف چلا آیا۔ تب سلطان برکیاروق نے ۴۸۸ھ میں گنجہ اور اس کے متعلقات پر محمد کو حکمرانی کی سند عنایت کی جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر آئے ہیں۔

موئد الملک عبید اللہ ابن نظام الملک: جب محمد کی قوت بڑھی اور حکومت میں استحکام پیدا ہوا تو اس نے اپنے وزیر اتابک قطلغ تکین کو مار ڈالا اور تمام صوبہ اران پر قابض ہو گیا۔ انہی دنوں موید الملک عبید اللہ ابن نظام الملک اپنے آقا امیر انز کے قتل کے بعد محمد کے پاس چلا آیا تھا۔ محمد نے اسے اپنے تقرب کی عزت دی اور وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا موید الملک نے حکومت و سلطنت کی دعوے داری کی رائے دی۔ چنانچہ محمد نے اپنی بادشاہی کا اعلان کر کے اپنے مقبوضات میں اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے بعد ہی مجد الملک البارسلان کے مارے جانے کا واقعہ پیش آیا جو کہ برکیاروق کی مملکت میں جابرانہ حکومت کر رہا تھا۔ امراء لشکر کو اس سے منافرت پیدا ہوئی۔ برکیاروق کی رفاقت ترک کے محمد کے پاس چلے گئے (اور[1] مرتب ہو کر رے کی طرف بڑھے) برکیاروق ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے رے میں داخل ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے امراء سلجوقیہ امیر نیال بن انوشتکین حسامی اور نظام الملک وغیرہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔

مادر برکیاروق کا قتل: برکیاروق یہ خبر سن کر کہ اس کا بھائی محمد بقصد جنگ روانہ ہو گیا ہے۔ رے سے اصفہان کی جانب واپس ہوا۔ اہل اصفہان نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا۔ تب خوزستان کا راستہ اختیار کیا اور محمد نے ماہ ذیقعد ۴۹۲ھ میں رے پر قبضہ کر لیا۔ زبیدہ خاتون مادر برکیاروق اپنے بیٹے کے ساتھ نہیں گئی تھی، رے میں ٹھہری ہوئی تھی۔ موید الملک نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو مال و اسباب ضبط کر لیا۔ جب اس سے بھی اس کے دل کو تسلی نہ ہوئی تو ایک روز اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گئی۔ ہر چند اس کے مصاحبوں نے اس فعل سے اسے روکا مگر اس نے ایک کی بھی نہ سنی اور اپنی خباثت کے اظہار سے باز نہ آیا۔

سلطان محمد کا خطبہ و خطاب: سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی و منافرت پیدا ہو گئی تھی۔ یہ امیر کربوقا والیٔ موصل، چکرمش والیٔ جزیرۂ ابن عمر اور سرخاب میں والیٔ گنکسون وغیرہ سے ملا اور سب کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھار دیا۔ یہ سب مع اپنی فوجوں کے سلطان محمد کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو روانہ ہوئے۔ سلطان محمد اس وقت قم میں مقیم تھا۔ سلطان محمد نے ان سب کو خلعت دیئے۔ انعامات اور جائزے سے سرفراز کیا۔ سعد الدولہ گوہر آئین کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا۔ سعد الدولہ گوہر آئین نے بغداد پہنچ کر خلافت مآب کی خدمت میں باریابی کی عزت حاصل کی اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوانے کی بابت عرض کیا۔ خلافت مآب نے منظور فرما لیا اور سلطان محمد کو غیاث الدنیا والدین کا خطاب عنایت کیا۔ امیر کربوقا اور چکرمش وغیرہ سلطان محمد کے ہمراہ اصفہان کی طرف روانہ ہو گئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے ربط مضمون کے خیال سے عبارت مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل سے لکھ دی ہے۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجد الملک البا سلانی کا قتل: ابوالفضل سعد البا سلانی (البارسلان) ملقب بہ مجد الملک[1] سلطان برکیاروق کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ تمام کاروبار سلطنت کے سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ اس کا ایسا اثر تھا کہ اس کے سامنے کسی کی بھی دال نہیں گلتی تھی۔ جب امراء برکیاروق فرقہ باطنیہ کی سازشوں کے شکار ہونے لگے اور پے در پے قتل ہو گئے تو امراء برکیاروق کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہو نہ ہو مجد الملک البا سلانی کا یہ فعل ہے چنانچہ امیر برشق کے قتل کیے جانے پر اس کے لڑکوں زنگی اور اقبوری کو یہی خیال رونما ہوا ان لوگوں نے اپنے باپ کے قتل کا الزام مجد الملک کے سر تھوپا اور برکیاروق سے علیحدہ ہو گئے۔ سرداران لشکر کو مخالفت کا موقع مل گیا۔ ایک جلسہ میں سب جمع ہوئے امیر حیرہ الکا بک اور طغابرک بن الیزن پیش پیش تھا ان لوگوں نے متفق ہو کر امیر برشق کے خون کا انتقام لینے کی تحریک کی اور اسی غرض سے اس کے لڑکوں کو بلا بھیجا۔ ہمدان کے قریب دوسری کمیٹی ہوئی۔ تمام فوج نے اس سے اتفاق کیا۔ تب ان لوگوں نے برکیاروق سے مجد الملک کی سپردگی کا مطالبہ کیا اور یہ پیام بھیجا کہ ''اگر مجد الملک کو ہمارے حوالہ کر دیں گے تو ہم آپ کے تابعدار و خادم ہیں ورنہ ہم کو آپ علم حکومت کے خلاف تصور فرمائیے۔'' برکیاروق نے اس مطالبہ کو منظور نہ کیا لیکن مجد الملک البارسلاں نے یہ رائے دی کہ ''بہ لحاظ مصلحت وقت آپ ان کے جذبات اور خواہش کے مطابق مجھے قتل کر ڈالیے۔ تمام امراء دولت اور سردان لشکر آپ کے مطیع ہو جائیں گے ورنہ اگر انہوں نے مجھے زبردستی گرفتار کر کے قتل کیا تو اس میں رعب سلطنت جاتا رہے گا۔'' سلطان برکیاروق اس پر راضی نہ ہوا۔ انتقام طلب کرنے والوں سے مجد الملک کے نہ مارنے کی قسم لے کر مجد الملک کو ان کے حوالہ کر دیا۔ مجد الملک ان باغیوں کے سرداروں کے پاس پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ غلاموں نے اسے قتل کر ڈالا۔ شورش رفع ہو گئی۔ سر اتار کر موید الملک کے پاس بھیج دیا گیا۔

برکیاروق کی مراجعت اصفہان: اس واقعہ سے امراء دولت اور سرداران لشکر کو برکیاروق سے اور زیادہ منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ کہلا بھیجا کہ آپ رے چلے جائیے۔ ہم لوگ آپ کے بھائی محمد سے نپٹ لیں گے۔ چنانچہ برکیاروق بادل ناخواستہ رے کی جانب واپس ہوا۔ ان لوگوں نے اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے بھائی محمد کے پاس چلے گئے۔ برکیاروق کوچ اور قیام کرتا ہوا اصفہان سے رشتاق چلا گیا۔

بغداد میں برکیاروق کا خطبہ: برکیاروق اور اس کا امیر لشکر نیال بن انوشتکین اپنی فوج کے ساتھ خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ خوزستان سے واسط کا راستہ اختیار کیا۔ صدقہ بن مزید والیٔ حلہ آ ملا۔ اس کے بعد ان سب نے دارالخلافت بغداد کا قصد کیا۔ اس وقت بغداد میں سعد الدولہ گوہر آئین افسر پولیس موجود تھا اور سلطان محمد کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ برکیاروق کی آمد کی خبر سن کر بغداد چھوڑ دیا۔ ایلغازی بن ارتق وغیرہ امراء بھی اس کے ساتھ بغداد سے نکل

---

[1] مجد الملک بے حد نیک مزاج، صوم وصلوٰۃ کا پابند، تہجد پڑھنے کا عادی اور سخی تھا۔ علویوں کے ساتھ بہت اچھے برتاؤ کرتا اور داد و دہش سے پیش آتا تھا۔ خونریزی سے اس کو نفرت تھی۔ شیعیت مزاج میں تھی مگر بایں ہمہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عزت کرتا تھا اور ان سے تبرا کرنے والے کو ملعون کہتا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے۔ برکیاروق ۱۵ صفر ۴۹۳ھ میں بغداد پہنچا اور اپنے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھوایا۔

سعد الدولہ کی اطاعت: سعد الدولہ نے سلطان محمد اور موید الملک کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور برکیاروق کے مقابلہ پر لشکر بھیجنے کی تحریک کی۔ سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک نے امیر کربوقا والیٔ موصل اور چکرمش والیٔ جزیرہ ابن عمر کو برکیاروق کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ چکرمش نے سعد الدولہ سے یہ ظاہر کیا کہ میرے مقبوضہ بلاد میں بیحد ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ لہذا مجھے آپ واپسی کی اجازت دیجئے۔ سعد الدولہ یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا اور بادل ناخواستہ اجازت دیدی' سعد الدولہ اور اس کے مصاحبوں کو سلطان محمد کی امداد سے ناامیدی ہوگئی برکیاروق کی خدمت میں اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ چنانچہ برکیاروق' بغداد سے نکل کر ان لوگوں کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے نہایت جوش سے استقبال کیا۔ برکیاروق' کشادہ پیشانی سے ملا اور خوشی و مسرت سے بغداد کی جانب ان لوگوں کے ساتھ واپس گیا۔

عمید الدولہ بن جہیر کی گرفتاری: اس کے بعد عمید الدولہ بن جہیر (خلافت مآب کا وزیر تھا) کو گرفتار کر لیا اور اس سے دیار بکر اور موصل کے ان محاصل کا مطالبہ کیا۔ جو اس نے اور اس کے باپ نے دیار بکر اور موصل کی گورنری کے زمانہ میں حاصل کیے تھے۔ ردوکد کے بعد ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر معاملہ طے ہو گیا۔ دربار خلافت کا عہدۂ وزارت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل بن محمد دہستانی کو عطا کیا اور خلافت مآب نے برکیاروق کو خلعت عنایت فرمایا۔

برکیاروق و محمد کی پہلی جنگ: برکیاروق' دارالخلافت بغداد سے اپنے بھائی محمد سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ شہرزور ہو کر گزرا۔ تین روز شہرزور میں قیام پذیر رہا۔ ترکمانوں کا بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ رئیس ہمدان نے ہمدان حوالہ کر دینے کی درخواست پیش کی۔ برکیاروق نے اس درخواست پر کوئی توجہ نہ دی اور محمد سے جنگ کرنے کے لیے چل کھڑا ہوا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر صف آرائی ہوئی۔ برکیاروق کے میمنہ پر سعد الدولہ گوہر آئین' عز الدولہ بن صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر وغیرہ نامی گرامی امراء تھے۔ میسرہ میں امیر کربوقا تھا۔ محمد کے میمنہ کا سردار امیر اضر اور اس کا بیٹا ایاز تھا۔ اس کے میسرہ میں موید الملک فوج لیے ہوئی تھا۔ قلب لشکر میں خود محمد تھا شحنہ اصفہان امیر سرخواس کی رکاب میں تھا۔ برکیاروق کے میمنہ نے جس کا سردار سعد الدولہ گوہر آئین تھا۔ موید الملک اور لشکر نظامیہ پر حملہ کیا۔ موید الملک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ فتح مند گروہ لڑتا بھڑتا مفروروں کے خیموں تک پہنچ گیا اور اسے لوٹ لیا۔ اسی اثنا میں محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر دھاوا کیا۔ برکیاروق کے میسرہ کو شکست ہوئی۔ محمد نے یہ رنگ دیکھ کر برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ برکیاروق کی فوج بے قابو ہو کر بھاگ نکلی۔ محمد نہایت مردانگی سے اپنی جگہ پر کھڑا ہوا لڑائی کا تماشا دیکھتا رہا۔ سعد الدولہ گوہر آئین مفرور گروہ کے تعاقب اور ان کی گرفتاری سے واپس آ رہا تھا اتفاق یہ کہ گھوڑا پھسل کر گر پڑا۔ ایک خراسانی سپاہی نے پہنچ کر سعد الدولہ کا سر اتار لیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف (برکیاروق کا وزیر) گرفتار ہو کر موید الملک کے روبرو پیش کیا گیا موید الملک نہایت عزت و توقیر سے پیش آیا۔ اس کے رہنے کے لیے خیمہ نصب کرایا۔

خاتمہ جنگ کے بعد موید الملک نے اعز ابوالمحاسن یوسف کو دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تحریک کرنے کے لیے روانہ کیا۔ اعز ابوالمحاسن یوسف نے بغداد پہنچ کر حسب ہدایت موید الملک عمل درآمد کیا۔ چنانچہ ۱۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رجب سنہ مذکور کو جامع بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

سعد الدولہ گوہر آئین: سعد الدولہ گوہر آئین کا ابتدائی حال یہ ہے کہ سعد الدولہ ملک ابو کالیجار بن سلطان الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ ملک ابو کالیجار نے اسے اپنے بیٹے ابونصر کی خدمت میں بھیج دیا تھا جب ابونصر کو طغرل بک نے گرفتار کر لیا تو سعد الدولہ اس کے ہمراہ قلعہ طبرک میں چلا گیا۔ ابونصر کے مرنے کے بعد سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں رہنے لگا۔ کفایت شعار اور منتظم تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اسے واسط کی حکومت دی دار الخلافت بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا۔ سلطان الپ ارسلان کے قتل کے بعد اس کے بیٹے سلطان ملک شاہ نے سعد الدولہ کو سفیر بنا کر دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ سعد الدولہ نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ دار الخلافت سے خلعت ملا اور دار الخلافت بغداد کے نظم و نسق کی خدمت عطا ہوئی۔ قدرت کی جانب سے جو عزت سعد الدولہ کو حاصل ہوئی تھی کسی خادم کو نصیب نہیں ہوئی۔ اراکین دولت اسی کے قبضہ میں تھی۔ سرداران لشکر اس کی اطاعت کو اپنی خوش نصیبی سمجھتے تھے۔ المختصر اپنی زندگی کے دن پورے کر کے اس معرکہ میں کام آ گیا۔ اس کی جگہ ایلغازی بن ارتق پولیس افسر بغداد ہوا۔

جنگ برکیاروق و سنجر: برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست اٹھا کر گنتی کے چند جاں نثاروں کے ساتھ رے جا کر دم لیا اس کے ہوا خواہوں کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ چاروں طرف سے آ آ کر اس کی خدمت میں جمع ہو گئے۔ برکیاروق نے ان سب کو مسلح کر کے خراسان کی جانب کوچ کیا۔ اسفرائین پہنچا امیر داؤد حبشی بن التونتاق کو دامغان سے بلا بھیجا۔ طبرستان، جرجان اور خراسان کا زیادہ حصہ اسی کے قبضہ حکومت میں تھا۔ امیر داؤد نے کہلا بھیجا کہ "جب تک میں حاضر ہوں اس وقت تک آپ نیشاپور جا کر قیام اختیار فرماویں" برکیاروق نے اسفرائین سے کوچ کیا اور نیشاپور پہنچا۔ ابو محمد اور ابو القاسم بن امام الحرمین میں امیر نیشاپور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ چند روز بعد ابو القاسم کو بحالت قید زہر دیا گیا۔ جس سے ان کی موت وقوع میں آئی۔

برکیاروق کی شکست: اس کے بعد سنجر نے امیر داؤد حبشی پر فوج کشی کی۔ امیر داؤد نے برکیاروق کو اس کی اطلاع دی اور اپنی امداد کی درخواست کی برکیاروق فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا۔ بوشنج کے باہر ایک میدان میں دونوں حریف صف آرا ہوئے سنجر کے میمنہ پر امیر برغش، میسرہ پر امیر کوکر اور قلب لشکر میں امیر رستم تھا۔ برکیاروق نے رستم پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ برکیاروق نے سنجر کی ماں کو گرفتار کر لیا۔ ہمراہیان برکیاروق، لوٹ مار اور مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ امیر برغش اور امیر کوکر نے اس امر کا احساس کر کے برکیاروق پر حملہ کر دیا۔ جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ برکیاروق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اثناء جنگ میں امیر داؤد حبشی گرفتار ہو گیا۔ اسے امیر برغش کے روبرو پیش کیا گیا۔ امیر برغش نے قتل کر ڈالا۔ برکیاروق بھاگ کر جرجان پہنچا۔ پھر جرجان سے دامغان چلا گیا۔ جب دامغان میں بھی اس کے پریشان دل کو سکون نہ ملا تو دامغان کے دیہاتوں میں چلا گیا اور وہیں سے اہل اصفہان کو طلبی کے خطوط لکھے۔ امراء کی ایک جماعت یہ خبر پا کر حاضر ہو گئی جن میں جاول سقادہ بھی تھا۔ اصفہان کی طرف بڑھا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر محمد اصفہان میں داخل ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے برکیاروق عسکر مکرم کی طرف واپس ہو گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ ثانی برکیاروق و محمد: جس وقت برکیاروق کو سنجر سے ۴۹۳ھ میں شکست ہوئی اور وہ شکست کھا کر اصفہان کی طرف گیا۔ محمد اس کی روانگی سے مطلع ہو کر اصفہان میں پہلے سے داخل ہو گیا تھا یہ مجبوری خراسان کی جانب لوٹ پڑا اور عسکر مکرم پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ ۴۹۴ھ میں امیر زنگی و امیر البکی پسران برسق' برکیاروق کی خدمت میں باریاب ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی جانب روانہ ہوئے اسی اثناء میں امیر اضر مر گیا تھا۔ امیر ایاز کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ موید الملک کی سازش سے امیر اضر کے وزیر نے امیر اضر کو زہر دیا ہے امیر ایاز اور امیر اضر میں دکمال اتحاد تھا ایک روز موقع پا کر امیر ایاز نے امیر اضر کے وزیر کو قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے پانچ ہزار فوج کے ساتھ برکیاروق کی خدمت میں بھاگ آیا۔ تھوڑے دن بعد سرخاب بن کیخسرو والیٔ آدھ بھی محمد سے متنفر ہو کر برکیاروق کے پاس چلا آیا۔ اس طرح رفتہ رفتہ پچاس ہزار سوار برکیاروق کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ محمد نے پندرہ ہزار فوج سے برکیاروق پر تیسری جمادی الآخر ۴۹۴ھ میں حملہ کیا دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں محمد کے اکثر امراء محمد کی رفاقت ترک کر کے برکیاروق کی خدمت میں یکے بعد دیگرے اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ چلے آئے جس کی وجہ سے محمد کو شکست اٹھانا پڑی۔

موید الملک کا قتل: موید الملک گرفتار ہو گیا۔ اسے برکیاروق کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ برکیاروق نے اسے سخت اور نازیبا کلمات سے مخاطب کیا اور اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالا۔ موید الملک بداخلاق' حیلہ باز' چال باز' امراء و اراکین دولت کے ساتھ کج ادا' بدعہد' بخیل اور نہایت درجہ کا چلتا پرزہ شخص تھا۔ فتحیابی کے بعد اعز ابوالمحاسن وزیر برکیاروق نے ابوابراہیم استر آبادی کو موید الملک کا مقبوضہ مال و اسباب اور خزانہ ضبط کرنے کی غرض سے دارالخلافت بغداد روانہ کیا۔ چنانچہ موید الملک کا جو مال و اسباب ہاتھ آیا وہ عقل و قیاس سے زیادہ تھا بیان کیا جاتا ہے کہ دارالخلافت بغداد کے علاوہ بلاد عجم میں جو خزانہ موید الملک کا ہاتھ آیا تھا اس میں یاقوت کا ایک نگینہ بھی تھا جس کا وزن چالیس مثقال تھا۔ اس کے قتل کیے جانے کے بعد محمد نے خطیب الملک ابوالمنصور محمد بن حسین کو عہدہ وزارت عطا کیا۔

سلطان محمد کی جرجان کو روانگی: محمد کی مہم سے فراغت حاصل کر کے برکیاروق' رے چلا گیا۔ امیر کربوقا والیٔ موصل اور دبیس ابن صدقہ (ان دنوں صدقہ والیٔ حلہ تھا) وفد ہو کر مبارک باد دینے کے لیے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوئے۔ محمد شکست اٹھا کر جرجان پہنچا اپنے بھائی سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سنجر نے محمد کی خواہش کے مطابق مال و اسباب اور آلات حرب بھیج دیئے اور اپنے بھائی کی دل دہی کے خیال سے خراسان سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا پھر دونوں متفق ہو کر دامغان پر جا اترے اور اسے ویران کر کے رے جا کر مقیم ہوئے نظامیہ افواج یہ خبر پا کر جمع ہو گئی۔ رفتہ رفتہ جمعیت بڑھ گئی۔

اسمٰعیل بن یاقوتی کی بغاوت: برکیاروق نے فتح یاب ہو کر رسد کی کمی کی وجہ سے اپنی فوج کو منتشر کر دیا تھا۔ دبیس بن صدقہ اپنے باپ کے پاس حلہ چلا گیا تھا آذربائیجان میں داؤد بن اسمٰعیل بن یاقوتی نے بغاوت کی تھی اس کی سرکوبی کے لیے قوام الدولہ امیر کربوقا دس ہزار فوج کے ساتھ آذربائیجان بھیج دیا گیا تھا' امیر ایاز اجازت حاصل کر کے ہمدان چلا آیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور عید الفطر کے بعد واپس آنے کا وعدہ کر آیا تھا غرض اس طرح فوج کا بڑا حصہ منتشر ہو گیا تھا۔ برکیاروق کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی جب اسے محمد اور سنجر کے اتفاق کی خبر لگی اور ان کی فوجوں کی کثرت سے مطلع ہو کر بے انتہا پریشان ہوا۔ جب کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی تو ہمدان کی طرف روانہ ہوا تا کہ امیر ایاز سے مل کر اپنی منتشر قوت کو سنبھالے۔ اثناء راہ میں یہ خبر بدسنی کہ امیر ایاز نے نامہ و پیام کر کے محمد کی اطاعت قبول کر لی ہے پھر کیا تھا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ خوزستان کی جانب لوٹ پڑا کوچ و قیام کرتا ہوں تشتر پہنچا۔ امیر ابن برسق کو طلبی کا خط لکھا۔ چونکہ امیر ابن برسق' ایاز کے ہمراہیوں سے تھا برکیاروق کی طلبی پر حاضر نہیں ہوا۔ برکیاروق پریشان حال عراق کی جانب روانہ ہوا اور حلوان پہنچا۔ یہاں امیر ایاز حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔

سلطان محمد کی ہمدان پر فوج کشی: امیر ایاز نے محمد سے اپنی اطاعت کی بابت خط و کتابت کی تھی۔ لیکن محمد نے اسے منظور نہ کیا اور اپنی فوجیں ہمدان کے سر کرنے کے لیے بھیج دیں۔ امیر ایاز نے گھبرا کر ہمدان چھوڑ دیا۔ محمد کے لشکریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ جو مال و اسباب امیر ایاز چھوڑ گیا تھا اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر ایاز نے مصاحبوں اور ہوا خواہوں سے تاوان جنگ وصول کیا۔ ہمدان کے رئیس سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔

برکیاروق کی بغداد میں آمد: برکیاروق اور امیر ایاز کوچ و قیام کرتے ہوئے ۱۵ ذی قعدہ ۴۹۴ھ کو دار الخلافت بغداد میں داخل ہوئے۔ چونکہ تنگ دستی میں مبتلا ہو گئے تھے اس لیے خلافت مآب سے خرچ کے لیے روپیہ طلب کیا۔ خلافت مآب نے بہت رد و کد کے بعد صرف پچاس ہزار دینار سے مدد کی۔ لیکن اس رقم سے برکیاروق کا کام نہ چلا۔ اس کے ہمراہیوں نے عوام الناس کے مال پر ہاتھ بڑھایا جو کچھ اور جہاں پایا لوٹ لیا۔ ابو محمد عبداللہ بن منصور معروف بہ ابن صلیحہ قاضی جبلہ سواحل شام سے فرانسیسی عیسائیوں کے مقابلے سے شکست کھا کر دار الخلافت بغداد بھاگ آیا تھا۔ اس کے پاس بہت سا مال اور زر نقد بھی تھا۔ برکیاروق کو اس کی خبر لگ گئی۔ برکیاروق نے اس سے زبردستی مال چھین لیا۔ قاضی ابن صلیحہ کے حالات خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

برکیاروق سے امیر صدقہ کی بغاوت: اس کے بعد برکیاروق نے اپنے وزیر اعز ابوالمحاسن کو امیر صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید والیٔ حلہ کے پاس بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ خراج سے دس لاکھ دینار تمہارے ذمہ باقی ہیں انہیں ادا کرو ورنہ تم سے زبردستی وصول کیے جائیں گے اور ملک بھی تم سے لے لیا جائے گا۔ امیر صدقہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا برکیاروق کی اطاعت سے منحرف ہو کر سلطان محمد کی حکومت کا مطیع ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ برکیاروق کو اس کی اطلاع ہوئی طلبی کا خط لکھا اس سے درگزر کرنے کا وعدہ کیا۔ امیر ایاز نے تمام مطالبات کی ذمہ داری لی لیکن امیر صدقہ نے ایک بھی نہ سنی۔ اسی امر پر اصرار کرتا رہا کہ وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن کو میرے حوالہ کر دیا جائے قصہ مختصر امیر صدقہ' برکیاروق کی مخالفت پر قائم رہا اور اس کے عامل کو کوفہ سے نکال کر کوفہ کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

سلطان محمد اور سنجر کی بغداد میں آمد: سلطان محمد اور سنجر نے ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد برکیاروق کے تعاقب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض سے حلوان کی طرف کوچ کیا حلوان میں ایلغازی بن ارتق اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوا اور اپنی خدمات سلطان محمد کے دربار میں پیش کیں۔ اس سے محمد کی فوج بہت زیادہ ہوگئی' بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ برکیاروق اس وقت بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی آمد کی خبر سن کر برکیاروق اور اس کے ہمراہی گھبرا گئے۔ بادل ناخواستہ بغداد کو خیر باد کہہ کر غربی جانب سے عبور کر گئے۔ سلطان محمد آخر ۴۹۴ھ میں داخل بغداد ہوا۔ دریائے دجلہ دونوں حریفوں میں بیچ بچاؤ کر رہا تھا۔ ایک کنارہ پر سلطان محمد کی فوج تھی اور دوسرے کنارے پر اس کے مقابلے میں برکیاروق کا لاؤ لشکر تھا ایک نے دوسرے پر تیر باری کی۔ باہم سخت کلامی اور گالی گلوچ ہوئی۔ محمد کے فوجی' برکیاروق کے لشکریوں کو باطنی باطنی کہہ کر پکار رہے تھے۔ سوائے تو تو' میں میں کے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔ برکیاروق نے واسط کی طرف کوچ کیا۔ اس کے لشکر نے لوٹ مار شروع کر دی۔ راستہ میں جو شہر' قصبہ یا گاؤں ملا اسے تاراج کر ڈالا۔ سلطان محمد نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر قصر سلطنت مین قیام کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کا مبارکباد نامہ صادر ہوا اس کے نام کو خطبہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا۔ سنجر' گوہر آئین پولیس افسر بغداد کے مکان میں اترا۔ امیر صدقہ والیٔ حلہ مبارکباد دینے کے لیے محرم ۴۹۵ھ میں دربار شاہی میں حاضر ہوا۔

فرقہ باطنیہ: فرقہ باطنیہ کا ظہور (بہ زمانہ[1] حکومت سلطان ملک شاہ سلجوقی) عراق' فارس اور خراسان میں ہوا۔ یہ فرقہ کوئی نیا فرقہ نہ تھا' بلکہ یہ فرقہ درحقیقت فرقہ قرامطہ میں سے ہے فرقہ باطنیہ اور قرامطہ کا طریق عمل اور اعتقادات متحد ہیں لیکن اس دور میں فرقہ باطنیہ' اسمعیلیہ' ملاحدہ اور فداویہ کے ناموں سے موسوم ہوا ناموں کی تبدیلی کسی نہ کسی سبب اور وجہ سے ہے' ہر ایک کی وجہ تسمیہ جداگانہ ہے۔ باطنیہ سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اپنے اعتقادات اور اپنی دعوت کو دوسروں سے مخفی اور پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسماعیلیہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ فرقہ' اسمٰعیل امام بن امام جعفر صادق کا متبع تھا' ملاحدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا کوئی عقیدہ انکار دین سے خالی نہیں ہے۔ فداویہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس کے قتل پر یہ مسلط اور مقرر کیے جاتے تھے اس کے قتل میں یہ اپنے جان و مال کی پروا نہ کرتے تھے اور اپنے کو شیخ کے حکم پر فدا کرتے تھے اور چونکہ ان کی دعوت اور ان کے مذہب کی ابتدا قرمط سے ہوئی تھی اس وجہ سے اس کی طرف منسوب ہو کر قرامطہ کے نام سے موسوم کیے جاتے تھے۔

فرقہ باطنیہ کی سرکوبی: تیسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد اس مذہب کی بنیاد بحرین میں پڑی اس کے بعد مشرق میں سلطان ملک شاہ کی حکومت کے زمانہ میں اس مذہب نے نشو و نما پائی۔ سب سے پہلے اس مذہب والوں کا ظہور اصفہان میں ہوا۔ برکیاروق اپنے بھائی محمود اور اس کی ماں خاتون جلالیہ کا اصفہان میں محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ آپس کے جھگڑوں نے اس فرقہ کے خاتمہ کی طرف کسی کو متوجہ نہ ہونے دیا۔ برکیاروق محاصرہ چھوڑ کر واپس ہوا تھا کہ اس فرقہ نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ باشندگان اصفہان مذہبی پیشواؤں' قضاۃ اور فقہاء کے اشارہ و حکم سے اس فرقہ پر ٹوٹ پڑے۔ چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ گرفتار کر کے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ بہتیروں نے عدم کا راستہ لیا' باقی ماندگان منتشر ہو گئے اور بلاد عجم کے اکثر قلعوں پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارسلان شاہ کا بلاد کرمان پر قبضہ : نیران شاہ بن بدران شاہ بن قاروت بک والیٔ کرمان نے ابوزرعہ کاتب (جو کہ خوزستان کا رہنے والا تھا) کی تحریک سے مذہب باطنیہ اختیار کیا۔ ابوزرعہ کے پاس ایک حنفی فقیہ احمد بن حسین بلخی نامی رہتا تھا۔ اکثر باشندگان کرمان اس کے معتقد تھے ابوزرعہ نے اس فقیہ کو قتل کر ڈالا۔ نیران شاہ کا سالار لشکر جو کوتوال شہر تھا اس واقعہ سے متنفر اور کشیدہ خاطر ہو کر سلطان محمد اور وزیر سلطنت موید الملک کی خدمت میں چلا گیا۔ سالار لشکر کے جانے کے بعد فوج نے نیران شاہ کے خلاف بلوہ کر دیا۔ خزانہ لوٹ لیا اور اسے شہر سے بیک بینی و دو گوش باہر نکال دیا۔ پریشان حالت میں گرتا پڑتا قلعہ مسہدم (سمیرم) پہنچا اور والیٔ قلعہ محمد بہستون سے اجازت حاصل کر کے قیام پذیر ہوا۔ ارسلان[1] شاہ نے یہ خبر پا کر ایک فوج قلعہ مسہدم کے محاصرہ پر بھیج دی۔ محمد بہستون گھبرا گیا۔ اسی وقت نیران شاہ کو نکال باہر کیا۔ سپہ سالار لشکر نے اسے اور ابوزرعہ کاتب کو گرفتار کر کے ارسلان شاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ ارسلان شاہ نے دونوں کو قتل کر کے بلاد کرمان پر قبضہ کر لیا۔

فرقہ باطنیہ کا قتل عام : چونکہ برکیاروق اکثر انہی باطنیوں کو ان لوگوں پر متعین کیا کرتا تھا جن کا قتل کرانا اسے مدنظر ہوتا تھا (امیر انز افسر پولیس اصفہان اور ارغش وغیرہ اسی کے اشارہ سے باطنیوں کے ہاتھوں قتل ہوئے) اس وجہ سے برکیاروق کے ہوا خواہان حکومت باطنیوں کے حملوں سے محفوظ رہے لیکن برکیاروق کے لشکر میں فرقہ باطنیہ کا عمل دخل ہو گیا۔ بہت سے فوجیوں نے اس مذہب کو اختیار کر لیا۔ کثرت کی وجہ سے جسے چاہتے تھے قتل کی دھمکی دیتے تھے۔ سرداران لشکر بھی خائف ہو گئے۔ اس وجہ سے لوگوں نے برکیاروق پر باطنیہ مذہب کی طرف مائل ہونے کی تہمت لگائی۔ حالانکہ برکیاروق فرقہ باطنیہ سے اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر کام لیتا تھا۔ چنانچہ اراکین دولت اور سرداران لشکر جمع ہو کر برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاملات حاضرہ کو پیش کر کے فرقہ باطنیہ کے قتل کی رائے دی۔ برکیاروق نے ان کے مشوروں کو بغور سنا اور اس کا کاربند ہوا اور فرقہ باطنیہ کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ چاروں طرف سے اس فرقہ پر مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ جہاں پر جو شخص فرقہ باطنیہ کا ملا' بے تامل مار ڈالا۔ ابوابراہیم استر آبادی پر (جسے وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن نے موید الملک کے مال و اسباب ضبط کرنے کے لیے دارالخلافت بغداد بھیجا تھا) بھی اسی مذہب کی پابندی کی تہمت تھی۔ برکیاروق نے اس کے قتل کا حکم بغداد بھیجدیا۔ شاہی فوج میں سے امیر محمد بن دشنز یا ابن علاء الدولہ بن کا کو یہ اسی الزام میں مار ڈالا گیا۔ یہ شہر یزد کا والیٔ تھا۔ لگانے بجھانے والوں نے کیا الہراسی مدرس جامعہ نظامیہ پر بھی یہی الزام لگایا۔ سلطان محمد نے گرفتار کر لینے کا حکم صادر کیا۔ خلیفہ مستظہر نے اس کی برات' تقدس اور علو درجہ کی شہادت دی۔ تب کہیں غریب الہراسی کی جان بچی۔ رہا کیا گیا قصہ مختصر اس فرقہ باطنیہ کا خراب مادہ عام لوگوں میں سے نکال کر پھینک دیا گیا۔ لیکن جن قلعوں کے وہ مالک ہو گئے تھے وہاں پر اسی طریقہ سے ان کے مذہب کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت کا سلسلہ ختم ہوا جیسا کہ ان کے حالات اوپر بالتفصیل تحریر کیے جا چکے ہیں۔

---

[1] کرمان کی فوج نے نیران شاہ کے بعد ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن قاروت شاہ بک کو کرسی امارت پر متمکن کیا تھا۔ یہ نیران شاہ کا چچازاد بھائی تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۹ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ ثالث برکیاروق و محمد: جب برکیاروق نے بغداد سے واسط کی جانب کوچ کیا' سلطان محمد' بغداد میں داخل ہوا۔ ۱۵ محرم ۴۹۵ھ تک قیام پذیر رہا۔ پھر وہاں سے مع سنجر کے روانہ ہوا۔ محمد نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا اور سنجر نے خراسان کی طرف کوچ کیا۔

محمد اور سنجر کی روانگی کے بعد خلیفہ مستظہر تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ برکیاروق' بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا چاہتا تھا۔ اس خبر کے علاوہ برکیاروق کی طرف سے ان نازیبا کلمات اور ان افعال کی بھی اطلاع دی گئی جو اس نے خلافت مآب کے خادموں کی نسبت کہے تھے۔ خلافت مآب نے سلطان محمد کو ہمدان طلب کر کے ارشاد فرمایا ''میں تمہارے ساتھ برکیاروق سے لڑنے کو چلوں گا'' سلطان محمد نے گذارش کی ''خلافت مآب کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس سے جنگ کرنے کے لیے میں تنہا کافی ہوں'' خلافت مآب اس جواب سے بے حد خوش ہوئے اور ارادہ ترک کر دیا۔ سلطان محمد' ابوالمعانی مفضل بن عبدالرزاق کو بغداد کی کوتوالی پر مقرر کر کے برکیاروق کی روک تھام کے لیے روانہ ہو گیا۔

برکیاروق بغداد سے روانہ ہو کر واسط پہنچا۔ رؤسا شہر اس کی فوج کی بدکرداری سے خائف ہو کر زبیدیہ کی طرف بھاگ گئے۔ برکیاروق نے واسط میں قیام کر دیا۔ جب اس کے مرض میں ذرا کمی محسوس ہوئی اور یک گونہ افاقہ ہوا تو دریا کو جانب غرب سے جانب شرق کی طرف عبور کرنے کا قصد کیا مگر وہاں نہ تو کوئی کشتی تھی نہ اور کوئی دریا عبور کرنے کا سامان تھا۔ عوام الناس جان و آبرو کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دروازے بند کیے ہوئے بیٹھے تھے۔ کاروبار سب بند تھا۔ کوئی شخص کسی ضرورت سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ قاضی ابوعلی فاروقی شاہی لشکر میں آیا۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت سے ملاقات کی۔ اہل شہر کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرنے کی درخواست کی اور اس امر کی بھی خواہش کی کہ اہل شہر کی حفاظت کی غرض سے پولیس اور کوتوال مقرر کیا جائے۔ امیر ایاز اور وزیر السلطنت نے اس درخواست کو منظور کیا اور باشندگان شہر کی حفاظت پر پہرہ بٹھا دیا۔ چوکیاں مقرر کر دیں۔ اس کے بعد ان دونوں نے قاضی سے مزدور اور کشتی مہیا کرنے کی فرمائش کی۔ قاضی نے بہت سے مزدور لا کر موجود کر دیئے جن کی مدد سے وہ اپنی سواری کے جانوروں کے ساتھ دریا عبور کر کے کنارہ شرقی پر پہنچ گئے۔ فوجیوں نے شہر کو تاراج کرنا شروع کیا جس نے جو چیز پائی لوٹ لی۔ غارتگری کا بازار گرم ہو گیا۔ قاضی' امیر ایاز اور وزیر السلطنت کے پاس گیا اور ان سے رحم و عفو کی درخواست کی۔ لشکریوں کی زیادتی اور ظلم کی داستان سنائی۔ امیر ایاز نے فوج کو غارت گری سے منع کر دیا۔

برکیاروق و محمد میں مصالحت: اس کے بعد لشکر واسط نے اطاعت قبول کی اور امان کی درخواست کی' برکیاروق نے اسے امان مرحمت فرمائی اور مع اس لشکر کے بلاد بنو برسق (اہواز) کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی اہواز نہیں پہنچنے پایا تھا کہ اسے بغداد سے محمد کی روانگی کی خبر لگی۔ اہواز کا خیال چھوڑ کر اس کے تعاقب میں نہاوند کی جانب کوچ کیا۔ دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دونوں نے صف آرائی کی لیکن شدت سرما کی وجہ سے معرکہ آرا نہ ہو سکے اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ دوسرے دن پھر صف آرا ہوئے دونوں حریفوں کے جنگ آور صف لشکر سے نکل کر میدان میں آتے تھے۔ مصافحہ کرتے تھے' باتیں کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ سرداران لشکر نے فوج کا یہ رنگ دیکھ کر باہم گفت و شنید شروع کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلح نامہ : سلطان محمد کی فوج سے امیر' بکراج' امیر ایاز اور وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن کے پاس آیا مصالحت کی گفتگو کی۔ چنانچہ دونوں فریقوں میں اس امر پر مصالحت ہوگئی۔

(۱) یہ کہ برکیاروق' سلطان کے لقب سے ملقب کیا جائے اور محمد' ملک کے خطاب سے مخاطب ہو۔

(۲) ملک محمد کے لیے تین ضرب سلامی دی جائے۔

(۳) حیرہ مع مضافات' آذربائیجان' دیار بکر' جزیرہ اور موصل ملک محمد کو دیا جائے۔

(۴) برکیاروق' محمد کو ان والیٔ ان شہر کے مقابلہ میں امداد دے جو محمد کی مخالفت کریں۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ دستخطوں سے مرتب ہوا۔ دونوں بھائیوں نے حلف اٹھایا اور اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کی طرف واپس ہوئے۔ چنانچہ برکیاروق نے سادہ کا راستہ اختیار کیا اور محمد' استر آباد کی جانب لوٹا۔ یہ مصالحت ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں ہوئی۔

صلح نامہ کی تنسیخ : استر آباد میں محمد کے واپس آنے پر یہ افواہ اڑی کہ جن امرا نے سعی و کوشش کر کے مصالحت کرائی ہے انہوں نے فریب اور دھوکہ دیا ہے محمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچی۔ استر آباد سے قزدین چلا آیا۔ رئیس قزدین کو ملایا اور اسے یہ سکھلایا کہ ''تم اپنی طرف سے میری اور میرے امراء کی دعوت کرو۔ اس وقت مجھے موقع مل جائے گا میں ان امراء سے فریب کا انتقام لوں گا'' رئیس قزدین نے اس قرارداد کے مطابق محمد اور اس کے امراء کی دعوت کی۔ محمد مع اپنے امیروں کے دعوت میں آیا۔ رئیس قزدین نے محمد کے اشارہ سے امیر یشمک اور افتگین کو گرفتار کر لیا جو بڑے افسروں میں سے تھے اور مصالحت کرانے میں پیش پیش تھے یشمک کو اسی وقت قتل کر ڈالا اور افتگین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

جنگ چہارم محمد برکیاروق : اسی اثناء میں امیر نیال بن انوشتگین حسامی برکیاروق سے علیحدہ ہو کر (سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا) سلطان محمد کی قوت امیر نیال کے مل جانے سے بڑھ گئی۔ معاہدہ صلح کو بالائے طاق رکھ دیا۔ جنگ کرنے کے لیے خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ برکیاروق بھی اس سے مطلع ہو کر آ پہنچا۔ دونوں حریفوں نے رے کے قریب صف آرائی کی۔ سرخاب بن کیخسرو دیلمی والیٔ سادہ نے برکیاروق کی طرف سے امیر نیال پر حملہ کیا۔ امیر نیال شکست اٹھا کر بھاگا تمام فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ محمد کی تمام فوج بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ بعضوں نے طبرستان جا کر دم لیا' بعض بھاگ کر قزدین پہنچ گئے۔ یہ چوتھی[1] جنگ ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں صلح کے چار ماہ بعد ہوئی تھی۔

سلطان محمد کا اصفہان میں قیام : محمد[2] گنتی کے چند جانثاروں کے ساتھ اصفہان پہنچا۔ امیر نیال بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس وقت تک اصفہان کی عنان حکومت محمد کے قبضہ میں تھی۔ شہر پناہ[3] کی مرمت کرائی۔ شہر پناہ کے ارد گرد گہری خندق

---

[1] اس لڑائی میں محمد کی رکاب میں دس ہزار سوار تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷ مطبوعہ لیدن۔

[2] ستر سوار ہمراہ تھے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

[3] اس شہر پناہ کو علاء الدین کاکویہ نے ۴۲۹ھ میں بنوایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھدوائی۔ امراء لشکر کو شہر پناہ کی فصیلوں اور دروں پر متعین کیا اور موقع موقع پر منجنیقیں نصب کیں۔ غرض ہر طرح سے اصفہان کو برکیاروق کے حملوں سے بچانے کے خیال سے مضبوط اور مستحکم کیا۔

برکیاروق کا محاصرہ اصفہان: برکیاروق نے پندرہ ہزار فوج کی جمعیت سے اصفہان پر حملہ کیا۔ مدت دراز تک محاصرہ کیے رہا۔ طول حصار کی وجہ سے اصفہان کا غلہ ختم ہو گیا۔ محمد کی مالی حالت خراب ہو گئی۔ رؤسا شہر سے کئی مرتبہ مصارف جنگ اور فوج کے لیے قرض لیا۔ لیکن جب قرض ملنا بھی بند ہو گیا اور حصار کی وہی کیفیت رہی تو بادل ناخواستہ اصفہان کو خیر باد کہہ کر شب کے وقت شہر سے مع امیر نیال کے نکل کھڑا ہوا۔ باقی امراء لشکر اور اراکین دولت کو اصفہان میں چھوڑ دیا۔ برکیاروق نے امیر ایاز کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلطان محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر روانہ کیا۔ لیکن محمد نکل گیا اور ہاتھ نہ آ سکا۔ بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ امیر ایاز نے محمد کو گرفتار کر لیا تھا۔ محمد نے کہا ''امیر ایاز تمہاری گردن میں میری بیعت کا طوق اب تک پڑا ہوا ہے۔ میں نے تمہارے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی۔'' امیر ایاز یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ گرفتاری سے ہاتھ کھینچ لیا۔ علم، چھتر اور تین اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے لے کر واپس آیا۔

جس وقت محمد نے اصفہان چھوڑا۔ گرد و نواح کے مفسدوں اور لٹیروں نے شہر پر دست درازی شروع کر دی۔ ایک لاکھ کے قریب جمع ہو گئے۔ سیڑھیاں اور کمندیں لے کر دوڑ پڑے۔ خندق کو خس و خاشاک سے پر کر کے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے۔ اہل شہر نے ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ وہ اس کثرت کے باوجود ناکام ہو کر لوٹ گئے۔

آخر ذیقعد ۴۹۵ھ میں برکیاروق بھی محاصرہ اٹھا کر اصفہان سے ہمدان کی طرف لوٹ پڑا۔ پرانے شہر پر جسے شہرستان کہتے ہیں مرشد الہراس کو ایک ہزار سواروں کی فوج سے مامور کیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو بھی وہیں چھوڑ آیا۔

وزیر اعز ابوالمحاسن کا قتل: زمانہ حصار میں وزیر السلطنت اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل دہستانی کو ایک نوجوان باطنی نے قتل کر ڈالا۔ وزیر السلطنت اپنے خیمہ سے سوار ہو کر دربار شاہی میں جا رہا تھا۔ اثناء راہ میں فرقہ باطنیہ کا ایک نوجوان لڑکا سامنے آ گیا اور چند نیزے مارے۔ جس سے وزیر السلطنت جاں بحق ہو گیا۔

وزیر السلطنت نہایت کریم، خوش خلق اور انتہائی سخی تھا۔ یہ اس زمانہ میں عہدۂ وزارت سے سرفراز کیا گیا تھا جس وقت نظام شاہی میں خلل واقع ہو گیا تھا اور مالی حالت کمزور ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے اس لیے لوگوں سے اس نے جبر و تشدد سے روپیہ وصول کرنا شروع کیا جس سے لوگوں کو نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کے قتل کے بعد اس کے غلام کو بھی کسی نے اپنے آقا کے خون کے عوض قتل کر ڈالا۔ یہ غلام تحصیل ٹیکس پر مامور تھا۔

وزیر خطیر ابومنصور: اعز ابوالمحاسن عبدالجلیل کے قتل ہونے کے بعد برکیاروق نے خطیر ابومنصور میندی کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ خطیر، سلطان محمد کا وزیر تھا۔ سلطان محمد نے اسے زمانہ حصار میں شہر پناہ کے کسی دروازے کی حفاظت پر متعین و مامور کیا تھا۔ محاصرہ کی درازی سے جب تنگ دستی رونما ہوئی تو محمد نے نیال بن انوشتکین کو خطیر کے پاس بھیجا اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے کے لیے روپیہ طلب کیا۔ خطیر روپیہ ادا نہ کر سکا رات کے وقت دروازہ شہر پناہ سے نکل کر اپنے شہر چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ برکیاروق نے اس کے محاصرہ پر بھی فوجیں بھیج دیں۔ خطیر نے اطاعت قبول کر لی، اور امان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواستگار ہوا۔ برکیاروق نے اس کی درخواست منظور فرمائی چنانچہ خطیر جس وقت وزیر السلطنت اعز قتل کیا گیا تھا دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ برکیاروق نے اعز کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

اسمٰعیل بن ارسلان والیٔ بصرہ کی معزولی: ان دنوں بصرے کی عنان حکومت اسمٰعیل بن ارسلان کے قبضہ اقتدار میں تھی سلطان ملک شاہ کے عہد حکومت میں اہل رے نے نافرمانی' سرکشی اور بغاوت کا شیوہ اختیار کرلیا تھا۔ رے کا جو شخص افسر پولیس مقرر کیا جاتا تھا۔ اسے اہل رے اس قدر تنگ و پریشان کرتے تھے کہ وہ بھاگ نکلتا تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسی زمانہ میں اسمٰعیل کو رے کا افسر پولیس مقرر کیا۔ اسمٰعیل نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیا۔ جو زیادہ سرکش تھے ان کی گوشمالی کی۔ جو ذرا بھلے مانس تھے انہیں سمجھایا بجھایا۔ غرض ایسی نرمی اور گرمی سے کام لیا کہ جس سے اہل رے سیدھے ہو گئے۔ اس کے بعد اسے معزول کر دیا گیا۔

امارت بصرہ پر امیر قماج کا تقرر: پھر برکیاروق نے بصرہ کی حکومت پر امیر قماج کو مامور کیا اور چونکہ برکیاروق' امیر قماج کی علیحدگی پسند نہ کرتا تھا اس وجہ سے اسمٰعیل کو امیر قماج کا نائب بنا کر بصرہ بھیج دیا۔ تھوڑے دن بعد امیر قماج' برکیاروق سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا گیا اسمٰعیل کے دماغ میں حکومت بصرہ کا سودا سمایا' خودسر ہو گیا' مہذب الدولہ بن ابوالخیر نے بطیحہ سے اور معقل بن صدقہ بن منصور بن حسین اسدی نے جزیرہ سے جنگی کشتیاں اور کثیر فوجیں لے کر بصرے پر چڑھائی کی۔ دونوں حریف مطاری میں صف آرا ہوئے اثناء جنگ میں معقل بن صدقہ کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے معقل مر گیا۔ مہذب الدولہ گھبرا کر بطیحہ لوٹ آیا۔ اسمٰعیل نے کشتیوں پر قبضہ کر لیا جو کچھ پایا لوٹ لیا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

ابوالحسن ہروی کی گرفتاری: مہذب الدولہ نے گوہر آئین سے امداد کی درخواست کی۔ گوہر آئین نے ابوالحسن ہروی اور عباس بن ابوالخیر کو مہذب الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اسمٰعیل نے ان کو بھی شکست دی۔ ابوالحسن اور عباس کو گرفتار کر لیا۔ کچھ روز بعد عباس کے باپ نے کچھ روپیہ دے کر عباس کو چھڑا لیا۔ ابوالحسن ہروی بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ ایک مدت کے بعد پانچ ہزار دینار لے کر اسے بھی رہا کر دیا۔

ان واقعات سے اسمٰعیل کی جرأت بڑھ گئی' مالی حالت بھی قوی ہو گئی۔ بصرہ کی حکومت پر قدم جم گئے۔ ایک قلعہ' ایلہ میں تعمیر کرایا۔ دوسرا قلعہ شاطی میں مطاری کے مقابل بنوایا۔ بہت سے ٹیکس موقوف کر دیئے۔ چونکہ سلاطین سلجوقیہ باہمی جھگڑوں میں مبتلا تھے۔ اس وجہ سے اسمٰعیل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ مسبار (مشان) پر بھی قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔

اسمٰعیل کی واسط پر فوج کشی و پسپائی: ۴۹۵ھ کے دور میں اسمٰعیل کو واسط پر قبضہ کرنے کی ہوس پیدا ہوئی۔ اہل واسط سے خط و کتابت شروع کی' چند آدمیوں کو پٹی پڑھا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ فوج مرتب کر کے اور جنگی کشتیوں پر سوار ہو کر واسط کی طرف بڑھا۔ نہر آبان پر پہنچ کر اہل واسط کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا' اہل شہر نے انکاری جواب دیا۔ تب اسمٰعیل نے نہر آبان سے کوچ کر کے جانب شرقی پڑاؤ ڈالا۔ چند روز ٹھہرا رہا۔ اہل شہر نے مدافعت کی بجبوری واپسی کا حکم دیا لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ خیال کر کے کہ شہر واسط اپنے مددگاروں اور محافظوں سے خالی ہو گیا ہے لوٹ پڑا۔ جن لوگوں نے اسمٰعیل سے سازش کی تھی انہوں نے بھی اسمٰعیل کو واپس بلانے کی غرض سے آگ روشن کی۔ اسمٰعیل کے ہمراہی جوں ہی شہر میں داخل ہوئے۔ اہل شہر نے چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع کر دی۔ اسماعیل شکست کھا کر بصرے کی جانب واپس ہوا۔

امیر ابوسعید محمد کا محاصرۂ بصرہ: اسمٰعیل جب بصرہ کے قریب پہنچا تو وہاں دوسرا گل کھلا نظر آیا اور وہ یہ کہ امیر ابوسعید محمد بن نصر بن محمود والیٔ عمان' جنابہ' میراف اور جزیرہ بنی نفیس' بصرہ پر محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ اسمٰعیل اور ابوسعید میں چھیڑ چھاڑ پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ اسمٰعیل نے بیس جنگی کشتیاں ابوسعید کے مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی تھیں' ابوسعید نے پچاس کشتیوں کا ایک بیڑہ مقابلہ پر بھیجا۔ دریائے دجلہ میں دونوں حریف لڑ پڑے۔ ابوسعید کو کامیابی ہوئی۔ اسمٰعیل کے چند آدمی گرفتار کر لیے گئے۔ اس کے بعد اسمٰعیل اور ابوسعید سے مصالحت ہو گئی ابوسعید نے اسمٰعیل کے آدمیوں کو رہا کر دیا پھر اسماعیل نے عہد شکنی کی' ابوسعید موقع کا منتظر رہا۔ جب اسماعیل نے واسط پر چڑھائی کی تو ابوسعید نے ہاتھ پاؤں نکالے' سو کشتیوں کا بیڑہ لے کر بصرے کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا۔ نہر ابلہ کے دہانہ پر کچھ فوج خشکی پر اتار دی۔ بصرے کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔

امیر ابوسعید اور اسماعیل بن ارسلان کی مصالحت: اس اثناء میں اسماعیل اہل واسط سے شکست اٹھا کر بصرہ کے قریب آ پہنچا ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اسماعیل نے وکیل دربار خلافت کو ان واقعات سے مطلع کیا' ابوسعید سے مصالحت کرا دینے کی درخواست کی۔ چنانچہ وکیل دربار خلافت نے بیچ بچاؤ کر کے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ابوسعید اپنے مرکز حکومت کی طرف واپس آیا اور اسماعیل بصرہ پر مستقل طور سے حکومت کرنے لگا۔ یہاں تک کہ صدقہ بن مزید نے پانچویں صدی ہجری میں بصرہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ صدقہ بن مزید کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

وفات امیر کربوقا: سلطان برکیاروق نے امیر کربوقا کو ۴۹۴ھ میں آذربائیجان کی طرف مودود بن اسماعیل بن یاقوتی بلوائی سے جنگ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر کربوقا نے صوبہ آذربائیجان کے اکثر شہروں کو مودود سے چھین لیا تھا۔ ماہ ذی القعدہ ۴۹۵ھ کے نصف میں امیر کربوقا کا انتقال ہو گیا۔ اصبہند صبادہ بن خمارتکین اور سنقرجہ' امیر کربوقا کے پاس موجود تھے۔ امیر کربوقا نے وفات کے وقت سنقرجہ کو اپنا جانشین بنایا اور ترکوں کو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی وصیت کی۔ چنانچہ اس جانشینی کی بنا پر سنقرجہ نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

موسیٰ ترکمانی اور سنقرجہ: اہل موصل کو اس کی خبر نہ تھی' انہوں نے امیر کربوقا کی وفات سے مطلع ہو کر موسیٰ ترکمانی کو قلعہ کیفا سے بلا بھیجا۔ موسیٰ ترکمانی' امیر کربوقا کی طرف سے قلعہ مذکور کا قلعہ دار اور امیر کربوقا کا نائب تھا۔ موسیٰ ترکمانی اظہار اطاعت کی غرض سے آتا ہے۔ استقبال کیا۔ بغل گیر ہوا۔ پھر دونوں میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو گیا۔ سنقرجہ نے کہا "ہمارا تمہارا جھگڑا فضول ہے۔ سلطان کے قبضہ اقتدار میں ہے جسے وہ چاہے گا امیر بنائے گا" موسیٰ ترکمانی نے کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معقول جواب نہ دیا۔ طعن و تشنیع اور سخت کلامی ہونے لگی۔ اس وقت منصور بن مردان یادگار امراء دیار بکر' موسیٰ ترکمانی کے ساتھ تھا اس نے سنقرجہ کو مارا جس سے سنقرجہ کا سر کھل گیا۔ موسیٰ ترکمانی نے شہر پر قبضہ کرلیا۔

چکرمش کا موصل پر قبضہ: چکرمش والیٔ جزیرہ ابن عمر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے نصیبین پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ موسیٰ ترکمانی کو اس کی خبر لگی۔ غصہ سے کانپ اٹھا۔ بغرض انتقام جزیرے کی جانب کوچ کر دیا۔ چکرمش نے تعاقب کیا اور موصل پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا۔ موسیٰ ترکمانی نے سقمان بن ارتق والیٔ دیار بکر سے امداد کی درخواست کی۔ قلعہ کیفا دینے کا اقرار کیا۔ سقمان نے فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ چکرمش نے محاصرہ اٹھا لیا۔ موسیٰ کو قتل کر ڈالا۔ سقمان نے قلعہ کیفا کی طرف کوچ کیا اور چکرمش نے موصل کا پھر محاصرہ کرلیا۔ اہل موصل نے بہ مصالحت موصل پر قبضہ کے بعد موسیٰ کے قاتل کو گرفتار کر کے قصاص لیا اس کے بعد خابور پر قابض ہو گیا۔ عربوں اور کردوں نے اس کی اطاعت قبول کرلی۔

سقمان بن ارتق کا قلعہ کیفا پر قبضہ: سقمان بن ارتق نے موسیٰ کے قتل کے بعد قلعہ کیفا پر قبضہ کرلیا۔ اسی زمانہ سے اس قلعہ کی حکومت سقمان بن ارتق کے خاندان میں رہی ابن اثیر کہتا ہے کہ اس وقت یعنی ۶۲۵ھ میں قلعہ کیفا کا والی محمود بن قرا ارسلان بن داؤد بن سقمان بن ارتق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امیر برسق کا رے پر قبضہ: ۴۹۵ھ میں جنگ چہارم کے بعد سلطان برکیاروق کے محاصرے کے زمانہ میں امیر نیال بن انوشکین حسامی' سلطان محمد کے ساتھ اصفہان میں تھا جب سلطان محمد' محاصرہ سے نکلا تو امیر نیال نے رے میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ قائم کرنے کی غرض سے رے جانے کی اجازت طلب کی' چنانچہ امیر نیال اور اس کا بھائی علی ماہ صفر ۴۹۶ھ میں رے پہنچا۔ والیٔ رے نے جو برکیاروق کی طرف سے امیر تھا۔ اطاعت قبول کی' امیر نیال نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اہل رے کے ساتھ بے رحمی اور ظلم سے پیش آیا تاوان وصول کیے۔ برکیاروق نے امیر برسق بن برسق کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں امیر نیال سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ امیر نیال مقابلہ پر آیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ امیر برسق نے رے پر قبضہ کرلیا۔

امیر نیال کی مراجعت بغداد: علی اس شکست کے بعد قزوین جو کہ اس کا دارالسلطنت تھا چلا گیا اور نیال نے پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ بہت سے ہمراہی اثناء راہ میں مر گئے۔ سات سو پیادوں کی جماعت سے دارالخلافت بغداد پہنچا خلیفہ مستظہر نے بڑی آؤ بھگت کی اور نہایت عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ امیر نیال نے سلطان محمد کی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا۔ اس کے بعد امیر نیال' ایلغازی اور سقمان بن ارتق نے ایک خاص جلسہ منعقد کیا۔ سلطان محمد کی حمایت کرنے کا حلف اٹھایا اور سب کے سب امیر صدقہ بن مزید والیٔ حلہ کے پاس حلہ گئے۔ اس سے بھی اسی قرارداد پر حلف لیا۔

امیر نیال کا ظالمانہ رویہ: امیر نیال نے دارالخلافت بغداد پر قدم جما لینے کے بعد اہل بغداد سے ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیا۔ ظالمانہ حکومت کرنے لگا۔ گورنروں پر جرمانے کیے۔ سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان لیا۔ اہل بغداد جمع ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ایلغازی بن ارتق کے پاس گئے (امیر نیال نے ایلغازی کی بہن سے جو کہ تاج الدولہ تتش کی زوجہ تھی عقد کر لیا تھا) امیر نیال کے ظلم اور چیرہ دستی کی شکایت کی اور سفارش کرنے کے خواستگار ہوئے۔ خلیفہ مستظہر نے بھی امیر نیال کے ظلم و تشدد سے مطلع ہو کر قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی کو امیر نیال کے پاس ظلم و ستم کی کارروائی کرنے سے منع کرنے کے لیے بھیجا۔ امیر نیال نے عہد و پیمان کیا' حلف اٹھایا کہ آئندہ میں اہل بغداد کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آؤں گا اور کسی قسم کا ظلم نہ کروں گا۔ لیکن یہ سب عہد و پیمان نقش بر آب تھا۔ اپنی بدعملیوں سے باز نہ آیا۔ خلیفہ مستظہر نے امیر نیال کے جور و ستم کے طوفان کو روکنے کی غرض سے امیر صدقہ بن مزید کو حلہ سے طلب کیا۔ ماہ شوال سنہ مذکور میں امیر صدقہ دارالخلافت بغداد پہنچا۔ امیر نیال سے بغداد چھوڑ دینے کا اقرار لے کر حلہ واپس آیا اور اپنے بیٹے دبیس کو امیر نیال کو ظلم و ستم کے روکنے کی غرض سے بغداد چھوڑ گیا۔ امیر نیال پر اس کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ غارت گری' خون ریزی' رہزنی' آتش زنی اور بجبر روپیہ وصول کرنے کا طریقہ بدستور جاری رکھا۔ امیر نیال کی یہ غارت گری دارالخلافت بغداد تک محدود نہ تھی' قرب و جوار کی تمام بستیاں اجڑ گئیں۔ راستے بند ہو گئے۔ امن کا نام مٹ گیا۔ خلافت مآب نے دوبارہ امیر صدقہ کو ایک ہزار سوار بھیج دیئے۔ امیر ایلغازی بن ارتق اور چند امراء دربار خلافت بھی کمریں باندھ کر امیر نیال کے خاتمہ کے لیے نکلے۔ امیر نیال اس سے مطلع ہو کر آذربائیجان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور یہ مہم واپس آئی۔

کمشتکین اور ایلغازی کی لڑائی: سلطان محمد نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کے قتل کے بعد ایلغازی بن ارتق کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا تھا جب سلطان برکیاروق کو بمقابلہ سلطان محمد' محاصرہ اصفہان میں کامیابی حاصل ہوئی اور سلطان برکیاروق' اصفہان سے ہمدان آ گیا تو کمشتکین نصیری کو ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں افسر پولیس مقرر کر کے بغداد روانہ کیا۔ ایلغازی نے کمشتکین کی آمد کی خبر پا کر اپنے بھائی سقمان بن ارتق والیٔ قلعہ کیفا کو طلبی اور امداد کا خط لکھا۔ امیر صدقہ بن مزید والیٔ حلہ کے پاس خود گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کرنے کی قسمیں کھائیں۔ واپس ہو کر بغداد آیا اس اثناء میں سقمان بھی راہ کے دیہاتوں اور قصبات کو تاراج کرتا ہوا آ پہنچا۔ کمشتکین' کوچ و قیام کرتا ہوا قرقیسا[1] میں وارد ہوا۔ برکیاروق کے ہواخواہوں کا ایک گروہ' کمشتکین کی خدمت میں حاضر ہوا' کمشتکین ان لوگوں کے ساتھ بغداد کی طرف بڑھا۔ ایلغازی اور سقمان نے بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بغداد چھوڑ دیا اور کنارہ دجلہ کے دیہاتوں کو تاراج کرنے لگے۔ کمشتکین کا لشکر کچھ دور تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

کمشتکین کی معزولی: اس کے بعد کمشتکین نے امیر صدقہ والیٔ حلہ کے پاس برکیاروق کی اطاعت کا پیام بھیجا۔ امیر صدقہ نے انکاری جواب دیا۔ حلہ سے صرصر چلا آیا۔ برکیاروق کا نام خطبہ سے نکال دیا دجلہ عبور کر کے بغداد پہنچا۔ خطیبوں کے پاس گشتی حکم بھیج دیا کہ ''منبروں پر سوائے خلافت مآب کے کسی کا نام نہ لیا جائے'' ایلغازی اور سقمان کو بھی اپنے آنے کی خبر کر دی۔ یہ دونوں اس وقت جزنی میں تھے۔ چنانچہ ایلغازی اور سقمان' دجیل کو تاراج کرتے ہوئے بغداد کی

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے قرقیسا کے قرمیسین لکھا ہے۔ غالباً یہی صحیح ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانب چلے۔ راستہ میں جس قدر چھوٹے بڑے گاؤں ملے سب کو لوٹ لیا بغداد پہنچ کر وہ آفت مچائی کہ توبہ ہی بھلی! گرانی بیحد بڑھ گئی' لوگوں کو اپنی عزت اور اپنے مال واسباب کا سنبھالنا دشوار ہو گیا۔ کاروبار بند ہو گیا۔ راستہ چلنا دشوار تھا۔ فتنہ و فساد کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ایلغازی' سقمان اور دبیس بن صدقہ نے رملہ میں قیام اختیار کیا۔ بغداد کے عوام الناس ان سے برسرپیکار آئے لیکن بے سود تھا۔ خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی اور تاج الرؤسا ابن رحلات[1] کو صدقہ بن مزید کے پاس بھیجا۔ صلح اور اطاعت کا پیام دیا۔ صدقہ بن مزید نے یہ شرط پیش کی کہ آپ کمشتکین کو بغداد سے نکال دیجئے۔ ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں چنانچہ اس شرط کے مطابق خلافت مآب نے کمشتکین کو بغداد سے نہروان کی جانب نکال دیا۔ فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ صدقہ' حلہ لوٹ آیا اور سلطان محمد کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔

کمشتکین کا واسط سے اخراج و مصالحت: کمشتکین' بغداد سے نکل کر واسط پہنچا برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس کے لشکر والوں نے سواد واسط کو تاراج کرنا شروع کیا۔ صدقہ اور ایلغازی کو اس کی خبر ہو گئی۔ فوجیں مرتب کر کے کمشتکین کے سر پر آ پہنچے' واسط سے بھی نکال باہر کیا۔ کمشتکین نے کنارہ دجلہ پر قلعہ بندی کر لی۔ صدقہ نے جارحانہ حملہ کیا۔ کمشتکین کے ہمراہی بھاگ نکلے۔ کمشتکین نے صدقہ سے امان کی درخواست کی' صدقہ نے امان دی اور عزت واحترام سے پیش آیا۔ کمشتکین' برکیاروق کی خدمت میں واپس آ گیا۔ واسط میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان محمد کے نام کے بعد صدقہ' ایلغازی اور ان کے لڑکوں کا نام بھی خطبہ میں تھا۔ ایلغازی' بغداد کی جانب واپس ہوا اور صدقہ کی جانب روانہ ہوا۔ صدقہ نے حلہ پہنچ کر اپنے بیٹے منصور کو ایلغازی کے ہمراہ دربار خلافت میں بھیجا۔ خلیفہ مستظہر سے عفو تقصیر کی درخواست کی۔ خلیفہ مستظہر واقعہ مذکورہ بالا کی وجہ سے ناراض تھا۔

جنگ پنجم برکیاروق و محمد: سلطان محمد کی طرف سے گنجہ اور بلاداران پر امیر غزغلی مامور تھا ایک دستہ فوج اس کی رکاب میں تھا۔ صوبہ گنجہ میں آذربائیجان سے رنجان تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ جس وقت سلطان محمد اصفہان میں محصور ہوا' امیر غزغلی' منصور بن نظام الملک اور اس کا برادرزادہ محمد بن موید الملک محاصرہ اٹھانے کے لیے روانہ ہوئے' رے پہنچے' برکیاروق کے لشکر نے رے چھوڑ دیا۔ امیر غزغلی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ آخر ۴۹۵ھ کا ہے۔

پھر امیر غزغلی یہ خبر پا کر کہ سلطان محمد' محاصرہ اصفہان سے نکل کر آ رہا ہے۔ رے سے کوچ کر دیا ہمدان میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی۔ سلطان محمد کے ساتھ امیر نیال بن انوشتکین اور اس کا بھائی علی بھی تھا۔ سب نے چندے آرام لینے کی غرض سے ہمدان میں قیام کیا۔ تکان سفر رفع نہیں ہونے پایا تھا کہ سلطان برکیاروق کی روانگی کی خبر آ گئی۔ سلطان محمد شیروان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا' مودود[2] بن اسماعیل بن یاقوتی کا پیام آیا کہ آپ میرے پاس

---

[1] کتابت کی غلطی ہے' تاج الرؤسا کے باپ کا نام موصلایا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۶۔

[2] چونکہ مودود کے بھائی اسماعیل کو سلطان برکیاروق نے قتل کر ڈالا تھا اور اس کی بہن سلطان محمد کے نکاح میں تھی۔ اس وجہ سے اس نے برکیاروق کے خلاف سلطان محمد کو امداد کا وعدہ کیا تھا۔ صوبہ آذربائیجان کا ایک حصہ کثیر اس کے قبضہ میں تھا۔ امنہ رحمتہ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائیے۔ میں سلطان برکیاروق کے مقابلے میں آپ کی مدد کروں گا۔ چنانچہ سلطان محمد' مودود کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ جوں ہی سلطان محمد' مودود کے پاس پہنچا' مودود کا انتقال ہو گیا لیکن مودود کی فوج نے متفق ہو کر سلطان محمد کی حمایت پر کمر باندھ لی۔ اس فوج میں سقمان قبطی'' محمد بن باغی سیاں (اس کا نائب والیٔ انطاکیہ تھا) اور قزل ارسلان بن سبع الاحمر موجود تھے۔ سلطان برکیاروق کو اس اجتماع اور اتفاق کی خبر لگی۔ موت کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ خراسان کے قریب دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ لشکر برکیاروق سے ایاز نے ایک دستہ فوج لے کر سلطان محمد پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سلطان محمد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی سلطان محمد اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ ارقیس (صوبہ خلاط) میں جا کر دم لیا۔ امیر علی والیٔ اردن (روم) آملا ارقیس سے اصفہان کی جانب کوچ کیا۔ ان دنوں منوچہر برادر قبطون وادی' اصفہان میں حکومت کر رہا تھا۔ پھر اصفہان سے ہرمز کی طرف چلا گیا۔ محمد موید الملک بھی اس جنگ میں شریک تھا شکست کے بعد بحال پریشان دیار بکر کی طرف بھاگا' جب وہاں بھی سکون کی صورت نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن عمر چلا گیا اور جزیرہ ابن عمر سے بغداد جا کر دم لیا۔

محمد بن موید الملک: محمد بن موید الملک اپنے باپ کے زمانہ میں مدرسہ نظامیہ کے قریب رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے باپ سے اس کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ موید الملک نے گوہر آئین افسر پولیس بغداد کو اس کی (محمد) گرفتاری کا اشارہ کر دیا۔ محمد نے دارالخلافت جا کر پناہ لی' ۴۹۲ھ میں مجد الملک البارسلانی کے پاس چلا گیا۔ اس وقت محمد کا باپ (موید الملک) زندہ تھا اور سلطان محمد کے پاس گنجہ میں تھا جس وقت سلطان محمد نے دعویٰ سلطنت کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا تو موید الملک کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ محمد اس سے مطلع ہو کر اپنے باپ (موید الملک) کے پاس چلا آیا۔ پھر جب اس کا باپ (موید الملک) مارا گیا تو یہ (محمد) سلطان محمد کی خدمت میں رہنے لگا اور اس کے خاص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔

شہر عانہ پر ملک ابن بہرام کا قبضہ: ملک ابن بہرام بن ارتق برادر زادہ ایلغازی بن ارتق شہر سروج کا مالک تھا۔ عیسائیوں نے شہر سروج ملک ابن بہرام کے قبضہ سے نکال لیا' ملک ابن بہرام نے شہر سروج چھوڑ کر شہر عانہ پر حملہ[1] کر دیا۔ بنو یعیش بن عیسیٰ بن خلاط مقابلہ نہ کر سکے۔ عانہ کو خیر باد کہہ کر امداد کی غرض سے صدقہ بن مزید کے پاس چلے گئے۔ صدقہ نے انہیں تسلی دی اور ان کے ہمراہ عانہ کی طرف روانہ ہوا۔ ملک ابن بہرام کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ بہرام اور ترکمانوں نے عانہ کو خالی کر دیا۔ بنو یعیش عانہ میں داخل ہوئے' صدقہ نے بہرام کی امانتوں پر قبضہ کر لیا اور حلہ کی طرف واپس ہوا۔ ملک ابن بہرام کو موقع مل گیا۔ دو ہزار ترکمانوں کی جمعیت سے پھر عانہ پر حملہ کر دیا اور ایک خفیف جنگ کے بعد عانہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل عانہ کو اس کے ہاتھوں بیحد مصائب اٹھانا پڑے۔ مردوں کو قتل کیا۔ عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنا لیا' اس کے بعد ہیت کی طرف گیا اور پھر وہاں سے واپس آیا۔

---

[1] یہ واقعہ ماہ محرم ۴۹۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۲۔ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برکیاروق اور محمد کی مصالحت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد میں ایک مدت سے لڑائیوں کا سلسلہ چھڑا ہوا ہے' فتنہ وفساد کی کوئی حد نہیں رہی' جانوں اور مالوں کا نقصان' لشکریوں کا بے جا دباؤ' دشمنان اسلام کی یورش' ملک کی ویرانی' بے ضابطگی' بے قاعدگی اور قوانین اسلامیہ کی بے حرمتی کا کوئی دقیقہ باقی نہ رہا تھا' سلطان برکیاروق نے ان باتوں کا احساس کر کے صلح کی تحریک کی۔ دو[1] نامور' مقتدائے قوم مفتیوں کو پیام صلح دے کر سلطان محمد کے پاس روانہ کیا۔ ان دونوں فقیہوں نے سلطان محمد کو سمجھا بجھا کر مصالحت کرنے پر آمادہ وتیار کیا چنانچہ ان دونوں فقیہوں کے ساتھ صلح کے اور ایلچی بھی آئے۔ گفت وشنید کے بعد باہم ان شرائط[2] پر مصالحت ہوئی۔

صلح نامہ: (۱) سلطان محمد کے قبضہ اقتدار میں بروئے مصالحت جو شہر دیئے جائیں ان کا مستقل حکمران سلطان محمد تسلیم کیا جائے۔ سلطان برکیاروق کو ان پر دست درازی کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۲) سلطان برکیاروق' سلطان محمد کے علم وطبل سے معارض نہ ہوگا۔

(۳) خط وکتابت وزیروں میں ہوا کرے۔

(۴) لشکریوں کو اختیار ہے جس سلطان کی خدمت میں چاہیں فوجی خدمت انجام دیں۔

(۵) سلطان محمد کو نہر استر (اسبند رود) سے باب الابواب تک اور دیار بکر' جزیرہ موصل' شام اور عراق میں بلاد مقبوضہ امیر صدقہ بن مزید کو دیئے جائیں۔ بقیہ ممالک اسلامیہ پر سلطان برکیاروق کا قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔

حسب قرارداد شرائط مذکورہ صلح نامہ لکھا گیا۔ فریقین نے دستخط کیے' پابندی شرائط کا حلف اٹھایا' سارے جھگڑے رفع دفع ہو گئے اور تمام امور انتظام سے انجام پانے لگے۔

سلطان برکیاروق کا اصفہان پر قبضہ: سلطان محمد نے لشکر اصفہان کو اصفہان خالی کرنے اور سلطان برکیاروق کو حوالہ کر دینے کے لیے لکھ بھیجا۔ لشکر اصفہان نے ابھی اصفہان خالی نہ کیا تھا کہ سلطان برکیاروق پہنچ گیا' اپنی اطاعت کا پیام دیا۔ لشکر نے انکاری جواب دیا اور سلطان محمد کی بیگمات کو بحفاظت تمام لے کر اصفہان سے سلطان محمد کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان برکیاروق نے لشکریوں اور بیگمات کی حد سے زیادہ عزت کی اور مال واسباب دیکر سلطان محمد کے پاس بہ احترام تمام پہنچا دیا مصالحت کے بعد ایلغازی دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ مستظہر سے سلطان برکیاروق کے نام کا

---

[1] قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفرج احمد بن عبدالغفار ہمدانی معروف بہ صاحب قراتکین مصالحت کا پیام لے کر گئے تھے۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۳ مطبوعہ لیدن۔

[2] مصالحت' رے میں ہوئی تھی۔ قبل مصالحت رے' جبال' طبرستان' خوزستان' فارس' دیار بکر' جزیرہ' بعض حصص بطائح تکریت اور حرمین شریفین پر سلطان برکیاروق قابض تھا۔ آذربائیجان' بلاداران' آرمینہ' اصفہان' عراق باستثناء تکریت اور بطائح کا کچھ حصہ' سلطان محمد کے قبضہ میں تھا۔ بصرہ میں دونوں سلطانوں کا علم لہرا رہا تھا۔ ملک خراسان' جرجان سے ماوراء النہر تک ملک سنجر دبائے ہوئے تھا جس میں اس کے بھائی سلطان محمد کا خطبہ وسکہ جاری تھا۔ منہ رحمۃ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کی چنانچہ ۴۹۷ھ میں سلطان برکیاروق کا خطبہ جامع بغداد اور واسط میں پڑھا گیا۔

ایلغازی کی روانگی بغداد و مراجعت: مصالحت سے قبل' ایلغازی' سلطان محمد کا مطیع اور ہوا خواہ تھا۔ صدقہ یہ سن کر کہ ایلغازی نے برکیاروق کے خطبہ کی تحریک کی ہے برافروختہ ہو گیا۔ خلافت مآب کو لکھ بھیجا'' مجھے صدقہ کی یہ حرکت پسند نہیں آئی۔ میں اسے دارالخلافت بغداد سے باہر نکالنے کے لیے آیا ہوں'' اور فوج مرتب کر کے دارالخلافت بغداد پہنچ گیا۔ حریم خلافت کے روبرو اتر کر زمین بوسی کی رسم ادا کی اور غربی بغداد میں خیمہ ڈال دیا۔ ایلغازی' بغداد چھوڑ کر یعقوبا چلا گیا امیر صدقہ کے پاس معذرت کا پیام بھیجا اور خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا برکیاروق اور محمد میں مصالحت ہو گئی ہے دونوں میں یہ امر طے پا گیا ہے کہ بغداد برکیاروق کو دیا جائے' میں اس کی طرف سے بغداد کا افسر پولیس ہوں' میرے مقبوضہ بلاد' سلطان برکیاروق کی حکومت کے زیر اثر متصور ہوں' ایسی صورت میں کیا یہ ممکن تھا کہ میں برکیاروق کی مخالفت کر سکتا۔'' امیر صدقہ نے اس عذر کو قبول کر لیا اور حلہ واپس آیا۔

ماہ ذی القعدہ ۴۹۷ھ میں خلافت مآب نے سلطان برکیاروق' امیر ایاز اور وزیر السلطنت خطیر کو خلعت مرحمت کیا اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لیا اور بغداد واپس آیا۔ واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

قراجہ اور محمد اصفہانی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلاطین اسلام کی باہمی خانہ جنگی کی وجہ سے عیسائیوں نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا تھا اور ممالک اسلامیہ پر ان کے دانت لگے ہوئے تھے۔ حران پر ملک شاہ کا غلام قراجہ' حکمرانی کر رہا تھا۔ لہو ولعب' سیر و شکار کا عادی اور انتہائی ظالم تھا اپنے ہمراہیوں میں سے محمد اصفہانی نامی ایک شخص کو حران میں اپنا قائم مقام مقرر کر کے کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ واپس آیا تو محمد اصفہانی نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا' اہل شہر نے قراجہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے محمد اصفہانی کا ساتھ دیدیا۔ محمد اصفہانی نہایت ہوشیار اور چلتا پرزہ تھا۔ اس نے تمام ترکوں کو حران سے نکال دیا' صرف ایک ترکی غلام جاولی نامی رہ گیا تھا۔ محمد اصفہانی نے اسے اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا اپنے خاص ندیموں میں داخل کر لیا' ایک روز موقع پا کر جاولی نے محمد اصفہانی کو مار ڈالا اور حران پر قابض ہو گیا۔

چکرمش اور سقمان کا اتحاد: عیسائیوں کو ان واقعات کی خبر ہو گئی فوجیں لے کر حران پر آ پہنچے اور محاصرہ کر لیا۔ چکرمش والیٔ جزیرہ ابن عمر اور سقمان والیٔ کیفا (کبیعا) میں سلسلہ جنگ چھڑا ہوا تھا۔ اسقمان اپنے برادر زادہ کے قتل کا مطالبہ کر رہا تھا۔ لیکن ان دونوں اسلامی حکمرانوں نے اس امر کا کہ عیسائی' بلاد اسلامیہ کو زیر و زبر کر رہے ہیں۔ احساس کر کے باہمی جنگ کو بالائے طاق رکھ دیا۔ مقام خابور میں جمع ہوئے اور مسلمانوں کی امداد کا بیڑہ اٹھایا۔ چنانچہ سقمان اور چکرمش اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے اور حران کا محاصرہ اٹھانے کے لیے بڑھے۔

عیسائیوں کی شکست و پسپائی: سقمان کی رکاب میں سات ہزار ترکمانی تھے اور چکرمش کے ساتھ تین ہزار ترک' عرب اور کرد تھے' نہر بلیخ پر عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ سقمان اور چکرمش کی فوجیں کچھ دیر تک لڑ کر پیچھے ہٹیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے تعاقب کیا۔ دو کوس تک عساکر اسلامی بھاگی چلی گئیں اور عیسائی فوجیں تعاقب کرتی گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں نے پلٹ کر عیسائیوں پر حملہ کر دیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے عیسائیوں کے کیمپ تک پہنچ گئے بیشمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قمص بردویل والیٔ الرہا کو ایک ترکمانی نے جو سقمان کی فوج کا آدمی تھا گرفتار کر لیا۔ بیمند والیٔ انطاکیہ اور ہنگری والیٔ ساحل جنگ سے پہلے پہاڑ کے پیچھے کمین گاہ میں تھے۔ غرض یہ تھی کہ عین معرکہ کے وقت مسلمانوں پر پشت سے حملہ کریں گے۔ لیکن جب ان دونوں نے عیسائیوں کی شکست دیکھ لی تو تمام دن کمین گاہ میں روپوش رہے' شام ہوتے ہی نکل کر بھاگے۔ مسلمانوں کو معلوم ہوگیا۔ تعاقب کیا۔ بہت سے عیسائی مارے گئے۔ ایک بڑی جماعت گرفتار کر لی گئی' بیمند اور ہنگری بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگ گئے اور ہاتھ نہ آ سکے۔

قمص بردویل: فتح یابی کے بعد چکرمش کی فوج بگڑ گئی اور یہ کہنے لگی کہ قمص بردویل' سقمان کے قبضہ میں ہے مال غنیمت بھی بدر جہا ہم سے زیادہ اس کے ہمراہیوں کے ہاتھ لگا ہے'' لوگوں کی نظروں میں ہماری عزت خاک نہ ہوگی۔ چنانچہ چکرمش ان کے مجبور کرنے پر سقمان کے خیمہ سے قمص بردویل کو پکڑ لایا۔ یہ امر سقمان کو ناگوار گزرا۔ اس کے رکاب کی فوج نے قمص کو چھین لینے کا قصد کیا۔ سقمان نے اس خیال سے کہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اپنی فوج کو اس فعل سے باز رکھا اور اسی وقت کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں عیسائیوں کے متعدد قلعے فتح کیے۔ چکرمش نے حران کی جانب قدم بڑھایا اور اسے فتح کر کے الرہا پر جا پہنچا۔ پندرہ دن تک محاصرہ کیے رہا۔ سولہویں روز موصل لوٹ آیا۔ پینتیس ہزار دینار بطور فدیہ قمص بردویل سے وصول کیے اور ایک سو ساٹھ مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے رہا کرایا۔

برکیاروق کی وفات: سلطان برکیاروق' اصفہان سے (بعارضہ سل و بواسیر) علیل ہو کر بہ قصد بغداد روانہ ہوا' یزدگرد پہنچا تو مرض میں اور اضافہ ہوگیا۔ اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی اپنا ولی عہد بنایا' خلعت دی۔ امیر ایاز کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ ملک کے نظم و نسق کا ذمہ دار بنایا' اراکین دولت سرداران فوج کو ملک شاہ کی اطاعت اور امیر ایاز کی موافقت کی ہدایت کی اور ان سب کو بغداد کی طرف روانہ کیا۔ یہ لوگ بغداد نہ پہنچنے پائے تھے کہ ۲ ربیع الآخر ۴۹۸ھ کو سلطان برکیاروق نے اپنی حکومت کے بارہ سال چھ مہینہ پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ امیر ایاز' خبر وفات سن کر واپس آیا۔ اصفہان میں برکیاروق کو دفن کیا۔ سراوقات' خیمے' چھتر' شمسیہ اور تمام وہ چیزیں جو شاہی لوازمات سے سمجھی گئی ہیں۔ ملک شاہ ابن برکیاروق کے لیے مہیا کر دیں۔

برکیاروق نے اپنے زمانہ حکومت میں اس قدر تکالیف' مصائب اور جھگڑے دیکھے اور اٹھائے کہ اس سے پیشتر سلاطین سلجوقیہ میں سے کسی نے نہ دیکھے تھے لیکن جب اس کی حکومت مستقل ہوگئی' فتنہ و فساد فرو ہوگیا اور چاروں طرف سے خوش نصیبی کے آثار نمایاں ہو چلے تو موت کا زمانہ آ گیا اور زمین نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۳

سلطان محمد بن ملک شاہ

ملک شاہ بن برکیاروق: برکیاروق کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ کے نام کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا۔ ایلغازی بغداد میں تھا۔ بغداد سے برکیاروق کے پاس اصفہان گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آ رہا تھا۔ جب برکیاروق کا انتقال ہوگیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد واپس آیا' وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر نے گرم جوشی سے ملک شاہ کا استقبال کیا[1]۔ .... ایلغازی اور امیر طغایرک دربار خلافت میں حاضر ہوئے' ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے اجازت مرحمت فرمائی اور اسے وہی خطاب دیئے جو اس کے دادا ملک شاہ کو دیئے تھے۔

موصل پر سلطان محمد کا محاصرہ: برکیاروق اور محمد نے صلح منعقد ہونے کے بعد اپنے اپنے مخصوص علاقوں پر اپنے اپنے نائبوں کو قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ آذربائیجان بروئے مصالحت محمد کے حصہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ محمد' چند روز تبریز میں قیام کر کے آذربائیجان چلا آیا۔ سعد الملک ابوالحسن محمد کی طرف سے اصفہان کا حاکم تھا اس نے برکیاروق کی پورے طور سے مدافعت کی تھی۔ لیکن مصالحت کے بعد اصفہان برکیاروق کے نائب کو حوالہ کر کے محمد کی خدمت میں آذربائیجان آ گیا' محمد نے اسے قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ماہ صفر ۴۹۸ھ تک محمد کا آذربائیجان میں قیام رہا۔ اس کے بعد موصل پر قبضہ کے ارادے سے براہ مراغہ روانہ ہوا۔ چکرمش کو اس کی خبر ہوگئی۔ مدافعت پر تیار ہوگیا۔ مضافات موصل کے رہنے والوں کو شہر میں بلا لیا۔ شہر پناہ درست کرائی اور قلعہ بندی کر لی۔ محمد نے موصل کے قریب پہنچ کر چکرمش کے پاس موصل کے حوالہ کرنے کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھ سے اور میرے بھائی برکیاروق سے مصالحت ہوگئی ہے اور بروئے صلح نامہ' موصل و جزیرہ مجھے ملا ہے اس کے ساتھ ہی محمد نے برکیاروق کا دستخطی خط بھی پیش کیا اور اس امر کا اقرار و پیمان کیا کہ میں تمہیں تمہارے مقبوضہ بلاد پر بحال رکھوں گا۔ چکرمش نے ایک بھی نہ سنی۔ جواباً کہلا بھیجا۔ ''سلطان برکیاروق نے مصالحت کے بعد مجھے آپ کے اس دعوے کے خلاف لکھا ہے میں آپ کو موصل پر قبضہ نہ دوں گا'' محمد کو اس جواب سے طیش آ گیا۔ محاصرہ میں سختی کی' اہل موصل بھی مدافعت میں سختی اور مستعدی سے پیش آئے چونکہ چکرمش نے شہر کا انتظام معقول کر لیا تھا اس وجہ سے محصورین کو اشیاء خوردنی کی گرانی اور کمیابی کی تکلیف نہیں ہوئی۔ ہر شے ارزاں تھی۔ مزید برآں

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکرمش کی فوج کا ایک دستہ موصل کے قریب ایک ٹیلہ (یعفر) پر پڑا ہوا تھا۔ محمد کی رسد کو روکتا اور لوٹ لیتا تھا۔

اہل موصل کی اطاعت اس اثناء میں ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو برکیاروق کی وفات کی خبر موصل پہنچ گئی' چکرمش نے اہل شہر کو جمع کر کے اس واقعہ جاں کاہ سے مطلع کر کے آئندہ کی بابت مشورہ کیا۔ اہل شہر نے جواب دیا ''ہماری جانیں ہمارا روپیہ اور مال خدمت کے لیے حاضر ہے۔ مصلحت وقت کو آپ ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں' سرداران لشکر سے رائے طلب کیجئے'' چکرمش نے سرداران لشکر کو مشورہ کی غرض سے بلایا' سرداران لشکر نے سلطان محمد کی اطاعت کی رائے دی' چکرمش نے سلطان محمد کی خدمت میں اطاعت کا پیام بھیجا اور وزیر السلطنت سعد الملک کو شہر حوالہ کرنے کے لیے بلا بھیجا۔ چکرمش' سعد الملک کی رائے سے اہل شہر کی مرضی کے خلاف' سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد بعزت و احترام پیش آیا۔ اہل شہر کے اطمینان اور ان کا اضطراب رفع کرنے کے خیال سے چکرمش کو فوراً واپس کر دیا۔

سلطان محمد کی روانگی بغداد سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد سے مصالحت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ برکیاروق اور محمد بروئے مصالحت اپنے اپنے بلاد پر تنہا قابض ہو گئے' اس کے بعد ہی برکیاروق نے وفات پائی اس کا بیٹا ملک شاہ بغداد چلا آیا۔ محمد کو ان واقعات کی اس وقت اطلاع ہوئی' جب کہ وہ موصل کا محاصرہ کیے ہوئے تھا' چکرمش نے برکیاروق کی وفات کی وجہ سے مصالحت کر لی اور محمد کی اطاعت قبول کر لی' محمد نے بغداد کی طرف کوچ کیا' چکرمش اور ستمان قطبی (قطب الدولہ اسمٰعیل[1] بن یاقوتی بن داؤد کا غلام) وغیرہ امراء رکاب میں تھے صدقہ والیٔ حلہ نے بہت سی فوج فراہم کر کے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کی خدمت میں بغداد آنے کی تحریک کرنے کو بھیج دیا تھا۔ یہ دونوں بھی سلطان محمد کے ساتھ تھے۔ امیر ایاز (ملک شاہ کا اتابک) مدافعت پر آمادہ ہوا۔ بغداد کے باہر خیمہ نصب کیا' سرداران لشکر نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی' وزیر السلطنت ابوالحاسن ضبعی (صفی) نے اس رائے کی مخالفت کی' اور سلطان محمد کی اطاعت کے حد سے زیادہ فوائد بتلائے' امیر ایاز سرداران لشکر اور وزیر السلطنت کی مخالفت آرا سے شش و پنج میں پڑ گیا۔

سلطان محمد نے بغداد پہنچ کے غربی جانب پڑاؤ ڈالا۔ اس سمت میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' بعض جامع مسجدوں میں دونوں سلطانوں یعنی سلطان محمد اور سلطان ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا۔ ایک دو جامع مسجدوں میں کسی کا نام خطبہ میں نہیں لیا گیا' امام نے صرف سلطان العالم کہنے پر اکتفا کیا۔

سلطان محمد اور ملک شاہ سے مصالحت امیر ایاز نے سرداران لشکر اور اعیان دولت کو دوبارہ مشورہ کی غرض سے ایک جلسہ میں بلایا اور ان لوگوں سے پھر حلف اٹھانے کو کہا' بعض نے تو اس کی تعمیل کی۔ لیکن بعض نے دوبارہ حلف اٹھانے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ بار بار حلف اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے' امیر ایاز کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ وزیر ابوالحاسن کو صلح کرنے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابوالحاسن سلطان محمد کے کیمپ میں پہنچ کر سعد الملک

---

[1] یاقوتی' سلطان ملک شاہ اول کا چچا تھا۔ منہ رحمۃ اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوالمحاسن سعد بن محمد (سلطان محمد کا وزیر تھا) سے ملا' صلح کی درخواست کی' پھر اس کے ساتھ سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان محمد نے درخواست صلح منظور فرمائی اور جن جن امور کی ابوالمحاسن نے خواہش کی' سب قبول کرتا گیا۔ دوسرے دن قاضی القضاۃ اور مفتی' ابوالمحاسن کے ہمراہ سلطان محمد کے دربار میں آئے۔ امیر ایاز اور ان امراء کو جو اس کے ساتھ رہے ہیں کسی قسم کی ایذا نہ دینے کا سلطان محمد سے حلف لیا' ملک شاہ کی بابت حلف لینے کو کہا گیا تو سلطان محمد نے کہا ''وہ میرا بیٹا ہے میں اس کا باپ ہوں'' امیر نیال حسامی کو امان دینے اور ایذا نہ دینے کا ''کیا الہراس'' مدرس مدرسہ نظامیہ نے حلف لیا تھا۔

اس کے دوسرے دن امیر ایاز دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ امیر صدقہ بن مزید بھی پہنچ گیا۔ سلطان محمد ان دونوں سے بہ عزت واحترام پیش آیا' بڑی آؤ بھگت سے ملا۔ یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۸ھ کا ہے۔

امیر ایاز: صلح کے چند دن بعد امیر ایاز نے اپنے مکان (جو درحقیقت گوہر آئین افسر پولیس بغداد کا مکان تھا) میں سلطان محمد کی دعوت کی بے شمار نذرانے اور بہت سے تحائف پیش کیے۔ انہی میں کوہ تبخش تھا جسے امیر ایاز نے موید الملک بن نظام الملک کے ترکہ سے لے لیا تھا۔ سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے امیر ایاز نے اپنے غلاموں کو زرق برق وردیاں پہنا کر آلات حرب سے مسلح کیا تھا۔ ان غلاموں میں ایک شخص رہا کرتا تھا جس سے یہ سب مذاق کیا کرتے تھے۔ چنانچہ براہ مذاق اس شخص کو بھی زرہ بکتر پہنا کر اوپر سے جبہ وعبا پہنا دیا اور چھیڑ چھاڑ' مذاق کرنے لگے۔ یہ شخص بھاگا۔ امیر ایاز کے غلام تالیاں بجاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے۔ یہ شخص سلطان محمد کے حاشیہ نشینوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ سلطانی خدام نے اس کے جبہ وعبا کو الٹ کر دیکھا تو اسے زرہ بکتر پہنے ہوئے پایا۔ سلطانی خدام کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ سلطان محمد کی خدمت میں عرض کیا' سلطان محمد اٹھا اور اپنی محل سرا میں چلا گیا۔ اسی وقت سے سلطان محمد کے دل میں امیر ایاز کی طرف سے بغض پیدا ہو گیا۔

امیر ایاز کا قتل: اس واقعہ کے چند دن کے بعد سلطان محمد نے اراکین دولت اور سرداران لشکر کو دربار خاص میں بلایا جن میں امیر ایاز بھی تھا' اور یہ ظاہر کیا کہ ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر حملہ کیا ہے۔ اس کے مقابلہ پر کسے بھیجنا چاہیے۔ سب نے بالاتفاق امیر ایاز کو بھیجنے کی رائے دی امیر ایاز نے گذارش کی ''اس مہم پر میرے ساتھ امیر صدقہ بن مزید کو بھی روانہ فرمائیے'' سلطان محمد نے منظور فرما لیا اور حکم نامہ لکھنے کی غرض سے دونوں امیروں کو محل سرائے سلطانی میں حاضر ہونے کی ہدایت کی۔ سلطان محمد نے محل سرا کے ایک گوشہ میں چند لوگوں کو امیر ایاز کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا۔ جوں ہی امیر ایاز ان کی طرف سے گزرا' تلواریں تول کر امیر ایاز پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا' امیر صدقہ اس منظر کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ وزیر السلطنت نے اپنے منہ پر کپڑا ڈال لیا۔ ایاز کا لشکر اس واقعہ کو سن کر نکل پڑا۔ اس کے مکان کو لوٹ لیا۔ سلطان محمد نے ان کی مدافعت پر اپنی فوج کو مامور کیا' ہلڑ فرو ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان نے بغداد سے اصفہان کی جانب کوچ کیا۔

ابوالمحاسن ضبعی کا قتل: امیر ایاز' سلطان ملک شاہ کے غلاموں میں سے تھا۔ سلطان ملک شاہ کے انتقال کے بعد ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا' اس امیر نے امیر ایاز کو لڑکوں کی طرح رکھا۔ منتظم' مدبر' سیاسیات سے واقف اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائیوں میں صائب الرائے تھا۔ مذاق کی بدولت ایک لمحہ میں امیر ایاز کی عزت وعظمت' شان وشوکت اور آبرو خاک میں مل گئی ابوالمحاسن ضبعی (امیر ایاز کا وزیر) چند ماہ تک روپوش رہا اس کے بعد گرفتار ہو کر سعد الملک وزیر کی خدمت میں پیش کیا گیا' ماہ رمضان ۴۹۸ھ میں مار ڈالا گیا اس وقت اس کی عمر چھتیس سال کی تھی' ہمدان کے خاندان ریاست سے تھا۔

قلعہ ماردین: قلعہ ماردین' دیار بکر کا ایک مشہور قلعہ تھا۔ سلطان برکیاروق نے اپنے ایک مغنی (گویا) کو عنایت کیا تھا۔ اس قلعہ کے گرد ونواح میں کردوں کا ایک بہت بڑا گروہ رہتا تھا جس کا کام لوٹ مار اور غارت گری تھا۔ قافلوں کا صحیح سلامت یہاں سے گزر جانا دشوار تھا۔

یاقوتی بن ارتق کی گرفتاری: وقت بے وقت موقع پا کر قلعہ ماردین پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کرتا تھا اتفاق سے امیر کربوقا موصل سے آمد کا محاصرہ کرنے کی غرض سے چلا۔ اس وقت آمد ایک ترکمان کے قبضہ میں تھا۔ والیٔ قلعہ نے سقمان بن ارتق سے امداد کی درخواست کی' سقمان اپنی فوجیں لے کر اس کی امداد پر آ گیا پھر کیا تھا۔ اہل قلعہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ عماد الدین زنگی بن آقسنقر اور اس کے باپ کے بہت سے سردار بھی امیر کربوقا کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں نے کمال مردانگی سے لڑائی میں حصہ لیا۔ لڑائی کے نازک نازک موقعوں پر ثابت قدم رہے۔ آخر کار سقمان کو شکست ہوئی اس کا برادر زادہ یاقوتی بن ارتق گرفتار ہو گیا' امیر کربوقا نے قلعہ ماردین میں مغنی حاکم قلعہ کے پاس قید کر دیا۔ چنانچہ ایک مدت تک قلعہ ماردین میں قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

یاقوتی بن ارتق کی رہائی: جب گرد ونواح کے کرد' قتل وغارتگری بکثرت کرنے لگے اور اہل ماردین ان کے آئے دن کی لوٹ مار سے تنگ آ گئے تو یاقوتی نے مغنی والیٔ قلعہ سے کہلا بھیجا ''اگر تم مجھے قید سے رہا کر دو تو میں ان لٹیرے کردوں کی غارت گری سے اہل قلعہ کو نجات دے دوں گا' ریفا میں میرا قیام ہوگا۔ ممکن نہیں کہ اہل قلعہ کو کردوں سے کسی قسم کی ایذا و تکلیف پہنچ جائے' مغنی نے نہایت خوشی سے یاقوتی کو رہا کر دیا۔ یاقوتی نے کمال مردانگی اور دانائی سے ان لٹیرے کردوں کی غارت گری کا خاتمہ کیا۔ اطراف خلاط تک کسی قسم کا خطرہ باقی نہ رہا۔

یاقوتی بن ارتق کا قلعہ ماردین کا قبضہ: یاقوتی کے ہمراہیوں کے دیکھا دیکھی قلعہ کے بعض سپاہی بھی کردوں پر شب خون مارنے لگے' یاقوتی ان سے معارض نہ ہوا۔ بلکہ ان کی خاطر داری کرتا رہا۔ ادھر چند دن کے بعد یاقوتی کے دماغ میں قلعہ پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی۔ ادھر قلعہ کی تمام فوج نے لوٹ مار کا شیوہ اختیار کر لیا۔ ایک روز قلعہ کے فوجی لوٹ مار کر کے واپس آ رہے تھے یاقوتی نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا۔ ان لوگوں نے قلعہ کے فوجیوں کو گرفتار کر لیا' باقی سوار ہو کر قلعہ کے قریب گیا اور اہل قلعہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم قلعہ ہمارے حوالہ نہ کرو گے تو میں تم سب کو قتل کر ڈالوں گا' اہل قلعہ یہ سن کر تھرا گئے۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ کنجیاں حوالہ کر دیں' یاقوتی نے قبضہ کر لیا۔

یاقوتی کا خاتمہ: قبضہ ماردین کے بعد یاقوتی نے فوجیں فراہم کیں' نصیبین اور جزیرہ ابن عمر کی طرف بڑھا یہ دونوں مقامات چکرمش کے مقبوضات میں تھے۔ چکرمش اور اس کے ہمراہیوں نے یاقوتی کی مدافعت پر کمر باندھی۔ اثناء جنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یاقوتی کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمہ سے وہ مر گیا چکرمش اسے مقتول دیکھ کر رو پڑا۔

سقمان اور چکرمش میں مصالحت: یاقوتی کی زوجہ اس کے چچا سقمان کی لڑکی تھی' اپنے شوہر کے مارے جانے پر اپنے باپ سقمان کے پاس چلی گئی اور اس سے تمام واقعات بتلائے' ترکمانوں کو جمع کر کے اپنے شوہر کا بدلہ لینے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی' سقمان بھی اس کے ہمراہ نصیبین کی طرف چلا' چکرمش کو اس کی خبر ہوئی' گھبرا گیا' مصالحت کا پیام بھیجا اور بہت سا مال اور روپیہ دے کر سقمان کو راضی کر لیا' سقمان لوٹ آیا۔

سقمان کا قلعہ ماردین پر قبضہ: قلعہ ماردین میں یاقوتی کے بعد اس کا بھائی ''علی'' چکرمش کی حکومت کے زیر اثر حکمرانی کرنے لگا۔ علی کسی ضرورت سے کہیں چلا گیا تھا۔ اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں اس کے نائب نے سقمان کو یہ لکھ بھیجا کہ تمہارا بھتیجا ''علی'' قلعہ ماردین چکرمش کو دینا چاہتا ہے سقمان یہ سن کر سخت برافروختہ ہوا' علی واپس نہ ہونے پایا تھا کہ سقمان نے ماردین پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور بعوض قلعہ ماردین اپنے بھتیجا ''علی'' کو کوہ جور عنایت کیا اس زمانہ سے قلعہ ماردین' سقمان کے قبضہ میں آ گیا' قلعہ کیفا تو پہلے ہی سے قبضہ میں تھا' نصیبین کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا۔

سقمان بن ارتق کی وفات: اس کے بعد فخر الملک بن عمار والیٔ طرابلس نے عیسائیوں کے مقابلہ پر سقمان بن ارتق سے امداد کی درخوست کی فخر الملک' خلفاء عبیدین مصر کا ایک گورنر تھا لیکن ان کی کمزوری کی وجہ سے خود مختار حکمران بن بیٹھا تھا۔ عیسائیوں نے سواحل شام پر قابض ہونے کے بعد طرابلس کی طرف قدم بڑھایا۔ فخر الملک نے سقمان کو ۴۹۸ھ میں اپنی امداد پر بلا بھیجا جیسا کہ ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' سقمان نے امداد کا وعدہ کیا' لشکر کی تیاری میں مصروف ہوا۔ اتنے میں طغتکین والیٔ دمشق کا (یہ تاج الدولہ تتش کا غلام اور آزاد حکمران تھا) طلبی کا خط پہنچا گیا۔ لکھا تھا ''میں مریض ہوں زندگی کی کوئی امید نہیں ہے جس قدر جلد ممکن ہو دمشق آ جاؤ ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور عیسائی دمشق پر قابض ہو جائیں'' سقمان نے یہ خط پڑھ کر نہایت عجلت سے پہلے طرابلس پھر دمشق کے ارادے سے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ قریتین پہنچا۔ اس وقت طغتکین کو افاقہ ہو گیا تھا۔ سقمان کی طلبی پر پشیمان ہو رہا تھا' اپنے مشیروں سے سقمان کو واپس کرنے کا مشورہ کر رہا تھا کہ سقمان نے قریتین میں پہنچ کر پیام اجل کو لبیک کہہ کر دنیا سے کوچ کر دیا۔ فکفا ہم اللہ تعالیٰ امرہ۔

جس وقت سقمان' قریتین میں علیل پڑا اور اس کے ہمراہیوں نے اس کے مرنے کا یقین کر لیا۔ قلعہ کیفا کی جانب واپس جانے کی رائے دی' سقمان نے جواب دیا ''میں اب واپس نہ جاؤں گا میں عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے نکلا ہوں اگر میں مر گیا تو مجھے شہیدوں کا ثواب ملے گا۔''

منکبرس کی بغاوت و گرفتاری: منکبرس بن یورش بن الپ ارسلان (سلطان محمد کا برادر عم زاد) اصفہان میں تھا۔ اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ سلطان محمد سے اس کے تعلقات ختم ہو گئے' خود مختاری کا خیال پیدا ہوا' اصفہان سے نہاوند آیا اور خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا امراء بنی برسق حکمرانان خوزستان کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی زنگین بن برسق کو گرفتار کر لیا۔ زنگین نے اپنے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ ''جس طرح ممکن ہو منکبرس کو گرفتار کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سلطان محمد کے حوالہ کر دو ورنہ خیر نہیں ہے۔'' اسی بنا پر امراء بنی برسق نے منکبرس کے پاس اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کا خط روانہ کیا اور خوزستان بلا بھیجا' جوں ہی منکبرس خوزستان میں وارد ہوا' امراء بنی برسق نے گرفتار کر کے سلطان محمد کے پاس بھیج دیا۔ سلطان محمد نے اسے اصفہان میں اپنے برادران عم زاد تتش کے ساتھ قید کر دیا اور زنگین بن برسق کو قید سے رہا کر کے اس کے عہدہ پر بحال کیا۔ تشتر' سابور' خوزستان وغیرہ مابین اہواز اور ہمدان' امراء بنی برسق کے قبضہ میں تھے۔ سلطان محمد نے ان مقامات کو بنی برسق سے لے لیا اور ان کی جگہ دینور عنایت کیا اور اس طرف سے انہیں نکال کر دینور کی طرف بھیج دیا' واللہ اعلم۔

فخر الملک بن نظام الملک کا واقعہ قتل: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ فخر الملک بن نظام الملک' تاج الدولہ تتش کا وزیر تھا۔ کسی امر پر ناراض ہو کر تتش نے نظام الملک کو جیل میں ڈال دیا۔ جب سلطان برکیاروق نے تتش کو شکست دی تو برکیاروق نے فخر الملک کو قید سے رہا کر دیا۔

فخر الملک کا بھائی موید الملک' برکیاروق کا وزیر تھا۔ مجد الملک البارسانی کی سعی و سفارش سے ۴۸۸ھ میں برکیاروق نے قلمدان وزارت فخر الملک کو عنایت کیا۔ چند روز بعد فخر الملک عہدۂ وزارت سے مستعفی ہو کر سلطان سنجر بن ملک شاہ کی خدمت میں خراسان چلا گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی قدر افزائی کی اور اپنی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ پانچویں صدی کے آخر میں ایک باطنی فریادی صورت بنائے ہوئے ایوان وزارت کے دروازے پر حاضر ہوا۔ فخر الملک نے فریاد سننے کی غرض سے باطنی کو اپنے پاس بلا لیا۔ عرضی لے کر پڑھنے لگا۔ باطنی کو موقع مل گیا۔ پیٹ میں خنجر بھونک دیا۔ فخر الملک نے تڑپ کر دم توڑ دیا۔ باطنی گرفتار کر لیا گیا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں پیش کیا گیا' باطنی نے چند آدمیوں کو بتلا دیا کہ انہوں نے مجھے فخر الملک کے قتل پر مامور کیا تھا۔ یہ اس کی محض شرارت تھی اور مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی فخر الملک کے خون کے بدلے قتل کیے جائیں اس کا یہ مقصد حاصل نہ ہوا اور مار ڈالا گیا۔

جاولی سقاوا کی گورنری: جاولی سقاوا' خوزستان اور فارس کے درمیانی شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے' اکثر شہروں کی شہر پناہیں بنوائیں کچھ دن بعد رعایا پر ظلم وستم کرنے لگا۔ جس وقت سلطان محمد مستقل طور سے حکومت کرنے لگا' اس وقت جاولی کو سلطان محمد سے خطرہ پیدا ہوا' سلطان محمد نے امیر مودود بن انوشتکین کو جاولی کے زیر کرنے پر مامور کیا' جاولی نے قلعہ بندی کر لی' امیر مودود آٹھ مہینے تک محاصرہ کیے رہا' جاولی نے سلطان محمد کے پاس کہلا بھیجا ''میں امیر مودود کی دھمکی اور جنگ سے حکومت کی اطاعت نہ کروں گا' اگر حضور والی کسی دوسرے امیر کو بھیج دے گے تو میں قلعہ کا دروازہ کھول دوں گا اور اطاعت قبول کر لوں گا'' سلطان محمد نے اپنی انگوٹھی دوسرے امیر کو دی اور اسے جاولی کے پاس بھیجا' جاولی نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور سلطان محمد کے پاس اصفہان چلا گیا' سلطان محمد نے نہایت عزت واحترام سے ملاقات کی۔ عساکر اسلامیہ کا سپہ سالار بنا کر عیسائیوں سے مذہبی جنگ کرنے اور بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کی غرض سے شام کی طرف روانہ کیا۔ چونکہ چکرمش والی موصل نے مالیہ ادا کرنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے سلطان محمد نے موصل' دیار بکر اور جزیرہ کی حکومت بھی جاولی کو مرحمت فرمائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکرمش کی گرفتاری: جاولی نے موصل کی جانب کوچ کیا' بغداد ہوتا ہوا بوازیج پہنچا' چار روز کے قتل عام وخون ریزی کے بعد بوازیج پر قبضہ حاصل کیا' اہل بوازیج کو امان دی' اربل کی طرف بڑھا' ابوالہیجا' بن برشک کُردی ہذبانی والی اربل نے چکرمش کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور جاولی کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ اربل کے قریب ابوالہیجا کا لڑکا اربل کی فوج لیے ہوئے آملا۔ اتنے میں جاولی بھی آ گیا دونوں حریفوں نے صف آرائی کی' چکرمش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' چونکہ چکرمش علالت کی وجہ سے پالکی پر سوار تھا' بھاگ نہ سکا' اس کے غلاموں نے حق نمک ادا کیا جب تک ان کے دم میں دم رہا کسی کو چکرمش کی پالکی کے پاس تک نہ آنے دیا۔ احمد بن قاروت بک بھی چکرمش کی پالکی کی حفاظت میں زخمی ہوا۔ موصل کی جانب شکست کھا کر چلا گیا اور وہیں مر گیا چکرمش گرفتار کر لیا گیا' جاولی کے روبرو پیش کیا گیا۔ جاولی نے قید کر دیا اور موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

زنگی بن چکرمش: دوسرے دن اس واقعہ کی خبر موصل پہنچی' اہل موصل نے زنگی[1] بن چکرمش کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ غزغلی (چکرمش کا غلام) امور سلطنت کا نگراں اور منتظم بنایا گیا۔ لشکریوں کو روپیہ' مال' آلات حرب اور گھوڑے دیئے' موصل کی قلعہ بندی کی' شہر پناہ درست کرائی' چاروں طرف خندقیں کھدوائیں' قلیج ارسلان والیٔ بلاد روم سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ قلیج ارسلان بلاد روم سے فوجیں لے کر موصل کی طرف روانہ ہوا' کوچ وقیام کرتا ہوا نصیبین پہنچا۔ جاولی کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی موصل کا خیال دل سے نکال کر دوسری طرف کی راہ لی۔ جاولی کی روانگی کے بعد برسقی افسر پولیس بغداد' موصل میں وارد ہوا' برسقی نے ہر چند اہل موصل کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا مگر وہ مخاطب نہ ہوئے' ناچار اسی دن بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد قلیج ارسلان' نصیبین سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔

جاولی سقاوا کی رحبہ کو روانگی: جاولی موصل سے بخار چلا آیا تھا' ایلغازی بن ارتق اور چکرمش کے لشکر کا ایک بڑا گروہ جاولی کے پاس آ گیا تھا۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت ہو گئی تھی موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہو رہا تھا کہ ملک رضوان بن تتش کا خط شام سے آیا لکھا تھا کہ ''عیسائیوں نے بے حد دست درازی شروع کر دی ہے۔ مسلمانان شام میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے' تمہاری ضرورت ہے جلد آؤ'' جاولی نے اس خط کو پڑھ کر رحبہ کی جانب کوچ کر دیا۔

قلیج ارسلان کا موصل پر قبضہ: اہل موصل اور چکرمش کے لشکر کے سرداروں نے قلیج ارسلان کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا' امان کی درخواست کی' قلیج ارسلان نے امان دینے کا حلف لیا' اہل موصل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ قلیج ارسلان نے موصل میں داخل ہو کر ۱۵ رجب ۵۰۰ھ میں قبضہ کر لیا۔ چکرمش کے لڑکے کو خلعت دیا' خطبہ میں خلافت مآب کے بعد اپنا نام پڑھوایا سلطان محمد کا نام خطبہ سے نکلوا دیا' لشکر کے ساتھ اچھے سلوک کیے' قلعہ کو غزغلی سے لے لیا۔ اپنی طرف سے اس کا حاکم مقرر کیا' قاضی ابومحمد عبداللہ بن قاسم شہرزوری کو عہدۂ قضا پر بحال رکھا اور زمام حکومت ابوالبرکات محمد بن محمد بن حمیس کو عنایت کی۔

---

[1] زنگی کی عمر اس وقت گیارہ برس کی تھی۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قلا دروس کا قبول اسلام: قلیج ارسلان کے ہمراہیوں میں سے امیر ابراہیم بن نیال ترکمانی والیٔ آمد اور محمد بن جق ترکمانی والیٔ قلعہ زیاد (خرتبرت) کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا مناسب ہے۔ ابراہیم بن نیال کو آمد کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے مامور کیا تھا اس زمانہ سے آمد اسی کے قبضہ میں رہا۔ محمد بن جق کا قبضہ قلعہ زیاد پر اس طرح سے ہوا کہ قلا دروس ترجمان بادشاہ روم قلعہ زیاد' الرہا اور انطاکیہ کا مالک تھا۔ جب سلیمان بن قطلمش (قلیج ارسلان کا باپ تھا) نے انطاکیہ کو قلا دروس رومی سے لے لیا اور فخر الدوجہ بن جہیر نے دیار بکر پر قبضہ کر لیا تو قلا دروس رومی کمزور پڑ گیا۔ قلعہ زیاد کو رسد و غلہ نہ پہنچ سکا' محمد بن جق کو موقع مل گیا' قلعہ زیاد کو قلا دروس سے چھین لیا۔ صرف الرہا' قلا دروس کے قبضہ میں رہ گیا۔ اس کے بعد قلا دروس' سلطان ملک شاہ کے دست مبارک پر اسلام لایا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے الرہا کی حکومت پر بحال رکھا۔

جاولی کا محاصرہ رحبہ: آپ کو یاد ہوگا کہ جس وقت قلیج ارسلان' نصیبین پہنچا تھا اسی وقت جاولی نے موصل سے سنجار کا راستہ اختیار کیا تھا۔ پھر سنجار سے ملک رضوان کا خط پا کر رحبہ کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ کوچ و قیام کرتا ہوا آخر ماہ رمضان ۵۰۰ھ میں رحبہ پہنچا اور محاصرہ کر لیا ان دنوں رحبہ میں بنو شیبان میں سے محمد بن سباق نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ محمد بن سباق کو حکومت رحبہ پر ملک دقاق نے مامور کیا تھا۔ ملک دقاق کے مرنے پر خود سر حاکم بن گیا' حکمرانان دمشق کی اطاعت ترک کر کے قلیج ارسلان کا مطیع ہو گیا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ جاولی نے جب اس کا محاصرہ کیا تو ملک رضوان کو طلبی کا خط لکھا اور یہ شرط کی کہ رحبہ کو فتح کرنے کے بعد عیسائیوں کی مدافعت کی جائے گی ملک رضوان اس تحریر کے مطابق محاصرہ رحبہ پر آ پہنچا اور شریک محاصرہ ہوا۔ شہر پناہ کے محافظوں میں سے ایک گروہ نے جاولی سے سازش کر لی۔ حسب قرارداد نصف شب میں دروازہ کھول دیا۔ جاولی اپنے لشکر کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ محمد سباق نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ عیسائیوں کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا۔

جاولی کا موصل پر قبضہ: قلیج ارسلان نے موصل پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کو جس کی عمر گیارہ سال کی تھی حکومت موصل پر مامور کیا۔ حفاظت و انتظام کی غرض سے ایک فوج بھی دی اور ایک امیر کو نظم و نسق کے لیے بطور اتالیق متعین کیا۔ اس کے بعد جاولی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن جاولی کی فوجی قوت سے قلیج ارسلان کے ہمراہی متاثر ہو گئے۔ ابراہیم بن نیال' خابور سے اپنے دارالحکومت آمد لوٹ آیا۔ قلیج ارسلان نے اپنے دارالحکومت سے مزید فوجیں طلب کیں۔ جاولی نے قلیج ارسلان کی فوج کی کمی کا احساس کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکورہ میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ قلیج ارسلان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ جاولی نے موصل میں داخل ہو کر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' چکرمش کے ہمراہیوں کو گرفتار کر کے تاوان وصول کیا۔

جاولی کا محاصرۂ جزیرہ: اس کامیابی کے بعد جاولی نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جیش بن چکرمش مع غزغلی وہاں موجود تھا اور اس کے باپ کے بہت سے غلام سرفروشی کرنے کو تیار تھے۔ ایک مدت تک جاولی محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند ہزار دینار پر مصالحت کر کے موصل آیا ملک شاہ بن قلیج ارسلان نے یہ رنگ دیکھ کر سلطان محمد کی خدمت میں نامہ نیاز مندی روانہ کیا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

قتل صدقہ بن مزید: جس وقت صدقہ بن مزید والیٔ حلہ اور سلطان محمد کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہوئی۔ اسی وقت سلطان محمد نے صدقہ بن مزید پر فوج کشی کر دی' صدقہ مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' میدان سلطان محمد کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ صدقہ شکست کھا کر بھاگا اثناء جنگ میں مارا گیا' جیسا کہ ملوک حلہ کے حالات میں اس واقعہ کو ہم لکھ آئے ہیں۔ سلطان محمد نے اس کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

فخر الدولہ ابوعلی بن عمار: فخر الدولہ ابوعلی بن عمار والیٔ طرابلس' عبیدیوں کے مقابلہ پر خود مختار حکومت کا مدعی ہو گیا تھا اور ان سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ اسی زمانہ میں عیسائیوں نے سواحل شام پر دست درازی شروع کر دی اور آئے دن بلاد اسلامیہ پر حملہ آور اس کا محاصرہ کرنے لگے۔ فخر الدولہ ابوعلی ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ مسلمانوں کو اس سے سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمد کی حکومت مستقل ہو گئی ہے۔ دشمنان شاہی زیر و زبر ہو گئے ہیں' فخر الدولہ ابوعلی نے اپنے برادر عم زاد ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا' لشکریوں کو چند مہینہ کی تنخواہیں اور روزینے دیئے شہر کی حفاظت کا انتظام کیا جگہ جگہ پہرہ' چوکی مقرر کی' غرض ہر طرح سے طرابلس کو عیسائیوں کے حملہ سے مطمئن و بے خطر کر کے بارگاہ سلطانی میں باریاب ہونے کی غرض سے دمشق روانہ ہوا۔

ابن عمار کی روانگی بغداد: طغتگین والیٔ دمشق نے گرم جوشی سے استقبال کیا' دمشق کے باہر خیمے نصب کیے گئے' عزت و احترام سے ٹھہرایا گیا۔ چند دن قیام کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا سلطان محمد اور خلافت مآب نے اراکین دولت' سرداران لشکر اور رؤسا شہر کو استقبال کا حکم دیا۔ کمال عزت اور احترام سے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ فخر الدولہ ابوعلی نے بھی قیمتی تحائف اور نذرانے دربار خلافت اور بارگاہ سلطانی میں پیش کیے۔ عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کا خواستگار ہوا' مصارف فوج کی ذمہ داری لی سلطان محمد نے امداد کا وعدہ کیا' فخر الدولہ ابوعلی نے بغداد میں قیام کر دیا اس کے بعد امیر حسین بن اتابک طغتگین نے سلطان محمد سے ملاقات کی' سلطان محمد نے اسے حکم دیا تھا کہ شاہی فوج کے ساتھ امیر مودود کی ہمراہی میں جاولی سقاوا کی سرکوبی کے لیے پہلے موصل کی جانب روانہ ہو' اس کے بعد فخر الدولہ ابوعلی کے ہمراہ عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے شام کی طرف کوچ کرے' چنانچہ سلطان محمد ۵۰۱ھ میں دارالخلافت بغداد سے بقصد جنگ روانہ ہوا' نہروان پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کو بلا بھیجا خلعت دیا اور بہت سا مال و اسباب دے کر رخصت کیا۔ امیر حسین حسب اشارہ سلطان' افواج دمشق کے ساتھ فخر الدولہ کے ہمراہ دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

ذوالمناقب کی عہد شکنی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ فخر الدولہ ابوعلی طرابلس سے روانہ ہونے کے وقت اپنے برادر زادہ ذوالمناقب کو طرابلس کی حکومت پر مقرر کر آیا تھا۔ ذوالمناقب نے فخر الدولہ کی روانگی کے بعد بدعہدی کی' اہل طرابلس سے متفق اور ان کے ساتھ ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت کا اعلان کیا' افضل بن امیر الجیوش کے پاس اطاعت و نیاز مندی کا عریضہ بھیجا۔ امداد اور رسد کی درخواست کی' افضل بن امیر الجیوش خلیفہ مصر کا وزیر تھا۔ ان دنوں حکومت و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطنت پر اسے قبضہ حاصل ہو رہا تھا۔ اس نے شرف الدولہ بن ابوالطیب کو طرابلس کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ خزانہ' مال' غلہ اور بہت سا اسباب اس کے ہمراہ کر دیا۔ شرف الدولہ نے طرابلس پہنچ کر فخر الدولہ ابوعلی کے اہل وعیال اور ہوا خواہوں کو گرفتار کر کے ان کے مال وذخائر کو ضبط کر لیا اور سب کو کشتیوں پر بار کر کے مصر روانہ کر دیا۔

جاولی کی سرکشی: جاولی کا قلیج ارسلان اور ابن چکرمش سے موصل کے لے لینے اور ان دونوں کے اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں ان دونوں کے مارے جانے سے جاولی کی حکومت موصل پر مستقل ہو گئی چونکہ سلطان محمد نے جاولی کو ان بلاد کی حکومت بھی دے دی تھی' جسے اس نے بزور تیغ فتح کیا تھا۔ یا آئندہ فتح کرتا' اس وجہ سے اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ فوج کی بھی ایک کافی تعداد جمع ہو گئی۔ خزانہ بھی بھر گیا تھا پھر کیا تھا جاولی کا دماغ پھر گیا' سلطان محمد کو جو کچھ سالانہ دیا کرتا تھا بند کر دیا' اس پر طرہ یہ ہوا کہ سلطان نے اسے جنگ صدقہ کے لیے بلا بھیجا وہ نہ گیا۔ اس پر مزید ستم یہ کیا کہ سلطان محمد کے خلاف' صدقہ سے سازش کر لی اور اس کے ساتھ ہو کر سلطان سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

امیر مودود کا موصل پر قبضہ: جس وقت سلطان محمد کو مہم صدقہ سے فراغت ہوئی' امیر مودود کو عساکر سلطانی کا امیر بنا کر اور موصل کی سند حکومت عطا کر کے جاولی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ امراء ابن برسق' سقمان قطبی' آقسنقر برسقی' نصر بن مہلہل بن ابی الشوک کردی اور ابوالہیجاء والیٔ اربل کو امیر مودود کی مدد پر مامور کیا' رفتہ رفتہ شاہی فوج موصل پہنچی' موصل کے باہر پڑاؤ کیا۔ جاولی نے لڑائی کی پوری تیاری کی تھی' شہر پناہ پر پہرہ چوکی مقرر کر دی تھی۔ رؤسا شہر کو جن سے خطرہ محسوس ہوا تھا قید کر دیا تھا۔ شہر میں اپنی بیوی وختر برسق کو پندرہ سو جنگ آوروں کی جمعیت سے ٹھہرا کر شہر چھوڑ دیا۔ اس کی بیوی بھی نہایت مدبرہ اور ہوشیار تھی' اس نے بھی بہت سے لوگوں سے تاوان وصول کیا' استقلال وجرات سے مقابلہ کرتی رہی۔ محاصروں کی دال گلائے نہیں گلتی تھی' اتنے میں محرم ۵۰۲ھ کا دور آ گیا۔ چونکہ جاولی کی بیوی کی سخت مزاجی اور ظلم سے اہل شہر کا کیا ذکر ہے خود اس کی فوج والے بھی تنگ اور بددل ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے بعض محافظین شہر پناہ نے امیر مودود سے سازش کر کے دروازہ کھول دیا۔ امیر مودود اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ زوجہ جاولی نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا' آٹھ روز تک قلعہ نشین رہی۔ نویں روز امیر مودود سے امان حاصل کر کے اپنے بھائی یوسف بن برسق کے پاس قیمتی قیمتی مال واسباب لے کر چلی گئی امیر مودود نے موصل اور اس کے تمام علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

جاولی اور ایلغازی: جاولی نے موصل سے روانہ ہونے کے وقت قمص کو ساتھ لیا (یہ قمص وہی ہے جس کو سقمان نے گرفتار کیا تھا اور چکرمش نے سلطان سے لیا تھا) نصیبین پہنچا' ایلغازی بن ارتق والیٔ نصیبین سے سلطان محمد کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی' ایلغازی نے انکاری جواب دیا اور اپنے بیٹے کو فوج کے ساتھ نصیبین میں چھوڑ کر ماردین کی طرف روانہ ہو گیا۔ جاولی کو اس کی خبر لگ گئی وہ بھی ایلغازی کے پیچھے پیچھے چلا' ماردین میں پہنچ کر تن تنہا ایلغازی کے پاس گیا' مجبوراً ایلغازی نے جاولی کی موافقت کی اور اس کے ہمراہ نصیبین آیا۔ نصیبین سے روانہ ہو کر سنجار پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ اہل سنجار نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا مقابلہ پر تل گئے اس کے بعد ایک روز ایلغازی کو موقع مل گیا' جاولی محاصرہ سنجار پر چھوڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کررات کے وقت نصیبین بھاگ آیا جاولی' سنجار کا محاصرہ اٹھا کر رحبہ چلا گیا۔

قمص بردویل کی رہائی: رحبہ کے قریب پہنچ کر جاولی نے قمص بردویل کو پانچ برس کے بعد ایک کثیر رقم لے کر ان شرائط سے رہا کیا:

(۱) جس قدر مسلمان قیدی ہوں وہ رہا کر دیئے جائیں۔

(۲) بوقت ضرورت جس وقت طلب کیا جائے امداد کو آ جائے جب جاولی اور قمص میں باہم مصالحت ہوگئی تو جاولی نے قمص کو سالم بن مالک والیٔ قلعہ جعبر کے پاس بھیجا' قلعہ سپرد کرنے کا پیام دیا۔ سالم نے قلعہ حوالہ کر دیا' اتنے میں قمص کا خالہ زاد بھائی ''جوسلین'' والیٔ تل باشر جو کہ مسیحی سرداروں میں سے ایک نامور شخص تھا آ گیا۔ یہ بھی قمص کے ساتھ گرفتار ہو گیا تھا۔ لیکن بیس ہزار فدیہ دے کر رہا ہو گیا تھا۔ اس کے آتے ہی قمص' انطاکیہ کی طرف روانہ ہو گیا اور جوسلین بطور ضمانت قلعہ جعبر میں رہ گیا۔ اس کے بعد جاولی نے قلعہ جعبر کو جوسلین سے لے لیا اور جوسلین کی جگہ اس کے اور قمص کے سالوں کو ضمانت میں لے کر جوسلین کو بقیہ شرائط رہائی پوری کرنے کے لیے قمص کے پاس روانہ کیا۔

قمص' جوسلین اور طنکری کی جنگ: جس وقت قمص انطاکیہ پہنچا' والیٔ انطاکیہ طنکری نے تیس ہزار دینار' گھوڑے اور بے شمار آلات حرب پیش کیے' الرہا اور سروج وغیرہ قمص کے قبضہ میں تھا لیکن جس وقت قمص گرفتار کر لیا گیا تھا اس وقت طنکری نے الرہا وغیرہ کو قمص کے افسروں سے چھین لیا تھا۔ قمص نے واپسی کا مطالبہ کیا' طنکری نے ٹکا سا جواب دے دیا' قمص ناراض ہو کر تل باشر چلا گیا۔ اتنے میں جوسلین آ پہنچا' عیسائیوں کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ طنکری نے یہ خیال کر کے کہ اگر ان دونوں کو قوت حاصل ہو گئی تو سخت خطرے کا سامنا ہو گا قمص اور جوسلین کا محاصرہ کر لیا۔ چند دن تک محاصرہ کیے رہا' قمص اور جوسلین نے موقع پا کر طنکری والیٔ انطاکیہ کے مقبوضہ قلعوں پر حملہ کر دیا۔ ابو سہیل ارمنی نے ایک ہزار سوار' قمص کی امداد پر بھیج دیئے۔ قمص' جوسلین اور طنکری میں گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی' خونریزی کا دروازہ کھل گیا' پوپ اور پادریوں کی ایک جماعت نے درمیان میں پڑ کر باہم جنگ کرنے سے دونوں فریقوں کو روکا' بیمند (طنکری کا ماموں) بھی آ گیا۔ پوپ نے طنکری کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا جائے چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق ۹ صفر ۵۰۲ھ میں الرہا وغیرہ قمص کو واپس دیا گیا۔

اس فیصلہ کے بعد قمص نے فرات عبور کیا اور حسب شرائط رہائی' مال مقررہ کا اکثر حصہ اور مسلمان قیدیوں کو جاولی کے پاس بھیج دیا۔

جاولی کی روانگی رحبہ: قمص کو رہا کر کے جاولی' رحبہ کی طرف چلا گیا' ابو النجم بدران اور ابو کامل منصور پسران صدقہ اپنے باپ کے قتل کے بعد سے سالم بن مالک کے پاس مقیم تھے' ان دونوں نے جاولی سے امداد کی درخوست کی۔ جاولی نے ان کی پشت پناہی کے لیے ان کے ساتھ حلہ چلنے کا وعدہ کیا اور سب کے سب ابو الغازی تکین کو اس مہم کا سردار بنانے پر متفق ہوئے ابھی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ اصبہند صادر آ پہنچا سلطان محمد نے اسے رحبہ کی حکومت عنایت کی تھی اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاولی کو رائے دی کہ ''تم عراق کی طرف بڑھنے کے بجائے شام کا قصد کرو۔ اس وقت شام' لشکر اسلام سے خالی ہو گیا ہے اور عیسائیوں کی چیرہ دستی روز بروز ترقی پر ہے' اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں سلطان محمد سے آئندہ کسی خطرے کا اندیشہ نہ رہے گا' جاولی نے اس رائے کو پسند کیا' سامان جنگ درست کر کے رحبہ سے روانہ ہو گیا۔

جاولی کا رقہ کا محاصرہ: اس کے بعد جاولی کے پاس سالم بن مالک والیٔ قلعہ جعبر کا قاصد پہنچا' سالم نے بنی نمیر کی زیادتی کی شکایت لکھی تھی اور امداد کا خواستگار رہا تھا واقعہ یہ تھا کہ بنی نمیر نے بصرہ سے علی بن سالم والیٔ رقہ پر حملہ کیا تھا اور علی بن سالم کو قتل کر کے رقہ پر قبضہ کر لیا تھا ملک رضوان یہ خبر پا کر حلب سے رقہ کی طرف روانہ ہوا لیکن بنی نمیر نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ملک رضوان واپس آیا' جاولی نے ملک شام جانے کی بجائے بنو نمیر کی سرکوبی کے لیے رقہ کی طرف کوچ کر دیا' ستر دن تک بنی نمیر کا رقہ میں محاصرہ کیے رہا' بنی نمیر نے تنگ آ کر مصالحت کی درخواست کی' بہت سا مال و اسباب اور گھوڑے دے کر جاولی سے صلح کر لی' جاولی نے محاصرہ اٹھا لیا اور سالم کو معذرت نامہ لکھ بھیجا۔

جاولی اور ایلغازی: اسی اثناء میں حسین ابن اتابک قطلغ تکین فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی کے پاس پہنچ گیا۔ حسین کا باپ گنجہ میں سلطان محمد کا اتابک تھا۔ سلطان محمد نے کسی بات پر ناراض ہو کر قطلغ تکین کو قتل کر ڈالا' حسین' سلطان محمد کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے تسلی دی اور اپنے خاص ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ پھر جب عیسائیوں کی چیرہ دستی کی خبر اسے سننے میں آئی تو فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ جاولی کے پاس بھیجا تا کہ دربار شاہی کے ساتھ جاولی کے تعلقات خوش گوار ہو جائیں اور اس شاہی لشکر کو جو کہ موصل کا حصار کیے ہوئے ہے عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے فخر الدولہ ابن عمار کے ساتھ روانہ کر دے جاولی نے بطیب خاطر اسے قبول کیا اور حسین سے کہا ''تم موصل جا کر لشکر موصل کو عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کرو میں اپنے لڑکے کو بطور ضمانت تمہارے حوالہ کرتا ہوں' ملک کا نظم و نسق اس شخص کے قبضہ اقتدار میں رہے گا جو سلطان محمد کی طرف سے مامور ہو گا'' حسین جاولی سے رخصت ہو کر اس سے قبل کہ موصل فتح ہو موصل پہنچا۔ شاہی لشکر کو عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ تمام سرداران لشکر نے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن امیر مودود نے تعمیل سے انکار کیا اور یہ کہا کہ ''میں بغیر اجازت سلطان محمد' موصل سے کوچ نہیں کروں گا'' چنانچہ امیر مودود' موصل کا محاصرہ کیے رہا یہاں تک کہ موصل فتح کر لیا جیسا کہ آپ پڑھ آئے ہیں۔

حسن ابن قطلغ تکین' سلطان کی خدمت میں واپس آیا اور جاولی کی طرف سے نہایت خوبی سے نیاز مندانہ عرض و معروض کیا جس سے سلطان محمد کا دل صاف ہو گیا۔

اس کے بعد جاولی نے شہر بالس کی طرف کوچ کیا اور اسے ملک رضوان بن تتش کے ملازموں کے قبضہ سے نکال لیا' شہر بالس کے رہنے والوں کی ایک جماعت کو قتل کیا' جس میں قاضی محمد بن عبدالعزیز بن الیاس مشہور فقیہہ بھی تھے' یہ نہایت نیک مزاج اور متقی شخص تھے۔

ملک رضوان اور جاولی: اس واقعہ کی خبر ملک رضوان بن وقاق کو پہنچی' آگ بگولا ہو گیا' فوجیں مرتب کر کے جاولی سے جنگ کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا' طنکری والیٔ انطاکیہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا' امداد کی درخواست کی' طنکری اپنی فوجیں لے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رضوان کی کمک پر آ گیا۔ جاولی نے بھی قمص کے پاس امداد و اعانت کا پیام بھیجا اور جس قدر زر فدیہ اس کے ذمہ باقی تھا اسے معاف کر دیا۔ چنانچہ قمص اپنی فوج کے ساتھ جاولی کی کمک پر آ پہنچا' جاولی اس وقت بنج میں تھا' اتنے میں یہ خبر پہنچ گئی کہ موصل پر امیر مودود اور شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ جاولی کا تمام کارخانہ درہم برہم ہو گیا اکثر ہمراہیوں نے ساتھ چھوڑ دیا زنگی بن آقسنقر اور بکتاش نہاندی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ اصبہند صبا دابدران بن صدقہ اور ابن چکرمش باقی رہ گئے۔ اتفاق سے رضا کاروں کا ایک گروہ جاولی کی کمک پر آ گیا جس سے جاولی کے قدم میدان جنگ میں جم گئے۔ تل باشر پر پڑاؤ کیا' ملک رضوان بھی مع طنکری کے آ گیا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ عنوان جنگ ایسا تھا کہ ملک رضوان کو شکست ہوتی نظر آ رہی تھی' سو اتفاق سے جاولی کے رکاب کی فوج' ملک رضوان کے مفرور گروہ کے تعاقب میں بڑھی' جاولی نے اسے واپس کرنا چاہا چونکہ ہلڑ مچا ہوا تھا۔ اس لیے جاولی کی کوشش بیکار ثابت ہوئی' مجبوراً میدان جنگ سے قدم ڈگمگا گئے۔ شکست اٹھا کر بھاگا۔ اصبہند صبا دا شام کی طرف چلا گیا' بدرانہ بن صدقہ نے قلعہ جعبر کا راستہ لیا۔ ابن چکرمش نے جزیرۂ ابن عمر میں جا کر دم لیا' بہت سے مسلمان مارے گئے۔ والیٔ انطاکیہ نے جاولی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا' قمص اور جوسلین تل باشر کی طرف بھاگے' ان دونوں عیسائی امراء نے مسلمانوں سے اچھے سلوک کیے جو مسلمان شکست پا کر ان کے پاس آتا تھا' اس کی عزت کرتے تھے زخمی ہوتا تھا تو اس کا علاج کراتے' بھوکوں کو کھانا کھلاتے' برہنوں کو کپڑے پہناتے اور زاد راہ دے کر ان کے وطن پہنچا دیتے تھے۔

جاولی دربار شاہی میں: اس شکست کے بعد جاولی' رحبہ چلا گیا' گنتی کے چند سوار اس کی رکاب میں تھے' اتفاق یہ کہ امیر مودود والیٔ موصل کا ایک دستہ فوج' رحبہ کے گرد و نواح پر شب خون مارنے کے لیے آ گیا۔ جاولی کو اپنی گرفتاری کا خطرہ پیدا ہوا۔ یہ رائے قائم کی کہ سوائے بارگاہ سلطانی کے مجھے کہیں پناہ نہ ملے گی۔ حسین بن قطلغ تکین سے میرے مراسم اتحاد قائم ہیں وہ سلطان سے میری سفارش ضرور کرے گا۔ چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے قریب اصفہان' لشکر گاہ سلطان میں حاضر ہوا۔ حسین بن قطلغ تکین کے یہاں قیام کیا اپنی غم بھری داستان سنائی۔ حسین' جاولی کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے بعزت و احترام ملاقات کی اور اس سے بکتاش بن تکش کو لے کر اصفہان میں قید کر دیا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کی جنگ: ۵۰۵ھ میں سلطان محمد نے امیر مودود والیٔ موصل کو عیسائیوں کی جنگ پر مامور فرمایا۔ سقمان قطبی والیٔ دیار بکر و آرمینیہ' ایاکی (ایلبکی) وزنگی پسران برسق والیان ہمدان' امیر احمد بک والیٔ مراغہ' ابوالہیجاء والیٔ اربل اور امیر ابوالغازی والیٔ ماردین کو امیر مودود کی امداد کا حکم دیا' امیر ابوالغازی بذات خود اس جنگ میں نہیں گیا تھا بلکہ اپنے بیٹے ایاز کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا۔ چنانچہ مجاہدین اسلام' سیلاب کی طرح سنجار کی طرف بڑھے' عیسائیوں کے چند قلعے فتح کیے۔ شہر الرہا پر محاصرہ کیا' مدتوں محاصرہ کیے رہے۔ الرہا والے برابر مقابلہ کرتے رہے۔ قرب و جوار کے عیسائی امراء یہ سن کر اپنی اپنی فوجیں لے کر دوڑ پڑے۔ فرات عبور کر کے الرہا کو بچانے کی کوشش کی' لیکن لشکر اسلام کی کثرت اور رعب و داب نے انہیں فرات عبور کرنے سے روک دیا' فرات میں ٹھہر گئے۔ مسلمانوں نے اس خیال سے کہ عیسائی فرات کو عبور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے میدان میں آ جائیں الرہا کو چھوڑ کر حران کی طرف کوچ کر دیا جوں ہی مسلمانوں نے الرہا کا محاصرہ اٹھایا' عیسائی امراء الرہا میں داخل ہو گئے' رسد و غلہ اور روزمرہ کی تمام ضروریات کا کافی ذخیرہ الرہا میں جمع کر کے فرات کی جانب واپس ہوئے اور اسے جانب شامی سے عبور کر کے حلب کے مضافات پر لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔

محاصرہ تل باشر: عساکر اسلامیہ نے الرہا کا محاصرہ اٹھانے میں سخت غلطی کی۔ اہل الرہا میں محاصرے کی شدت کے باعث مقابلے کی قوت نہ رہی تھی اور نہ اس کے پاس غلہ کا ذخیرہ باقی رہا تھا' الرہا صبح و شام میں فتح ہو جاتا لیکن ماشاء اللہ کان و مالم یشاء کم یکن کا مضمون ہوا' عیسائیوں کی واپسی الرہا اور فرات کو عبور کرنے کی خبر سن کر شاہی لشکر الرہا کی طرف واپس لوٹا اور پہنچتے ہی اسے گھیر لیا' اب کیا تھا' الرہا اب وہ الرہا نہ رہا تھا شہر پناہ کی فصیلوں پر جنگی سپاہیوں کا پہرہ' غلہ اور ضروریات کا کافی ذخیرہ موجود ہو گیا تھا' فوج بھی کثرت سے موجود تھی۔ چونکہ کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ محاصرہ اٹھا کر قلعہ تل باشر پر پہنچ کر محاصرہ کیا' پینتالیس دن تک قلعہ تل باشر کا محاصرہ کیے رہا' جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو بہ مجبوری قلعہ تل باشر کا بھی محاصرہ اٹھا لیا' حلب میں داخل ہونے کا قصد کیا' ملک رضوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے' ملنے سے انکار کر دیا' سقمان قبطی کا پاس میں انتقال ہو گیا۔ اس کے ہمراہی اس کا تابوت لے کر اس کے شہر واپس ہوئے اثناء راہ میں ایلغازی بن ارتق نے ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی' فریقین میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ ان لوگوں نے ایلغازی کو شکست دی۔ ایلغازی اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر پیش قدمی و مراجعت: ان واقعات کے بعد ابن برسق علیل ہو گیا' امیر احمد بک والیٔ مراغہ سلطان محمد کی خدمت میں سقمان قبطی کے مقبوضات حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوا' قطلغ تکین والیٔ دمشق نے امیر مودود سے میل جول پیدا کر لیا' امیر مودود اس کے ساتھ نہر عاصی پر اتر پڑا' اس سے لشکر اسلام منتشر ہو گیا' عیسائیوں کو اس کی اطلاع ہوئی' مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے' فوجوں کو مرتب کیا اور بلاد اسلامیہ کی تسخیر کے ارادے سے قامیہ کی طرف روانہ ہوئے سلطان بن منقذ والیٔ شیرز یہ سن کر امیر مودود اور قطلغ تکین کے پاس پہنچا' دونوں کو نصیحت و ملامت کی' عیسائیوں کو جہاد پر ابھارا' چنانچہ امیر مودود' قطلغ تکین اور سلطان بن منقذ' شیرز آ گئے۔ ڈیرے ڈال دیئے' مورچے قائم کیے۔ عیسائیوں کے لشکر نے بھی ان کے مقابلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا' لیکن مسلمانوں سے کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ جنگ کے بغیر فامیہ کی جانب لوٹ گئے۔

امیر مودود کا الرہا پر جہاد: ۵۰۶ھ میں امیر مودود نے الرہا اور سروج پر جہاد کی غرض سے پھر فوج کشی کی' پہنچتے ہی الرہا اور سروج کے گرد و نواح کو زیروزبر کرنے لگا' عیسائیوں کو اس سے سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں' جوسلین والیٔ تل باشر نے موقع پا کر عساکر اسلامیہ پر ایک روز حملہ کر دیا' چند باربرداری کے اونٹ اور خچر پکڑ کر لے گیا' عساکر اسلامیہ نے یہ سن کر حملہ کی تیاری کی' جوسلین مقابلہ پر نہ آیا اور بھاگ گیا۔

معرکہ طبریہ: چونکہ آخر ۵۰۶ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس اطراف دمشق پر کئی مرتبہ حملے کر چکا تھا اس وجہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطلغ تکین والیٔ دمشق کی تحریک سے امراء اسلام میں پھر ایک جوش پیدا ہوا۔ چنانچہ ۵۰۷ھ میں امیر مودود والیٔ موصل، نمیرک والیٔ سنجار، امیر ایاز بن ایلغازی اور قطلغ تکین والیٔ دمشق نے متحدہ قوت سے عیسائیوں کے مقبوضات کی طرف جہاد کے ارادے سے قدم بڑھایا۔ فرات عبور کر کے بیت المقدس کی تسخیر کے ارادے سے کوچ کیا۔ بغدوین کو اس کی اطلاع ہوئی، جوسلین والیٔ تل باشر بھی اس کے ہمراہ تھا، اردن میں عیسائیوں نے پڑاؤ کیا، طبریہ کے قریب دونوں فریقوں نے صف آرائی کی، معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ عیسائیوں کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ بہت سے دریائے طبریہ اور بحر اردن میں ڈوب کر مر گئے، لشکر اسلام نے ان کے کیمپ اور کمسٹریٹ کو لوٹ لیا۔

امیر مودود کا قتل: عیسائیوں کا شکست خوردہ لشکر طرابلس اور انطاکیہ کے عیسائی لشکر سے جا ملا۔ اپنی غم بھری داستان انہیں سنا کر امداد و اعانت کا خواستگار ہوا، انہوں نے نہایت جوش اور مسرت سے مفرور عیسائیوں کی درخواست قبول کی اور سب کے سب متفق ہو کر جنگ کے ارادے سے واپس ہوئے، جبل طبریہ کے دامن میں صف آراء ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے عیسائی لشکر کا محاصرہ کر لیا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی (چھبیس[1] یوم تک محاصرہ کیے رہے مگر کوئی عیسائی سورما کھلے میدان میں جنگ کے لیے نہ نکلا) عساکر اسلامیہ نے محاصرہ اٹھا کر عیسائی مقبوضات میں عکا سے بیت المقدس تک غارت گری شروع کر دی۔ گاؤں، قصبات اور شہروں کو تاراج کیا جو عیسائی برسر مقابلہ آیا، مار ڈالا۔ کسی عیسائی سردار کے کان پر جوں نہ رینگی۔ لشکر اسلام مظفر و منصور دمشق پہنچا، امیر مودود نے فوجیوں کو آرام لینے کی غرض سے انہیں ان کے وطنوں کی طرف جانے کی اجازت دی اور بغرض جہاد، آئندہ سال واپسی کا حکم دیا۔ خود قطلغ تکین کے پاس دمشق میں ٹھہر گیا۔ جامع دمشق میں جمعہ پڑھنے کو گیا تھا، جمعہ پڑھ کر قطلغ تکین کے ساتھ ہاتھ سے ہاتھ ملائے ہوئے جوں ہی صحن میں آیا۔ ایک باطنی نے پہنچ کر چار کاری زخم لگائے جس کے صدمہ سے اسی دن شام ہوتے ہوتے پیام اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ قاتل اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔ قطلغ تکین نے اسی دن امیر مودود کے قصاص میں اسے بھی قتل کر ڈالا۔

آقسنقر برسقی: سلطان محمد کو اس افسوسناک واقعہ کی اطلاع ہوئی، موصل اور اس کے صوبہ پر آقسنقر برسقی کو ۵۰۸ھ میں مامور کیا، اپنے بیٹے ملک مسعود کو ایک عظیم فوج کے ساتھ آقسنقر برسقی کے ہمراہ موصل روانہ فرمایا اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کا حکم دیا، بلاد اسلامیہ کے حکمرانوں کو آقسنقر کی اطاعت و امداد کی ہدایت و تاکید کی۔ آقسنقر برسقی کوچ و قیام کرتا ہوا موصل پہنچا، حسب فرمان شاہی چاروں طرف سے اسلامی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں، عماد الدین زنگی بن آقسنقر (پدر سلطان نور الدین محمد فاتح جزیرہ و شام) اور نمیر والیٔ سنجار بھی آ گئے، آقسنقر برسقی نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کر کے جزیرہ ابن عمر کی طرف کوچ کیا امیر مودود کے باپ نے اطاعت قبول کی، شہر حوالہ کر دیا اس کے بعد آقسنقر برسقی ماردین پہنچا، ابو الغازی والیٔ ماردین نے حسب ارشاد سلطان اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے بیٹے ایاز کو مع فوج، آقسنقر برسقی کے ہمراہ روانہ کیا، آقسنقر برسقی کے اندرونی معاملات سے فراغت حاصل کر کے الرہا پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ زمانہ محاصرہ میں عیسائیوں سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لیکن کوئی نتیجہ خیز جنگ نہ ہوئی، رسد کی کمی کی وجہ سے آقسنقر برسقی

---

[1] مضمون مابین خطوط ہلالی میں نے تاریخ کامل سے اخذ کیا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو محاصرہ اٹھالینا پڑا۔ شمیشاط کی طرف چلا گیا۔

ان لڑائیوں اور زمانہ محاصرہ الرہا میں الرہا' سروج اور شمیشاط کے مضافات واضلاع' لشکر اسلام کی غارتگری کی نذر ہو گئے' دیہات' قصبات اور شہر اجڑ گئے۔

عیسائیوں کا ترک وطن وروانگی انطاکیہ: اسی اثناء میں کراسک عیسائی بادشاہ مرغش' کیسوم اور زعیان کا انتقال ہو گیا تھا' اس کی بیوہ' لشکر اور حکومت پر قابض ہو گئی تھی' برسقی کی خدمت میں نیاز نامہ بھیجا' اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا' برسقی نے بھی اپنا سفیر روانہ کیا' بیوہ کراسک نے برسقی کے سفیر کی عزت کی' نذرانے اور تحائف دے کر برسقی کی خدمت میں واپس کیا۔ اس واقعہ سے بہت سے عیسائی ترک وطن کر کے انطاکیہ چلے گئے۔

ایاز بن ابوالغازی کی گرفتاری ورہائی: اس کے بعد برسقی نے ایاز بن ابوالغازی کو اس وجہ سے کہ ابوالغازی نے برسقی کے حکم کی تعمیل نہیں کی تھی۔ گرفتار کر لیا۔ ابوالغازی کو اس کی اطلاع ہو گئی' فوجیں مرتب کر کے برسقی سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کر دیا' چنانچہ ابوالغازی اور برسقی سے معرکہ آرائی ہوئی' برسقی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو قید سے چھڑا لیا۔ جیسا کہ آپ ابوالغازی کے سلسلہ حکومت کے تذکرے میں پڑھیں گے۔

ابوالغازی کی گرفتاری: سلطان محمد نے ابوالغازی کو اس حرکت پر عتاب آموز خط لکھا' انجام کار اور شاہی قوت کی دھمکی دی' ابوالغازی بخوف سلطان' قطلغ تکین والیٔ دمشق کے پاس چلا گیا۔ والیٔ دمشق قطلغ تکین اور عیسائی امراء شام نے باہم ایک دوسرے کی امداد کی قسمیں کھائیں۔ ابوالغازی دیار بکر کی طرف واپس ہوا۔ قزجان بن قراجہ والی حمص کو اس کی خبر لگ گئی' اچانک موت کی طرح ابوالغازی کے سر پر پہنچ گیا' ابوالغازی کے ہمراہی چند روز آرام کرنے کی غرض سے اپنے اپنے شہروں کو چلے گئے تھے' چند سوار اس کی رکاب میں باقی رہ گئے تھے۔ قزجان کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی۔ ابوالغازی کو گرفتار کر لیا۔ قطلغ تکین والیٔ دمشق اس خبر سے آگاہ ہو کر اپنی فوج کے ساتھ دوڑ پڑا۔ قزجان کو ابوالغازی کی رہائی کا پیام بھیجا۔ قزجان نے انکاری جواب دیا اور یہ کہلا بھیجا ''اگر قطلغ تکین الٹے پاؤں واپس نہ جائے گا تو میں ابوالغازی کو قتل کر ڈالوں گا۔ آئندہ جو کچھ ہونا ہوگا ہوگا قطلغ تکین دمشق کی جانب واپس ہوا۔

ابوالغازی کی رہائی: قزجان نے ان واقعات کی دربار شاہی میں اطلاع کر دی تھی اور حکم کا انتظار کر رہا تھا' اتفاق سے جواب آنے میں تاخیر ہوئی۔ اس وجہ سے ابوالغازی سے قسم لے کر اور اس کے بیٹے ایاز کو بطور ضمانت کے اپنے قبضہ میں کر کے رہا کر دیا۔ چنانچہ ابوالغازی قید سے رہا ہو کر حلب گیا اور ترکمانوں کو جمع کر کے قزجان کا محاصرہ کر لیا۔ اپنے بیٹے ایاز کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اتنے میں شاہی لشکر آ گیا۔

ابوالغازی اور قطلغ تکین کی بغاوت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ابوالغازی اور قطلغ تکین والیٔ دمشق نے سلطان محمد کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور عیسائیوں کی قوت مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ گئی تھی' سلطان محمد نے اس کا احساس کر کے ایک بڑی فوج جس کا سپہ سالار ''امیر برسق'' والیٔ ہمدان تھا۔ ابوالغازی' قطلغ تکین کو ہوش میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لانے اور عیسائیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کی' اس مہم میں امیر جیوش بک' امیر کشغرہ اور جزیرہ کا شاہی لشکر بھی شریک تھا' ماہ رمضان ۵۰۸ھ میں یہ لشکر روانہ ہوا' دریائے فرات کو ''رقہ'' کے قریب سے عبور کر کے ''حلب'' پہنچا۔ لؤلؤ خادم والیٔ حلب اور سپہ سالار لشکر حلب ''شمس الخواص'' سے حلب کو سپرد کرنے کا مطالبہ کیا' شاہی فرمان دکھلایا' خادم اور شمس الخواص نے بظاہر حیلہ وحوالہ سے ٹالا اور خفیہ طور سے ابوالغازی اور قطلغ تکین کو یہ واقعات لکھ بھیجے' امداد کے لیے بلایا' چنانچہ ابوالغازی اور قطلغ تکین دو ہزار سواروں کی جمعیت سے آ گیا۔ اہل حلب نے شہر حوالہ کرنے اور شاہی فرمان کی تعمیل سے انکار کر دیا۔ برسق نے شاہی افواج کو حماۃ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حماۃ ''قطلغ تکین'' کے دائرہ حکومت میں تھا' برسق نے بزور تیغ اس کو فتح کر کے حسب فرمان[1] سلطان قزجان والیٔ حمص کو دے دیا۔ یہ امر امراء لشکر کو ناگوار گزرا۔

قلعہ فامیہ کا محاصرہ: جب ''حماۃ'' قزجان کو دے دیا گیا تو ایاز ابن ابوالغازی نے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر قزجان کے حوالہ کر دیا۔ ابوالغازی' قطلغ تکین اور شمس الخواص شاہی لشکر کے مقابلہ میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے انطاکیہ چلے گئے۔ بردویل والیٔ انطاکیہ سے امداد طلب کی۔ اسی اثناء میں اتفاق سے بغدوین والیٔ قدس شریف اور والیٔ طرابلس وغیرہ عیسائی سلاطین بھی انطاکیہ آ گئے۔ لشکر اسلام سے جنگ کرنے کی بابت مشورہ ہوا۔ یہ رائے قرار پائی ''کہ اس وقت مسلمانوں سے جنگ نہ کی جائے' قلعہ فامیہ میں چل کر قیام کیا جائے اور جب موسم سرما آ جائے اور لشکر اسلام موسم سرما کی وجہ سے متفرق ہو جائے تو مسلمانوں پر حملہ کیا جائے'' دو ماہ تک اس قرارداد کے مطابق قلعہ فامیہ میں ٹھہرے رہے موسم سرما آ گیا۔ لیکن اسلامی عساکر موسم سرما میں متفرق نہ ہوئے اس سے عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اپنے ارادوں اور تمناؤں کا خون کر کے اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔ ابوالغازی' ماردی کی جانب اور قطلغ تکین دمشق کی جانب واپس گیا۔ عساکر اسلامیہ نے کفرطاب (عیسائی مقبوضات) کی طرف حرکت کی' پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ قبضہ کر کے والیٔ کفرطاب کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ عیسائی جنگ آوروں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد قلعہ فامیہ پر حملہ آور ہوئے۔ اہل قلعہ نے دروازہ بند کر لیا۔ قلعہ نہایت مضبوط تھا کسی طرف سے حملہ کرنے کا موقع نہ ملا۔

عیسائیوں کی غارت گری: فامیہ سے ناامید ہو کر معرہ کی طرف واپس ہوا۔ معرہ بھی عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ جیوش بک عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر مراغہ کی طرف گیا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ بقیہ اسلامی لشکر معرہ سے حلب چلا آیا۔ حسب دستور تمام اسباب اور خیموں کو آگے روانہ کرایا تھوڑی سی فوج حفاظت کی غرض سے ساتھ تھی۔ بقیہ فوج متفرق طور پر بے خوف وخطر کوچ کر رہی تھی' بردویل والیٔ انطاکیہ' کفرطاب کے محاصرہ کی خبر سن کر پانچ سو سوار اور دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے کفرطاب کی امداد کے لیے روانہ ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی۔ بردویل ہی کے لشکر کے

[1] سلطان محمد نے یہ حکم دیا تھا کہ اس مہم میں جتنے شہر فتح ہوں وہ سب قزجان کو دیئے جائیں۔ منہ رحمۃ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب پڑاؤ کر دیا۔ بردویل کو موقع مل گیا۔ فوراً حملہ کر دیا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ محافظوں اور غلاموں کو قتل کیا اور جیسے جیسے اسلامی لشکر متفرق طور پر آتا گیا تہ تیغ کرتا گیا ان واقعات کے اثناء میں ''امیر برسق'' بھی آ پہنچا' مسلمانوں کو خاک وخون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر بھڑک اٹھا اور شمشیر بکف ہو کر لڑنے پر تیار ہو گیا لیکن اپنے بھائی کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جنگ سے اعراض کر کے کوچ کر دیا۔ عیسائیوں نے ایک کوس تک تعاقب کیا۔ جب امیر برسق ہاتھ نہ آیا تو واپس آئے۔ چاروں طرف سے مسلمانوں پر مار دھاڑ شروع کر دی اور بے گناہوں کو قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

امیر برسق کی وفات: ایاز بن ابوالغازی کے مسلمان محافظوں نے یہ رنگ دیکھ کر ایاز کو قتل کر ڈالا۔ حلب اور دیگر بلاد اسلامیہ کے رہنے والے لشکر اسلام کا یہ حال سن کر بخوف جان و آبرو' ترک وطن کر کے اسلامی شہروں میں چلے آئے' فتح یابی اور امداد سے ناامید ہو گئے۔ بقیہ عساکر اسلامیہ شکست کھا کر اپنے اپنے شہروں کو لوٹ گیا۔ برسق اور اس کا بھائی زنگی اپنی امیدوں اور تمناؤں کو اپنے اپنے سینوں میں لیے ہوئے ۵۱۰ھ میں ملک عدم کو روانہ ہو گئے۔

جیوش بک اور مسعود بن سلطان محمد کی موصل پر حکومت: ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان محمد نے موصل اور ان شہروں کی حکومت ''امیر جیوش بک'' کو عنایت کی جو آقسنقر برسقی کے زیر حکومت تھے اور اپنے بیٹے مسعود کو حکومت میں شریک کر کے ''امیر جیوش'' کے ہمراہ روانہ کیا۔ برسقی نے رحبہ میں قیام اختیار کیا۔ یہ بھی اس کے مقبوضات میں تھا یہاں تک کہ سلطان محمد نے وفات پائی۔

جاولی سقاوا اور سلطان محمد: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت جاولی سقاوا' سلطان محمد کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان محمد اس سے راضی ہو گیا' اسے ملک فارس کی سند حکومت عطا کی' اپنے بیٹے جعفری بک کو جس نے حال ہی میں رضاعت کا زمانہ پورا کیا تھا۔ اس کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ اقرار لیا کہ ملک فارس کی ہر طرح سے اصلاح کی جائے گی۔ مفسدوں اور باغیوں کی سرکوبی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔

جاولی کا قلعہ اصطخر پر قبضہ: جاولی سقاوا' سلطان سے رخصت ہو کر فارس کی طرف روانہ ہوا۔ امیر بلداجی کے مقبوضہ بلاد سے ہو کر گزرا' امیر بلداجی' سلطان ملک شاہ اول کے مخصوص غلاموں سے تھا' کلیل' سرماۃ اور قلعہ اصطخر وغیرہ پر قابض ہو رہا تھا جاولی سقاوا نے جعفری بک سے ملنے کی غرض سے بلداجی کو بلا بھیجا۔ جوں ہی بلداجی' جعفری بک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جعفری بک جیسا کہ جاولی نے اسے سکھا رکھا تھا بول اٹھا ''اسے پکڑ لو'' جاولی سقاوا نے اسی وقت بلداجی کو گرفتار کر لیا' مال و اسباب کو لوٹ لیا' بلداجی کا بہت بڑا ذخیرہ اور خزانہ اس کے اہل و عیال کے ساتھ قلعہ اصطخر میں تھا' قلعہ اصطخر کی محافظت پر اس کا وزیر جیمی مامور تھا۔ بلداجی کی گرفتاری سن کر باغی ہو گیا' بلداجی کے اہل و عیال کو قلعہ سے نکال کر بلداجی کے پاس بھیج دیا اور قلعہ پر خود قابض ہو گیا' جب جاولی سقاوا نے ملک فارس پر تسلط حاصل کر لیا تو قلعہ اصطخر کو بھی جیمی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اپنا خزانہ اور ذخیرہ اس میں محفوظ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔

جاولی اور حسین بن مبارز: اس کے بعد جاولی سقاوا نے ''حسین بن مبارز'' امیر شوان کاہ اکراد و والیٔ نساء کو طلبی کا خط روانہ کیا' حسین نے جواباً لکھا' ''میں سلطان کا خادم ہوں مجھے حاضری میں عذر نہیں ہے۔ لیکن جو برتاؤ آپ نس امیر بلداجی کے ساتھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے اس خطرے کے خیال سے میں حاضری سے معذور ہوں'' جاولی سقاوا نے اس مراسلہ کو دیکھ کر واپسی کا حکم دے دیا۔ قاصد نے واپس ہو کر حسین کو جاولی کی واپسی سے مطلع کیا' حسین نے بے حد خوشی منائی' جاولی تھوڑی دور چل کر لوٹ پڑا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے حسین کے سر پر پہنچ گیا' حسین نے کچھ بنائے نہ بنی' بھاگ نکلا' قلعہ عمدالج میں جا کر پناہ لی۔

جاولی کی فتوحات: جاولی نے اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا' مال و اسباب پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد شہر نساء کی طرف کوچ کیا' اہل نساء نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے' شہر حوالہ کر دیا' جاولی نے نساء پر قبضہ کر کے ملک فارس کے اکثر شہروں کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ انہی میں ''جہرم'' تھا۔ پھر حسین کا قلعہ عمدالج پر جا کر محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ کیے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شیراز کی جانب واپس ہوا اور کچھ عرصہ قیام کر کے گازرون پر حملہ کیا اور اس پر بھی بزور تیغ قبضہ کر کے امیر ابوسعید بن محمد کے قلعہ پر محاصرہ کیا دو برس تک محاصرہ کیے رہا۔ اثناء محاصرہ میں ابوسعید نے دو مرتبہ صلح کا پیام بھیجا۔ جاولی نے دونوں بار ابوسعید کے قاصدوں کو قتل کر ڈالا اور محاصرہ میں اور سختی کر دی' ابوسعید نے امان کی درخواست کی' قلعہ حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ چنانچہ جاولی نے قلعہ پر قبضہ کر کے ابوسعید کو امان دے دی۔ اس کے چند روز بعد ابوسعید کو جاولی سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ موقع پا کر بھاگ گیا۔ جاولی نے اس کے لڑکے کو گرفتار کر لیا' اتفاق یہ کہ ابوسعید بھی گرفتار کر لیا گیا۔ جاولی نے اسے قتل کر ڈالا۔

فتح دارابجرد: اس مہم کو سر کر کے جاولی نے دارابجرد کی طرف قدم بڑھایا' ابراہیم والیٔ دارابجرد میں مقابلے کی طاقت نہ تھی اور مصالحت کا نتیجہ بھی کچھ اچھا نظر نہ آیا۔ شہر چھوڑ کر ارسلان شاہ بن کرمان شاہ بن ارسلان بک بن قاروت بک والیٔ کرمان کے پاس چلا گیا جاولی نے دارابجرد پر محاصرہ کر دیا' اہل دارابجرد قلعہ نشین ہو گئے جاولی کی دال نہ گلی' محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا اور کرمان کے راستہ سے دارابجرد کی طرف لوٹا۔ اہل دارابجرد نے یہ خیال کر کے کہ والیٔ کرمان کی امدادی فوج آ رہی ہے جاولی کی فوج کو قلعہ میں داخل کر لیا پھر کیا تھا قیامت برپا ہو گئی' قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ گنتی کے چند آدمی جاں بر ہوئے۔

کرمان پر فوج کشی: اس فتح یابی کے بعد جاولی نے کرمان کا قصد کیا' حسین سردار شوانکارہ اکراد کو کرمان پر حملہ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا' حسین کو جب چھٹکارے کی کوئی صورت نظر نہ آئی مجبوراً تعمیل حکم کے لیے حاضر ہو گیا اور جاولی کے ساتھ کرمان گیا۔ جاولی نے والیٔ کرمان کے پاس (قاضی ابوطاہر عبداللہ بن طاہر قاضی شیراز کی معرفت) یہ پیام بھیجا کہ شوانکارہ اکراد' سلطانی رعایا ہیں تم ان کو میرے پاس واپس کر دو' ورنہ میں تم پر حملہ کروں گا' والیٔ کرمان نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیا ''مجھے شوانکارہ اکراد کو واپس کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن چونکہ میں نے پناہ دی ہے لہذا میں ان کی سفارش کرتا ہوں' ان کو آپ کسی قسم کی تکلیف نہ دیجئے گا'' جاولی نے والیٔ کرمان کے قاصد کی بے حد عزت کی' انعام دیا اور خلعت عطا کیا اور اسے اس کے آقا والیٔ کرمان کی طرف سے بدظن کر کے اپنا جاسوس بنا کر واپس کیا۔ کرمان کا قاصد واپس ہو کر لشکر کرمان کو جو وزیر والیٔ کرمان کی ماتحتی میں سیر جان میں ٹھہرا ہوا تھا ایسی پٹی پڑھائی کہ وزیر نے اپنی فوج کو منتشر کر دیا۔ بات کی بات میں سیر جان اپنے محافظوں سے خالی ہو گیا۔ جاولی اسی وقت کا منتظر تھا فوراً اپنی فوج کو کرمان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اس سے والیٔ کرمان کو قاصد کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی گرفتار کر لیا۔ حالات دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ قاصد' جاولی سے مل گیا ہے۔ والیٔ کرمان نے قاصد کو قتل کر کے اس کا مال و اسباب اور مکان لوٹ لیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا والیٔ قلعہ (جس کا جاولی محاصرہ کیے ہوئے تھا) بھی والیٔ کرمان سے آملا۔

جاولی کی شکست: چنانچہ والیٔ کرمان چھ ہزار سواروں کی جمعیت سے جاولی کی جنگ پر روانہ ہوا' اور والیٔ قلعہ کی رائے سے معمولی راستہ کو چھوڑ کر اجنبی راستہ کو اختیار کیا' جاولی کو اس کی خبر لگ گئی' ایک سردار کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا' اس سردار نے معمولی راستہ پر کسی کو نہ پایا' جاولی کے پاس آیا اور یہ اطلاع دی کہ لشکر کرمان میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی اس وجہ سے واپس گیا' جاولی مطمئن ہو گیا زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ لشکر کرمان نے جاولی کے لشکر پر چھاپہ مارا (یہ واقعہ ماہ شوال ۵۰۸ھ کا ہے) جاولی شکست کھا کر بھاگا لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا۔ بہتیرے گرفتار کر لیے گئے اسی اثناء میں خسرو اور ابن ابی سعید جن کے باپ کو جاولی نے قتل کیا تھا آ گئے جاولی انہیں دیکھ کر گھبرا گیا۔ ان دونوں نے جاولی کو تشفی دی اور بحفاظت تمام شہر نساء پہنچا دیا۔ اس کا بقیہ لشکر بھی جو کسی طرح اپنی جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا تھا آ گیا والیٔ کرمان نے بھی جاولی کے قیدیوں کو رہا کر کے زاد سفر دے کر رخصت کر دیا' یہ بھی جاولی کے پاس آ گئے۔ جاولی' والیٔ کرمان سے بدلہ لینے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ جعفر بنی بک ابن سلطان محمد کا ماہ ذی الحجہ ۵۰۹ھ میں انتقال ہو گیا اس وقت اس کی عمر پانچ برس کی تھی۔ جاولی کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے' تمناؤں کا خون ہو گیا۔ والیٔ کرمان سے بدلہ لینے کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

جاولی کا انتقال: والیٔ کرمان نے سلطان محمد کی خدمت میں عرض داشت بھیجی' جاولی کی دست درازی کی شکایت کی اور یہ درخواست کی کہ جاولی کو آئندہ جنگ و جدال سے منع کر دیا جائے' سلطان محمد نے جواب دیا ''تمہارے لیے مناسب یہ ہے کہ جاولی کو راضی کرو اور اس سرحدی قلعہ کو جس کا اس نے محاصرہ کر رکھا ہے' اسے دے دو'' قاصد کے واپس آنے کے بعد ہی ربیع الاول ۵۱۰ھ میں جاولی اپنی تمناؤں کو اپنے سینہ میں لیے ہوئے چل بسا۔ والیٔ کرمان کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

سلطان محمد کی وفات: آخر (۲۴) ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں سلطان محمد نے اپنی حکومت کے بارہویں برس سفر آخرت اختیار کیا' اپنی موت سے دس روز پہلے اپنے بیٹے محمود کے حق میں ولی عہدی کی وصیت کی اور تمام کاروبار سلطنت اسے سپرد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جب سلطان محمد نے وفات پائی تو حسب وصیت سلطان محمدؒ اس کا بیٹا محمود تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا۔ محمود اس وقت قریب بلوغت پہنچ گیا تھا۔

سلطان محمدؒ نہایت شجاع، عادل، خوش خلق تھا۔ فرقہ باطنیہ کے خاتمہ میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔ جسے آپ فرقہ باطنیہ کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔[1]

---

[1] سلطان محمد کی ولادت ۱۸ شعبان ۴۷۷ھ میں ہوئی تھی۔ سینتیس برس چار ماہ اور چھ دن کی عمر پائی ماہ ذی الحجہ ۴۹۲ھ میں دعوے دار سلطنت ہوا۔ جامع بغداد میں بار بار اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور موقوف کیا گیا اسے بہت سے مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ بالآخر جب اس کے بھائی سلطان برکیاروق نے وفات پائی تو زمام حکومت مستقل طور سے اس کے قبضہ میں آئی۔ بڑی شان وشوکت اور رعب وداب والا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۶۸ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۴

سلطان محمود بن سلطان محمد

سلطان محمود کا خطبہ: سلطان محمود نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر قلمدان وزارت وزیر السلطنت ابو منصور کے سپرد کیا۔ خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں عرض داشت بھیجی' خطبہ میں نام داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ نصف محرم (تیرھویں محرم جمعہ کے دن) محمود کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا بغداد کی پولیس افسری پر طہرون (مجاہد الدین بہروز) کو بحال رکھا۔ سلطان محمد نے اسے اس عہدہ پر ۵۰۲ھ میں مامور کیا تھا۔

بہروز کی معزولی: آقسنقر برسقی' رحبہ میں رہتا تھا' سلطان محمد نے آقسنقر برسقی کو بطور جاگیر رحبہ عنایت کیا تھا' آقسنقر برسقی' رحبہ میں اپنے بیٹے عز الدین مسعود کو اپنا نائب مقرر کر کے سلطان محمد کے انتقال سے قبل جاگیر بڑھانے کی غرض سے سلطان محمد کی خدمت میں آ رہا تھا۔ اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا ہے۔ بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ بہروز افسر پولیس بغداد کو اس کی اطلاع ہوئی' برسقی کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ برسقی' سلطان محمود کی خدمت میں باریاب ہوا چونکہ امراء و اراکین سلطنت' بہروز سے ناراض تھے اس وجہ سے عرض معروض کر کے بغداد کی پولیس افسری پر برسقی کی تقرری اور بہروز کی معزولی کا حکم صادر کرایا۔ جوں ہی برسقی دار الخلافت بغداد میں اپنی تقرری اور بہروز کی معزولی کا فرمان شاہی لیے ہوئے داخل ہوا۔ بہروز بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے بغداد کی پولیس افسری پر امیر عماد الدین منکبرس کو مامور کیا۔ امیر منکبرس نے اپنے بیٹے حسین بن ازبک کو اپنا نائب بنا کر بغداد روانہ کیا۔ برسقی کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی' حسین کو شکست ہوئی اور مارا گیا۔ باقی ماندہ سلطان محمود کے پاس بھاگ آئے۔ یہ واقعہ خلیفہ مستظہر کے انتقال سے پہلے کا ہے۔

دبیس بن صدقہ: دبیس بن صدقہ اسی زمانہ سے سلطان محمد کی خدمت میں تھا جب کہ اس کا باپ صدقہ مارا گیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ سلطان محمد نے اسے جاگیریں دی تھیں اور بے حد عزت افزائی کی تھی اس نے حلہ پر اپنی طرف سے سعید ابن حمید عمری کو مقرر کر رکھا تھا سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے سلطان محمود کے ساتھ حلہ چلا آیا' اس خبر کو سن کر عرب اور کردوں کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات: ان واقعات کے بعد خلیفہ مستظہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ نے ماہ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں وفات پائی اس کا بیٹا مسترشد باللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس کا نام فضل تھا۔ ابو منصور کنیت تھی۔ خلفاء عباسیہ کے سلسلہ میں ہم اسے تحریر کر آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک مسعود اور برسقی: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمود نے اپنے بیٹے مسعود کو موصل کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اس کا اتابک جیوش بک اس کے ساتھ تھا۔ جب سلطان محمد کی وفات کی خبر ملک مسعود کو پہنچی تو ملک مسعود نے موصل سے حلہ کے خیال سے کوچ کر دیا۔ اتابک جیوش بک' وزیر السلطنت فخر الملک' ابوعلی بن عمار (والی طرابلس) قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر والی سنجار' ابوالہیجاء والی اربل اور کربادی بن خراسان ترکمانی والی بوازیج وغیرہ اپنی فوجوں کے ساتھ رکاب میں تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کی مدافعت پر کمر باندھی' مجبور ہو کر دار الخلافت کی جانب واپس ہوئے' برسقی افسر پولیس بغداد خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور دار الخلافت بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ملک مسعود نے یہ رنگ دیکھ کر جیوش بک کو برسقی کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ ''ہم لوگ تم سے لڑنے کے لیے نہیں بلکہ دبیس والی حلہ کے مقابلے میں تم سے امداد طلب کرنے کے لیے آئے ہیں۔ آؤ ہم اور تم مل کر دبیس پر حملہ کریں۔'' برسقی اس پیام پر راضی ہو گیا' باہم عہد و پیمان ہوا' چنانچہ ملک مسعود نے بغداد پہنچ کر دار الملک میں قیام کیا۔

ملک مسعود اور برسقی کی پیش قدمی: برسقی نے امیر منکبرس کے بیٹے حسین کو شکست دے کر مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں چنانچہ امیر منکبرس فوجیں مرتب کر کے برسقی کی گوشمالی کے لیے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ جب اسے اس امر کی اطلاع ہوئی کہ ملک مسعود بغداد میں داخل ہو گیا ہے تو نعمانیہ کی جانب سے دجلہ کو عبور کر کے دبیس کے پاس پہنچا۔ امداد کی درخواست کی۔

امیر منکبرس کی آمد اور واپسی کی خبر ملک مسعود کو ہو گئی۔ لڑائی کا جھنڈا لے کر نکلا۔ جیوش بک' برسقی وغیرہ امراء رکاب میں تھے۔ کوچ و قیام کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ امیر منکبرس اور دبیس کی فوج کی کثرت نے کمر ہمت توڑ دی۔ آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ بلا جدال و قتال واپس ہوا۔ نہر صرصر کو عبور کر کے چاروں طرف غارت گری شروع کر دی۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور برسقی کو ان کی زیادتیوں اور لوٹ مار کی شکایت لکھ بھیجی اور باہم مصالحت کر لینے کی ہدایت کی۔ اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ امیر منکبرس اور دبیس نے منصور برادر دبیس اور امیر حسین بن ازبک کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر دار الخلافت بغداد کی حمایت کے لیے روانہ کیا ہے۔

برسقی کی مراجعت: برسقی یہ سنتے ہی اپنے لڑکے عز الدین مسعود کو اپنے لشکر پر نائب مقرر کر کے بوقت شب بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ پس[1] ..... مڈبھیڑ ہو گئی اور لشکر منکبرس کو دریا عبور کرنے سے روک دیا۔ دو دن تک دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل ٹھہرے رہے تیسرے دن عز الدین مسعود کا خط پہنچا۔ لکھا تھا کہ ''فریقین (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ہو گئی ہے'' اس خبر سے برسقی کا سارا نشہ اتر گیا' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ بادل ناخواستہ جانب غربی سے دریا عبور کر گیا۔ اس کے بعد ہی منصور اور حسین بھی اپنا لشکر لیے ہوئے بغداد میں داخل ہو گئے۔ جامع مسجد سلطانی کے قریب قیام کیا' برسقی کا خیمہ قنطرہ قبیلہ (عتیقہ) پر نصب کیا گیا' مسعود اور جیوش بک نے بیمارستان کے قریب قیام کیا' دبیس اور

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

منکبرس رقہ کے نیچے قیام پذیر ہوئے۔ عزالدین مسعود بن برسقی نے اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس کے پاس قیام اختیار کیا۔

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت: صلح کا سبب یہ ہوا کہ جیوش بک نے سلطان محمود کی خدمت میں عریضہ بھیجا تھا کہ میری جاگیر اور ملک مسعود کی جاگیر میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سلطان محمود نے آذر بائیجان کو ان دونوں کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا۔ اس کے بعد یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ یہ دونوں (جیوش بک اور ملک مسعود) بغداد کی جانب جا رہے ہیں اس سے سلطان محمود کو ان دونوں کی بغاوت کا خطرہ پیدا ہوا۔ شاہی فوجوں کو موصل کی جانب بڑھنے کا حکم دیدیا جیوش بک کے قاصد نے جو سلطان محمود کے دربار میں خط لے کر آیا تھا یہ واقعات لکھ بھیجے' اتفاق سے یہ خط منکبرس پولیس افسر بغداد کے ہاتھ لگ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور سلطان سے اس کی اور ملک مسعود کی صفائی کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی۔ پھر دونوں بھائیوں کو یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ مبادا برسقی' صلح میں خلل انداز ہو' اس وجہ سے دونوں نے اتفاق کر کے برسقی کو لشکر اور دارالخلافت بغداد سے علیحدہ کر دیا۔ امیر منکبرس بغداد کا پولیس افسر مقرر ہوا۔

امیر منکبرس: چونکہ امیر منکبرس نے ملک مسعود کی ماں سے جس کا نام سرجہان تھا عقد کر لیا تھا اس وجہ سے ملک مسعود پر امیر منکبرس کا اثر زیادہ تھا اور اسی کے مشورہ سے ملک مسعود تمام کام انجام دیتا تھا۔ امیر منکبرس نے بغداد کی پولیس افسری پر مقرر ہونے کے بعد رعایا کے مال و عزت پر دست درازی شروع کر دی۔ ظلم و ستم کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ ان واقعات کی خبر سلطان محمود کے کانوں تک پہنچی۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ امیر منکبرس حیلہ و حوالہ سے ٹالتا رہا۔ بالآخر منکبرس نے اہل بغداد کے خوف سے بغداد کو چھوڑ دیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

ملک طغرل بن سلطان محمد: ملک طغرل بن سلطان محمد اپنے باپ کی وفات کے وقت قلعہ سرجہاں میں مقیم تھا۔ ۵۰۴ھ میں اس کے باپ نے سادہ' آوہ اور زنجان جاگیر میں دیا تھا اور امیر شیر گیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا۔ امیر شیر گیر وہی ہے جس نے اسماعیلیہ کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا جیسا کہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کیا جا چکا۔ ملک طغرل کی عمر اس وقت دس برس تھی سلطان محمود نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کسعدی (کنعدی) کو اپنے بھائی (ملک طغرل) کا اتابک اور اس کی حکومت کا مدبر اور منتظم مقرر کر کے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس قدر جلد ممکن ہو ملک طغرل کو شاہی دربار میں لے آئے۔

ملک طغرل کی بغاوت: چونکہ امیر کسعدی کا دل سلطان محمود کی طرف سے صاف نہ تھا' پہنچتے ہی ملک طغرل کو بغاوت پر ابھار دیا اور شاہی دربار میں حاضری سے روک دیا۔ یہ خبر سلطان محمود تک پہنچی۔ سلطان محمود نے تالیف قلوب کے خیال سے خلعت' تحائف اور تیس ہزار دینار سرخ نقد روانہ کیے[1] اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس پر بھی ملک طغرل کا دل اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہونے پر مائل نہ ہوا' امیر کسعدی نے جواب میں عریضہ بھیج دیا کہ ''ہم لوگ شاہی

---

[1] یہ تحائف اور خلعت شرف الدین نوشیرواں لے کر گیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت قبول کیے ہوئے ہیں' جس طرف موکب ہمایوں کا قصد ہوگا بسر وچشم اس طرف چلنے کو حاضر ہیں۔''

سلطان محمود کی ملک طغرل پر فوج کشی: سلطان محمود تاڑ گیا کہ اس میں کچھ راز ہے۔ کسی سے اپنے ارادہ کو ظاہر نہ کیا۔ فوجیں لے کر اپنے بھائی پر حملہ کرنے کی غرض سے قلعہ شہران[1] کی جانب روانہ ہوگیا۔ جہاں پر ملک طغرل کا خزانہ اور مال واسباب تھا۔ شدہ شدہ اس کی خبر طغرل اور امیر کسعدی تک پہنچ گئی۔ دونوں نے پوشیدہ طور سے فوج لے کر شہران کو بچانے کے لیے کوچ کیا' لیکن راستہ بھول گئے۔ قلعہ شہران کے بجائے قلعہ سرجہان پہنچ گئے اور سلطان محمود نے قلعہ شہران[2] پہنچ کر جس قدر ملک طغرل کا خزانہ اور مال واسباب کا ذخیرہ تھا' لے لیا۔ اسی قلعہ میں وہ تیس ہزار دینار بھی تھے جسے سلطان محمود نے تحائف وخلعت کے ساتھ ملک طغرل کو بھیجے تھے سلطان محمود چند دن تک زنجان میں قیام کر کے رے چلا آیا۔ ملک طغرل اور امیر کسعدی نے قلعہ سرجہان سے گنجہ میں جا کر قیام کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے ہواخواہوں اور ہمراہی اس کے پاس آ گئے۔ اس واقعہ سے دونوں بھائیوں کی کشیدگی اور منافرت بڑھ گئی۔

ملک سنجر: جس وقت سلطان محمد کی خبر وفات اس کے بھائی ملک سنجر کو خراسان میں پہنچی' اس قدر رنج وغم کا اظہار کیا کہ بیان سے باہر ہے' عزاداری کے لیے زمین پر بیٹھا' سات روز تک شہر اور بازار بند رکھا۔ پھر جب اپنے برادرزادہ کے تخت آرا ہونے کی خبر سنی تو بگڑ گیا' بلاد جبل اور عراق کا قصد کیا۔ اپنے بھائی کہ جگہ حکومت وسلطنت کا دعوے دار ہوا۔

ملک سنجر کی غزنی پر فوج کشی: ۵۰۸ھ میں ملک سنجر نے غزنی پر فوج کشی کی تھی اور اسے بزور تیغ فتح کیا تھا۔ غزنی کی فتح کے بعد ملک سنجر کو یہ خبر لگی کہ وزیر السلطنت ابوجعفر محمد بن فخر الملک ابوالمظفر بن نظام الملک نے والئ غزنی سے ملک سنجر کو غزنی کے ارادے سے باز رکھنے اور مصالحت کرا دینے کے لیے رشوت لی ہے اور اسی قسم کی حرکت کا ارتکاب اس نے ماوراء النہر میں بھی کیا ہے اس کے علاوہ بہت سا مال واسباب اہل غزنی سے بجبر حاصل کیا ہے۔ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے اہل غزنی پر طرح طرح کے مظالم کیے ہیں اور امراء وارا کین دولت کی اہانت اور توہین کی ہے اسی قسم کی اور بھی شکایتیں گوش گزار ہوئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک سنجر نے بلخ واپس آ کر وزیر السلطنت کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس کے خزانہ میں مال واسباب اور جواہرات کے علاوہ دو کروڑ نقد موجود تھا۔

ابوجعفر وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت شہاب الاسلام عبدالرزاق برادرزادہ نظام الملک معروف بہ ابن الفقیہ کے سپرد کیا گیا لیکن یہ اس پایہ کا نہ تھا اور نہ اس میں مقتول وزیر کی طرح پھرتی تھی چنانچہ جب ملک سنجر کو اپنے بھائی محمد کی وفات کی خبر ملی اور دعوائے سلطنت کر کے اپنے بھتیجے سلطان محمود پر حملہ کرنے کا قصد کیا تو سابق وزیر کے قتل پر بہت پچھتایا۔

---

[1] ماہ جمادی الاول ۵۱۳ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ ہوا تھا ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ لیدن۔

[2] تاریخ کامل میں بجائے شہران' سمیران اور نوٹ میں شمیران لکھا ہے۔ ایضاً منہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان محمود اور ملک سنجر: سلطان محمود نے ملک سنجر کے قصد سے مطلع ہو کر شرف الدین انوشیرواں بن خالد اور فخر الدین طغرک کو تحائف و نذرانے دے کر اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ عرض کی ''میں آپ کا چھوٹا ہوں' دو لاکھ سالانہ حاضر کیا کروں گا اور مازندران بھی میں آپ کو دیتا ہوں آپ مجھ پر فوج کشی کی زحمت نہ اٹھائیے'' ملک سنجر نے دونوں قاصدوں کو جواب دیا'' یہ نہیں ہوگا میرا بھتیجا محمود ابھی بچہ ہے۔ اس کا وزیر اور اس کا حاجب ''علی ابن عمر'' اس پر قابو پا چکا ہے سوائے فوج کشی کرنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔'' شرف الدین اور فخر الدین یہ سن کر خاموش ہو گئے اور ناکام واپس آئے۔

امیر انز کی پیش قدمی و مراجعت: ملک سنجر نے سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں مرتب کیں۔ امیر انز کو مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر جرجان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کر مدافعت پر کمر باندھی' اپنے حاجب علی ابن عمر کو جو کہ اس کے باپ کا بھی حاجب رہا تھا فوجیں دے کر روک ٹوک کی غرض سے روانہ کیا۔ جس وقت علی ابن عمر' امیر انز کے لشکر کے قریب پہنچا (امیر انز اس وقت جرجان میں پڑاؤ ڈالے تھا) کہلا بھیجا ''امیر انز! تم کو شرم نہیں آتی' کیا تم کو مرحوم سلطان محمد کی وصیت یاد نہیں ہے' کیا تمہیں یہ یقین ہے کہ ملک سنجر کی نیت اچھی ہے؟ اور وہ اپنے بھتیجے سلطان محمود کے ملک کی حفاظت کی غرض سے یہ تکلیف اٹھا رہا ہے' ہوش کے ناخن لو' وہ سلطنت و حکومت کا دعوے دار ہو کر آیا ہے' بہتر یہ ہے کہ تم لڑائی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔'' امیر انز اس پیام سے ایسا متاثر ہوا کہ جرجان سے واپس ہو گیا۔

سلطان محمود کی روانگی ہمدان: اتفاق سے سلطان محمود کے لشکر کا ایک دستہ امیر انز کے لشکر پر پہنچ گیا تھا اور اس سے اس نے کچھ حاصل کر لیا تھا قصہ مختصر علی ابن عمر حاجب' سلطان محمود کی خدمت میں رے واپس آیا۔ سلطان محمود نے علی ابن عمر کی اس خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے شکریہ ادا کیا اور چند دن رے میں قیام کر کے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ جب کرمان میں عراق سے امدادی فوجیں امیر منکبرس اور منصور بن صدقہ برادر دبیس وغیرہ امراء کی ماتحتی میں آ گئیں تب سلطان محمود نے ہمدان کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ ہمدان میں پہنچ کر اس کا وزیر السلطنت[1] ..... ربیب انتقال کر گیا ابو طالب سمیری کو عہدہ وزارت عنایت کیا۔

ملک سنجر کی سلطان محمود پر فوج کشی: ملک سنجر نے امیر انز کی شکست کے بعد بیس ہزار فوج' اٹھارہ ہاتھیوں کے ساتھ اپنے بھتیجے سے جنگ کرنے کے لیے کوچ کیا امراء کبار میں سے امیر ابوالفضل والیٔ سجستان کا لڑکا' خوارزم شاہ محمد' امیر انز' امیر قماج اور علاء الدولہ کرشاسف بن فرامرز بن کاکویہ والیٔ یزد ہمراہ تھا۔ علاء الدولہ کرشاسف' سلطان محمد اور ملک سنجر کی بہن کا داماد تھا اور سلطان محمد کے خاص الخواص امراء میں سے تھا۔ سلطان محمد نے اسے بلا بھیجا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد ملک سنجر نے علاء الدولہ کو ملانے کی کوشش کی' طلبی کا خط لکھا' اس وجہ سے علاء الدولہ نے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کی' سلطان محمود نے اس کی جاگیر اور مقبوضہ شہر کو امیر قراجہ ساقی کو دیدیا' علاء الدولہ' ملک سنجر کے

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس چلا گیا۔

سلطان محمود اور ملک سنجر کی جنگ: قریب سادا' ۱۳ جمادی الاول ۵۱۳ھ میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ سلطان محمود کی فوج نے اس دریا پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا جو سادہ اور خراسان کے درمیان تھا۔ سلطان محمود کی رکاب میں تیس ہزار فوج تھی۔ امراء کبار میں سے حاجب علی بن عمر' امیر منکبرس' اتابک غزغلی' امیر برسق کے لڑکے' آقسنقر بخاری اور قراجہ ساقی تھے سات سو اونٹ آلات حرب کے تھے جوں ہی دونوں حریف صف آراء ہوئے۔ فوجیں میمنہ و میسرہ مقابل ہوئیں۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ کی فوجیں میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ لیکن ملک سنجر قلب لشکر کو لیے ہوئے ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ سلطان محمود سامنے سے حملہ پر حملہ کر رہا تھا۔ ملک سنجر نے جنگ کا یہ رنگ دیکھ کر اپنے ہاتھی کو بڑھایا۔ ملک سنجر کے ہاتھی کا بڑھنا تھا کہ تمام کالی بھجنگ پہاڑیاں جو تعداد میں اٹھارہ تھیں۔ دفعتہً حرکت میں آ گئیں۔ سلطان محمود کا لشکر بھاگ نکلا۔ اتابک غزغلی گرفتار ہو گیا اتابک غزغلی' ملک سنجر کو ہمیشہ یہی لکھا کرتا تھا کہ میں آپ کے بھتیجے کو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا جس وقت اتابک غزغلی ملک سنجر کے روبرو پیش ہوا' ملک سنجر نے اس وعدہ پر جو وہ کیا کرتا تھا سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اتابک غزغلی نے معذرت کی۔ ایک بھی نہ سنی۔ کوتوال کو حکم دے دیا۔ اس نے سر اتار لیا[1]۔ سلطان محمود کسی نہ کسی طرح سے جان بچا کر نکل گیا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے خیمہ میں قیام کیا۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر مبارکباد دی' شکست یافتہ گروہ کو بھی بلا بھیجا۔ دبیس ابن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کی بارگاہ میں اس فتح کی خبر دی۔ ملک سنجر کا نام خطبہ میں داخل کیے جانے کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ جمادی الاول سنہ مذکور کے آخری جمعہ[2] میں ملک سنجر کے نام کا خطبہ جامع بغداد میں پڑھا گیا اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔[3]

ملک سنجر کا پیام صلح: فتح کے بعد ملک سنجر ہمدان چلا آیا اور اپنی فوج کی قلت اور سلطان محمود کی فوج کی کثرت کو محسوس کر کے سلطان محمود کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ ملک سنجر کی والدہ' سلطان محمود کی دادی' ملک سنجر کو سلطان محمود کی مخالفت اور اس سے جنگ کرنے سے روکتی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک سنجر نے سلطان محمود کا شکست کے بعد تعاقب اور پامالی کا قصد نہیں کیا اور اسی کی ہدایت اور نیز تعمیل حکم کی وجہ سے سلطان محمود کو صلح کا پیام دیا۔

برسقی' ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے تھا جب کہ یہ بغداد سے نکلا تھا۔ اس واقعہ کے بعد ملک مسعود کی رفاقت ترک کر کے ملک سنجر کی خدمت میں چلا آیا تھا۔

---

[1] اتابک غزغلی ظالم اور سفاک تھا اہل ہمدان پر بے حد ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سزائے موت دے کر اہل ہمدان کو اس کی ظالمانہ حرکات سے نجات دیدی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لیدن۔

[2] چھبیسویں تاریخ تھی۔ ایضاً منہ (حوالہ ایضاً منہ)

[3] سلطان محمود نے شکست کے بعد مع وزیر السلطنت ابو طالب سمیری' علی ابن عمر حاجب اور قراجہ ساقی' اصفہان میں جا کر قیام کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان محمود اور ملک سنجر میں مصالحت: اس کے بعد ملک سنجر ہمدان سے کرخ کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں ملک سنجر کا قاصد جو صلح کا پیام لے کر سلطان محمود کے پاس گیا تھا واپس آیا۔ سلطان محمود نے یہ شرط پیش کی تھی کہ عنان حکومت آپ اپنے قبضہ اقتدار میں رکھے۔ لیکن اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے' ملک سنجر نے اس شرط کو قبول کر لیا۔ چنانچہ دونوں نے اس شرط پر قسمیں کھائیں اور مصالحت ہو گئی۔ ماہ شعبان میں سلطان محمود بہت سے قیمتی تحائف لے کر اپنے چچا سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی دادی کے پاس قیام کیا۔ ملک سنجر نے اس کے تحائف اور نذرانوں کو قبول کیا۔ پانچ راس عربی گھوڑے اپنے بھتیجے کو دیئے ایک گشتی حکم اپنی ممالک محروسہ کے حکمرانوں کے پاس بھیج دیا کہ میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام خطبوں میں داخل کیا جائے اور میرے بعد یہی تاج و تخت کا وارث و مالک سمجھا جائے۔ اسی مضمون کی درخواست دارالخلافت بغداد میں بھی بھیج دی۔ سوائے رے کے تمام شہروں کو جس پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپس کر دیا۔ سلطان محمود نے بھی اطاعت قبول کی۔

قتل امیر منکبرس: امیر منکبرس' سلطان محمود کی شکست کے بعد بغداد کی طرف لوٹا تھا۔ لوٹ مار کرتا ہوا بغداد کے قریب پہنچا۔ دبیس بن صدقہ نے ایک فوج بھیج دی جس نے امیر منکبرس کو بغداد میں داخل نہ ہونے دیا۔ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملک سنجر اور سلطان محمود میں مصالحت ہو گئی تھی۔ بادل ناخواستہ ملک سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کے حوالہ کر دیا چونکہ سلطان محمود اس سے اس کے ظلم و ستم اور بلا اجازت بغداد جانے کی وجہ سے ناراض تھا اس وجہ سے اسے قتل کر ڈالا۔

قتل علی ابن عمر حاجب: حاجب علی ابن عمر کی قدر و منزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں اس درجہ بڑھی کہ امراء و اراکین و دولت رشک و حسد کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ لگانے بجھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ اس سے سلطان محمود کے آئینہ دل پر غبار آ گیا۔ قتل کی فکر کرنے لگا۔ کسی ذریعہ سے علی ابن عمر کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک روز خفیہ طور سے بھاگ نکلا۔ قلعہ برجین میں جا کر پناہ لی' جہاں پر اس کا مال و اسباب تھا اور اہل و عیال رہتے تھے۔ لیکن اسے یہاں بھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا' بخوف جان خوزستان روانہ ہو گیا۔ ہدو بن زنگی[1] اقبوری بن برسق اور اس کا برادر زادہ ارغلی بن بلکبی خوزستان پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ان لوگوں نے علی ابن عمر کی آمد کی خبر پا کر روک تھام اور اپنے مقبوضہ شہروں میں داخل نہ ہونے دینے کی غرض سے فوج کے چند دستے روانہ کیے۔ قریب تستر مڈبھیڑ ہوئی۔ علی ابن عمر کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا اور پابہ زنجیر خوزستان لایا گیا۔ حکمرانان خوزستان نے سلطان محمود کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطان نے قتل کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے قتل کر کے حسب حکم شاہی سر اتار کر دربار شاہی میں بھیج دیا۔

اس کے بعد ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو بغداد کی پولیس افسری پر واپس جانے کا حکم دیا چنانچہ مجاہد الدین بہروز دارالخلافت بغداد واپس گیا اور دبیس بن صدقہ کا نائب معزول کر دیا گیا۔

---

[1] زنگی کی عمر اس وقت گیارہ برس کی تھی۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۳ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنقر شامی کا قتل: سلطان محمد نے امیر آقسنقر بخاری کو حکومت بصرہ پر مامور کیا تھا۔ امیر آقسنقر نے اپنی جانب سے سنقر شامی کو متعین کیا۔ سنقر شامی نہایت رحم دل اور نیک سیرت تھا۔ سلطان محمد کے مرنے کے بعد غزغلی سردار ترکان اسمٰعیلیہ (جو دو برس سے لوگوں کو حج کرانے جاتا تھا) اور سنقر الب نے سنقر شامی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہے۔ سنقر الب نے سنقر شامی کے قتل کا ارادہ کیا۔ غزغلی نے روکا۔ سنقر الب اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور سنقر شامی کو قتل کر ڈالا۔ عوام میں تھوڑی سی شورش پیدا ہوئی۔ غزغلی نے امن وسکون کی منادی کرا دی لوگ خاموش ہو گئے۔

علی بن سکمان کا بصرہ پر قبضہ: ان دنوں بصرہ میں ایک اور امیر رہتا تھا' جس کا نام علی بن سکمان تھا۔ اس سال یہی امیر حج ہو کر اہل بصرہ کو حج کرانے گیا تھا اس واقعہ میں یہ موجود نہ تھا۔ غزغلی کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا حج سے واپسی کے بعد علی بن سکمان' سنقر الب کے خون کا بدلہ مجھ سے لے' اس وجہ سے غزغلی سے بدویان عرب کو ابھار دیا۔ چنانچہ بدویان عرب نے قافلہ حجاج پر چھاپہ مارا' علی بن سکمان نے ان کے مقابلے پر کمر باندھی' جنگ شروع ہو گئی۔ لڑتا بھڑتا قریب بصرہ پہنچا بدویان عرب متواتر حملہ کر رہے تھے۔ غزغلی نے علی بن سکمان کو بصرہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ علی بن سکمان ان دیہاتوں کی طرف چلا جو نشیبی دجلہ میں تھے اور جب وہاں پہنچ گیا تو بدوین عرب پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ بدویان عرب کے پاؤں اکھڑ گئے' شکست کھا کر بھاگے' غزغلی نے یہ رنگ دیکھ کر اپنی فوج کو مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا۔ دونوں فریقوں میں لڑائی ہونے لگی۔ اتفاق سے غزغلی کو ایک پتھر آ لگا۔ جس کے صدمہ سے جانبر نہ ہو سکا اور مر گیا۔ علی بن سکمان فتح کا جھنڈا لیے ہوئے بصرے میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔

آقسنقر بخاری کا بصرہ پر قبضہ: علی بن سکمان نے قبضہ بصرہ کے بعد آقسنقر بخاری والی عمان کے افسروں کو بشرط اطاعت ان کے عہدوں پر بحال رکھا اور آقسنقر بخاری کی خدمت میں فدویہ نامہ روانہ کیا۔ حکومت بصرہ کی درخواست کی اس وقت آقسنقر بخاری سلطان محمد کی بارگاہ میں تھا۔ انکاری جواب دیا۔ علی ابن سکمان نے خود مختار حکومت کا اعلان کر کے آقسنقر کے افسروں کو نکال دیا۔ یہاں تک کہ سلطان محمود نے آقسنقر بخاری کو ۵۱۴ھ میں بصرہ روانہ کیا اور اس نے علی بن سکمان سے قبضہ لے لیا۔

تفلیس پر کرج کا قبضہ: ایک زمانہ دراز سے کرج نے آذربائیجان اور بلاد اران کو اپنی غارت گری کی جولان گاہ بنا رکھا تھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ کرج اور خزر ایک ہی گروہ کو کہتے ہیں۔ لیکن صحیح وہ ہے جو ہم اوپر انساب عالم کے سلسلہ میں بیان کر آئے ہیں' اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ خزر[1] اور ترکمان ایک ہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کرج ان کے بعض شعوب سے ہوں۔ قصہ مختصر جس وقت سلاطین سلجوقیہ کی حکومت مستقل ہو گئی۔ اس وقت کرج غاری گری سے رک گئے اور بلاد

[1] صحیح یہ ہے کہ ارمن' کرج کی ایک شاخ ہے' خزر' ترکوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ لیکن اب یہ ممالک روم کے قرب وجوار کی وجہ سے ان میں مل جل گئے۔ خط نسخ عطار۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ جو ان کے قرب و جوار میں تھے ان کے شر و فساد سے محفوظ ہو گئے۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر ہاتھ پاؤں نکالے بلاد اسلامیہ پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ امیہ اور قفچاق کے سرایا[1] بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے لگے' بلاداران اور نخجوان' آرس تک جس کی سرحد کرج کے ملک سے ملتی تھی ملک طغرل کے قبضہ میں تھا اور یہی کرج کی غارت گری کا میدان بنا ہوا تھا۔ عراق بھی جو سلطان بغداد کا مقبوضہ ملک تھا ان کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سرحدی حکمرانان اسلام نے کرج اور قفچاق کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہم خط و کتابت کر کے فوجیں جمع کیں' دبیس بن صدقہ کے پاس جمع ہوئے۔ ملک طغرل' اتابک کنتغدی اور ابوالغازی ابن ارتق بھی اپنی فوج لے کر آیا ہوا تھا۔ تیس ہزار کی جمعیت سے کرج اور قفچاق کی طرف لشکر اسلام بڑھا۔ اتفاق یہ کہ لشکر اسلام میں اضطراب پیدا ہو گیا جس سے اسے شکست[2] ہوئی۔ ایک بڑی فوج میدان جنگ میں کام آ گئی۔ بیس میل تک کفار تعاقب کرتے چلے گئے' اس کے بعد واپس ہو کر تفلیس[3] پر محاصرہ کیا۔ ایک برس تک محاصرہ کیے رہے ۵۱۵ھ میں بزور تیغ شہر میں گھس پڑے۔ قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ۵۱۶ھ میں اہل تفلیس کا ایک وفد' کرج کے مظالم کی داستان عرض کرنے کے لیے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان باریاب ہوا سلطان محمود نے ان کی حمایت پر کمر باندھی' شہر تبریز پہنچ کر قیام کیا۔ کرج کی سرکوبی کے لیے فوجیں روانہ کیں۔ اس کا نتیجہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک مسعود اپنے باپ سلطان محمد کی وفات کے وقت عراق میں تھا۔

قسیم الدولہ برسقی اور سلطان محمود دونوں بھائیوں (یعنی ملک مسعود اور سلطان محمود) میں مصالحت ملک مسعود کے موصل واپس جانے اور سلطان محمود کا ملک مسعود کو آذربائیجان دینے کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ قسیم الدولہ برسقی بغداد کی پولیس افسری سے علیحدہ ہو کر' ملک مسعود کے دربار میں حاضر ہوا' ملک مسعود نے مراغہ کو بھی اس کی جاگیر (رحبہ) پر اضافہ فرمایا۔ دبیس بن صدقہ کو یہ ناگوار گزرا۔ جیوش بک (ملک مسعود کا اتابک) کو لکھنا شروع کیا کہ قسیم الدولہ برسقی سلطان محمود سے سازش رکھتا ہے جس طرح ممکن ہو اسے جلد تر گرفتار کر لو' میں تم کو بے حد مال و زر دوں گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ تحریک بھی پیش کر دی کہ تم ملک مسعود کی حکومت و سلطنت کا اعلان اور دعویٰ کر دو میں تمہارا ہاتھ بٹانے

---

[1] سرایا سریہ کی جمع ہے۔ سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شب خون (یعنی رات میں چھاپہ) مارا کرتی ہے۔

[2] یہ لڑائی تفلیس کے قریب ہوئی تھی۔ فریقین کی صف آرائی کے بعد قفچاق کے دو سو سوار لشکر اسلام کی طرف چلے لشکر اسلام نے یہ خیال کر کے امان حاصل کرنے کے لیے آ رہے ہیں کچھ تعارض نہ کیا یہاں تک کہ لشکر اسلام میں داخل ہو گئے اور نیزہ بازی کرنے لگے۔ لشکر اسلام کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ چند لوگ یہ خیال کر کے کہ لشکر اسلام کو شکست ہوئی بھاگے' ان چند افراد کا بھاگنا تھا کہ ایک نے دوسرے کی بھاگنے میں اتباع کی' سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی' ایک دوسرے پر گرتا پڑتا بھاگ نکلا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۹۹ مطبوعہ لیدن۔

[3] شہر تفلیس' جس زمانہ سے فتح ہوا تھا مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ کرج نے اس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا۔ خط شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۵ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مصر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے تیار ہوں' ان افعال سے غرض یہ تھی کہ دونوں بھائیوں (ملک مسعود اور سلطان محمود) میں جھگڑا پڑ جائے لڑائی کا نیزہ گڑ جائے تاکہ اس کی قدر و منزلت بڑھ جائے جیسا کہ برکیاروق اور سلطان محمد کی لڑائی کے زمانہ میں اس کے باپ صدقہ کا جاہ و جلال بڑھا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس لگانے بجھانے کی خبر قسیم الدولہ برسقی کو ہوگئی' گرفتاری کے خوف سے سلطان محمد کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے عزت و احترام سے ٹھہرایا قدر افزائی کی۔

وزیر ابوعلی کی معزولی: اس کے بعد استاد اسمٰعیل[1] حسین بن علی اصفہانی طغرائی' ملک مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا۔ استاد ابو اسمٰعیل کا لڑکا ابوالولید محمد بن ابو اسمٰعیل ملک مسعود کا طغرا نسویس تھا۔ اس تعلق سے ملک مسعود نے وزیر السلطنت ابوعلی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے استاد ابو اسمٰعیل کو عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۵۱۳ھ کا ہے۔

جنگ سلطان محمود و ملک مسعود: استاد ابو اسمٰعیل نے دبیس کی تحریک کی تائید شروع کی۔ حکومت و سلطنت حاصل کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ چنانچہ ایک قلیل مدت میں ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی' لکھ بھیجا ''اگر تم میری اطاعت و فرمانبرداری میں رہو گے تو میں جاگیریں دوں گا' تمہارے مناصب بڑھاؤں گا۔ تمہارے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا' اور اگر کسی کے کہنے سننے سے مخالفت کرو گے تو یاد رکھو کہ تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے گا جو ایک دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔'' ملک مسعود کے کان پر جوں تک نہ رینگی' خوشامدیوں نے سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا۔ پنج وقتہ نوبت بجنے لگی۔ ان بے وقوفوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سلطان محمود کی لشکر کی کمی کا احساس کر کے ملک مسعود کو سلطان محمود پر حملہ کرنے پر تیار کر دیا' چنانچہ مسعود پندرہ ہزار فوج لے کر اپنے بھائی سلطان محمود سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بمقام عقبہ استر آباد ۱۵ ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش پر قسیم الدولہ برسقی تھا۔ صبح سے شام تک نہایت سختی سے لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر قسیم الدولہ برسقی نے ملک مسعود کے لشکر کو شکست دی۔ سرداران لشکر کا ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں استاد ابو اسمٰعیل وزیر السلطنت بھی تھا۔ اسے پابہ زنجیر سلطان محمود کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان محمود نے کہا کہ اس کی بداعتقادی اور الحاد مجھ پر ثابت ہو چکا ہے' اسے بار حیات سے سبکدوش کر دو۔ چنانچہ اپنی وزارت کے ایک سال کے بعد اسے قتل کر ڈالا گیا۔

استاد ابو اسمٰعیل اعلیٰ درجہ کا منشی اور شاعر تھا' کیمیا کا بے حد شائق تھا۔ اس فن میں اس کی بہت سی مصنفہ کتابیں ہیں (جو ضائع ہو گئیں)

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت: ملک مسعود' شکست کے بعد ایک پہاڑ پر چلا گیا۔ جو میدان جنگ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور وہیں روپوش ہو گیا' تمام فوج اور سرداران لشکر منتشر ہو گئے' چھوٹے چھوٹے چند چھوکرے ہمراہ تھے اپنے بھائی سلطان محمود کی خدمت میں صلح اور امن کا پیام بھیجا' سلطان محمود نے آقسنقر برسقی کو امان نامہ دیکر ملک

---

[1] استاد اسمٰعیل لامیہ عجم کا مصنف ہے' لامیہ عجم بڑے پایہ کا قصیدہ ہے۔ حکمت اور امثال سے مملو ہے۔ عمدہ ترین قصائد میں شمار کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود کو حاضر کرنے کے لیے مسعود کے پاس بھیجا۔ آقسنقر برسقی پہنچنے نہ پایا تھا کہ چند فتنہ پردازوں اور مفسد امراء پہنچ گئے اور یہ سمجھایا کہ آپ اپنے بھائی سلطان کے پاس نہ جائیے بلکہ موصل یا آذربائیجان میں قیام فرمائیے' دبیس بن صدقہ سے خط و کتابت کر کے فوجیں فراہم کیجئے اور خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ جائیے اور سلطنت و حکومت کا پھر دعویٰ کیجئے۔'' ملک مسعود اس فقرے میں آ گیا اور ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد آقسنقر برسقی پہنچا' ملک مسعود کو نہ پایا' سراغ لگاتا ہوا چلا' ۳۰ کوس پر جا کر ملک مسعود سے ملا۔ سلطان کے خیالات سے آگاہ کیا' امان نامہ دکھلایا' ہر طرح سے تشفی و تسلی دی چنانچہ ملک مسعود اپنا ارادہ تبدیل کر کے آقسنقر برسقی کے ہمراہ سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان محمود کے حکم سے سرداران لشکر نے استقبال کیا سلطان محمود نہایت مہربانی سے پیش آیا' اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا۔ معانقہ کیا' گذشتہ واقعات پر رویا اور اپنے ساتھ رکھا۔ سلطان محمود کے یہ مکارم اخلاق تھے۔ ملک مسعود کے نام کا خطبہ آذربائیجان اور بلاد موصل میں ۱۸ دن پڑھا گیا تھا کہ یہ واقعات پیش آئے۔

جیوش بک کی اطاعت: جیوش بک' معرکہ سے فرار ہو کر موصل پہنچا' موصل کے قرب و جوار سے رسد و غلہ جمع کیا' فوجیں فراہم کیں جب اسے یہ خبر لگی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی اور سلطان محمود نہایت الطاف و مہربانی سے پیش آیا تو یہ خیال کر کے کہ اب میں موجودہ حالت پر نہیں رہ سکتا' شکار کھیلنے کے بہانہ سے زاب کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے سلطان محمود کی خدمت میں بمقام ہمدان حاضر ہوا۔ سلطان محمود نے اسے امان دی اور حسن اخلاق سے پیش آیا۔

اس شکست کی خبر دبیس کو عراق میں پہنچی' لوٹ مار شروع کر دی' افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنے لگا۔ دیہات' قصبات اور شہروں کو ویران کر دیا۔ سلطان محمود نے ان افعال سے باز رہنے کے لیے لکھا۔ لیکن دبیس نے کوئی توجہ نہ دی۔

موصل اور واسط پر آقسنقر کی گورنری: جیوش بک کو سلطان محمود نے اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل اور اتابک کنتغدی کی طرف فوجیں دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ جیوش بک گنجہ کی طرف روانہ ہوا اور موصل بلا کسی حکمران کے رہ گیا۔ چونکہ آقسنقر برسقی نے اس جنگ میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ فنون جنگ سے بھی پوری واقفیت رکھتا تھا ہر کام میں مناسب مشورہ دیتا تھا اور اس کے بھائی ملک مسعود کو شکست کے بعد سمجھا بجھا کر واپس لایا تھا اس وجہ سے سلطان محمود پر اس کا ایک خاص اثر تھا اور اس کی قدر افزائی کو وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ موصل کی گورنری خالی ہونے پر آقسنقر برسقی کو اس کی سند حکومت عطا کی سنجار اور جزیرہ کو موصل کے صوبہ میں ملحق کر دیا۔ ۵۱۵ھ میں آقسنقر' موصل کی جانب روانہ ہوا۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان محمود نے اپنے تمام سرداران لشکر اور گورنران ممالک محروسہ کے نام آقسنقر برسقی کی اطاعت' عیسائیوں سے جنگ کرنے اور ان سے بلاد اسلامیہ کو واپس لینے کا گشتی فرمان بھیجا' آقسنقر برسقی موصل میں پہنچ کر نظم و نسق کی درستی اور آبادی کی تدابیر کرنے لگا۔

۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے واسط اور اس کے صوبہ کی حکومت بھی آقسنقر برسقی کو عنایت کی عراق کا پولیس افسر مقرر کیا اور آقسنقر برسقی نے عماد الدین زنگی ابن آقسنقر کو اس علاقہ کا اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں عماد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہیل سکینہ
حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۸۔ ۶۱

الدین زنگی' عراق کی طرف روانہ ہوا۔

جیوش بک کا قتل آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان محمود نے جیوش بک کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے بعد اپنے بھائی طغرل کی جنگ پر روانہ کیا تھا۔ اسی سلسلہ میں آذربائیجان کی حکومت بھی عنایت کی' امراء اور اراکین دولت کو جیوش بک کی ترقی مراتب ناگوار گذری' سلطان محمود سے اس کی چغلی کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ سلطان محمود کو اس کے قتل پر تیار کر دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۶ھ میں سلطان محمود نے اس کو باب تبریز پر بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔

جیوش بک ترکی الاصل تھا' سلطان محمود کا آزاد غلام تھا' عادل تھا' نیک سیرت تھا جس وقت اسے موصل کی سند حکومت دی گئی' اس وقت اصل صوبہ میں کردوں کا بہت زور شور تھا۔ سارے صوبہ میں پھیلے تھے' بہت سے قلعہ بنوائے تھے' ان کے شر وفساد سے رعایا کا حال تنگ تھا۔ قافلے صحیح وسلامت نہیں جا سکتے تھے۔ جیوش بک نے ان کے ختم کرنے اور زیر کرنے پر کمر ہمت باندھی' کردوں کے اکثر قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ ہکاریہ زوزان' نکوسہ اور تخشیہ کا قلعہ سر کیا' اس کے خوف سے کردوں نے بلند پہاڑیوں اور دروں میں جا کر پناہ لی۔ امن وامان قائم ہوا' قافلے سلامتی کے ساتھ آنے جانے لگے[1]۔

وزیر ابوطالب سمیری کا قتل کمال ابوطالب سمیری وزیر السلطنت' سلطان محمود کے ہمراہ' ہمدان جانے کے لیے روانہ ہوا۔ اپنے چشم خدم کے ساتھ جا رہا تھا۔ راستہ تنگ' سوار اور پیادوں کا اژدہام' ناچار رکنا پڑا۔ اتنے میں ایک باطنی[2] پہنچ کر چھرا بھونک کر بھاگا۔ غلاموں نے تعاقب کیا۔ وزیر السلطنت تنہا رہ گیا۔ ایک دوسرا باطنی پہنچ گیا' اس نے وزیر السلطنت کو گھوڑے سے کھینچ کر زمین پر گرا لیا اور چند زخم لگائے رکاب کے سوار اور پیادہ ٹوٹ پڑے' دونوں باطنیوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ ایک تیسرے باطنی نے پہنچ کر وزیر السلطنت کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے چوتھے سال کا ہے۔[3]

کمال ابوطالب نہایت بدخلق' بے حد ظالم اور بے انتہا تاوان اور جرمانہ کرنے والا تھا اس کے مارے جانے کے بعد سلطان محمود نے جتنے ٹیکس' اس نے لگائے تھے ان سب کو موقوف کر دیا۔

ملک طغرل کی اطاعت ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ملک طغرل نے بمقام رے (سرجہان) ۵۱۳ھ میں سلطان محمود سے بغاوت کی' مخالفت کا اعلان کیا سلطان محمود نے اس کے زیر کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ قلعہ شہران پر قبضہ کر لیا۔ ملک طغرل نے گنجہ اور بلاد اران میں جا کر پناہ لی۔ اس کے ساتھ اس کا اتابک کسغدی (کنتغدی) بھی تھا' رفتہ رفتہ ملک طغرل کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ کثیر التعداد فوج بھی جمع ہو گئی' بلاد آذربائیجان پر قبضہ کرنے کی ہوس سمائی' اس اثناء

---

[1] یہ واقعہ اور اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۶ مطبوعہ لیدن۔

[2] باطنی ایک فرقہ تھا جس کو فرقہ حشیشیہ بھی کہتے ہیں' حسن بن صباح اس فرقہ کا بانی ہے' سلاطین اور اکابرین اسلام کا قتل کرنا مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ان کا فرض اولین تھا۔ اس فرقہ کا بہت زور شور ہوا۔ بہت سے قلعے ان کے قبضہ میں تھے۔

[3] یہ واقعہ اور نیز اس کے بعد کا واقعہ ۵۱۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۰ صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۶ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اتابک کسغدی ماہ شوال ۵۱۵ھ میں مر گیا' آقسنقر ارمنی والی مراغہ کو کنتغدی کی موت کی خبر سن کر عہدہ اتابکی کا لالچ دامن گیر ہوا' ملک طغرل کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلطان محمود کی جنگ پر ابھارنا شروع کیا۔ چنانچہ ملک طغرل' آقسنقر ارمنی کے ہمراہ مراغہ کی جانب روانہ ہوا' اردبیل پہنچا۔ اہل اردبیل نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ ناچار تبریز کی طرف کوچ کیا' تبریز پہنچ کر یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان محمود نے امیر جیوش بک کو آذربائیجان روانہ کیا ہے اور اس علاقہ کی سند حکومت عطا کی ہے اور امیر جیوش بک کوچ قیام کرتا ہوا ایک بڑے لشکر کی افسری کے ساتھ مراغہ پہنچ گیا۔ ملک طغرل کے ہوش جاتے رہے۔ تبریز سے (خوج[1]) کی جانب کوچ کر دیا۔ حوصلے پست ہو گئے۔ اپنے خیالات کی جانب سے شک وشبہ میں پڑ گیا' امیر شیر گیر کے پاس قاصد بھیجا' اعانت وامداد کی درخواست کی۔

امیر شیر گیر کی گرفتاری ورہائی: امیر شیر گیر عہدِ حکومت سلطان محمد میں ملک طغرل کا اتابک تھا کسعدی (کنتغدی) اتابک نے سلطان محمد کے انتقال کے بعد امیر شیر گیر کو گرفتار کر لیا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے قید سے نجات دی۔ امیر شیر گیر قید سے رہا ہو کر اپنے مقبوضہ بلاد ابہر اور زنجان چلا آیا۔ امیر شیر گیر نے ملک طغرل کے خط کا جواب موافقت میں دیا اور اس کے ساتھ ساتھ ابہر کی طرف چلا۔ لیکن ان لوگوں کا جو قصد وارادہ تھا' پورا نہ ہوا' اراکین دولت نے متفق ہو کر سلطان محمد کی خدمت میں فدویت نامہ روانہ کیا اور ملک طغرل نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی۔ بدمزاجی ختم ہو گئی اور فتنہ وفساد رفع ہو گیا۔

وزیر شمس الملک کا قتل: وزیر السلطنت شمس الملک بن نظام الملک کی قدر ومنزلت سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد بڑھی ہوئی تھی اس وجہ سے اراکین دولت محمودی ہمیشہ لگانے بجھانے میں لگے رہتے تھے۔ اتفاق یہ کہ شمس الملک کے چچازاد بھائی شہاب ابوالمحاسن وزیر سلطان سنجر کا انتقال ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اس کی جگہ ابوطاہر قمی کو عہدۂ وزارت عطا کیا جو نظام الملک کے خاندان کا جانی دشمن تھا۔ ابوطاہر نے شمس الملک وزیر السلطنت کی مخالفت پر سلطان سنجر کو کہہ سن کر ابھار دیا۔ سلطان سنجر نے سلطان محمود کو وزیر السلطنت شمس الملک کو سرزنش کرنے کا حکم بھیج دیا سلطان محمود نے اسے گرفتار کر کے طغایرک کو حوالہ کر دیا۔ طغایرک نے قلعہ جلجامل میں قید کر دیا اور چند روز بعد مار ڈالا۔

مقتول وزیر شمس الملک کا بھائی نظام الدین احمد' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا وزیر تھا۔ خلیفہ مسترشد نے شمس الملک کی معزولی کی خبر پا کر نظام الدین احمد کو معزول کر کے جلال الدین ابوعلی ابن صدقہ کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔

کرج اور قفچاق میں نفاق: ۵۱۷ھ میں ایک وفد (ڈیپوٹیشن) اہل دربند وشروان کا سلطان محمود کی بارگاہ میں فریادی صورت بنائے حاضر ہوا۔ کرج کے مظالم' لوٹ مار کی شکایت کی اور حمایت وامداد کا خواستگار رہا۔ سلطان محمود فوجیں آراستہ کر کے ان کی امداد پر روانہ ہوا۔ کرج کے لشکر کے قریب پہنچا۔ لشکر کرج کی کثرت سے گھبرا گیا۔ وزیر السلطنت شمس نے واپس چلنے کی رائے دی اہل سردان نے دست بستہ عرض کیا "کرج کو بلا زیر وزبر کیے اگر موکب ہمایوں واپس ہوا تو

---

[1] تاریخ ابن خلدون میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی شامت آ جائے گی' ان کے دل کمزور ہو جائیں گے' سلطان اپنے لشکر گاہ میں قیام فرماویں ہم لوگ سینہ سپر ہو کر لڑیں گے۔'' سلطان محمود نے کرج کا خیال چھوڑ دیا۔ خوف وخطر کی حالت میں رات گزاری' مشیت الٰہی سے اسی شب میں کرج اور قفچاق میں چل گئی۔ آپس ہی میں کٹنے مرنے لگے' صبح نہ ہونے پائی تھی کہ لشکر کفار یہ خیال کر کے کہ حریف کے مقابلہ میں ہمیں شکست ہوئی اور وہ ہم پر آ پڑا ہے بھاگ نکلا سلطانی موکب' دشمنوں کے مقابلہ میں بلا جدوجہد کامیابی حاصل کر کے ہمدان واپس آیا۔

برسقی کی معزولی: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور دبیس بن صدقہ والیٔ حلہ سے مقام مبارکہ (اطراف غانہ) میں معرکہ آرائی ہوئی تھی' برسقی خلافت مآب کی رکاب میں تھا۔ اس واقعہ میں دبیس کو شکست ہوئی تھی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا گیا۔ دبیس شکست پا کر غزیہ (نجد) پہنچا اہل غزیہ (عرب نجد) سے امداد واعانت کا خواستگار ہوا لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ منتفق کے یہاں پہنچا۔ یہی سوال پیش کیا منتفق نے امداد کا اقرار کیا۔ چنانچہ دبیس ان کے ہمراہ بصرے کی طرف روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی بصرے کو لوٹ لیا' اہل بصرہ کو قتل و پامال کیا۔ سلمان حاکم بصرہ کو مار ڈالا۔ خلیفہ مسترشد کو اطلاع ہوئی' برسقی پر بے حد ناراضی کا اظہار کیا۔ تہدید آمیز فرمان بھیجا کہ ''تمہاری سستی اور غفلت سے اہل بصرہ اس حال بد کو پہنچے ہیں' مناسب ہے کہ اب بھی تم ان کی حمایت پر مستعد ہو جاؤ' ورنہ ایں جانب کی ناراضگی کی کوئی حد نہ ہوگی' برسقی فوجیں لے کر بصرہ کی حمایت پر روانہ ہوا۔ دبیس بصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ عیسائیوں کے پاس پہنچا اور ان کے ساتھ حلب کے محاصرہ پر آیا۔ اہل حلب کی مستعدی سے عیسائیوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ ناکام واپس ہوئے۔ دبیس ان سے علیحدہ ہو گیا۔ ملک طغرل بن سلطان محمد کے پاس پہنچا' نچلا نہ بیٹھا گیا۔ عراق پر فوج کشی اور قبضہ کی ترغیب دینے لگا جیسا کہ آپ ان واقعات کو اوپر پڑھ آئے ہیں۔

برتقش زکوئی کی تقرری: ان واقعات اور نیز اسی قسم کی اور شکایات سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے آئینہ دل میں برسقی کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا' سلطان محمود کو لکھ بھیجا کہ ''برسقی کو عراق کی پولیس افسری سے معزول کر دو' سلطان محمود نے اس کے حکم کے مطابق برسقی کو عراق کی افسری پولیس سے برطرف کر دیا۔ عیسائیوں پر جہاد کی غرض سے موصل جانے کا حکم دیا۔ برتقش زکوئی کو عراق کی پولیس افسری عطا ہوئی۔ برتقش زکوئی کا نائب دارالخلافت بغداد پہنچا' برسقی سے چارج لیا اور بغداد میں قیام پذیر ہوا۔

سلطان محمود نے اپنے چھوٹے لڑکے کو برسقی کے پاس کام سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا۔ برسقی سلطان محمود کے لڑکے کو اپنے ہمراہ لیے موصل پہنچا۔ اہل موصل نے نہایت جوش اور مسرت سے استقبال کیا اور برسقی گورنری کے فرائض انجام دینے لگا۔

عماد الدین زنگی کی گورنری بصرہ: عماد الدین زنگی' امیر برسقی کے حاشیہ نشین مصاحبوں سے تھا جس وقت سلطان محمود کی بارگاہ سے برسقی کو واسط کی حکومت عطا ہوئی۔ برسقی نے عماد الدین زنگی کو اپنا نائب مقرر کر کے واسط روانہ کیا۔ ایک مدت تک عماد الدین زنگی' واسط کا فرمانروا رہا۔ پھر جب برسقی' دبیس کی گوشمالی کے لیے بصرہ آیا اور دبیس' بصرہ چھوڑ کر چلا گیا تو برسقی نے عماد الدین زنگی کو واسط سے طلب کر کے بصرہ کی حکومت پر مامور کیا۔ عماد الدین زنگی نے نہایت خوبی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصرہ کا نظم ونسق درست کیا' عرب کے لٹیروں کی دست برد سے اسے محفوظ رکھا پھر جب برسقی موصل کا گورنر ہوا تو منتظم اور کفایت شعار ہونے کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو موصل طلب کیا۔ عماد الدین زنگی کو بار بار کی تبدیلی اور تقرری ناگوار گزری' مستعفی ہو کر سلطان محمود کے دربار میں بمقام اصفہان حاضر ہوا۔ سلطان محمود عزت واحترام سے پیش آیا اور بصرے کی سند گورنری عطا کی۔ عماد الدین زنگی کی دلی خواہش یہی تھی۔ ۵۱۸ھ میں بصرہ کی حکومت پر واپس آیا۔

حلب پر برسقی کا قبضہ: عیسائیوں نے شہر صور[1] کی تسخیر کے بعد دوسرے بلاد اسلامیہ کو تسخیر کرنے کے لیے بہت بڑے لشکر سے حملہ کیا۔ دبیس کے پہنچ جانے اور اس کی سازش نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ (یہ آپ کو یاد ہوگا کہ دبیس بصرہ سے شکست کے بعد عیسائیوں کے پاس چلا گیا تھا اور انہیں تسخیر حلب کی ترغیب دے کر حلب کے محاصرہ میں ان کے ساتھ آیا تھا) عیسائی فوجیں حلب پر آ اتریں۔ اہل حلب نے مدافعت پر کمر باندھی' تاش[2]..... بن ارتق والیٔ حلب نے برسقی والیٔ موصل سے امداد طلب کی۔ برسقی نے اس شرط سے امداد کا وعدہ کیا کہ قلعہ حلب میرے نائب کے حوالہ کیا جائے' تاش نے اس شرط کو منظور کیا' برسقی فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا' عیسائی فوجیں برسقی کی آمد کی خبر پا کر محاصرہ اٹھا کر کوچ کر گئیں' برسقی بلا جنگ وجدال کامیابی کے ساتھ حلب میں[3] داخل ہوا قبضہ کیا۔ اس کے بعد کفر طاب[4] کو بھی عیسائیوں سے چھین لیا۔ قلعہ اعزاز پر دھاوا کیا' قلعہ اعزاز جوسلین عیسائی بادشاہ کے قبضہ میں تھا۔ برسقی نے اس پر محاصرہ ڈالا۔ عیسائیوں کو اسکی خبر لگی' چاروں طرف سے عیسائی مجاہدین جھرمٹ باندھ کر قلعہ اعزاز کے بچانے کے لیے آئے سخت[5]

---

[1] شہر صور میں خلیفہ آمر بہ احکام اللہ علوی مصری کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا عز الملک' وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل کا بنایا ہوا حاکم تھا۔ عیسائی مجاہدوں نے کئی بار اسے لوٹا اور تاراج کیا ۵۰۶ھ میں بادشاہ فرانس نے صور کے سر کرنے کے لیے بہت فوج روانہ کی' عز الملک نے اتابک طغتکین والیٔ دمشق سے امداد طلب کی' اتابک طغتکین نے امیر مسعود کو اہل صور کی کمک پر مامور کیا' عیسائی فوجیں امیر مسعود کی آمد کی خبر پا کر بلا کسی لڑائی کے واپس گئیں' امیر مسعود صور میں داخل ہوا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ لیکن خطبہ اور سکہ خلیفہ علوی مصری ہی کا جاری رکھا۔ خلیفہ آمر مصری اور امیر الجیوش افضل کو اس خبر سے بیحد مسرت ہوئی' ۵۱۶ھ تک مسعود' صور میں فرماں روائی کرتا رہا۔ امیر الجیوش افضل کے قتل کے بعد خلیفہ مصری نے مسعود کو بحیلہ وفریب معزول کر کے دمشق واپس کر دیا اور ایک دوسرے شخص کو صور کی حکومت پر مامور کیا' عیسائیوں کو اس کی خبر لگی' فوجیں فراہم کر کے ماہ ربیع الاول ۵۱۸ھ میں صور کا محاصرہ کر لیا۔ نہایت شدت سے لڑائی شروع کی' اتابک طغتکین والیٔ دمشق نے صور کی حمایت پر کمر باندھی' بانیاس کی طرف بڑھا لیکن عیسائیوں نے ذرا بھی پروا نہ کی' طغتکین نے خلیفہ مصری کو اس سے مطلع کیا' امداد کی درخواست کی' صدائے نہ برخاست' کا مضمون ہوا۔ ۲۳ جمادی الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے صور پر قبضہ کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۳۷' ۴۳۸ مطبوعہ لیدن۔

[2] اصل کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

[3] یہ واقعہ ۵۱۸ھ کا ہے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۰ مطبوعہ لیدن۔

[4] کفر طاب ملک شام کا ایک شہر ہے ۵۱۹ھ میں برسقی نے اس پر عیسائیوں سے قبضہ حاصل کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لیدن۔

[5] معرکہ قلعہ اعزاز میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کام آئے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خونریز جنگ نے فیصلہ کیا۔ برسقی کو محاصرہ میں ناکامی ہوئی حلب واپس آیا۔ مسعود نے اپنے لڑکے کو حلب کا نائب مقرر کیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچا۔

ملک طغرل و دبیس کی روانگی عراق: حلب سے عیسائی فوج کی واپسی پر دبیس ان سے علیحدہ ہو گیا۔ ملک طغرل کی خدمت میں پہنچا' ملک طغرل نے عزت و احترام سے ملاقات کی' اپنے ہم نشینوں میں داخل کر لیا۔ دبیس من چلا تھا۔ خاموش نہ بیٹھ سکا' قبضہ عراق کی ترغیب دی' قبضہ دلانے کا ذمہ لیا' چنانچہ ۵۱۹ھ میں دونوں عراق کی طرف روانہ ہوئے' دقوقا پہنچے مجاہد الدین بہرام نے تکریت سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادہ سے مطلع کیا' خلیفہ عباسی سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ بتاریخ ۵ صفر ۵۱۹ھ میں جنگ کے ارادے سے دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ برتقش زکوئی کو موکب ہمایوں کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ خالص میں پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ ملک طغرل اور دبیس اس سے مطلع ہو کر خراسان کا راستہ چھوڑ کر جلولاء پہنچے اور خلافت مآب خالص سے دسکرہ آ گئے۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ خلافت پناہی کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا۔

دبیس کی روانگی نہروان: ملک طغرل اور دبیس میں یہ طے پایا کہ دبیس' جلد سے جلد نہروان پہنچ کر نہروان کا پل توڑ دے' خلافت مآب کے لشکر کو عبور سے روکے اور جب ملک طغرل آ جائے تو اس کے بعد بغداد پر قبضہ کرنے کو بڑھے اس قرارداد کے مطابق نہروان کی جانب دبیس نے کوچ کیا' اتفاق یہ کہ ملک طغرل بیمار ہو گیا' پانی بھی زور کا برسا' نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا' دبیس تھکا ماندہ بھوکا' بارش اور سردی سے کانپتا نہروان پہنچا۔ تیس اونٹ کپڑے اور اشیاء خوردنی سے لدے دارالخلافت بغداد سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے پاس جا رہے تھے۔ دبیس نے انہیں لوٹ لیا۔ آسودہ ہو کر کھایا بھیگے کپڑے اتار ڈالے' دوسرے کپڑے پہنے' دھوپ میں لمبے پاؤں کر کے سو گیا۔

ملک طغرل اور دبیس کا ہمدان میں ظلم و جور: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو ملک طغرل اور دبیس کے ارادہ سے آگاہی ہوئی' لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں نہروان کے غربی جانب دبیس مل گیا دبیس آنکھیں ملتا اٹھا' زمین بوسی کر کے دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ' خلافت مآب کے دربار میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب کی رائے کی تعریف کی نہروان کے پل کو قابل عبور بنانے میں مصروف ہوا۔ دبیس' برتقش زکوئی سے باتیں کرنے لگا۔ خلافت مآب اور وزیر السلطنت کو غافل پا کر چلتا بنا اور ملک طغرل سے جا کر مل گیا۔ خلافت پناہی بغداد کی جانب واپس ہوئے۔ ملک طغرل اور دبیس ہمدان پہنچے ملک طغرل اور دبیس نے ہمدان پہنچ کر فساد مچا دیا' لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا دیہات' قصبات اور شہروں کو لوٹ لیا۔ تاوان اور جرمانوں سے رعایا کو پریشان کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی گوشمالی کی غرض سے لشکر بڑھا' ملک طغرل اور دبیس سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے' خراسان میں سنجر کی خدمت میں حاضر ہوئے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور برتقش زکوئی کی الٹی شکایت کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برتقش زکوئی کی ریشہ دوانی: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو برتقش زکوئی بغداد کے افسر پولیس سے نفرت پیدا ہوئی' دھمکایہ' تنبیہ کی' برتقش زکوئی ماہ رجب ۵۲۰ھ میں بخوف جان بغداد چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی طرف سے کان بھرنے شروع کیے اور یہ مغالطہ دیا کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بے تعداد فوج مہیا کر لی ہے' قوت مالی بھی بڑھالی ہے اور وہ زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے کہ حضور والا سے کوئی حیلہ و بہانہ ڈھونڈ کر کشیدگی کا اظہار کرے اور جنگ و جدال کا دروازہ کھولے' اس وقت بادشاہ سلامت پر مقابلہ ذرا دشوار ہو جائے گا۔ سلطان محمود یہ سن کر تاؤ میں آ گیا اور عراق کی روانگی کا ارادہ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے نرمی اور مہربانی سے روکنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ ''فی الوقت آپ عراق کا ارادہ ترک کر دیجئے۔ اس اطراف کی ویرانی اور بربادی بے حد بڑھ گئی ہے جب ویرانی' آبادی سے اور گرانی ارزانی سے تبدیل ہو جائے تو اس قصد کو پورا کیجئے گا۔''

سلطان محمود کی بغداد کی جانب پیش قدمی: سلطان محمود نے اصلیت کا کچھ خیال نہ کیا بلکہ برتقش زکوئی کے پیدا کیے خیال کی اس سے تصدیق کر لی اور نہایت عجلت سے بغداد کی جانب کوچ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اپنے اہل و عیال اور اولاد خلفاء کے ساتھ پاپیادہ دارالخلافت بغداد سے ماہ ذی القعدہ ۵۲۰ھ میں غربی بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اہل بغداد خلافت مآب کی جدائی کی تاب نہ لا سکے۔ زار زار رونے لگے۔

جنگ سلطان محمود و خلیفہ مسترشد باللہ: یہ خبر سلطان محمود تک پہنچی' بے حد شاق گزرا' خلافت مآب کی خدمت میں دارالخلافت واپس جانے کا پیام بھیجا' خلافت مآب نے وہی شرط پیش کی' سلطان محمود کو اس شرط کے پیش کرنے سے غصہ آ گیا۔ تیزی سے بغداد کی جانب بڑھا۔ خلیفہ مسترشد غربی بغداد میں قیام پذیر ہوا اور خادم غفیف کو فوج کی افسری کے ساتھ سلطان محمود کے نائب السلطنت کو روکنے کی غرض سے واسط روانہ کیا۔ سلطان محمود کی طرف سے عماد الدین زنگی والی بصرہ مقابلہ پر آیا۔ غفیف کو شکست دی' غفیف کا لشکر پامال کیا گیا۔ بہتیرے قتل اور قید کیے گئے' خلیفہ مسترشد نے کشتیاں جمع کرائیں' قصر خلافت کے دروازے بند کرا دیئے اور دربان ابن صاحب کو محل سرائے خلافت کی حفاظت پر متعین کیا۔

سلطان محمود کی بغداد میں آمد: ۲۰ ذی الحجہ سنہ مذکور میں سلطان محمود اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا' باب شمالیہ میں قیام کیا' خلیفہ مسترشد سے واپسی اور صلح کا نامہ و پیام کرنے لگا' خلیفہ مسترشد انکاری جواب دے رہا تھا۔ دونوں فوجوں میں ایک روز چل گئی۔ سلطان محمود کی فوج کا ایک دستہ محل سرائے خلافت میں گھس گیا تاج خلافت کو لوٹ لیا۔ یہ واقعہ یکم محرم ۵۲۱ھ کا ہے۔ باشندگان بغداد کو اس سے سخت غصہ اور اشتعال پیدا ہوا ''جہاد'' چلا اٹھے' لڑکے' جوان اور بوڑھے تلواریں نیام سے کھینچ کر نکل پڑے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی بھی پردہ سے نکل آیا۔ بلند آواز سے ''یا آل ہاشم'' پکارنے لگا' طبل اور بگل بجنے لگا۔ دجلہ پر پل فوراً بنا دیا گیا۔ ایک ہلہ میں سب کے سب اتر آئے۔ سلطان محمود کا لشکر محل سرائے خلافت' امراء اور وزراء کے مکانوں کی لوٹ میں مصروف ہوا' محل سرائے خلافت کے تہ خانہ میں ایک ہزار سپاہی چھپے تھے ان لوگوں سے ضبط نہ ہو سکا' نکل پڑے۔ سلطان محمود کے امراء کی ایک جماعت کو گرفتار کیا' عوام الناس نے سلطان محمود کے وزیروں' امیروں اور حاشیہ نشینوں کے مکانات کو لوٹ لیا' ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ اس کے بعد مسترشد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باللہ عباسی نے تیس ہزار جنگ آوران اہل بغداد اور سوار فوج کے ساتھ شرقی بغداد کی طرف عبور کیا سلطانی لشکر نے مقابلہ اور بغداد سے نکال باہر کرنے پر کمر باندھی' بغداد کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ سلطانی لشکر پر شب خون اور حملہ کا تہیہ کیا' ابوالہیجا کردی والیٔ اربل نے مخالفت کی۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود میں مصالحت: اسی اثناء میں عماد الدین زنگی' بصرہ سے ایک بڑا لشکر لیے ہوئے براہ خشکی اور دریا سلطان محمود کی کمک کو پہنچ گیا' اہل بغداد کے چھکے چھوٹ گئے' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' حملہ اور شب خون کے منصوبے ہوا ہو گئے' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے بھی لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ صلح کا نام و پیام ہونے لگا اور باہم مصالحت ہوگئی' سلطان محمود نے اہل بغداد کی خطائیں معاف کر دیں۔ ۱۰ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں قیام پذیر رہا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ہتھیار' گھوڑے اور بہت سا مال ہدیۃً سلطان محمود کو دیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو کفایت شعار اور سیاست داں ہونے کے باعث بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور ہمدان کی جانب واپس ہوا۔

وزیر ابوالقاسم کی معزولی اور بحالی: چونکہ وزیر السلطنت ابوالقاسم علی بن ناصر شادی کی امراء دولت نے سلطان محمود سے جا و بے جا شکایتیں کیں اور الزامات کے علاوہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے سازش کرنے کا الزام بھی لگایا تھا کیونکہ یہ سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے صلح کرانے میں زیادہ کوشش کر رہا تھا اس وجہ سے اثناء سفر ہمدان میں سلطان محمود نے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ شرف الدولہ نوشیروان بن خالد کو بغداد سے طلب فرمایا' وہ ماہ شعبان سنہ مذکور میں بمقام اصفہان حاضر ہوا' سلطان محمود نے اسے عہدہ وزارت عطا کیا۔ دس مہینہ وزارت کی پھر معزول کر دیا گیا۔ بغداد واپس آیا۔ اس تبدیلی پر بھی وزیر سابق ابوالقاسم قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔ جب سلطان سنجر رے میں آیا تو اس نے وزیر ابوالقاسم کو جیل سے نکال کر سلطان محمود کی وزارت پر آخر ۵۲۲ھ میں مقرر کیا۔

عزالدین ابن برسقی کی وفات: صوبہ موصل پر قابض ہونے سے عزالدین ابن برسقی کا رعب و داب اور جاہ و جلال بڑھ گیا۔ قوت اور شوکت جیسا کہ چاہیے' حاصل ہوگئی' بلاد شام پر قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی سلطان محمود سے اجازت حاصل کر کے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ رحبہ پہنچ کر محاصرہ کیا اور قابض ہوا۔ حکومت کی نوبت نہ آئی کہ قبضہ کے فوراً بعد ہی مر گیا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا تجہیز و تکفین سے بھی غافل ہو گیا۔ اس کے بعد دفن کیا گیا اس کا لشکر موصل واپس آیا۔

امارت موصل پر عماد الدین زنگی کا تقرر: عزالدین کی وفات کے بعد عنان حکومت اس کے مملوک جاولی کے قبضہ میں آئی۔ اس نے عزالدین کے چھوٹے بھائی کو عزالدین کی جگہ کرسی امارت پر بٹھایا سند حکومت حاصل کرنے کی غرض سے قاضی بہاء الدین ابوالحسن علی شہرزوری اور صلاح الدین محمد باغیانی' امیر صاحب برسقی کو عرض داشت دے کر سلطان محمود کے دربار میں بھیجا یہ دونوں بغرض مشورہ نصیر الدین جعفر (عماد الدین زنگی کا مملوک تھا) کے پاس گئے (صلاح الدین اور نصیر الدین سے سسرالی رشتہ تھا) نصیر الدین نے کہا ''تم لوگ بڑے ناسمجھ ہو' کیا تم جاولی کی حرکات سے ناواقف ہو' وہ چلتا پرزہ ہے کیا تم اس کی اطاعت بطیب خاطر پسند کرو گے۔ بہتر یہ ہے کہ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے صوبہ موصل کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنری پر متعین کیے جانے کی درخواست کرو۔'' اس مشورہ کے مطابق دونوں' وزیر السلطنت' شرف الدین نوشیروان بن خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ''جزیرہ اور شام پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ہے' حدود ماردین سے عریض مصر تک عیسائیوں کے قبضہ میں ہے برسقی ایک شجاع اور باتدبیر شخص تھا وہ عیسائیوں کے فریب اور چالاکیوں سے خوف واقف تھا اور ان کی روک تھام کے لیے کافی تھا' اس کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ جو مقرر کیا گیا ہے وہ ایک چھوکرا ہے۔ صوبہ موصل کی حکومت کے لیے ایک تجربہ کار' جنگ آزمودہ اور امور سیاسی کا واقف کار شخص ہونا چاہیے جو عیسائیوں کو ان شہروں سے مار بھگائے۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنے آئے ہیں' آئندہ آپ کو اختیار ہے'' وزیر السلطنت نے ان دونوں کی معروضات کو بارگاہ سلطانی میں پیش کیا' سلطان نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حاضر ہونے کا مشورہ ہونے لگا اراکین دولت میں سے ایک گروہ نے عماد الدین زنگی کے حق میں رائے دی' قاضی بہاء الدین اور صلاح الدین نے بہ نظر خوشنودی' عماد الدین زنگی کی طرف سے بطور نذر ایک بڑی رقم شاہی خزانہ میں داخل کی' سلطان نے کفایت شعاری اور شجاعت کی وجہ سے عماد الدین زنگی کو صوبہ موصل کا گورنر مقرر کیا۔ اس کی جگہ عراق کی پولیس افسری مجاہد الدین بہروز والی تکریت کو عنایت کی۔

عماد الدین زنگی کی روانگی موصل: عماد الدین زنگی شاہی حکم لے کر موصل روانہ ہوا پہلے بوزیج پہنچا قبضہ کیا' پھر موصل کی طرف کوچ کیا جاولی کو اس کی خبر لگی ذرا بھی چوں و چرا نہ کی' باظہار اطاعت موصل سے نکل کر استقبال کیا اور اس کی رکاب میں موصل واپس آیا۔ عماد الدین زنگی ماہ رمضان ۵۲۱ھ میں داخل موصل ہوا۔ موصل کا نظم و نسق کرنے لگا۔ جاولی کو رحبہ کی حکومت دے کر رحبہ روانہ کیا۔ نصیر الدین جعفر کو قلعہ موصل پر اور چند اور قلعوں کا حاکم بنایا' صلاح الدین محمد باغیان کو امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا اور قاضی بہاء الدین شہرزوری کو اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کا قاضی القضاۃ مقرر کیا قاضی بہاء الدین کو مال وزر کے علاوہ جاگیر بھی دی' مناصب دیئے۔ ہر کام میں ان سے مشورہ لیتا' ان کے مشورے کے بغیر چھوٹا یا بڑا کام نہ کرتا تھا۔

زنگی کا جزیرہ ابن عمر پر قبضہ: زنگی نے موصل کے انتظام سے فارغ ہو کر قبضہ کی غرض سے جزیرہ ابن عمر کی طرف قدم بڑھایا۔ برسقی کا خادم' جزیرہ کا فرماں روا تھا وہ مقابلہ پر آیا۔ جنگ چھڑ گئی لیکن دونوں فریقوں کے درمیان دجلہ حائل تھا جس سے عماد الدین زنگی کو کامیابی نہ ہوتی تھی۔ عماد الدین زنگی کو یہ تاخیر پسند نہ آئی لشکر کو حکم دیا کہ ''گھوڑے دجلہ میں ڈال دو اور کمال تیزی سے دجلہ عبور کر کے حریف سے میدان لے لو'' چنانچہ عماد الدین زنگی اور اس کے لشکر نے دجلہ میں گھوڑے ڈال دیئے۔ رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات میں دجلہ عبور کر کے زلاقہ[1] پر قبضہ کر لیا۔ حریف کی ایک پیش

---

[1] زلاقہ اس میدان کا نام ہے جو دریائے دجلہ اور جزیرہ کے درمیان میں تھا۔ اہل جزیرہ نے حملہ آور فریق کو دریا عبور کرنے سے روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ دریا عبور کرنے کے بعد زلاقہ میں جنگ ہوئی' شکست اٹھا کر شہر میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۵ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ گئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حریف کو شکست ہوئی۔ جزیرہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا فتح مند گروہ نے چاروں طرف سے محاصرہ کر کے حملہ پر حملہ شروع کر دیا۔ بالآخر محصورین نے امان کا جھنڈا بلند کیا امان کی درخواست پیش کی۔ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ عماد الدین زنگی نے قبضہ کر لیا۔

نصیبین کی مہم: اس مہم سے فارغ ہو کر عماد الدین زنگی نے نصیبین کو سر کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ نصیبین حسام الدین تمرتاش بن ابوالغازی والیٔ ماردین کے قبضہ میں تھا۔ عماد الدین زنگی نے پہنچ کر محاصرہ کیا۔ حسام الدین نے اپنے چچازاد بھائی رکن الدولہ داؤد بن سکمان (سقمان) بن ارتق والیٔ قلعہ کیفا کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی' رکن الدولہ نے بذات خود امداد و حمایت پر کمر باندھی۔ فوجیں فراہم کرنے لگا' حسام الدین تمرتاش نے ماردین سے اہل نصیبین کو تشفی آمیز خط لکھا اور امید دلائی کہ پانچ دن کے اندر تمہاری کمک پر ایک بڑا لشکر پہنچ جائے گا۔ عماد الدین زنگی کا لشکر نصیبین کا محاصرہ کیے تھا۔ قاصد جا نہیں سکتا تھا۔ اس وجہ سے یہ خط ایک پرند[1] کے بازو میں باندھ کر نصیبین کی طرف چھوڑ دیا۔ اتفاق سے عماد الدین زنگی کی فوج میں سے کسی سپاہی نے اس پرندے کو پکڑ لیا۔ بازو میں خط بندھا پایا اپنے سردار عماد الدین زنگی کے پاس لایا۔ عماد الدین زنگی نے پڑھا۔ قلم خاص سے لکھ دیا ''پانچ روز کے بجائے بیس یوم تک کی مہلت ہے'' اور پرند کے بازو میں باندھ کر چھوڑ دیا۔ اہل نصیبین نے حسام الدین کا خط پڑھا عماد الدین زنگی کا لکھا ہوا پرچہ دیکھ کر بدحواس ہو گئے۔ بیس دن بہ انتظار امداد ٹھہرے رہے اس اثناء میں عماد الدین زنگی نے بھی کوئی حملہ نہ کیا۔ اکیسویں دن اہل نصیبین نے امان کی درخواست کی۔ عماد الدین زنگی نے امن کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

زنگی کا خابور و حران پر قبضہ: قبضہ نصیبین کے بعد عماد الدین زنگی نے سنجار کا قصد کیا۔ اہل سنجار نے مصالحت کر لی۔ عماد الدین زنگی نے سنجار پر قبضہ کر کے خابور کو سر کرنے کی غرض سے ایک لشکر روانہ کیا۔ خابور بھی سر ہو گیا حران کی طرف بڑھا۔ اہل حران نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کی۔ الرہا' سروج بیرہ اور اس کے ملحقات عیسائی حکمرانوں کے قبضہ میں تھے' جوسلین عیسائی والیٔ الرہا ان مقامات کا فرماں روا تھا۔ عماد الدین زنگی نے اس سے مراسلت کر کے عارضی صلح کر لی تاکہ مقبوضہ و مفتوحہ علاقہ کا انتظام درست کر کے باطمینان تمام اس مہم کو پورا کر لے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا اور جس غرض کے لیے اسے موصل کی گورنری عطا ہوئی تھی۔[2]

قطلغ ابہ کا حلب پر قبضہ: ماہ محرم ۵۲۲ھ میں عماد الدین زنگی نے فرات کو حلب کی جانب سے عبور کیا' عز الدین مسعود بن آقسنقر برسقی جس وقت حلب سے اپنے باپ کے قتل کے بعد موصل روانہ ہوا تھا۔ اپنے امراء دولت میں سے

---

[1] پرند کا نام کسی مؤرخ نے نہیں لکھا غالباً کبوتر ہوگا۔ یہی جانور اس زمانہ میں نامہ بری کا کام دیتا تھا۔

[2] عماد الدین نے ان مقامات کو مسلمان حکمرانوں سے اس وجہ سے چھینا کہ وہ عیسائیوں کو ملک شام اور جزیرہ سے اس وقت تک نہیں نکال سکتا تھا جب تک کہ یہ مقامات اور شہر اس کے قبضہ میں نہ آ جاتے۔ اس کے علاوہ ان اسلامی حکمرانوں کا عدم وجود دونوں برابر تھا۔ یہ عیسائیوں سے دبے ہوئے تھے' کمزور پڑتے تھے بعض بعض انہیں خراج دیتے تھے۔ ان کی اطاعت کو کامیابی کا باعث سمجھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرمان نامی ایک امیر کو مقرر کیا تھا۔ تھوڑے دن بعد قرمان کو معزول کر کے قطلغ ابہ کو مامور کیا۔ قطلغ ابہ' عزالدین کا حکم لے کر حلب پہنچا' قرمان نے چارج نہ دیا اور یہ کہا کہ مجھ سے اور عزالدین سے کچھ امور طے ہوئے ہیں۔ جب تک میں انہیں اس حکم نامہ میں دیکھ نہ لوں گا' حلب کی حکومت سے دستبردار نہ ہوں گا۔ قطلغ ابہ ان امور کو حاصل کرنے کے لیے عزالدین مسعود کی خدمت میں واپس ہوا۔ رحبہ پہنچا تو عزالدین مسعود کا انتقال ہو چکا تھا۔ حلب کی جانب پھر لوٹا' فضائل بن بدیع اور سرداران حلب نے قطلغ ابہ کی اطاعت قبول کی اور قرمان کو ایک ہزار دینار دے کر برطرف کر دیا۔ قطلغ ابہ نے قلعہ حلب پر نصف (ماہ جمادی الآخر) ۵۲۱ھ میں قبضہ کیا' قبضہ کرنا تھا کہ دماغ پھر گیا۔ ظلم' تعدی' بداخلاقی اور متروکات پر دست درازی شروع کر دی' اوباشوں اور مفسدوں کی بن آئی' یہی اس کے درباری اور ہم نشین بنے' اس وجہ سے عوام اور خواص کے دل اس سے برافروختہ ہو گئے۔

بدرالدولہ سلیمان اور قطلغ ابہ کی جنگ: بدرالدولہ بن عبدالجبار بن ارتق حلب کا سابق فرماں روا جس نے حکومت چھوڑ دی تھی موجود تھا۔ اہل شہر اس کے پاس گئے' قطلغ ابہ کے مظالم کی شکایت کی اور اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کر کے قطلغ ابہ پر حملہ کیا قطلغ ابہ قلعہ بند ہو گیا۔ اہل حلب نے محاصرہ کیا مہیار والیٔ بنج اور حسن والیٔ مراغہ' اہل شہر اور قطلغ ابہ سے مصالحت کرانے کے لیے آیا۔ لیکن مصالحت نہ ہو سکی۔ عیسائیوں کو اس کی خبر لگی۔ منہ میں پانی بھر آیا۔ حلب پر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا۔ اہل حلب اور قطلغ ابہ کے باہمی جھگڑے سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ جوسلین والیٔ الرہا فوج نظام اور عیسائی مجاہدوں کو لیے حلب آ پہنچا۔ اہل حلب نے زرتاوان دے کر جوسلین کو واپس کیا۔ انطاکیہ کا عیسائی بادشاہ اپنی فوج لیے پہنچ گیا۔ آخر سنہ مذکور تک حلب کا محاصرہ کیے رہا اور اہل حلب قلعہ حلب کا حصار کیے رہے۔

حلب پر عمادالدین زنگی کا قبضہ: جب عمادالدین زنگی موصل' جزیرہ اور شام کا حکمران ہوا تو اہل حلب اس کے مطیع ہو گئے۔ بدرالدولہ سلیمان اور قطلغ ابہ' عمادالدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے موصل روانہ ہوئے' حسن قراقوش حلب کا عارضی حکمران مقرر ہوا۔ چند دنوں بعد عمادالدین کی طرف سے صلاح الدین باغیان ایک فوج لے کر حلب ایا۔ قلعہ پر قبضہ کیا۔ شہر کا انتظام درست کیا۔ اس کے بعد عمادالدین زنگی اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ حلب کی طرف روانہ ہوا اثناء سفر میں منبج اور مراغہ پر قبضہ حاصل کرتا ہوا حلب پہنچا۔ امراء لشکر اور سپاہیوں کو جاگیریں دیں قطلغ ابہ کو گرفتار کر کے بدرالدولہ سلیمان کے حوالہ کر دیا۔ بدرالدولہ سلیمان' عمادالدین زنگی سے متنفر ہو کر خاموشی سے قلعہ جعبر بھاگ گیا۔ عمادالدین زنگی نے حکومت حلب پر ابوالحسن علی بن عبدالرزق کو مامور کیا۔

سلطان سنجر اور ملک طغرل: ملک طغرل اور دبیس' سلطان سنجر کی خدمت میں بمقام خراسان حاضر ہوئے۔ دبیس نے عراق پر قبضہ کی ترغیب دی اور یہ ذہن نشین کیا کہ مسترشد باللہ عباسی خلیفہ بغداد اور سلطان محمود آپ کی روک تھام اور مقابلے پر متفق ہو گئے ہیں' سلطان سنجر اس فریب میں آ گیا' عراق کی طرف روانہ ہوا۔ رے پہنچ کر سلطان محمود کو طلبی کا خط لکھا (سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا) سلطان محمود نہایت عجلت سے مسافت طے کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں حاضر ہوا' سلطان سنجر نے اپنی فوج کو استقبال کا حکم دیا' اپنے برابر تخت پر بٹھایا آخر ۵۲۲ھ تک سلطان سنجر کی خدمت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا۔ اس کے بعد سلطان سنجر خراسان کی جانب اور سلطان محمود ہمدان کی طرف واپس ہوئے واپسی کے وقت سلطان سنجر نے سلطان محمود کو ہدایت کی کہ دبیس کو اس کے شہر کی طرف واپس کر دینا۔

سلطان محمود کی بغداد روانگی: اس کے بعد سلطان محمود' عراق روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہنچا۔ وزیر السلطنت نے استقبال کیا۔ ۹ محرم ۵۲۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ دبیس نے حاضر ہو کر ایک لاکھ دینار پیش کیے' گورنری موصل کی درخواست کی عماد الدین زنگی تک یہ خبر پہنچی' ایک لاکھ دینار اور بہت سے نذرانے وتحائف لے کر حاضر ہوا۔ شاہی دربار میں پیش کیے' سلطان محمود نے عماد الدین زنگی کو خلعت اور موصل واپس جانے کا ارشاد فرمایا' نصف سنہ مذکور (ماہ جمادی الآخر) میں بغداد سے روانہ ہوا۔ مجاہد الدین بہروز کو بغداد کا افسر پولیس مقرر کیا اور حلہ کی حکومت عنایت کی۔

سلطان محمود کی وفات: سلطان محمود نے اپنی وفات سے پیشتر چند اراکین دولت کو (جس میں عز الدین ابونصر احمد بن حامد مستوفی' امیر انوشکین معروف بہ شیر گیر اور اس کا لڑکا عمر تھا) وزیر السلطنت ابوالقاسم الشادی کے کہنے سے گرفتار کر کے قتل کیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور انتقال کر گیا۔[1]

---

[1] سلطان محمود کی عمر بوقت وفات ۲۹ سال تھی' ۱۲ برس ۵ مہینہ ۲۰ یوم حکمرانی کی۔ شوال ۵۲۵ھ میں وفات پائی۔ حلیم اور عقلمند تھا۔ ناگوار باتیں سنتا اور باوجود قدرت کے سزا نہ دیتا تھا' طمعی نہ تھا متقی تھا۔ امراء واراکین دولت کو رعایا کے مال پر دست درازی سے روکتا تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۱۰۔ صفحہ ۴۷۱ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۵

سلطان مسعود بن سلطان محمود

وزیر السلطنت ابوالقاسم ادراتا بک آقسنقر احمد بلی نے متفق ہو کر سلطان محمود کے بیٹے ''داؤد'' کو تخت حکومت پر بٹھایا' بیعت کی' صوبجات جبل اور آذربائیجان میں سلطان داؤد نے محاصرہ اٹھالیا' سلطان مسعود تبریز سے ہمدان چلا آیا۔ عماد الدین زنگی گورنر موصل سے مراسلت شروع کی' امداد کا خواستگار ہوا' عماد الدین زنگی نے امداد کا وعدہ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دربار خلافت میں عرض داشت بھیجی۔ بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی' سلطان داؤد نے بھی اس کے قبل اسی قسم کی درخواست دربار خلافت میں پیش کی تھی' خلافت مآب نے دونوں کی درخواست نامنظور فرمائی اور یہ تحریر فرمایا کہ خطبہ میں صرف سلطان سنجر کا نام پڑھا جائے گا اور خفیہ طور پر سلطان سنجر کو لکھ بھیجا کہ تم کسی کے نام کو خطبہ میں داخل کرنے کی اجازت نہ دینا۔ صرف تمہارا ہی نام کا خطبہ پڑھا جائے گا سلطان سنجر کو اس تحریر کی وجہ سے ایک بہترین موقع انکار کا مل گیا۔

سلجوق شاہ کی بغداد میں آمد: سلطان مسعود کو عماد الدین زنگی کے وعدۂ امداد سے بہت بڑی تقویت ہوئی۔ لشکر فراہم کر کے بغداد کی جانب کوچ کیا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا بھائی سلجوق شاہ دارالخلافت بغداد پہنچ گیا۔ شاہی محل سرا میں قیام کیا۔ اتابک قراجا ساقی والیٔ فارس وخوزستان ایک بڑی فوج کے ساتھ اس کی رکاب میں تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی عزت واحترام سے پیش آیا۔ اپنی حمایت وامداد کا وعدہ اور حلف لے لیا۔

خلیفہ مسترشد اور سلطان مسعود میں مصالحت: سلطان مسعود نے بغداد کی روانگی کے وقت عماد الدین زنگی کو بغداد آنے کے لیے لکھا تھا چنانچہ عماد الدین زنگی موصل سے بغداد روانہ ہوا اور سلطان مسعود کوچ وقیام کرتا عباسیہ خالص پہنچا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلجوق شاہ کی فوجیں اس کے مقابلہ پر آئیں اور قراجا ساقی' عماد الدین زنگی کی مدافعت کے لیے روانہ ہوا' مقام معشوق میں مڈبھیڑ ہوئی' قراجا ساقی نے عماد الدین زنگی کو شکست دی' اس کے بہت سے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا' عماد الدین زنگی شکست کھا کر تکریت کی طرف بھاگا' نجم الدین ایوب[1] (ملوک ایوبیہ کا مورث اعلیٰ) حاکم تکریت نے دریا عبور کرنے کے لیے کشتیاں فراہم کیں۔ چنانچہ عماد الدین زنگی دجلہ عبور کر کے موصل چلا گیا۔ سلطان

---

[1] نجم الدین ایوب' سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کا باپ ہے۔ اسی حسن خدمت سے عماد الدین زنگی نے نجم الدین ایوب کو اپنے اراکین دولت میں شامل کر لیا جن سے آئندہ اس کے بیٹے صلاح الدین یوسف کو ملک مصر وشام پر قبضہ کا موقع ملا۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسعود' عباسیہ خالص سے ملکیہ پہنچا۔ سلجوق شاہ کا مقدمتہ الجیش سلطان مسعود کے مقدمتہ الجیش سے بھڑ گیا لڑائی شروع ہو گئی۔ سلجوق شاہ کی طلبی پر قراجا ساقی نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے آ گیا۔ سلطان مسعود عماد الدین زنگی کی شکست سے مطلع ہو کر ہمت ہار گیا۔ لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خلیفہ مسترشد عباسی کی خدمت میں کہلا بھیجا ''میرا چچا سلطان سنجر رے پہنچ گیا ہے عنقریب بغداد پہنچا چاہتا ہے' اگر مجھے حکم دیں تو میں اس کی مدافعت کے لیے عراق روانہ ہوں' کامیابی کے بعد عراق خلافت مآب کا مقبوضہ قرار پائے گا مگر شرط یہ ہے کہ سلطنت کی عنان میرے قبضہ میں رہے اور سلجوق شاہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک ہوگا'' خلافت مآب نے ان شرائط کو منظور فرما لیا۔ فریقین نے قسمیں کھائیں' سلطان محمود خوشی سے اچھلتا کودتا دارالخلافت میں داخل ہوا۔ محل سرائے شاہی میں قیام کیا اور سلجوق شاہ دارالشحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) کے مکان میں ٹھہرا۔

خلیفہ مسترشد کی روانگی خانقین: سلطان محمود کے انتقال کے بعد سلطان سنجر خراسان سے صوبجات جبل کی طرف روانہ ہوا ملک طغرل (اس کا بھتیجا' سلطان محمد کا بیٹا) ہمراہ تھا۔ رفتہ رفتہ رے پہنچا' ذرا دم لے کر رے سے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے بھی روک تھام اور مدافعت کی غرض سے کوچ کیا۔ قراجا ساقی اور سلجوق شاہ ہمراہ تھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے ان لوگوں کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اس وجہ سے روانگی میں تاخیر کی۔ سلطان مسعود اور سلجوق شاہ نے خلافت مآب کی خدمت میں قراجا ساقی کو روانہ کیا۔ چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی' خانقین کی طرف روانہ ہوا۔ خانقین پہنچ کر قیام کیا' سلطان سنجر کے نام کا خطبہ عراق سے موقوف کر دیا گیا۔

جنگ سلطان سنجر و سلطان مسعود: چونکہ سلطان سنجر نے دبیس اور عماد الدین زنگی کو ملا لیا تھا۔ دبیس کو حلہ اور عماد الدین زنگی کو بغداد کی پولیس افسری دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس وجہ سے دبیس اور عماد الدین زنگی میدان خالی دیکھ کر بغداد پر قبضہ کرنے کے لیے بڑھے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو اس کی خبر لگی۔ ان دونوں سے میل جول کی غرض سے بغداد کی طرف واپس ہوا' سلطان مسعود اور اس کا بھائی سلجوق شاہ' سلطان سنجر سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ لیکن سلطان سنجر کی کثرت فوج نے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ سلطان سنجر ایک شب و روز کی مسافت طے کر کے قریب پہنچا' سلطان مسعود دینور واپس آیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے انتظار میں جنگ کو بہ حیلہ و حوالہ ٹال رہا تھا لیکن جب کوئی موقع جنگ کو ٹالنے کا باقی نہ رہا تو تن بہ تقدیر مقابلہ پر آیا۔ عوران' نواح دینور میں دونوں حریف صف آرا ہوئے قراجا ساقی نے سلطان سنجر پر حملہ کیا معرکہ کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا' قراجا ساقی کو کئی زخم لگے' سلطان سنجر کی فوج نے دفعتہً حملہ کر کے قراجا ساقی کی رکاب کے لشکر کو گھیر لیا۔ بہت سے ہمراہی مارے گئے قراجا ساقی گرفتار ہو گیا۔ سلطان مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے سردار اور امرائے دولت کام آئے۔ سلطان مسعود کے ہمراہیوں میں سے قزل نامی ایک سردار میدان جنگ سے پہلے بھاگا' اسے بھاگتا دیکھ کر فوج بھی بھاگ نکلی۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۲۶ھ[1] کا ہے۔

---

[1] اس لڑائی میں سلطان سنجر کے میمنہ میں ملک طغرل (سلطان سنجر کا بھتیجا) قماج اور امیر امیران۔ میسرہ میں خوارزم شاہ اتسز بن محمد اور چند امراء لشکر اور قلب لشکر میں خود سلطان سنجر تھا۔ ایک لاکھ سوار رکاب میں تھے جس میں سے دس ہزار سوار قلب میں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک طغرل کی تخت نشینی: کامیابی کے بعد سلطان سنجر نے سلطان مسعود کے خیمہ میں قیام کیا قراجا ساقی پابہ زنجیر پیش ہوا۔ سلطان سنجر کے حکم سے قتل کر دیا گیا' اس کے بعد سلطان مسعود حاضر ہوا۔ سلطان سنجر نے گلے سے لگایا' عزت کی اور گنجہ کی حکومت پر واپس کیا' تمام ممالک محروسہ سلجوقیہ میں ملک طغرل بن سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا حکومت وسلطنت پر متمکن ہوا۔ سلطان محمود کے وزیر ابوالقاسم الشاباذی کو قلمدان وزارت سپرد ہوا' آخر ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں چچا اور بھتیجے نیشاپور کی جانب مظفر ومنصور واپس ہوئے۔

ملک طغرل اور سلطان داؤد کی جنگ: آپ ابھی پڑھ آئے ہیں کہ سلطان سنجر نے کامیابی کے بعد اپنے بھتیجے ملک طغرل کو تخت حکومت پر متمکن کیا' ملک طغرل نیشاپور سے ہمدان چلا آیا اور سلطان سنجر یہ سن کر کہ والیٔ ماوراء النہر احمد خاں باغی ہو گیا ہے' اصلاح اور سرکوبی کی غرض سے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور چند روز تک ان معاملات کے سلجھانے میں مصروف رہا۔ ملک داؤد کو موقع مل گیا۔ آذربائیجان اور گنجہ میں خود مختار حکومت کا دعویٰ کر دیا۔ فوجیں فراہم کیں۔ ملک گیری کا حوصلہ بڑھا ہمدان کی طرف کوچ کیا' برتقش زکوئی اتابک آقسنقر احمد یلی' اور طغرل بن برسق اپنی اپنی فوجیں لیے رکاب میں تھے۔ ملک طغرل کو اس کی اطلاع ہوئی' فوج مرتب کر کے میدان میں آیا۔ ملک داؤد کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی سبب یہ ہوا کہ برتقش زکوئی کی حرکات اور بے جا کارروائیوں کا فوج کو احساس ہو گیا۔ ترکمانوں نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آقسنقر اتابک بھاگ گیا۔ ملک داؤد کو شکست ہوئی یہ واقعہ ماہ رمضان ۵۲۶ھ کا ہے۔

ملک داؤد شکست کے بعد ماہ ذی القعدہ میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ اتابک آقسنقر ساتھ تھا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے عزت واحترام سے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔

سلطان مسعود اور سلطان داؤد: سلطان مسعود کا اپنے چچا سلطان سنجر سے شکست پانے' سلطان مسعود کے گنجہ واپس جانے' ملک طغرل کی تخت نشینی سلطان داؤد کی لڑائی اور شکست' اس کے بعد سلطان داؤد کے بغداد جانے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

جس وقت سلطان مسعود کو سلطان داؤد کی شکست اور روانگی بغداد کا حال معلوم ہوا سامان سفر درست کر کے بغداد کا راستہ لیا۔ سلطان داؤد نے اس سے مطلع ہو کر بغداد سے باہر بڑے تپاک سے استقبال کیا گھوڑے سے اتر کر زمین بوسی کی۔ ماہ صفر ۵۲۷ھ میں سلطان مسعود دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا' شاہی محل سرا میں قیام کیا' سلطان مسعود اور سلطان داؤد کے نام کا جامع بغداد میں خطبہ پڑھا گیا' پھر دونوں نے متفق ہو کر آذربائیجان پر حملہ کا تہیہ کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امداد

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے) تھے۔ کالی کالی پہاڑیوں (ہاتھی) کا ایک جھنڈ آگے تھے۔ ملک مسعود کے میمنہ میں قراجا ساقی اور امیر قزل' میسرہ میں برتقش زکوئی اور یوسف جادوش تھا۔ قراجا ساقی نے سلطان سنجر کے قلب لشکر پر حملہ کیا ملک طغرل اور خوارزم شاہ سرداران میمنہ ومیسرہ نے چکر کاٹ کر قراجا ساقی کو چاروں طرف سے گھیر لیا نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ قراجا ساقی محاصرہ میں آ گیا۔ ہاتھ پاؤں بہت کچھ مارے لیکن کامیاب نہ ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۷۷ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے اور فوج بھیجنے کی درخواست کی خلافت مآب نے درخواست منظور فرمائی۔

فتح آذربائیجان: چنانچہ سلطان مسعود اور سلطان داؤد ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کو سر کرنے کے لیے روانہ ہوئے' مراغہ پہنچے' آقسنقر احمد یلی نے مال وزر اور بہت سے سفری خیمے نذر کیے سلطان مسعود نے بلا قتل وقتال صوبہ آذربائیجان پر قبضہ کرلیا' حاکم آذربائیجان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ شہر آذربائیجان[1] میں جا کر قلعہ بند ہوا۔ سلطان مسعود اور سلطان داؤد نے پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود فتح یاب ہوا۔ محصورین کی ایک جماعت کام آ گئی۔ باقی ماندگان بھاگ گئے۔

جنگ سلطان مسعود اور ملک طغرل: آذربائیجان کے قبضہ سے فارغ ہو کر سلطان مسعود ملک طغرل سے جنگ کرنے کے لیے ہمدان روانہ ہوا۔ چنانچہ اسے شکست دے کر ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں ہمدان پر قبضہ کیا۔ ملک طغرل رے چلا گیا۔ پھر رے سے اصفہان واپس آیا۔ اس کے بعد آقسنقر احمد یلی کو ہمدان میں فرقہ باطنیہ کے ایک شخص نے قتل کر ڈالا' کہا جاتا ہے کہ سلطان مسعود نے آقسنقر احمد یلی کو قتل کرایا۔

ملک طغرل کی شکست: سلطان مسعود یہ سن کر کہ ملک طغرل اصفہان میں ہے محاصرہ اور جنگ کی غرض سے اصفہان روانہ ہوا' ملک طغرل اصفہان چھوڑ کر فارس چلا گیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان پر قبضہ کرلیا۔ ملک طغرل کے تعاقب میں بیضا تک پہنچا۔ ملک طغرل کے بعض سرداران لشکر نے تنگ آ کر سلطان مسعود سے امان حاصل کی' ملک طغرل کو اپنے ہمراہیوں سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا کہیں وہ دھوکا دے کر سلطان مسعود سے نہ جا ملیں' رے کا راستہ اختیار کیا۔ اثناء سفر میں بماہ شوال سنہ مذکور میں امیر شیر گیر کے غلاموں نے وزیر السلطنت ابوالقاسم الشاباذی کو قتل کر ڈالا۔ ملک طغرل بحکم سلطان تنگ آید بجنگ آید لوٹ پڑا سلطان مسعود کے مقابلہ میں صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے شدید لڑائیاں ہوئیں ملک طغرل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ حاجب تنکی' ابن بقرا اور اکثر سرداران لشکر گرفتار ہو گئے سلطان مسعود کے سامنے تنکی اور ابن بقرا پیش کیے گئے سلطان مسعود نے رہا کر دیا اور ہمدان واپس آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

معرکہ قزوین: ملک طغرل پر فتح یاب ہونے کے بعد سلطان داؤد کو سلطان محمود کی بدعہدی اور بغاوت کی اطلاع ہوئی' فوراً فوج مرتب کر کے آذربائیجان پہنچا اور سلطان داؤد کا قلعہ آذربائیجان میں محاصرہ کرلیا[2]..... ملک طغرل نے فوجیں مہیا کر کے سلطان مسعود کے بعض شہروں پر قبضہ کرلیا۔ سپہ سالاروں کو انتظام کی غرض سے ان شہروں کی حکومت پر متعین کیا۔ سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ کوچ کا حکم دیا۔ قزوین میں مقابلہ ہوا۔ بوقت مقابلہ سلطان مسعود کے وہ سرداران لشکر جو ملک طغرل سے مل گئے تھے ملک طغرل کے لشکر میں آ ملے اس وجہ سے ملک مسعود کو شکست ہوئی' یہ واقعہ ماہ

---

[1] تاریخ کامل ابن اثیر میں بجائے آذربائیجان ''اردبیل'' لکھا ہے اور غالباً یہی صحیح ہے کیونکہ وہ منقول عنہ ہے دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۴۸۴ مطبوعہ لیدن۔

[2] کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان ۵۲۸ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی بغداد میں آمد: شکست کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے بغداد واپس آنے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے اجازت دے دی' اس وقت سلجوق شاہ (سلطان مسعود کا بھائی) بقش سلاحی نائب السلطنت کے ساتھ اصفہان میں قیام پذیر تھا سلطان مسعود کی شکست کی خبر سن کر نہایت تیزی سے راہ طے کر کے سلطان محمود سے پیشتر بغداد پہنچ گیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے شاہی محل سرا میں ٹھہرایا۔ خلعت و انعام سے سرفراز کیا اس کے بعد سلطان مسعود اور اس کے اکثر مصاحبین بحال پریشان بغداد پہنچے' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے لباس' گھوڑے آلات حرب اور روپے دیئے۔ سلطان مسعود ۱۵ شوال سنہ مذکور میں محل سرائے شاہی میں داخل ہوا اور ملک طغرل نے ہمدان میں قیام کیا۔

خلیفہ مسترشد باللہ اور سلطان مسعود میں کشیدگی: چند روز بعد خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے سلطان مسعود کو ملک طغرل کی مداخلت اور جنگ کے لیے ہمدان جانے کا حکم دیا۔ بہ نفس نفیس اس مہم میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا لیکن سلطان مسعود نے کسی وجہ سے اس حکم کی تعمیل میں تاخیر سے کام لیا۔ مسعود کے بعض امراء اور سرداران لشکر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے' بعض پر سلطان مسعود کو ملک طغرل سے سازش کا شبہ ہوا۔ سلطان مسعود نے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس سے اوروں کو خوف پیدا ہوا سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود کو ان لوگوں کو واپس لانے کا حکم دیا' سلطان مسعود نے اس حکم پر کوئی توجہ نہ دی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ دونوں کے دلوں میں کدورت بیٹھ گئی' کشیدگی اور رنجش بڑھ گئی' خلیفہ مسترشد نے امداد و اعانت سے کھینچ لیا۔

ملک طغرل کی وفات: اس اثناء میں بماہ محرم ۵۲۹ھ ملک طغرل کی وفات کی خبر پہنچی' سلطان مسعود بغداد سے ہمدان روانہ ہوا شرف الدین نوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ مسعود شرف الدین کو بغداد سے اپنے ہمراہ لیا تھا۔ رفتہ رفتہ فوجیں آ گئیں' ہمدان اور جبل پر قابض ہو گیا۔

جنگ سلطان مسعود و خلیفہ مسترشد باللہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی اور سلطان مسعود میں قیام بغداد کے زمانہ میں ان امراء کی بدولت رنجش پیدا ہو گئی تھی۔ جو سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے دامن دولت سے وابستہ ہو گئے تھے پھر جب سلطان مسعود ملک طغرل کے انتقال کے بعد تو امرائے حکومت کی ایک جماعت جن میں برتقش زکوئی' قزل' قراسنقر خمارتکین والیٔ ہمدان' عبدالرحمٰن بن طغایرک اور دبیس بن صدقہ کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ سلطان مسعود سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلی گئی۔ والیٔ خوزستان ''برسق بن برسق'' نے ان لوگوں کی رائے سے موافقت کی اور ان کا ہمدرد بن گیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سے امان کی درخواست کی' دربار خلافت میں حاضری کی اجازت چاہی' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے دبیس بن صدقہ کے علاوہ تمام امراء کو امان دی'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امان نامہ لکھ کر سدید الدولہ بن انباری کی معرفت بھیج دیا۔ اس وجہ سے دبیس بن صدقہ کو اپنے رفقا سے خطرہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ مجھے گرفتار کر لیں' علیحدہ ہو کر سلطان مسعود کی خدمت میں واپس گیا۔ بقیہ امراء بغداد گئے اور خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے پر تیار کیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی ان خود غرض امیروں کے کہنے میں آ گیا' ان لوگوں کی عزت و توقیر بڑھائی آخر رجب ۵۲۹ھ میں سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے کوچ کیا۔ والیٔ بصرہ اثناء سفر میں بصرہ بھاگ گیا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے امان دینے کا وعدہ کیا۔ طلبی کا فرمان بھیجا۔ لیکن والیٔ بصرہ واپس نہ ہوا۔ اس سے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی روانگی میں تاخیر کرنے لگا۔ لیکن سرداروں نے پھر جنگ پر ابھارا' اور طرح طرح کے سبز باغ دکھائے چنانچہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کمر بستہ ہو کر ماہ شعبان سنہ مذکور میں روانہ ہوا۔ برسق بن برسق اپنی فوج لیے بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا۔ اس وقت خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کی تعداد سات ہزار سے بڑھ گئی۔ عراق میں تین ہزار فوج اپنے خادم ''اقبال'' کے ساتھ چھوڑ کر آگے بڑھا' اطراف بلاد کے حکمرانوں نے دربار خلافت میں فدویت نامہ روانہ کیا۔ اطاعت و فرماں برداری سے پیش آئے۔

ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کو ہوئی پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے لشکر کا ایک گروہ یہ سن کر علیحدہ ہو گیا۔ سلطان داؤد بن سلطان محمود نے آذربائیجان سے کہلا بھیجا ''آپ دینور میں جا کر قیام فرمائیے' یہ جانباز فوج لے کر آ جائے تو مقابلہ کیجئے'' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے توجہ نہ کی۔ جنگ کے ارادے سے کوچ کیا۔ عماد الدین زنگی نے موصل سے خلافت مآب کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ اتفاق وقت سے نہ پہنچ سکیں اور لڑائی چھڑ گئی۔

خلیفہ مسترشد باللہ کی گرفتاری: ۱۰ رمضان سنہ مذکور میں بمقام دایمرج دونوں حریف صف آرا ہوئے۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی فوج کا میسرہ سلطان مسعود سے مل گیا۔ میمنہ کو شکست ہوئی' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی گرفتار کر لیا گیا خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے ساتھ وزیر (شرف الدین[1] علی بن طراوزینبی) قاضی القضاۃ بغداد' خلافت مآب کا خزانچی (ابن طلحہ) ابن انباری' خطباء فقہاء اور علماء گرفتار ہوئے' خلافت مآب ایک خیمہ میں ٹھہرائے گئے۔ ان کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا' وزیر اور دیگر چند امراء پابہ زنجیر قلعہ سرجہان بھیج دیئے گئے۔ بقیہ کو بغداد واپس کیا' سلطان مسعود ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ امیر بک ابہ کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کر کے روانہ کیا آخر ماہ رمضان میں وارد بغداد ہوا۔ شاہی غلاموں کا ایک گروہ رکاب میں تھا ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ بغداد کے عوام الناس کو اس سے صدمہ پہنچا۔ جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا۔ بہت سے عوام الناس مارے گئے۔

خلیفہ مسترشد باللہ اور سلطان مسعود میں مصالحت: اس کے بعد سلطان مسعود ماہ شوال سنہ مذکور میں ہمدان سے مراغہ روانہ ہوا' خلیفہ مسترشد باللہ عباسی نظر بند ہمراہ تھا۔ مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا بالآخر ان شرائط پر مصالحت ہوئی۔

---

[1] اسماء مابین ہلالی میں نے تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ دیکھو جلد ۱۱ صفحہ ۱۵ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) خلیفہ مسترشد باللہ عباسی' فوج فراہم نہ کرے۔
(۲) خانہ نشین رہے۔ جنگ کے لیے محل سرائے خلافت سے باہر قدم نہ نکالے۔

خلیفہ مسترشد باللہ کا قتل: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی سلطان مسعود سے رخصت ہوا۔ سلطان مسعود نے اظہار فدویت کے لیے اطاعت قبول کی۔ حفاظت کے لیے جو لوگ مقرر تھے وہ علیحدہ ہو گئے۔ فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے خیمہ میں گھس گیا' کئی زخم کاری پہنچائے قتل کیا' مثلہ[1] کیا۔ برہنہ چھوڑ دیا۔ مقتول خلیفہ کے ساتھ چند مصاحبین بھی قتل ہوئے باطنیہ قاتلوں کا تعاقب کیا گیا سب کے سب مار ڈالے گئے۔ یہ واقعہ نصف (۱۷) ذیقعدہ ۵۲۸ھ کا ہے۔ تقریباً ۱۸ سال خلافت کی' فصیح' بلیغ' شجاع' عالی ہمت اور منشی تھا (۴۳ سال ۳ ماہ کی عمر پائی)

خلیفہ راشد باللہ کی تخت نشینی: خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے بک ابہ پولیس افسر بغداد کو لکھا کہ مقتول خلیفہ کے بیٹے ابوجعفر منصور کو حسب ولی عہدی تخت خلافت پر متمکن کر کے رسم بیعت انجام دو' چنانچہ واقعہ قتل کے آٹھویں دن ابوجعفر منصور تخت نشین ہوا' اراکین دولت' ممبران خاندان خلافت اور ابوالنجیب واعظ نے بیعت کی' الراشد کا لقب اختیار کیا۔

اقبال (خادم خلیفہ مسترشد باللہ عباسی) کو جب خلیفہ مقتول کے قتل کی خبر پہنچی' وہ اس وقت بغداد میں مقیم تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تو دریائے دجلہ کو غربی جانب سے عبور کیا' تکریت پہنچ کر مجاہدالدین بہروز کے پاس قیام پذیر ہوا۔

خلیفہ راشد باللہ و سلطان مسعود: خلیفہ راشد باللہ عباسی کے تخت نشین ہونے کے بعد سلطان مسعود نے برتقش زکوئی کو خلافت مآب کے پاس بھیجا۔ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کی قرارداد صلح کے مطابق چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا' خلیفہ راشد باللہ عباسی نے جواب دیا ''میرے پاس اب کچھ نہیں ہے۔ جس قدر زر نقد موجود تھا وہ مقتول خلیفہ مسترشد کے ساتھ تھا اور وہ لوٹ لیا گیا' اس کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے فوج فراہم کی' کجرایہ کو اس کی سرداری عنایت فرمائی' شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ برتقش زکوئی اور بک ابہ نے اتفاق کر کے محل سرائے خلافت پر حملہ کیا' خلیفہ راشد کا لشکر مقابلہ پر آیا باشندگان بغداد نے بھی راشدی لشکر کا ساتھ دیا' لڑائی ہوئی' برتقش زکوئی اور بک ابہ کو شکست ہوئی شہر بغداد سے خراسان کی طرف نکال دیئے گئے' بک ابہ واسط چلا گیا اور برتقش زکوئی نے سرخس کا راستہ لیا۔

ابوعبداللہ اور حسن اقبال کی گرفتاری و رہائی: واقعات بالا کا مشہور ہونا تھا کہ سلطان داؤد ماہ صفر ۵۳۰ھ میں آذربائیجان سے بغداد پہنچا۔ محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔ اس کے بعد ہی عمادالدین زنگی موصل سے' صدقہ بن دبیس حلہ سے' عنتر بن ابی عسکر جادانی منتظم امور سلطنت صدقہ' برتقش بازاردار والی قزوین تقش کبیر والی اصفہان' ابن برسق اور ابن

---

[1] عرب میں دستور تھا کہ جس مقتول کی بے عزتی کرتے تھے اس کے کان' ناک اور عضو تناسل کاٹ دیتے تھے اسی کو ''مثلہ'' کرنا کہتے ہیں۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد یلی بغداد میں داخل ہوئے۔ لشکر بغداد سے کجرایہ اور طرنطائی ملنے کے لیے آئے۔ اقبال (خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا خادم) تکریت سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے اسے اور ناصر الدولہ ابوعبداللہ حسن بن جہیر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس سے اراکین دولت کو ناراضگی پیدا ہوئی' وزیر السلطنت جلال الدین ابوالراضی بن صدقہ سوار ہو کر عماد الدین زنگی سے ملنے آیا۔ اجازت لے کر ٹھہر گیا۔ باہم تبادلہ خیال ہوا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی اور عماد الدین زنگی کے معاملات کو سلجھایا جس سے دونوں میں صفائی ہوگئی۔ اس کے بعد قاضی القضاۃ زینبی بھی عماد الدین زنگی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پناہ لی اور اس وقت سے عماد الدین زنگی کے ساتھ رہے بغداد سے موصل چلے آئے۔ اقبال خادم عماد الدین زنگی کو سفارش سے قید سے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی عماد الدین زنگی کے پاس آ گیا۔

سلطان داؤد کا خطبہ: معاملات کی صفائی کے بعد خلیفہ راشد باللہ عباسی نے شہر پناہ کی تعمیر پھر شروع کی۔ سلطان داؤد' عماد الدین زنگی اور خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ایک دوسرے کی اعانت اور حمایت کی قسمیں کھائیں۔ سلطان مسعود کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ سلطان داؤد کا نام خطبہ میں داخل ہوا۔ سلطان داؤد نے برتقش بازدار کو بغداد کا پولیس افسر مقرر کیا اور فوجیں مرتب کر کے سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے بغداد سے روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کی جانب پیش قدمی: اس کے بعد سلجوق شاہ برادر اور سلطان مسعود نے واسط پر حملہ کیا اور قبضہ حاصل کر کے امیر بک ابہ کو گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا' عماد الدین زنگی' سلجوق شاہ کو روکنے کے لیے روانہ ہوا لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ باہم مصالحت ہوگئی' بغداد واپس ہوا' سلطان داؤد سے ملنے کے لیے خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ لشکر کی فراہمی اور آلات حرب جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ سلطان مسعود بھی فوج آراستہ کر کے سلطان داؤد اور زنگی سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ عماد الدین زنگی نے سلطان داؤد سے علیحدہ ہو کر مراغہ کا قصد کیا اور سلطان داؤد ہمدان کی جانب چلا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی یکم رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے نکلا' خراسان کی طرف چلا' تین دن کے بعد پھر بغداد واپس آیا اور قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا تہیہ کیا۔ سلطان داؤد کی طلبی پر سرداران لشکر جو بغرض جنگ روانہ ہوئے تھے خلافت مآب کے ساتھ بغداد میں قلعہ بند ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لیے واپس آئے' سلطان مسعود کا دارالخلافت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی ان امراء کو بھی تہدید آمیز خط لکھا جو خلیفہ راشد باللہ عباسی کے پاس جمع تھے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے ان امراء کی وجہ سے سلطان مسعود کی عرض داشت پر توجہ نہ کی۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

سلطان مسعود کا محاصرہ بغداد: اس کے بعد سلطان مسعود نے بغداد کا محاصرہ کرنے کے لیے کوچ کیا ملکیہ پہنچا' زین الدین علی (عماد الدین زنگی کا مصاحب) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی' سلطان مسعود کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہ روک سکا۔ واپس آیا سلطان مسعود نے بغداد پہنچ کر محاصرہ کر دیا' اوباشوں کی بن آئی' تمام محلات بغداد میں غارت گری کرنے لگے۔ فوج نے بھی لوٹ مار میں اوباشوں کا ہاتھ بٹایا' تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود محاصرہ کیے رہا۔ جب کوئی کامیابی نہ ہوئی تو بہ قصد اصفہان محاصرہ اٹھا کر نہروان کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں طرنطائی والئ واسط بہت سی جنگی کشتیاں لے کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچ گیا سلطان مسعود بغداد کی جانب لوٹ پڑا۔ دجلہ کو غربی کنارہ کی طرف سے عبور کیا' لشکر بغداد نے روکا لیکن کامیاب نہ ہوا۔ حامیان بغداد میں ہلچل پڑ گئی۔ باہم مخالفت پیدا ہوگئی اور سب آذربائیجان کی جانب واپس ہوئے۔

خلیفہ راشد کی معزولی: عمادالدین زنگی غربی بغداد میں تھا خلیفہ راشد باللہ عباسی' عمادالدین زنگی کے پاس چلا آیا اور اس کے ہمراہ موصل چلا گیا۔ جب بغداد اپنے حمایتیوں سے خالی ہوگیا تو ۱۵ ذیقعدہ ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود اپنے جاہ و حشم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ فتنہ وفساد فرو ہوگیا۔ عوام الناس کو اطمینان حاصل ہوا۔ فقہاء قضاۃ اور علماء شاہی دربار میں طلب کیے گئے۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کا استفتاء کیا۔ قضاۃ اور علماء نے وجہ دریافت کی۔ سلطان مسعود نے خلیفہ راشد باللہ عباسی کا دستخطی خط پیش کیا۔ خلیفہ راشد باللہ عباسی نے قلم خاص سے یہ حلف لکھا تھا ''اگر میں بمقابلہ سلطان مسعود فوج فراہم کروں یا سلطان سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہوں یا سلطان کے کسی امیر یا سردار سے جنگ کروں تو میں اپنے کو بار خلافت سے سبکدوش کرلوں گا'' فقہاء اور قضاۃ نے خط پڑھا۔ معزولی کا فتویٰ دیا۔ اراکین خلافت نے بھی خلیفہ راشد باللہ عباسی کے عیوب ظاہر کیے اور معزولی سے اتفاق کیا۔ یہ اراکین خلافت وہ تھے جو خلیفہ مسترشد باللہ کی قید کے زمانہ میں خلیفہ کے ساتھ قید کیے گئے اور اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے خلافت مآب سلطان مسعود کے پاس رکھے گئے جیسا کہ خلافت عباسیہ کے تذکرہ میں خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کے حالات ہم لکھ آئے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ راشد باللہ عباسی کی معزولی کے بعد' ابوعبداللہ محمد بن خلیفہ مستظہر باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی' المقتفی لامر اللہ کا خطاب دیا گیا۔ یہ حالات تفصیل کے ساتھ اوپر گذر چکے ہیں۔

سلطان داؤد اور سلجوق شاہ کی جنگ: اس کے بعد سلطان مسعود نے قراسنقر کو شاہی فوج کے ساتھ سلطان داؤد کے تعاقب پر روانہ کیا مراغہ کے قریب مڈبھیڑ ہوئی' سخت لڑائی ہوئی' سلطان داؤد کا لشکر پسپا ہوا۔ قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کرلیا اور سلطان داؤد نے خوزستان جا کر دم لیا۔ ترکمانوں کا ایک گروہ جمع ہوگیا سلطان داؤد نے انہیں مسلح کر کے تشتر پر محاصرہ ڈالا۔ اس کا چچا سلجوق شاہ ان دنوں واسط میں تھا۔ سلطان مسعود کے حکم سے سلجوق شاہ نے سلطان داؤد سے جنگ کے لیے تشتر پر دھاوا کیا۔ سلطان داؤد نے سلجوق شاہ کو شکست دی۔

شرف الدین انوشیرواں کی معزولی: ۵۳۰ھ میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت شرف الدین انوشیرواں بن خالد کو معزول کیا۔ کمال الدین ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے موصل چھوڑ دیا ہے۔ سرداران عساکر شاہی کو جو اس کی رکاب میں بغداد میں موجود تھے اپنے اپنے شہروں کو واپس جانیکی اجازت دی صدقہ بن دبیس والی حلہ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا اس اثناء میں بقش سلاحی' برسق بن برسق والی تشتر اور سنقر خمتکین افسر پولیس ہمدان سرداران لشکر کا ایک گروہ حاضر ہوا۔ یہ سب سلطان داؤد کے ساتھ تھے' سلطان مسعود نے ان لوگوں سے خوشنودی ظاہر کی' بقش کو بغداد کی پولیس افسری پر مامور کیا اور ۵۳۱ھ میں ہمدان کی جانب واپس ہوا۔

جنگ سلطان مسعود و سلطان داؤد: چونکہ امیر بوزابہ والی خوزستان' امیر عبدالرحمٰن طغرل بک خلخان اور سلطان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داؤد ابن سلطان محمود' سلطان مسعود کی جانب سے مطمئن نہ تھے اور جنگ کا خطرہ پیش نظر تھا اور امیر منکبرس والیٔ فارس بھی اس خطرے سے بے فکر نہ تھا۔ اس وجہ سے یہ سب فارس میں جمع ہوئے اور متحد ہو کر سلطان مسعود سے جنگ کا عہد و پیمان کیا۔ پھر ان لوگوں نے یہ خبر پا کر کہ معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی' موصل سے مراغہ چلا آیا ہے۔ معزول خلیفہ کو خط لکھا اور سلطان مسعود کے مقابلہ میں اتفاق و اتحاد کا پیام دیا۔ دوبارہ تخت خلافت پر متمکن ہونے کا وعدہ کیا۔ معزول خلیفہ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا' یہ خبریں سلطان مسعود تک پہنچیں' غصہ سے کانپ اٹھا۔ ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں روانہ ہوا' امیر منکبرس جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا' سلطان مسعود نے سزائے موت دی' فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی غارت گری کے لیے لشکر متفق ہو گیا۔

سلطان مسعود کی شکست: امیر بوزابہ اور عبدالرحمٰن طغرل بک تشتر کے قریب تھے۔ ان کو موقع مل گیا۔ دونوں نے متفق ہو کر سلطان مسعود پر حملہ کر دیا۔ سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت نہایت قلیل لشکر رہ گیا تھا۔ اس لیے اسے شکست ہوئی' اس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ جس میں صدقہ بن دبیس والیٔ حلہ' عنتر بن ابوالعساکر' بدر اتابک قراسنقر والیٔ آذربائیجان تھے گرفتار ہو گئے' امیر بوزابہ نے ان سب کو جیل میں ڈال دیا۔ جب اسے امیر منکبرس کے قتل کی خبر کی تصدیق ہو گئی تو سب کو مار ڈالا۔ شکست کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان جا کر دم لیا۔ سلطان داؤد نے ہمدان پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ معزول خلیفہ راشد بھی آ گیا' امیر بوزابہ نے جو ان میں بڑا اور ان سب کا سردار تھا فارس جانے کی رائے دی۔ چنانچہ سب کے سب امیر بوزابہ کے ساتھ فارس پہنچے' امیر بوزابہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

سلجوق شاہ کی بغداد پر فوج کشی: سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ اس کا بھائی سلطان مسعود آذربائیجان گیا ہے تو دارالخلافت پر قبضہ کرنے کے لیے بغداد روانہ ہوا۔ بقش افسر پولیس بغداد اور نظر خادم امیر اس مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے۔ اوباش اور بدمعاشوں کی بن آئی' کھلم کھلا لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی۔ جسے جہاں پایا لوٹ لیا' بقش افسر پولیس بغداد سلجوق شاہ کی مدافعت سے فارغ ہو کر بغداد آیا۔ لٹیروں کو سزائیں دیں۔ بہت سوں کو قید کیا قتل کیا اور ان کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں۔ اس کے بعد خود بقش نے ظلم و سفا کی شروع کر دی' امراء اور رؤسا کو بدمعاشی اور غارت گری کا الزام لگا کر گرفتار کرنے لگا (جیسا کہ پولیس کا دستور ہے) غلہ کی گرانی ہوئی۔ لوگوں کو اپنی عزت کی پڑ گئی۔ اکثر باشندگان بغداد جلاوطن ہو کر موصل وغیرہ چلے گئے۔

صدقہ بن دبیس کے مارے جانے کے بعد حلہ کی حکومت پر سلطان مسعود نے اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مقرر کیا' مہلہل بن ابوالعساکر عنتر مقتول کے بھائی محمد بن دبیس کو نائب بنایا جیسا کہ اس کے حالات میں اوپر ہم لکھ آئے ہیں۔

قتل خلیفہ راشد باللہ عباسی: امیر بوزابہ فارس پر قبضہ حاصل کر کے خوزستان کی جانب واپس ہوا' معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی' ملک داؤد اور خوارزم شاہ نے جزیرہ کا قصد کیا' جزیرہ پہنچ کر مار دھاڑ اور غارت گری شروع کر دی' سلطان مسعود اس سے مطلع ہو کر عراق کو ان کی دست برد سے بچانے کے لیے فوجیں لے کر روانہ ہوا' ملک داؤد' سلطان مسعود کی روانگی سے مطلع ہو کر فارس لوٹ آیا۔ خوارزم شاہ اپنے دارالسلطنت واپس گیا اور معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی نے عجمیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی امداد سے مایوس ہو کر تن تنہا اصفہان کا راستہ لیا۔ چند خراسانی غلاموں نے جو معزول خلیفہ راشد باللہ عباسی کی خدمت میں تھے ۲۵ رمضان ۵۳۲ھ میں اس کا کام تمام کر دیا۔ اصفہان کے باہر مدفون ہوا۔

وزارت کمال الدین محمد: آخر سنہ مذکور میں سلطان مسعود نے وزیر السلطنت ابوالبرکات بن سلامہ خراسانی (ارکزینی) کو معزول کر کے کمال الدین محمد بن خازن کو عہدۂ وزارت سے ممتاز کیا' کمال الدین عادل' خوش خلق اور عالی ہمت تھا۔ بہت سے ٹیکس معاف کر دیئے' ظلم وستم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا' سلطان مسعود کی تنخواہ معین کی' بیت المال کو خزانہ سے بھر دیا اور افسروں کی دست درازی روکی خائن اور نمک حرام گورنروں کو سزائیں دیں اور بہت سے خفیہ اخراجات ظاہر کیے جنہیں گورنر ہڑپ کرتے تھے اس سے سلطان مسعود کی آنکھوں میں وزیر السلطنت بے حد عزیز ہو گیا۔ بددیانت گورنروں کو یہ امور ناگوار گزرے وزیر السلطنت اور اراکین دولت کو لگا بجھا کر رنجش پیدا کر دی۔

وزیر کمال الدین محمد کا قتل: چنانچہ یہ لوگ وقت بے وقت سلطان کے کان بھرنے لگے' اس میں سب سے زیادہ دلچسپی قراسنقر والیٔ آذربائیجان لے رہا تھا۔ اس نے سلطان مسعود کو بغاوت کی دھمکی دی' سلطان مسعود کے درباری اس سے بے حد متاثر ہوئے' فتنہ کے خوف سے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا مشورہ دیا۔ سلطان مسعود نے بہ اکراہ اور بادل ناخواستہ وزیر السلطنت کمال الدین کو قتل کر کے سر کو قراسنقر کے پاس بھیج دیا' قراسنقر کی ناراضگی خوشی اور رضامندی سے تبدیل ہو گئی۔ یہ واقعہ ۵۳۳ھ کا ہے۔ سات مہینہ وزارت کی۔

وزارت ابوالعز طاہر: کمال الدین وزیر السلطنت کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالعز طاہر بن محمد یزدگردی وزیر قراسنقر کے سپرد کیا گیا عزالملک کا خطاب عطا ہوا' تبدیلی وزارت سے امور سلطنت میں بدنظمیاں پیدا ہوئیں' سلطان مسعود انہیں رفع نہ کر سکا' صوبوں کے گورنروں نے ملک کو دبا لیا' نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرح صرف نام کا بادشاہ رہ گیا۔

بقش سلاحی کا قتل: اس کے بعد سلطان مسعود کے حکم سے بقش سلاحی افسر پولیس کو قتل کیا گیا۔ یہ بہت بڑا ظالم' کینہ ور اور غاصب تھا سلطان مسعود نے اسے گرفتار کر کے مجاہد الدین بہروز کی زیر نگرانی تکریت کی جیل میں قید کیا۔ چند روز بعد اس کے قتل کا حکم صادر کیا۔ جلاد جوں ہی قتل کے ارادے سے تلوار تول کر بقش سلاحی کے پاس پہنچا۔ بقش سلاحی دجلہ میں کود پڑا۔ ڈوب کر مر گیا سر اتار کر سلطان مسعود کی خدمت میں روانہ کیا گیا سلطان مسعود نے مجاہد الدین بہروز کو تکریت سے طلب کر کے بغداد کی شحنگی (انسپکٹر جنرل پولیس کا عہدہ) عطا کی۔ مجاہد الدین بہروز نے نہایت خوش اسلوبی سے اس عہدہ کے فرائض انجام دیئے ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود نے اسے بھی معزول کیا۔ قزل امیر اخور سلطان محمود کا غلام یزدجرد (یزدگرد) اور بصرہ کا حاکم اس خدمت پر مامور ہوئے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بغیبہ۔

محمد خوارزم شاہ: سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی جنگ سے ملوک خوارزم کی حکومت کی داغ بیل پڑتی ہے اور اسی زمانہ سے ان کی حکومت وسلطنت کا آغاز ہوتا ہے۔ محمد خوارزم شاہ کی ابتدائی حکومت کا حال ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ محمد بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انوشکین اس کا نام تھا۔ خوارزم شاہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جس زمانہ میں سلطان برکیاروق نے امیر داؤد حبشی کو خراسان کی گورنری عنایت کی تھی اور کنجی نے اسے مار ڈالا تھا تو سلطان برکیاروق نے محمد بن انوشکین کو اس خدمت پر مامور کیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اتسز خراسان کا والی ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار اور منتظم تھا۔ اس وجہ سے سلطان سنجر کی آنکھوں میں اس کی عزت بڑھ گئی' اپنے سرداران لشکر میں داخل کرلیا۔ اکثر لڑائیوں میں اس کی مردانگی و جرأت سے سلطان سنجر کو فتح ہوئی۔

جنگ سلطان سنجر و آتسز : سلطان سنجر کے دربار میں اس کی بہت بڑی عزت و توقیر ہونے لگی' خوارزم میں اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہوگیا۔ لگانے بجھانے والوں نے سلطان سنجر سے لگانا بجھانا شروع کیا' موقع پا کر کہنے لگے ''آتسز کا دماغ اب آسمان پر ہے' خودمختار حکومت کا دعوے دار ہوگیا ہے' سلطان کی وقعت اس کے دل میں ذرہ بھر نہیں ہے۔'' سلطان سنجر کا دل سنتے سنتے بھر آیا۔ فوج آراستہ کر کے (محرم) ۵۳۳ھ میں جنگ کے لیے روانہ ہوا' اتسز بھی مقابلہ کی غرض سے میدان میں آیا۔ لڑائی ہوئی' اتسز مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا' شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کا ایک گروہ کام آ گیا۔ آتسز کا بیٹا بھی مارا گیا جس سے اتسز کو بے حد صدمہ ہوا سلطان سنجر نے خوارزم پر قبضہ کرلیا اپنے بھائی سلطان محمد کے بیٹے ''غیاث الدین سلیمان شاہ'' کو حکومت عطا کی' وزیر' اتابک اور حاجب مقرر کیے چند روز قیام کر کے بماہ جمادی الآخر سنہ مذکور مرو واپس آیا۔

آتسز کا بلاد خوارزم پر قبضہ : جوں ہی سلطان سنجر نے حدود خوارزم سے قدم باہر نکالا۔ آتسز کو موقع مل گیا' خوارزم آ پہنچا چونکہ اہل خوارزم سنجری فوج سے ناراض تھے' نہایت خوشی سے آتسز کے مطیع ہو گئے' سلیمان شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے سلطان سنجر کی خدمت میں جا کر دم لیا۔ آتسز نے کمال اطمینان سے بلاد خوارزم پر قبضہ کرلیا۔ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اتابک قراسنقر : اس کے بعد اتابک قراسنقر نے اپنے باپ ''والی آذربائیجان'' کا بدلہ لینے کے لیے فوجیں جمع کر کے خروج کیا جو کہ جنگ بوزابہ میں مارا گیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور جب سلطان مسعود کے قریب پہنچا تو اسے وزیر السلطنت کمال الدین کے قتل کا پیام دیا اور قتل نہ کرنے کی صورت میں مخالفت اور بغاوت کی دھمکی دی۔ چنانچہ سلطان مسعود نے کمال الدین وزیر کو قتل کرا دیا ان واقعات کو بھی آپ ابھی پڑھ آئے ہیں۔

قراسنقر کا بلاد فارس پر قبضہ : وزیر السلطنت کے قتل کے بعد اتابک قراسنقر نے بلاد فارس پر حملہ کیا۔ امیر بوزابہ قلعہ بیضاء میں قلعہ بند ہوگیا۔ اتابک قراسنقر نے بلاد فارس پر بلا مقابلہ قبضہ کرلیا۔ اس سرے سے اس سرے تک تمام ملک چھان ڈالا۔ لیکن کسی وجہ سے ایک مقام پر ٹھہر کر حکومت نہ کر سکا سلجوق شاہ بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کو فارس کی عنان حکومت سپرد کر کے آذربائیجان واپس آیا' میدان خالی پا کر امیر بوزابہ نے ۵۳۴ھ میں قلعہ سے نکل کر سلجوق شاہ پر حملہ کیا سلجوق شاہ کو شکست ہوئی۔ جنگ کے دوران گرفتار کرلیا گیا امیر بوزابہ نے فارس کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور بلاد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فارس پر پھر قابض ہو گیا۔

قراسنقر کی وفات: اس واقعہ کے بعد اتابک قراسنقر والیٔ آذربائیجان داران نے شہر اردبیل میں وفات پائی۔ اتابک قراسنقر ملک طغرل کا مملوک (غلام) تھا۔ اس کی جگہ جاولی الطغرل کو آذربائیجان کی حکومت عطا ہوئی۔

چہاردانگی کی بلاد فارس پر فوج کشی: ۵۳۵ھ میں سلطان مسعود نے امیر اسمٰعیل چہاردانگی کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ امیر بوزابہ کی سرکوبی اور بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ چہاردانگی فارس کے ارادے سے روانہ ہوا' مجاہد الدین بہروز نے روکا چہاردانگی نے کوئی بات نہ سنی' دجلہ کو عبور کرنے کا تہیہ کیا' مجاہد الدین نے بعض کشتیوں کو بے کار کر دیا اور بعض کو دجلہ میں ڈبو دیا' چہاردانگی نے مجبوراً حلہ کی طرف قدم بڑھایا' والیٔ حلہ نے بھی مدافعت پر کمر باندھی واسط کی جانب بڑھا طرنطائی مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی طرنطائی کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی چہاردانگی نے واسط میں داخل ہو کر اسے خوب تاراج کیا' نعمانیہ اور اس کے قرب و جوار کے مقامات کو لوٹ لیا۔

شکست کے بعد طرنطائی' بطیحہ پہنچا۔ حماد والیٔ بطیحہ امداد کے لیے تیار ہو گیا۔ ادھر چہاردانگی کی فوج چہاردانگی سے علیحدہ ہو کر طرنطائی سے مل گئی۔ چہاردانگی کمزور پڑا۔ مقابلہ سے جی چرا کر تشتر چلا گیا' سلطان مسعود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیجا' سلطان مسعود نے قبول فرمایا۔

جنگ سلطان سنجر اور ترکان خطا: ان واقعات کا خلاصہ جو تاریخ ابن اثیر میں ہیں یہ ہے کہ آتسز بن محمد نے خوارزم پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ترکان خطا کو (جو اس وقت تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور ماوراء النہر کے ترکوں کے بڑے جرگہ سے تھے) سلطان سنجر کے مقبوضہ ممالک پر قبضہ کرنے کی تحریک کی ملک کا سرسبزی کا لالچ دیا' سلطان سنجر کی کمزوری کو ظاہر کیا امداد اور ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ قصہ مختصر ترکان خطا تین لاکھ سواروں کی جمعیت سے سلطان سنجر کے ملک کو تسخیر کرنے کے لیے روانہ ہوئے' سلطان سنجر بھی ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ کے لیے نکلا۔ نہر کو عبور کر کے ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے تیغ و سپر ہوا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی' خونریزی کی کوئی حد نہ رہی۔ آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی' ایک لاکھ فوج کٹ گئی' جس میں چار ہزار عورتیں تھیں۔ سلطان سنجر کی بیگم کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا' سلطان سنجر بحال پریشان ترمذ پہنچا اور ترمذ سے بلخ کا راستہ لیا۔

سلطان سنجر کی شکست کے بعد آتسز نے شہر مرو پر حملہ کیا' بزور تیغ گھس کر غارت گری اور پامالی شروع کر دی فقہاء علماء اور رؤساء شہر کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔

سلطان مسعود کی طلبی: سلطان سنجر کو اس شکست سے بے حد صدمہ ہوا' اس وقت تک کسی لڑائی میں اس کا علم سرنگوں نہیں ہوا تھا۔ اپنے بھتیجے سلطان مسعود کو لکھ بھیجا کہ تم اپنی فوج کے ساتھ رے آ کر قیام پذیر ہو' تاکہ امداد حاصل کی جائے۔ چنانچہ عباس والیٔ رے بغداد چلا گیا اور سلطان مسعود اپنے چچا سنجر کے حکم کے مطابق بغداد سے رے آ گیا۔

سبق قراخاں کا قبول اسلام: بعض مورخین نے لکھا ہے کہ بلاد ترکستان میں کاشغر' بلاد ساغون' ختن اور طراز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ جو کہ ماوراء النہر کے نواح میں داخل ہیں۔ ان مقامات پر ملوک خانیہ ترکیہ حکمران تھے' ملوک خانیہ ترکیہ مسلمان بادشاہ ترک اور افراسیاب بادشاہ ترک کی نسل سے تھے۔ جو مشہور بادشاہ ملوک کیانیہ فارس میں گزرا ہے۔ ملوک خانیہ ترکیہ کا جد اعلیٰ سبق قراخاں دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ شخص آسمان سے اترا اور سبق قراخاں سے ترکی زبان میں کہا جس کا مفہوم یہ تھا ''اسلام قبول کر' دنیا اور آخرت میں تجھے سلامتی حاصل ہوگی۔'' چنانچہ سبق قراخاں نے خواب ہی میں اسلام قبول کیا اور جب بیدار ہوا تو اپنے اسلام کو ظاہر کیا۔ سبق قراخاں کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ بن سبق قراخاں نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی' نسلاً بعد نسلٍ اسی کے خاندان میں ترکستان کی حکومت ارسلان خاں بن محمد بن سلیمان بن داؤد بن بقراخاں بن ابراہیم المقلب بہ طغاج خاں ابن ایبک المقلب بہ نصر ارسلان بن علی بن موسیٰ بن سبق قراخاں تک قائم رہی۔

قدر خاں کا خروج و قتل: ارسلان خان کے زمانہ میں قدر خاں نے خروج کیا اور ارسلان خاں کے قبضہ سے حکومت ترکستان نکال لی۔ ۴۹۴ھ میں سلطان سنجر کی امداد سے ارسلان خاں ترکستان کا دوبارہ حکمران ہوا۔ اور قدر خاں کو سلطان سنجر نے مار ڈالا۔ اس کے بعد خوارج نے ارسلان خاں پر خروج کیا اور ترکستان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ سلطان سنجر نے پھر اس کی اعانت و امداد پر کمر باندھی اور ترکستان پر قبضہ دلا دیا۔

ترکان قارغلیہ: ارسلان خاں کی فوج میں ترکوں کا ایک جرگہ جسے قارغلیہ اور اتراک غزیہ کہتے ہیں۔ یہ وہی ترک ہیں جنہوں نے خراسان کو تاراج کیا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے ان کے دو گروہ کا نام برق تھا۔ برغوث بن عبدالحمید اس کا سردار تھا۔ اہل سمرقند میں سے شریف[1] اشرف ابن محمد ابن ابی شجاع علوی نامی ایک شخص' ارسلان خان ملقب بہ بقرا خان کے دربار میں رہتا تھا۔ اس نے ارسلان خان کے بیٹے کو حکومت و سلطنت کا لالچ دے کر باپ سے حکومت چھیننے پر آمادہ کیا باپ اور بیٹے میں فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو گیا ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سلطان سنجر ۵۲۴ھ میں دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند پہنچا' قارغلیہ نے میدان خالی کر دیا۔ سلطان سنجر سمرقند کی جانب واپس ہوا' ارسلان خاں کو گرفتار کر کے بلخ کی جیل میں ڈال دیا۔ جہاں پر ارسلان خاں نے وفات پائی۔

---

[1] اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ذات شریف علوی نے ارسلان خاں کے بیٹے کی پیٹھ ٹھونک کر مدعی سلطنت بنا کر مقابلہ پر کھڑا کیا ارسلان خاں نے شریف اشرف اور اپنے بیٹے کو بھی مار ڈالا۔ اس سے قارغلیہ کو نفرت پیدا ہو گئی' بغاوت اور نافرمانی کا اعلان کیا۔ حکومت و سلطنت سے استعفا کے طالب ہوئے' ارسلان خاں نے سلطان سنجر سے قارغلیہ کی زیادتی اور بغاوت کی فریاد کی' امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ سلطان سنجر اپنی فوج ظفر موج لے کر ارسلان خاں کی امداد کو سمرقند پہنچا (ارسلان خاں' سلطان سنجر کا بہنوئی تھا) قارغلیہ نے مقابلہ سے جی چرایا میدان خالی کر دیا۔ ایک روز سلطان سنجر شکار کو نکلا۔ اتفاق سے چند سوار نظر آئے سلطان سنجر نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تشدد کیا دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ظاہر کیا کہ ارسلان خاں نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا ہے'' سلطان سنجر غضب ناک سمرقند واپس آیا۔ اس وقت ارسلان خاں قلعہ میں تھا۔ محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بلخ بھیج دیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۵۴' ۵۵ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن تکین کی گورنری سمرقند: سلطان سنجر نے ارسلان خاں کی جگہ سمرقند کی حکومت پر قلج طمغاج ابوالمعالی حسن بن علی بن عبدالمؤمن معروف بہ حسن تکین کو متعین کیا حسن تکین خاندان سلطنت خانیہ میں سے تھا۔ ارسلان خاں نے اسے شہر بدر کر دیا تھا اس کا زمانہ حکومت دراز نہیں ہوا تھوڑے دن بعد مر گیا۔ سلطان سنجر نے محمود بن ارسلان خان سابق حکمران سمرقند کو تخت حکومت پر متمکن کیا۔ یہ ارسلان خاں وہی ہے جس کے قبضہ سے سلطان سنجر نے سمرقند کو نکالا تھا اور محمود بن ارسلان' سلطان سنجر کی بہن کا لڑکا تھا۔

کوہر خاں شاہ چین کی کاشغر پر فوج کشی: اس سے پہلے ۵۲۲ھ میں کوہر خاں چینی بادشاہ' چین سے ملک گیری کے شوق میں ایک بڑی فوج لے کر حدود کاشغر آیا۔ زبان چین میں ''کوہر'' کے معنی ''اعظم خان'' کے معنی ''ملک'' پس کوہر خان کے معنی ہوئے ''اعظم الملک'' یعنی شہنشاہ۔ الغرض والی کاشغر ''احمد بن حسن خاں'' مقابلہ و مدافعت کے لیے میدان جنگ میں نکلا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد کوہر خاں کو شکست ہوئی' اس کے ہمراہیوں کا ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔

کوہر خاں اور خان محمود کی جنگ: اس واقعہ سے قبل ترکان خطا کا ایک گروہ چین سے نکل کر ملوک خانیہ حکمرانان ترکستان کی خدمت میں آ گیا تھا' ارسلان خاں محمد بن سلیمان نے انہیں چینی سرحد پر حفاظت کی غرض سے ٹھہرا رکھا تھا اس خدمت کے عوض جاگیریں دی تھیں اور وظائف مقرر کر دیئے تھے اتفاق سے ارسلان خاں محمد بن سلیمان ان سے کسی بات پر ناراض ہو گیا' سزا دی' اس سے انہیں کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی' سکونت کے لیے ایک کشادہ اور سرسبز زمین تلاش کرنے لگے تاکہ آئندہ ارسلان خاں کے ساتھ ہو کر روزانہ جنگ سے محفوظ رہیں کسی نے ان سے بلاد ساسون کی تعریف کر دی۔ چنانچہ یہ سب اہل و عیال کے ساتھ بلاد ساسون چلے گئے۔ جب دوبارہ کوہر خاں شاہ چین نے بلاد اسلامیہ کی طرف قبضہ اور تاراج کی غرض سے قدم بڑھایا تو ترکان خطا جو ارسلان خان سے ناراض ہو کر بلاد ساسون میں آ کر آباد ہو گئے تھے کوہر خاں سے مل گئے اس کے لشکر کی تعداد بڑھ گئی سیلاب کی طرف بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھا۔ خان محمود بن ارسلان خاں محمد ماہ رمضان ۵۳۱ھ میں اس طوفان کو روکنے کے لیے مقابلہ پر آیا۔ شدید جنگ کے بعد خان محمود کو شکست ہوئی' سمرقند واپس آیا۔ اس سے کوہر خاں کا رعب و داب بڑھ گیا۔ بلاد ماوراء النہر اور اہل بخارا ان کے مظالم کے شکار ہونے لگے۔

جنگ کوہر خاں اور سلطان سنجر: خان محمود نے سلطان سنجر کی خدمت میں عریضہ بھیجا' واقعات لکھے' اور امداد کی درخواست کی' سلطان سنجر کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ لشکر کی فراہمی اور اسباب جنگ مہیا کرنے کا حکم دیا' خراسان' بجستان (خاندان بنی حلف) غزنی (ملوک غور) اور مازندران کے سلاطین اپنی اپنی فوجیں لیے ہوئے سلطان سنجر کے پاس آ کر جمع ہوئے' فوج کی جمعیت ایک لاکھ سے بڑھ گئی۔ آخر ۵۳۵ھ میں نہر عبور کر کے چینی بادشاہ سے لڑنے کے لیے بڑھے۔ محمود خان نے ترکان قارغلیہ کے مظالم اور زیادتیوں کی شکایت پیش کی۔ سلطان سنجر نے ان کی گوشمالی کا قصد کیا' ترکان قارغلیہ نے کوہر خان بادشاہ چین کے پاس جا کر پناہ لی۔ کوہر خاں نے سلطان سنجر کو ترکان قارغلیہ کی سفارش کا خط لکھا سلطان سنجر نے کوئی توجہ نہ کی' بلکہ تہدید آمیز خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی اور اسلام نہ قبول کرنے کی صورت میں جنگ اور کثرت فوج

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دھمکی دی۔ خط دیکھ کر کوہر خاں سخت برہم ہوا۔ دھکے دے کر سلطان سنجر کے ایلچی کو دربار سے نکلوا دیا اور لشکر مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا۔ دونوں حریفوں کا مقام قطوان میں بتاریخ ۵ صفر ۵۳۶ھ مقابلہ ہوا۔ بادشاہ چین کی طرف سے ترکان قارغلیہ خم ٹھونک کر میدان میں آئے لشکر اسلام سے شاہ بجستان تیغ و سپر ہونے کو نکلا' گھمسان کی لڑائی آخر کار اسلامی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مسلمانوں کا ایک گروہ کثیر کام آ گیا' شاہ بجستان' امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہو گئے۔ کوہر خاں نے عزت و احترام سے ان لوگوں کو سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا۔ ترکان خطا اور کفار اتراک بلاد ماوراء النہر پر قابض ہو گئے۔

کوہر خاں کی وفات: ۵۳۰ھ میں کوہر خاں بادشاہ چین مر گیا۔ اس کی بیٹی تخت حکومت پر متمکن ہوئی۔ تھوڑے دن بعد یہ بھی مر گئی اس کی ماں (کوہر خاں کی زوجہ) حکمراں ہوئی اسی زمانہ سے ماوراء النہر میں ترکان خطا کی حکومت و سلطنت کا سکہ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ عماد الدین محمد خوارزم شاہ نے ۶۱۲ھ میں ترکان خطا سے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کیا۔

سلطان سنجر اور خوارزم شاہ کی مصالحت: سلطان سنجر کی شکست کے بعد اتسز (خوارزم شاہ) نے ماہ ربیع الاول ۵۳۶ھ میں سرخس کی طرف قدم بڑھایا' اہل سرخس نے اطاعت قبول کی' مرو شاہجہان کا قصد کیا' امام احمد باخرزی نے حاضر ہو کر باشندگان مرو شاہجہاں کی سفارش کی' جنگ اور خونریزی سے روکا چنانچہ خوارزم شاہ مرو شاہجہان کے باہر خیمہ زن ہوا' ابوالفضل کرمانی اور چند روٴسا شہر کو مشورہ کی غرض سے طلب کیا۔ اس اثناء میں عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ خوارزم شاہ کے فوجیوں کو جو اس وقت مرو شاہجہاں میں تھے مارا' قتل کیا اور شہر سے نکال دیا۔ جھگڑا بڑھا۔ خوارزم شاہ نے قتل اور غارتگری کا حکم دیدیا۔ بزور تیغ گھس کر جی کھول کر پامال کیا۔ بہت سے علماء مارے گئے۔

شوال سنہ مذکور میں خوارزم شاہ نیشاپور کی جانب واپس ہوا۔ علماء فقہاء اور صوفیوں کا وفد (ڈیپوٹیشن) خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اہل نیشاپور کی طرف سے گزارش کی ''ہم لوگوں کے ساتھ وہ برتاؤ نہ برتے جائیں جو اہل مرو شاہجہان کے ساتھ برتے گئے۔ ہم لوگ آپ کی حکومت کے مطیع و فرمانبردار ہیں' خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ لیکن اصرار کر کے سلطان سنجر کا خزانہ لے لیا اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ جامع مسجد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔

اس کے بعد خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو نواح صغد (بیہق) میں پھیلا دیا۔ غارت گری اور قتل کا بازار گرم ہو گیا چند روز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ ترکان خطا بلاد ماوراء النہر میں بلائے بے درماں کی طرح پھیل رہے تھے اور سلطان سنجر ان کی مدافعت میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو نہ روک سکا۔ یہاں تک کہ ۵۳۸ھ کا دور آ گیا' سلطان سنجر کو ایک گونہ ترکان خطا کی جنگ سے فراغت ہوئی لشکر آراستہ کر کے خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے بڑھا۔ خوارزم شاہ قلعہ بند ہو گیا لڑائی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ سلطان سنجر کے بعض سرداران لشکر شہر میں گھس گئے سخت مقابلہ ہوا۔ قریب تھا کہ شہر پر قبضہ ہو جاتا لیکن اتسز (خوارزم شاہ) نے سخت اور شدید جنگ کے بعد انہیں شہر سے نکال دیا۔ اس کے بعد اتسز (خوارزم شاہ) نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا اور تمام مقبوضہ علاقہ کو چھوڑ کر اپنے سابقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبوضات کی حکومت پر قناعت کی۔ سلطان سنجر نے شرائط منظور فرما کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ ۵۳۸ھ میں خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر واپس آیا۔

سلطان مسعود اور اتابک زنگی کی مصالحت: ۵۳۸ھ میں سلطان سنجر دارالخلافت بغداد حسب عادت پہنچا اور موصل کے ارادے سے لشکر مرتب کرنے لگا کیونکہ جس قدر فسادات اور جھگڑے امراء و سرداران لشکر کی طرف سے پیدا ہوتے تھے وہ سب کے سب اتابک زنگی والیٔ موصل کے سر تھوپ دیئے جاتے تھے سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگا جب اسے ترکوں اور خوارزم شاہ سے فراغت حاصل ہوئی تو اتابک زنگی کی اصلاح اور سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ اتابک زنگی نے ابوعبداللہ بن انباری کی معرفت فدویت نامہ روانہ کیا' لطف و مرحمت کی درخواست کی' بیس ہزار دینار نذر کیے بشرط واپسی ایک لاکھ دینار کا وعدہ کیا۔ سلطان سنجر راضی ہو گیا۔ مصالحت ہو گئی۔

اور امور کے علاوہ جن کی وجہ سے سلطان سنجر نے اتابک سے مصالحت کی۔ ایک خاص سبب یہ واقع ہوا کہ اس واقعہ میں سیف الدین غازی (اتابک زنگی کا بیٹا) محبت پدری کی وجہ سے سلطان سنجر کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اتابک زنگی کے پاس چلا آیا تھا۔ اتابک زنگی نے اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور الٹے پاؤں سلطان سنجر کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھا کہ ''میرا بیٹا حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ حضور کا مزاج مجھ سے برہم دیکھ کر فطری محبت کی وجہ سے میرے پاس بھاگ آیا ہے۔ میں اسے پھر حضور کی بارگاہ میں واپس کرتا ہوں اور یہ' دونوں حضور کے غلام ہیں ملک حضور والا کا ہے۔'' اس سے سلطان سنجر کا دل نرم ہو گیا اتابک زنگی کی قدر و منزلت دوچند ہو گئی۔ نہایت خوشی سے پیام مصالحت قبول کیا۔

بوزابہ کی بغاوت: بوزابہ والیٔ فارس و خوزستان کو سلطان مسعود سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی تھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ۵۴۰ھ میں محمد بن سلطان محمود برادر سلطان مسعود کی بیعت کی اور فوجیں آراستہ کر کے مامشون (قاشان) کی جانب روانہ ہوا۔ امیر عباس والیٔ رے بھی آ ملا اور اس رائے سے اتفاق کیا۔ سلطان شاہ برادر سلطان مسعود بھی ان لوگوں کی سازش میں شریک ہو گیا۔ آہستہ آہستہ اکثر شہروں پر ان باغیوں نے قبضہ کر لیا' سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی ماہ رمضان سنہ مذکور میں بغداد سے روانہ ہوا' امیر طغایرک امیر حاجب رکاب میں تھا۔ اس کا اراکین دولت پر ایک خاص اثر تھا اور عام پبلک کا میلان بھی اس کی طرف تھا بغداد میں مہلہل' نصیر امیر الحاج اور بہروز کے غلاموں کا ایک گروہ حفاظت و امن قائم رکھنے کی غرض سے چھوڑ دیا گیا۔ جس وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان شاہ ان کی جماعت سے نکل کر اپنے بھائی سلطان مسعود کے پاس چلا آیا' امیر عبدالرحمٰن نے مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ حسب خواہش صلح ہو گئی' امیر عبدالرحمٰن کو اس حسن خدمت کے صلہ میں ان صوبجات کی حکومت کے علاوہ جس پر وہ پہلے سے حکمراں تھا آذربائیجان اور اراں تا خلخال کی گورنری بھی جاولی طغرل کی جگہ مرحمت کی گئی۔

ابوالفتح بن دراست کی معزولی و بحالی: اسی سلسلہ میں ابوالفتح بن دراست کو جو کہ امیر بوزابہ کا وزیر تھا قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔ ۵۳۹ھ میں سلطان مسعود نے اپنے وزیر السلطنت یزدجردی کو معزول کر کے مرزبان بن عبداللہ بن نصر اصفہانی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا اور یزدجردی معزول وزیر کو مرزبان بن عبداللہ وزیر جدید کی سپردگی میں دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرزبان بن عبداللہ نے یزدجردی کا تمام مال واسباب ضبط کرلیا اور جیل میں ڈال دیا۔ پھر جب ۵۴۰ھ کا دور آیا اور امیر بوزابہ وغیرہ سے مصالحت ہوگئی تو امیر بوزابہ کو ایک حد تک سلطان مسعود پر قابو مل گیا اور اس کی حکومت وسلطنت پر اسے غلبہ حاصل ہوا۔ اسی کا نتیجہ یہ تھا کہ ابوالفتح بن دراست مرزبان کے بجائے عہدۂ وزارت پر پھر مامور ہوا۔

عبدالرحمٰن طغایرک: عبدالرحمٰن طغایرک' سلطان مسعود پر بے حد قابو یافتہ ہوگیا تھا۔ اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ سلطان مسعود شاہ شطرنج کی طرف صرف تخت حکومت کا مالک تھا۔ باقی تمام امور کے سیاہ وسفید کا اختیار عبدالرحمٰن طغایرک کے قبضہ میں تھا' اس نے بک ارسلان معروف بہ ابن خاص بک ابن بلنکری کو سلطان مسعود کی خدمت سے روک دیا۔ بک ارسلان سلطان مسعود کا خادم خاص اور پروردہ تھا' سلطان مسعود کی اس پر نظر عنایت رہا کرتی تھی خلوت اور جلوت میں سلطان مسعود کی خدمت میں رہتا تھا۔ طغایرک نے اس خیال سے کہ سلطان مسعود سے علیحدہ ہوجائے۔ بک ارسلان کو کسی شہر کا امیر مقرر کرکے بھیجنے کا ارادہ کیا' سلطان مسعود کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔

قتل طغایرک: بک ارسلان اور بعض سرداران فوج کو تنہائی میں طلب کرکے طغایرک کے قتل کا حکم دیا۔ کسی سردار کی ہمت نہ پڑی' زنگی جاندار نے اس کام کا بیڑا اٹھایا' بک ارسلان نے اس سے موافقت کی دیکھا دیکھی سرداران عسکر کا ایک گروہ بھی تیار ہوگیا' اس کے بعد ایک روز طغایرک اپنے جاہ وحشم کے ساتھ بمقام جنزہ ہوا خوری کو نکلا' زنگی جان دار نے بڑھ کر وار کیا' طغایرک گھوڑے سے زمین پر آرہا۔ بک ارسلان نے لپک کر طغایرک کا کام تمام کردیا۔ سرداران لشکر نے جو اسی کام کی انجام دہی کے لیے ہمراہ تھے طغایرک کے ہمراہیوں کو شور وشغب سے روک دیا۔

امیر عباس والیٔ رے کا قتل: اس واقعہ کی اطلاع سلطان مسعود کو دی گئی۔ سلطان مسعود اس وقت بغداد میں تھا' امیر عباس والیٔ رے بھی اپنی فوج کے ساتھ بغداد میں ٹھہرا ہوا تھا۔ امیر عباس اس واقعہ سے برافروختہ ہوگیا اور سلطان مسعود سے بدلہ لینے کا موقع ڈھونڈنے لگا۔ سلطان مسعود نے تالیف قلب کی' نرمی اور مہربانی سے پیش آیا۔ امیر عباس کا غصہ فرو ہوگیا سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کی بھی تدبیر شروع کی بعض سرداران لشکر اور اراکین دولت کو امیر عباس کے قتل پر آمادہ وتیار کیا چونکہ سرداران لشکر اور امیران دولت امیر عباس کے غلبہ حکومت سے تنگ آگئے تھے قتل پر آمادہ ہوگئے امیر تقش اور حرسوس نحف نے قتل کا بیڑا اٹھایا۔ ایک روز سلطان مسعود نے امیر عباس کو محل سرائے شاہی میں طلب فرمایا امیر تقش اور حرسوس نحف نے چند آدمیوں کو محل سرائے کی صحنچیوں میں چھپا دیا۔ امیر عباس محل سرائے شاہی کے دروازے پر پہنچا' دستہ فوج جاں نثاران نے صرف امیر عباس کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی اس کے ہمراہیوں کو روک دیا۔ امیر تقش اور حرسوس امیر عباس سے باتیں کرتے ہوئے لے گئے جہاں پر اس کے قتل کے لیے آدمیوں کو چھپا رکھا تھا۔ دفعتہً وہ سب نکل پڑے اور امیر کا کام تمام کردیا۔ اس کے خیمہ اور اسباب کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے تمام شہر میں واویلا اور ایک شور بپا ہوگیا۔ لیکن پھر خاموشی اور سکون کا عالم ہوگیا۔ یہ واقعہ ۵۴۱ھ ماہ ذیقعدہ میں پیش آیا۔

امیر عباس' سلطان محمود کا آزاد غلام تھا' عادل' نیک سیرت' فرقہ باطنیہ پر کثیر الجہاد اور مدبر تھا۔ رعایا اس سے بے حد خوش تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان مسعود نے امیر عباس کے قتل کے بعد اس کے بھائی سلیمان شاہ کو قلعہ تکریت میں قید کر دیا اور بغداد سے اصفہان کا سفر اختیار کیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ ولی التوفیق۔

امیر بوزابہ کی اصفہان پر فوج کشی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ طغایرک' امیر عباس والیٔ رے اور امیر بوزابہ والیٔ فارس وخوزستان کو سلطان مسعود کی حکومت وسلطنت پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا' یہ تینوں امیر ایک تھیلی کے چٹے بٹے تھے طغایرک' امیر عباس اور امیر بوزابہ کے ذریعہ سے سلطان مسعود کو شطرنج کا بادشاہ بنائے ہوئے تھا جس وقت طغایرک مارا گیا امیر عباس کو برافروختگی اور اشتعال پیدا ہوا' بدلہ لینے نہیں پایا تھا کہ فوراً ہی مار ڈالا گیا۔ اس کے مارے جانے کی خبر امیر بوزابہ کو پہنچی غصہ سے کانپ اٹھا۔ ایک بڑی فوج لے کر ۵۴۲ھ میں اصفہان پہنچا۔ محاصرہ کیا۔ دوسری فوج کو ہمدان کے محاصرہ پر مامور کیا۔ تیسری فوج قلعہ ماہکی بلا دنحف کے سر کرنے کے لیے روانہ ہوئی' بلا دنحف' امیر بقش کوزخر کی گورنری میں تھے۔ امیر بقش نے مدافعت پر کمر باندھی۔ مردانگی اور جرأت سے لڑ کر دشمن کو پسپا کیا۔

امیر بوزابہ کا خاتمہ: امیر بوزابہ' اصفہان سے سلطان مسعود کی تلاش میں روانہ ہوا۔ سلطان مسعود نے جنگ سے پہلو تہی کرنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ مرج قراتکین میں صف آرائی ہوئی' نہایت شدید مقابلہ ہوا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے' اتفاق سے امیر بوزابہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا امیر بوزابہ زمین پر آ رہا۔ ایک فوجی سپاہی نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ کشاں کشاں سلطان مسعود کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی وقت سلطان کے روبرو مار ڈالا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اثناء جنگ میں امیر بوزابہ کو تیر لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گرا اور گر کر مر گیا۔ امیر بوزابہ کے مارے جانے سے سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ یہ لڑائی سلاطین سلجوقیہ کی بڑی لڑائیوں میں داخل ہے۔

امراء کی بغاوتیں' بغداد کی بربادی: طغایرک' امیر عباس اور امیر بوزابہ کے مارے جانے کے بعد بک ارسلان خادم خاص سلطان مسعود کی خدمت میں آ گیا۔ دربار شاہی میں امراء کی آمد ورفت ختم ہوئی' اس سے امراء واراکین دولت کو سلطان مسعود کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی' خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ہمارے ساتھ بھی وہی واقعہ رونما ہوا جو طغایرک اور امیر عباس وغیرہ کے ساتھ پیش آیا تھا اس وجہ سے امراء واراکین دولت سلجوقیہ ابورکن مسعودی والیٔ گنجہ واران' بقش کوزخر والیٔ جبل' حاجب خریطائی محمودی افسر پولیس بغداد' ابن طغایرک' امیر رکن مسعود اور فرقوب سلطان مسعود کا ساتھ چھوڑ کر عراق کی طرف روانہ ہو گئے' ان لوگوں کے ہمراہ اور ان کا ہم خیال سلطان مسعود کا بھائی محمد بن محمود بھی تھا۔ یہ تمام امرائے سلجوقیہ کوچ وقیام کرتے ہوئے حلوان پہنچے' اہل بغداد میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی۔ غلہ گراں ہو گیا خلیفہ متقی عباسی نے واپس جانے کا پیام بھیجا لیکن کسی نے کوئی بات نہ سنی۔ ماہ ربیع الآخر ۵۴۳ھ میں بغداد میں داخل ہوئے۔ شرقی جانب قیام کیا' مسعود افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا۔ علی ابن دبیس والیٔ حلہ بھی ان لوگوں سے آ ملا۔ غربی بغداد میں خیمہ نصب کیا۔ خلیفہ مقتفی نے بغداد کی حفاظت کے لیے فوجیں فراہم کیں' امراء سلجوقیہ کے فوجیوں اور عوام الناس سے بغداد میں لڑائی چھڑ گئی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغداد کی بربادی: اہل بغداد نے امراء سلجوقیہ کے لشکر کو بغداد سے نکال دیا۔ لوٹ کر پھر حملہ آور ہوئے۔ بغداد کی سڑکیں گلی اور کوچے مقتولوں سے بھر گئے۔ آبادی ویرانی سے اور امن بدامنی سے بدل گیا محلّہ کے محلّہ سنسان میدان بن گئے' لوٹ مار اور غارتگری کی کوئی حد نہ رہی اس عام غارتگری سے عورتیں اور بچے بھی محفوظ نہ رہے۔ اس کے بعد امراء سلجوقیہ بارگاہ خلافت کے سامنے آئے رسم زمین بوسی ادا کی' معذرت کی تمام دن خلیفہ متقی عباسی اور امراء سلجوقیہ سے نامہ و پیام ہوتا رہا۔ بالآخر اگلے دن بغداد سے نہروان کی طرف کوچ کر گئے اس کے بعد مسعود افسر پولیس بغداد واپس آیا اور ان غارتگروں نے نہروان پہنچ کر یہی حرکتیں شروع کیں۔ لوٹ مار اور قتل عام کیا۔

خلیفہ مقتفی اور سلطان مسعود: اس غارتگری کے بعد سے امراء منتشر ہو گئے اور عراق چھوڑ دیا۔ بقش کوزخر طرنطائی اور ابن دبیس نے ۵۴۴ھ میں پھر بغداد کا رخ کیا' ملک شاہ بن محمود برادرزادہ سلطان مسعود ان کے ساتھ تھا' خلیفہ مقتفی عباسی سے ملک شاہ کا نام خطبہ میں داخل کیے جانے کی درخواست کی' خلیفہ مقتفی نے انکاری جواب دیا' فوجیں فراہم کیں' سلطان مسعود کو اس حال سے آگاہ کیا لیکن سلطان مسعود وعدے کے باوجود اپنے چچا سلطان سنجر کی وجہ سے ایفاء عہد نہ کر سکا۔

سلطان سنجر اور سلطان مسعود میں کشیدگی و مصالحت: سلطان سنجر نے بک ارسلان کی بابت سلطان مسعود کو لکھا ''تم نے بک ارسلان کو اس قدر بڑھا چڑھا دیا ہے کہ اور ارا کین دولت و سرداران لشکر کو اس سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے مناسب یہ ہے کہ تم اسے خدمت سے علیحدہ کر دو اور اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں مداخلت کرنے پر آمادہ ہو جاؤں گا'' سلطان مسعود نے یہ بات مختلف حیلوں سے ٹال دیا اور اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ سلطان کو غصہ پیدا ہوا' کوچ و قیام کرتا رے پہنچ گیا۔ سلطان مسعود نے حاضر ہو کر عذر و معذرت کی اور راضی کر لیا۔

نہروان کا تاراج: بقش کوزخر کو جب اس کی اطلاع ہوئی کہ خلیفہ مقتفی عباسی نے سلطان مسعود کو لکھا ہے اور امداد طلب کی ہے تو نہروان کو لوٹ لیا۔ علی ابن دبیس والئ حلہ کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر سے مل کر بغداد روانہ ہوا' ۵ شوال ۵۴۴ھ میں بغداد پہنچا۔ طرنطائی مرعوب ہو کر نعمانیہ بھاگ گیا' بقش کوزخر بھی نہروان سے کوچ کر گیا' علی ابن دبیس کو چھوڑ دیا' علی ابن دبیس نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر معذرت کی' سلطان مسعود راضی ہو گیا۔

مسعود کی وفات: رجب ۵۴۷ھ میں بمقام ہمدان سلطان مسعود[1] نے وفات پائی۔ زمانہ دعوائے سلطنت سے بائیس سال حکومت کی' اس کی حکومت کے زمانے تک سلجوقیہ کا ستارہ اقبال اوج پذیر رہا۔ اس کے بعد زوال شروع ہوا۔ اس کے مرنے سے گویا سلطنت سلجوقیہ کو موت آ گئی۔

---

[1] سلطان مسعود بن سلطان محمد ماہ ذی القعدہ ۵۰۱ھ میں پیدا ہوا۔ اس حساب سے ۴۵ برس کی عمر پائی۔ نہایت خلیق' خوش مذاق تھا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کرتا' خوش خلقی سے پیش آتا اور ان کے مال و زر پر دست درازی نہ کرتا تھا سلاطین سلجوقیہ میں اس سے زیادہ نرم دل کوئی بادشاہ نہیں ہوا۔ اس کے بہت سے اوصاف اور فضائل کتب تواریخ میں لکھے ہیں۔ ہم نے بہ نظر اختصار اسی قدر پر اکتفا کیا۔ ایک ہفتہ تپ محرقہ میں بیمار رہ کر یکم رجب ۵۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۱۰۵ جلد ۱۱ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۶

سلجوقیوں کا دورِ زوال

سلطان محمد بن سلطان محمود

سلطان مسعود نے اپنے برادرزادہ ملک شاہ ابن سلطان محمود کو اپنا ولی عہد بنایا تھا' اسی بناء پر اس کے مرنے کے بعد امیر خاص بک نے ملک شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا' بیعت کی' شاہی افواج نے بھی سلامی دی۔

سلطان مسعود کی وفات کی خبر دارالخلافت بغداد پہنچی۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد تکریت بھاگ گیا۔ خلیفہ مقتفی لامراللہ عباسی کے حکم سے افسر پولیس بغداد اور امراء سلطان مسعود کے مکانات مع مال واسباب ضبط کر لیے گئے۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ایک فوج سالار کرد کی ماتحتی میں حلہ روانہ کی' سالار کرد نے حلہ پر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلال افسر پولیس بغداد یہ سن کر تکریت سے حلہ آیا' سالار کرد سے ملا اور اس کی ہاں میں ہاں ملائی اور دوستی کا اظہار کیا یہاں تک کہ سالار کرد اور مسعود بلال سے بے تکلفی کے مراسم پیدا ہو گئے ایک روز موقع پا کر کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور حلہ پر قابض ہو گیا۔ خلیفہ مقتفی لامراللہ عباسی کو اس کی اطلاع ہوئی' آگ بگولا ہو گیا' وزیر السلطنت عون الدین ابن عبیرہ کو حلہ پر فوج کشی کا حکم دیا۔ مسعود بلال فرات عبور کر کے مقابلہ پر آیا' لڑائی ہوئی' شکست کھا کر بھاگا' وزیر السلطنت نے حلہ پر قبضہ کر کے ایک فوج کوفہ کی طرف اور ایک فوج واسط بھیجی' چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا۔ اس اثناء میں سلطان ملک شاہ کا لشکر واسط پہنچا۔ وزیر السلطنت کی فوج نے واسط چھوڑ دیا۔ شاہی لشکر نے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتفی عباسی کو اس کی خبر لگی' بہ نفس نفیس فوجیں لے کر واسط کی طرف کوچ کیا۔ شاہی لشکر یہ خبر پا کر واسط سے کنارہ کش ہو گیا۔ خلافت مآب نے واسط پر قبضہ کر کے حلہ کی جانب کوچ کیا اور حلہ ہوتا ہوا آخر ماہ ذی القعدہ سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد واپس آیا۔

ملک شاہ کی گرفتاری: امیر خاص بک کو جس نے سلطان ملک شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا تھا اور سب سے پہلے بیعت کی تھی' انفرادی اور خودمختار حکومت کی ہوس پیدا ہوئی۔ چھ مہینے حکومت کے بعد ملک شاہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے بلا کر تخت حکومت پر بٹھایا' جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا' نذر گزرانی' تحائف اور نذرانے پیش کیے' چونکہ سلطان محمد کو امیر خاص بک کی حرکات کی اطلاع ہو گئی تھی اور لوگوں نے اس کی بد باطنی اور شرارت کی چغلی کی تھی۔ اس وجہ سے سلطان محمد کے پہنچنے کے دوسرے دن جب وہ دربار میں حاضر ہونے کے لیے آیا تو سلطان محمد نے اسے اپنے دست مبارک سے قتل کیا اس کے ساتھ زنگی جاندار کو بھی موت کا پیالہ پلایا جس نے طغایرک کو قتل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تھا۔ امیر خاص بک کے قتل کے بعد اس کا تمام مال واسباب ضبط کرلیا گیا۔

امیر خاص بک: امیر خاص بک ایک ترکمانی کا لڑکا تھا۔ کسی ذریعہ سے سلطان مسعود کی خدمت میں باریاب ہوگیا' چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ بعض بعض نمایاں کام انجام دیئے سلطان مسعود نے اسے اپنے مصاحبوں میں داخل کرلیا۔ شاہی افواج اور امراء دولت کا سردار بنایا۔

انوغری ترکی معروف بہ شملہ امیر خاص بک کا خاص مصاحب اور ہوا خواہ تھا۔ اس نے امیر خاص بک کو سلطان محمد کے پاس جانے سے روکا تھا۔ جب امیر خاص بک مارا گیا تو شملہ خوزستان چلا گیا اور اپنی حکومت وریاست کا سلسلہ قائم کیا واللہ اعلم بغیبہ۔

ترکان غز: غز (ترکوں کا ایک گروہ) ماوراء النہر میں رہتا تھا' ترکوں کا یہ ایک جرگہ تھا جس میں حکمرانان دولت سلجوقیہ بھی داخل ہیں' ماوراء النہر عبور کرنے کے بعد انہوں نے یہیں سکونت اختیار کی مذہباً مسلم تھے' جس وقت ترکان خطا' ملک چین اور ماوراء النہر پر قابض ہوئے تو ترکوں کا یہ جرگہ جو غز کے نام سے موسوم تھا خراسان چلا آیا اور اطراف بلخ میں سکونت اختیار کی' اس زمانہ میں محمود' ایاز' بختیار' طوطی' ارسلان اور معزان پر حکمران تھے' امیر قماج والیٔ بلخ نے ان لوگوں کو بلخ سے نکالنے پر کمر باندھی' ان لوگوں نے کچھ دے کر امیر قماج کو باز رکھا۔ یہ لوگ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ زکوٰۃ دیتے تھے قافلوں کی حفاظت کرتے تھے اور امن وامان سے رہتے تھے' کسی کو تکلیف وایذا نہ دیتے تھے۔

ترکان غز اور امیر قماج کی جنگ: چند روز بعد امیر قماج کو ان کے اخراج کا سودا پھر پیدا ہوا۔ تمام جرگہ کو اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم دیا ترکان غز بگڑ گئے' شہر بدر ہونے سے انکار کردیا۔ بحکم ہر کہ بہ تنگ آید بجنگ آمد مقابلہ کے خیال سے اپنے گروہ والوں کو جمع کیا' امیر قماج دس ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ ترکان غز کے اخراج کے لیے روانہ ہوا۔ ترکان غز کے سرداروں نے حاضر ہوکر مال وزر پیش کیا' معذرت کی' واپس جانے کی درخواست کی' امیر قماج نے ایک نہ سنی۔ نوبت بجنگ رسید کا مضمون ہوا' ترکان غز نے امیر قماج کو شکست دی' اس کے لشکر کے ایک بڑے حصہ کو قتل کیا' رعایا پر بھی دست درازی کی' علماء وفقہاء بھی اس پامالی وقتل سے محفوظ نہ رہے عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلے گئے' لونڈی غلام بنایا' مدارس ویران کردیئے' امیر قماج بہزار خرابی جان بچا کر بھاگا۔ مرو پہنچا۔ سلطان سنجر کی خدمت میں باریاب ہوا' تمام واقعات گوش گزار کیے۔

سلطان سنجر کی گرفتاری: سلطان سنجر نے ترکان غز کو بلخ چھوڑ دینے کا پیام بھیجا اور شاہی حکم پر عمل نہ کرنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ترکان غز نے انتہائی نرمی سے جواب دیا۔ خراج دینے کو تیار ہوئے ملک چھوڑنے کے علاوہ اور احکام کی تعمیل پر آمادگی ظاہر کی لیکن سلطان سنجر نے ان کی کوئی بات قبول نہیں کی اور ایک لاکھ فوج سے ترکان غز پر حملہ کیا' نامی گرامی جنگ آزمودہ سردار رکاب میں تھے۔ نہایت شدید جنگ شروع ہوئی' آخر کار سلطان سنجر کو شکست ہوئی' ترکان غز دور تک تعاقب کرتے گئے۔ سلطان سنجر کے لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا' علاء الدین قماج مارا گیا اور سلطان سنجر چند

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔

ترکان غز کا خراسان پر قبضہ: ترکان غز نے خاتمہ جنگ کے بعد سرداران لشکر کو مار ڈالا باقی رہا سلطان سنجر' اس کے ساتھ بہ کمال ادب پیش آئے اس کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کے ساتھ مرو میں داخل ہوئے۔ مرو' ملک خراسان کا دارالحکومت تھا۔ بختیار نے گذارش کی'' مرو مجھے بطور جاگیر مرحمت فرمایئے' سلطان سنجر نے جواب دیا'' یہ دارالسلطنت ہے اور دارالسلطنت جاگیر میں نہیں دیا جاتا'' بختیار یہ سن کر ہنس پڑا' ترکان غز مذاق اڑانے لگے۔ سلطان سنجر یہ رنگ دیکھ کر تخت حکومت سے علیحدہ ہو گیا۔ خانقاہ مرو میں چلا گیا اور ترکان غز بلاد خراسان پر قابض ہو گئے۔

ترکان غز کا ظلم و جور: ترکان غز نے قبضہ کے بعد ظلم و جور کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا' جو مظالم کبھی وقوع میں نہ آئے تھے اور جنہیں کانوں نے کبھی نہ سنا تھا وہ اہل خراسان پر کیے گئے لوگوں پر مختلف قسم کے ٹیکس لگائے' بازار میں تین پیپے لٹکا دیئے اور حکم دیا کہ'' اسے سونے سے بھر دو'' عوام الناس برافروختہ ہو گئے' لڑ پڑے' ترکان غز نے نیشاپور میں داخل ہو کر ایک طرف سے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی باز نہ آئے' چھوٹے اور بڑے بھی قتل اور غارت گری سے محفوظ نہ رہے' گاؤں' قصبات اور شہروں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا' بلاد خراسان میں کوئی شہر ایسا نہ تھا جہاں پر کہ علماء' صلحاء اور قضاۃ ان کے مظالم کے شکار نہ ہوئے ہوں اور قتل و تباہ نہ کیے گئے ہوں' بلاد خراسان میں صرف ہرات اور سیستان چونکہ نہایت مضبوط و مستحکم تھے۔ اس وجہ سے ترکوں کے ظلم اور غارت گری سے محفوظ رہے۔[1]

امیر قماج اور امیر زنگی میں مناقشت: ابن اثیر نے بعض مؤرخین عجم سے نقل کیا ہے کہ عہدہ خلافت خلیفہ مہدی (یا مقتفی) عباسی میں ترکوں کا یہ گروہ اقصائے سرحد ترک سے ماوراء النہر آیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ مقنع کندی نے شعبدہ اور خرق عادات دکھلا کر انہیں اپنا مطیع بنایا۔ ان کی وجہ سے مقنع کی قوت بڑھ گئی' جب مقنع کو اپنے ارادوں میں بخوبی کامیابی ہوئی اور اس کا مشن پورا ہوا۔ تو شاہی لشکر اس کی روک تھام اور سرکوبی کے لیے چلا ان ترکوں نے مقنع کو گرفتار کر کے شاہی لشکر کے حوالہ کر دیا' اسی قسم کی حرکت ان ترکوں نے ملوک خانیہ کے ساتھ بھی کی۔ اس کے بعد ترکان قارغلیہ نے ان کو زیر و زبر کر کے جلا وطن کیا۔ امیر زنگی بن خلیفہ شیبانی نے جو کہ طغارستان پر قابض تھا اپنے بلاد مقبوضہ میں بلا کر ٹھہرایا۔

---

[1] اس ہنگامہ میں ترکان غز نے بہت بڑی خونریزی کی بلا امتیاز قتل کیا حسین ابن محمد ارسابندی قاضی علی ابن مسعود اور شیخ محی الدین محمد بن یحییٰ ترکوں کے ہاتھوں شہید کیے گئے۔ شعراء نے مرثیے لکھے' علی ابن ابراہیم کاتب کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جس کے چار اشعار یہ ہیں ؎

مضی الذی کان یحنی الدار من فیه — یسبیل بالفضل والافضال وادیه

مضی ابن یحییٰ الذی قد کان صوب حیاً — لایر شهر و مصباحاً سراجیه

خلا خراسان من علمٍ و من ورعٍ — لمانعاه الیٰ الافاق ناعیه

لما اما توه مات الذین وا اسفا — من ذالذی بعد محی الدین مجیه

هکذا فی الکامل لابن اثیر جلد ۱۱ صفحه ۱۱۷ مطبوعه لیدن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی فوج میں بھرتی کیا' امیر قماج والیٔ بلخ اور امیر زنگی میں ایک مدت سے عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ امیر زنگی نے ترکان غز پر اتر اکر امیر قماج پر چڑھائی کی' امیر قماج نے ترکوں کو ملا لیا چنانچہ بوقت مقابلہ ترکان غز نے امیر زنگی کو دھوکا دیا۔ امیر زنگی کو شکست ہوئی۔ امیر زنگی اور اس کا لڑکا گرفتار ہو گیا۔ امیر قماج نے دونوں کی زندگی کا خاتمہ کرایا اور ترکان غز کو امیر زنگی کے مقبوضہ بلاد میں جاگیریں دیں۔

سلطان سنجر اور حسین غوری: حسین بن حسین غوری نے تسخیر بلخ کا ارادہ کیا امیر قماج مقابلہ پر آیا۔ ترکوں کا یہ گروہ اس کی رکاب میں تھا مقابلہ ہوا۔ ترکوں نے حسین غوری کا پلہ بھاری دیکھ کر امیر قماج کا ساتھ چھوڑ دیا' حسین غوری کی فوج میں مل گئے۔ امیر قماج کو شکست ملی۔ حسین غوری نے بلخ پر قبضہ کر لیا' سلطان سنجر کو اس واقعہ کی خبر لگی تو لشکر آراستہ کر کے بلخ پر حملہ کیا۔ حسین غوری کو شکست ہوئی بلخ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ شکست کے بعد دربار سلطان سنجر میں حاضر ہوا' معذرت کی اور اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا سلطان سنجر نے غزنی کی حکومت پر واپس کر دیا اور ترکان غز اطراف طغارستان میں بدستور سکونت پذیر رہے' سلطان سنجر نے ان سے کوئی تعارض نہ کیا۔

امیر قماج کا خاتمہ: چونکہ امیر قماج کا دل ان ترکوں سے صاف نہ تھا۔ گذشتہ واقعہ میں بمقابلہ حسین غوری دھوکا دینے کی وجہ سے ناراض تھا اس وجہ سے امیر قماج نے انہیں اپنے مقبوضہ شہروں سے نکل جانے کا حکم دیا' ترکان غز نے مقابلہ کی تیاری کی' ہر طرف سے ترکوں کے جرگوں کو جمع کیا اور ارسلان بوقاتر کی کو امیر لشکر بنا کر نافرمانی پر تل گئے' امیر قماج بھی لشکر آراستہ کر کے سرکوبی کے لیے بڑھا۔ نہایت شدید لڑائی ہوئی۔ تمام دن لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر کار امیر قماج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ امیر قماج اور اس کا لڑکا ابوبکر گرفتار کر لیے گئے' ترکان غز نے انہیں مار ڈالا اور اطراف بلخ پر قابض ہو گئے۔ قتل و غارت اور پائمالی شروع کر دی' دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔

ترکوں کی مرو میں غارت گری: سلطان سنجر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں مقدمۃ الجیش پر محمد بن ابوبکر بن امیر قماج مقبول اور موید آبی آیہ کو مامور کر کے محرم ۵۴۸ھ میں بڑھنے کا حکم دیا۔ ان کی روانگی کے بعد خود بھی ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا۔ ترکوں نے فدویت نامہ بھیجا' اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کرتے ہوئے مصارف فوج کشی کا تاوان دینے پر تیار ہوئے' سلطان سنجر نے درخواست نامنظور کی' تیغ و سپر ہونے کے لیے ترکوں کے سر پر پہنچ گیا' لڑائی چھڑ گئی ترکوں نے شکست دے کر بلخ کی طرف پسپا کر دیا' پھر سلطان سنجر فوج کو مرتب کر کے دوبارہ بھڑا۔ ترکوں نے اس جنگ میں بھی اسے شکست دی' مرو بھاگ آیا۔ ترکوں نے تعاقب کیا' سلطان سنجر اور اس کے لشکر پر ترکوں کا رعب اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ مرو میں بھی ٹھہر نہ سکا۔ بھاگ نکلا۔ ترکوں نے مرو میں داخل ہو کر قتل' غارت گری اور پائمالی شروع کر دی۔ بڑے ایمہ' نامی گرامی علماء اور قضاۃ کو شہید کیا۔[1]

---

[1] پہلی لڑائی ماہ محرم ۵۴۸ھ میں سلطان سنجر کے مقدمۃ الجیش سے ہوئی۔ مقدمۃ الجیش کو شکست ہوئی اتنے میں سلطان سنجر پہنچ گیا ترکوں نے معذرت کی' سلطان سنجر نے ایک نہ سنی' لڑائی ہوئی۔ سلطان سنجر پسپا ہو کر بلخ پہنچا' ترکوں نے تعاقب کیا سلطان سنجر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس وقت سلطان سنجر' مرو سے نکلا تھا' ترکوں نے گرفتار کر لیا اور اپنی عادت کے مطابق سلطان سنجر کو تخت پر بٹھایا' اطاعت وفرمانبرداری قبول کی' اس کے بعد مرو کی غارت گری پر پھر ہاتھ بڑھایا۔ اہل مرو نے مدافعت پر کمر باندھی' تیغ وسپر ہوئے لیکن ترکوں کی ظالمانہ قوت کا مقابلہ نہ کر سکے پسپا ہوئے مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیئے شہر حوالہ کر دیا۔ ترکوں نے پہلے سے زیادہ پائمال کیا قتل اور غارت گری کی کوئی حد نہ رہی۔

طوس کی پامالی: سلطان سنجر کی گرفتاری کے بعد وزیر السلطنت طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک اور تمام امراء خراسان سلطان سنجر سے جدا ہو کر نیشا پور چلے گئے۔ سلیمان شاہ بن سلطان محمود کو بلا کر تخت حکومت پر متمکن کیا۔ چنانچہ ۱۹ جمادی الآخر سنہ مذکور میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ خراسانی لشکر کا جم غفیر جمع ہو گیا اور ترکوں پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا۔ ترک بھی مقابلے کے ارادے سے نکلے۔ فریقین نے مرو کے باہر صف آرائی کی۔ ایک دوسرے سے تیغ وسپر ہوئے۔ خراسانی لشکر ترکوں سے مرعوب ہو رہا تھا۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلا' نیشا پور میں پناہ گزیں ہونے کا قصد کیا' ترکان غز تعاقب میں تھے' نیشا پور میں بھی نہ ٹھہر سکا' ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر آفت مچا دی' علماء[1]' زہاد اور رؤسا کو قتل کیا' مسجدیں منہدم کر دیں' عورتیں اور بچے تک ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہے۔

نیشا پور کی بربادی وقتل عام: طوس کو پامال کر کے ماہ شوال ۵۴۹ھ میں نیشا پور کی پامالی کو بڑھے طوس سے زیادہ نیشا پور[2] میں مظالم کیے سارا شہر مقتولوں سے بھر گیا' علماء اور صلحاء کا ایک گروہ جامع اعظم میں جا کر پناہ گزیں ہوا' ترکوں نے

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے) نے پلٹ کر مقابلہ کیا پھر لڑائی ہوئی' سلطان سنجر شکست کھا کر مرو کی طرف بھاگا یہ واقعہ ماہ صفر سنہ مذکور کا ہے ترکوں نے مرو کا قصد کیا خراسانی لشکر ترکوں کی آمد کی خبر سن کر خوف سے تھرا گیا' مرو چھوڑ دیا' ترکوں نے ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں مرو میں داخل ہو کر جو کچھ کرنا تھا' کیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۸' ۱۱۹ مطبوعہ لیدن۔

[1] طوس میں منجملہ ان علماء کے جو ترکوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ امام محمد مارسکی' علی موسوی' نقیب علوی' اسمٰعیل بن حسن خطیب اور شیخ الشیوخ محمد ابن احمد خصوصیت کے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں۔ کسی نامی عالم اور شیخ کو قتل سے باقی نہیں چھوڑا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۹ مطبوعہ لیدن۔

[2] ماہ شوال ۵۴۹ھ میں ترکوں نے نیشا پور کو تاراج کیا' کوئی شخص مزاحمت اور مدافعت کرنے والا نہ تھا کسی ایک متنفس کو زندہ باقی نہ چھوڑا۔ صرف دو محلوں میں محض مقتول مردوں کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ عورتوں اور بچوں کا اس میں شمار نہیں ہے جو عورتیں اور بچے باقی رہ گئے انہیں غلام اور لونڈی بنا لیا سارا شہر مقتولوں سے پُر تھا۔ گلیوں میں ٹیلہ کی طرح کشتوں کے پشتے لگے تھے۔ عوام کا کیا ذکر ہے بہت سے علماء اور صالحین کو قتل کیا جن میں محمد بن یحییٰ فقیہ شافعی تھے جن کا مثل اس زمانہ میں نہ تھا' طالب علم دور دراز ملکوں سے سفر کر کے ان کی خدمت میں آتے تھے۔ علماء نے ان کا مرثیہ لکھا' ابوالحسن علی بن ابوالقاسم بیہقی کا مرثیہ زیادہ مشہور ہے جس کے دو اشعار نقل کیے جاتے ہیں وہو ہذا:

یاسافکا دم عالم متحرٍ قدر طار فی اقصی الممالک صلیة

باللّٰہ قد لی یا ظلوم ولا تخف من کان محی الدین کیف تمیة

فقیہ موصوف کے علاوہ عبدالرحمٰن بن عبدالصمد اکاف' ابوالبرکات فرادی' امام علی صباغ متکلم' احمد بن محمد بن حامد' عبدالوہاب فقابادی' قاضی صاعد بن عبدالملک ابن صاعد' حسن بن عبدالحمید رازی' اور بہت سے علماء کو ان ترکوں نے شہید کیا قصہ مختصر ان ترکوں نے جو نام کے مسلمان تھے دنیائے اسلام پر وہ مظالم کیے جو کفار نے بھی کبھی نہ کیے تھے۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۱۱ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں بھی نہ چھوڑا۔ ایک ایک کو قتل کیا۔ کتب خانہ جلا دیا۔ یہی مظالم اور زیادتیاں کا جوین اور اسفراین میں بھی کی گئیں' محاصرہ کیا' پامال کیا' باغات اجاڑ ڈالے' کھیتوں کو برباد کیا' بوڑھے' جوان' عورت اور بچے کوئی بھی ان کے مظالم سے محفوظ نہ رہا۔ ترکوں نے جس قدر مظالم ان مقامات میں کیے دوسرے شہروں پر نہیں کیے۔

وزیر طاہر بن فخر الملک کی وفات سلطان سلیمان شاہ کی حالت کمزور تھی' خوش تدبیر اور منتظم بھی نہ تھا' ترکوں کے مقابلے سے عاجز ہو گیا ماہ شوال ۵۴۸ھ میں اس کا وزیر طاہر بن فخر الملک بن نظام الملک موت کی ٹھنڈی نیند سو گیا۔ سلیمان شاہ نے اس کے بیٹے نظام الملک دوم کو قلمدان وزارت سپرد کیا' ایک اسی کا دم تھا جس سے سلیمان شاہ کچھ نہ کچھ ترکوں کے مقابلہ پر اڑا رہتا تھا اس کے مرنے سے ہمت ہار گیا' سلطنت کا بار اٹھا نہ سکا۔ ماہ صفر ۵۴۹ھ میں جرجان واپس آیا۔ اراکین دولت نے جمع ہو کر بار حکومت سے اسے سبکدوش کر کے خان محمود بن محمد بن بقرا خان ہمشیر زادہ سلطان سنجر کو اپنا سلطان بنایا ماہ شوال میں خان محمود کو بلا کر تخت نشین کیا۔ اس کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔

ترکان غز کا محاصرہ ہرات اس وقت ترکان غز ہرات کا محاصرہ کیے تھے۔ خان محمود فوج آراستہ کر کے ہرات کو ترکوں کی دست برد سے چھڑانے کے لیے نکلا' ترکوں سے متعدد لڑائیاں ہوئیں' اکثر لڑائیوں میں ترکان غز کامیاب رہے۔ آخر کار ترکان غز ماہ جمادی الاوّل ۵۵۰ھ میں محاصرہ اٹھا کر مرو چلے آئے اور اہل مرو سے تاوان وصول کرنے لگے' خان محمود نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا۔ نیشاپور پر موید نے قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم لکھیں گے اس کے بعد ترکان غز نے خان محمود کو صلح کا پیام دیا' ماہ رجب سنہ مذکور میں باہم مصالحت ہو گئی۔

موید کا نیشاپور پر قبضہ موید سلطان کا غلام تھا (ای ابہ[1]) نام تھا ''موید'' کا لقب دیا تھا اراکین دولت میں نہایت چلتا پرزہ اور بااثر شخص تھا۔ سرداران لشکر اس کے اشارے پر کام کرتے تھے۔ جس وقت ملک میں ترکان غز کا فتنہ رونما ہوا۔ امراء و سرداران سلطنت سلجوقیہ بلاد خراسان میں منتشر ہو گئے اور حکمرانان سلجوقیہ کمزور پڑے اور ترکوں کی مدافعت نہ کر سکے اس وقت موید نے بڑھ کر عنان انتظام اپنے ہاتھ میں لی۔ سپہ سالاران سلجوقیہ کا ایک گروہ موید سے آملا۔ فوجیں اکٹھی ہو گئیں' نیشاپور' طوس' نسا' ابیورد' شہرستان اور دامغان پر قبضہ کر لیا اور لٹیرے ترکان غز کو ان شہروں سے مار بھگایا چونکہ موید نہایت خوش خلق عادل اور نرم دل تھا۔ اس وجہ سے رعایا نے اس کی اطاعت قبول کی' بہت سے ہوا خواہ پیدا ہو گئے۔ جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ اس سے موید کی شان و شوکت بڑھ گئی' رعب و داب کا سکہ چلنے لگا خان محمود نے موید کو اپنی اطاعت کا پیام دیا مذکورہ بالا مقامات کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا اور دربار شاہی میں حاضری کا حکم دیا' فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے آخر کار سالانہ خراج دینے پر مصالحت ہوئی۔ موید نے زر خراج کی ادائیگی کی ضمانت دی' خان محمود پیش قدمی سے رک گیا اور موید ان شہروں پر بدستور قابض رہا۔

---

[1] میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایتاخ کا رے پر قبضہ : ایتاخ بھی سلطان سنجر کا ایک خادم تھا۔ جس وقت ترکان غز کی غارتگری کا دور شروع ہوا' ایتاخ خراسان سے رے چلا گیا اور رے پر قابض ہو گیا' رے سلطان سنجر کے ممالک محروسہ میں سے تھا۔ ایتاخ نے سلطان محمد شاہ بن محمود والیٔ ہمدان و اصفہان وغیرہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ نذرانے و تحائف پیش کیے' چنانچہ سلطان محمد شاہ نے ایتاخ کو حکومت رے پر بحال رکھا۔ سلطان محمد شاہ کی وفات کے بعد ایتاخ نے ہاتھ پاؤں نکالے رے کے سرحدی شہروں پر قبضہ کر لیا' اس سے ایتاخ کی شان و شوکت بڑھ گئی' فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی' جب سلیمان شاہ نے ہمدان وغیرہ کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تو ایتاخ نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری قبول کی۔ جس سے اس کی قوت میں روز افزوں ترقی ہو گئی' رے اور اس کے قرب و جوار پر اس کی خود مختار حکومت باقی رہ گئی۔ سلیمان شاہ جس زمانہ میں خراسان کا گورنر تھا' اس زمانہ سے ایتاخ سے مانوس و مالوف تھا۔

سلطان سلیمان شاہ بن سلطان محمد : سلیمان شاہ بن سلطان محمد بن ملک شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس رہتا تھا۔ سلطان سنجر نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ خراسان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ جس وقت ترکوں کا طوفان فتنہ و فساد برپا ہوا اور سلطان سنجر گرفتار کر لیا گیا' اراکین دولت اور امراء خراسان نے سلیمان شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا' سلیمان شاہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔ خوارزم کے پاس چلا گیا' خوارزم شاہ نے اپنی بھتیجی (اتسیس کی لڑکی) سے سلیمان شاہ کا عقد کر دیا' لگانے بجھانے والوں نے لگا بجھا دیا۔ خوارزم شاہ کو سلیمان شاہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی' اپنے ملک سے نکال دیا۔ مصیبت زدہ سلیمان شاہ اصفہان پہنچا' اصفہان کے افسر اعلیٰ پولیس نے اصفہان میں داخل نہ ہونے دیا' قاشان کا راستہ لیا' سلطان محمد شاہ بن سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی' قاشان میں فوج بھیج دی۔ جس نے سلیمان شاہ کو شہر میں جانے سے روک دیا' بحال پریشان' خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ ملک شاہ نے خوزستان کی ناکہ بندی کر لی' سلیمان شاہ نجف چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

سلطان سلیمان شاہ کی بغداد میں آمد : سلیمان شاہ نے نجف میں قیام کرنے کے بعد خلیفہ مقتفی عباسی کی خدمت میں عریضہ بھیجا اپنے حالات لکھے اور بغداد آنے کی اجازت طلب کی خلافت مآب نے کہلا بھیجا کہ ''تم اپنی بیوی کو بطور ضمانت بغداد بھیج دو تو میں تم کو بغداد آنے کی اجازت دوں۔'' چنانچہ سلیمان شاہ نے اپنی بیوی کو چند لونڈیوں اور خادموں کے ساتھ بغداد بھیج دیا' خلافت مآب نے بیگم سلیمان شاہ کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور سلیمان شاہ کو بغداد داخل ہونے کی اجازت دی' وزیر السلطنت ابن بہیر' قاضی القضاۃ بغداد اور نقباء نے سلیمان شاہ کا استقبال کیا' خلیفہ مقتفی عباسی نے خلعت عنایت کیا۔ سلیمان شاہ نے باطمینان بغداد میں قیام اختیار کیا یہاں تک کہ ۵۵۱ھ کا دور آیا۔ سلیمان شاہ کو سال نو کے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا' قاضی القضاۃ رؤساء خاندان خلافت' اور اراکین دولت کے سامنے سلیمان شاہ نے خلیفہ مقتفی عباسی کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی' کسی حالت میں عراق سے تعرض نہ کرنے کا اقرار کیا' خلیفہ مقتفی عباسی نے اس بنا پر بغداد میں سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت دی' اس کے باپ کے تمام خطابات عطا کیے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا' تین ہزار فوج عنایت کی' امیر دوران امیر حاجب والیٔ حلہ کو سلیمان شاہ کا مصاحب مقرر کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان شاہ کی سلطان محمد پر فوج کشی: ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں سلیمان شاہ اس شان وشوکت سے بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے حلوان کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ مقتفی نے ملک شاہ بن سلطان محمود کو طلبی کا فرمان بھیجا۔ ملک شاہ دو ہزار سواروں کی جمعیت سے حاضر ہوا۔ خلیفہ مقتفی نے حکم دیا کہ ''تم سلیمان شاہ کے معاون و مددگار رہو میں تمہیں سلیمان شاہ کے بعد تاج وتخت کا وارث مقرر کرتا ہوں'' چچا اور بھتیجے نے ایک دوسرے کی امداد واعانت کی قسم کھائی خلیفہ مقتفی عباسی نے مال وزر اور آلات حرب انہیں عنایت فرمائے۔ ایلدکز والی گنجہ وارانیہ بھی ان لوگوں سے آملا۔ سب کے سب متفق ہو کر سلطان محمد سے جنگ کرنے کو نکلے۔

سلیمان شاہ کی شکست وگرفتاری: سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہوئی' قطب الدین مودود بن زنگی والی موصل اور اس کے نائب زین الدین علی کوچک کو یہ واقعات لکھ بھیجے' اتفاق اور امداد کی درخواست کی' قطب الدین مودود اور زین الدین علی نے سلیمان شاہ کے مقابلے میں ہمدردی واطاعت کا بیڑا اٹھایا' سلطان محمد کو اس سے بے حد تقویت ہوئی' لشکر آراستہ کر کے اپنے چچا سلیمان شاہ کے مقابلہ کے لیے کوچ کیا۔ ماہ جمادی الاول میں جنگ شروع ہوئی۔ دونوں فریق جی توڑ کر لڑے' سلیمان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' سلطان محمد کامیاب ہوا' سلیمان شاہ گرتا پڑتا شہرزور کے راستے بغداد روانہ ہوا' شہرزور پر والی موصل کا قبضہ تھا۔ زین الدین علی کی طرف سے امیر بوزان اس شہر کا حاکم تھا۔ زین الدین علی اور امیر بوزان نے سلیمان شاہ کو گرفتار کر لیا اور بحراست تمام موصل لے جا کر قید کر دیا' سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور آئندہ بھی ہر کام میں ہمدردی واعانت کا وعدہ کیا۔ سلطان محمد نے اس سے مسرت ظاہر کی اور شکر گذار ہوا۔

سلطان سنجر کا فرار: سلطان سنجر کی گرفتاری' اراکین دولت سلجوقیہ کا انتشار پھر ان کے نیشاپور میں جمع ہونے اور خان محمود بن محمد کو حکمران بنانے کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ قصہ مختصر ادھر خان محمود نے ترکوں کی روک تھام کی ادھر اتسز بن محمد بن انوشتکین نے خوارزم میں ان کی مدافعت پر کمر باندھی فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں' آخر کار ہر ایک فریق نے ملک خراسان کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیا اسی زمانہ میں یا اس کے ساتھ ساتھ وہ امراء بھی بھاگ گئے جو اس کے ساتھ قید تھے۔ گرتا پڑتا ترمذ پہنچا۔ دریائے جیحوں عبور کر کے مرو میں داخل ہوا جو اس کا دارالحکومت تھا۔ جمادی الاول ۵۴۸ھ سے ماہ رمضان ۵۵۱ھ تک قید رہا اس حساب سے تین برس چار مہینہ ہوئے۔

علی بک سردار ترکان قارغلیہ نہایت سخت اور تند مزاج تھا جو سلطان سنجر کی حراست کر رہا تھا۔ اتفاق سے یہ مر گیا' ترکان قارغلیہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس سے سلطان سنجر اور اس کے سرداروں کو بھاگنے کا موقع مل گیا۔ واللہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید۔

سلطان محمد کا محاصرہ بغداد: سلطان محمد بن محمود نے اپنے چچا مسعود کے بعد اپنی تخت نشینی کے شروع زمانے میں مقتفی عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ حسب دستور سلاطین سلجوقیہ عراق و بغداد میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درخواست کی تھی' چونکہ خلافت مآب کو سلاطین سلجوقیہ کی بداقبالی اور حکومت کے خاتمہ کا خطرہ ہو گیا تھا۔ درخواست کو منظور نہ فرمایا۔ سلطان محمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی' ہمدان سے فوجیں لے کر عراق کے ارادے سے روانہ ہوا' قطب الدین والی موصل اور اس کے نائب زین الدین نے محاصرہ بغداد میں امداد کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان محمد ماہ ذی الحجہ ۵۵۱ھ میں بغداد پہنچا' خلیفہ مقتفی عباسی نے بھی لشکر فراہم کرنے کا حکم صادر فرمایا خطلو برس لشکر واسط لے کر پہنچ گیا' مہلہل اس سے علیحدہ ہو کر حلہ چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ خلیفہ مقتفی عباسی اور عون الدین ابن ہبیرہ نے قلعہ بندی شروع کی' پل توڑ ڈالا۔ کشتیاں ہٹا دیں اور ۲ محرم ۵۵۲ھ میں یہ منادی کرائی کہ کوئی شخص غربی بغداد میں نہ رہے۔ اس حکم کے مطابق باشندگان غربی بغداد اپنا مال و اسباب حریم خلافت میں اٹھا لائے اور غربی بغداد کو خالی کر دیا۔

سلطان محمد کی مراجعت ہمدان: خلیفہ مقتفی عباسی نے مصلحت جنگ کے لحاظ سے خرسہ کے بالائی علاقہ کو ویران کرا دیا۔ اسی طرح سلطان محمد نے جس جانب وہ خیمہ زن تھا اسے چٹیل میدان بنا دیا۔ منجنیقیں نصب کرائیں' فوج کے محاصرہ کا حکم دیا۔ خلیفہ مقتفی بھی اپنی فوج اور باشندگان بغداد کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا۔ اتنے میں زین الدین کوچک لشکر لے کر موصل سے سلطان محمد کے پاس آ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ محاصرہ میں سختی ہوئی' بغداد میں غلے کی آمد و رفت بند ہو گئی' گرانی بڑھ گئی۔ زین الدین کوچک اور اس کا لشکر جنگ میں خلیفہ کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوتاہی کر رہا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے اپنے بھائی قطب الدین والی موصل کو خلیفہ کے مقابلہ میں جنگ کی ممانعت کی اس وجہ سے زین الدین کوچک جو قطب الدین کا نائب تھا جنگ میں پیش قدمی نہیں کرتا تھا۔ غرض اسی اثناء میں سلطان محمد تک یہ خبر پہنچی کہ اس کا بھائی ملک شاہ' ایلدکز والی اران اور ارسلان بن ملک طغرل بن محمد ہمدان کے قصد سے روانہ ہو گیا ہے' سنتے ہی ہوش و حواس جاتے رہے بغداد کا محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی سے ۲۴ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں ہمدان کی طرف کوچ کیا اور زین الدین کوچک موصل واپس آیا۔

ملک شاہ اور امیر سقمس کی جنگ: ملک شاہ' ایلدکز اور ملک ارسلان نے ہمدان کا محاصرہ کر لیا تھا زیادہ دن نہیں گذرنے پائے تھے کہ سلطان محمد کی آمد کی خبر مشہور ہوئی' محاصرہ اٹھا کر راستہ لیا۔ ایتانج افسر پولیس رے نے مدافعت کی لیکن کامیاب نہ ہوا' محاصرین نے ایتانج کو شکست فاش دی اور رے کا پورے طور سے محاصرہ کر لیا۔ سلطان محمد نے امیر سقمس بن قماز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ایتانج کی کمک پر روانہ کیا۔ لیکن امیر سقمس رے اس وقت پہنچا جب کہ ملک شاہ اور اس کے ہمراہی سردار رے سے محاصرہ اٹھا کر بغداد جا رہے تھے۔ امیر سقمس سے اثناء راہ میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ ملک شاہ نے امیر سقمس کو شکست دی اس کے لشکر کو لوٹ لیا' سلطان محمد کو اس کی خبر لگی' فوراً بغداد کی طرف روانہ ہو گیا' حلوان پہنچا تو یہ خبر سننے میں آئی کہ ایلدکز دینور چلا گیا۔ اتنے میں ایتانج افسر پولیس رے کا پیام بر پہنچا' عرض کیا کہ ہمدان پر سلطنت پناہ کا قبضہ ہے اور سلطان کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' شملہ والی خراسان اپنے دارالحکومت بھاگ گیا' ایلدکز اور ملک شاہ کی فوج تتر بتر ہو گئی اور یہ دونوں اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے۔ سلطان محمد نے بغداد کا جانا ملتوی کیا' اران کی تسخیر کے ارادے سے ہمدان کی جانب واپس ہوا' اران ایلدکز کا مقبوضہ علاقہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات سلطان سنجر: اس کے بعد سلطان سنجر[1] حکمران خراسان نے ماہ ربیع الاوّل ۵۵۲ھ میں سفر آخرت اختیار کیا' اپنے بھائی برکیاروق کے زمانہ سے خراسان کا حکمران ہوا۔ اس کے بھائی سلطان محمد نے اسے ولی عہد مقرر کیا' سلطان محمد کے مرنے کے بعد تخت سلطنت پر رونق افروز ہوا۔ تمام سلاطین نے اس کی اطاعت کو ذریعہ عزت سمجھا' ممالک اسلامیہ کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ چالیس سال تک سلطان کے لقب سے پڑھا گیا۔ اس کے پہلے بیس برس تک خطبوں میں ''ملک'' کے خطاب سے یاد کیا جاتا رہا۔ تین سال چار ماہ ترکوں کی قید میں رہا۔ قید سے خلاصی کے بعد وفات پائی' بغداد اور عراق سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔ جاں کنی کے وقت حکومت خراسان پر اپنے ہمشیر زادہ محمود بن محمد بن بقراخاں کو تاج وتخت کا مالک اور اپنا جانشین مقرر کیا۔ چنانچہ محمود نے جرجان میں سکونت اختیار کی' ترکوں نے مرو اور خراسان کو دبالیا اور موید' نیشاپور اور خراسان کے اس حصہ پر جو نیشاپور سے متصل تھا' قابض ہو گیا اسی صورت سے ۵۵۴ھ تک حکومت کا سلسلہ قائم رہا۔ اس کے بعد ترکوں نے سلطان محمود کی خدمت میں قاصد بھیجا' بہ اصرار تمام بادشاہ بنانے کے لیے بلایا' سلطان محمود ترکوں سے مطمئن نہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے کو ترکوں کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک ترکوں نے اس کی اطاعت کی' پھر خود سلطان محمود ترکوں کے پاس چلا گیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

امیر ایتاخ: ایتاخ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان سنجر کا خادم تھا۔ جب ترکوں کا فتنہ وفساد برپا ہوا' اراکین دولت سلجوقیہ متفرق ہو گئے اور سلطان سنجر نے وفات پائی' موید نے نیشاپور وغیرہ پہلے ہی سے دبالیا تھا اس وجہ سے لشکر خراسان پر اس کا اثر خاص پیدا ہو گیا۔ سرداران لشکر سنجر کو یہ حسد پیدا ہوا امراء کی ایک جماعت' موید سے منحرف ہو گئی۔ انہی میں امیر ایتاخ بھی تھا۔

جنگ ایتاخ اور مؤید: امیر ایتاخ کبھی موید کا ہم خیال اور رفیق بن جاتا' کبھی ماژندران کا اور کبھی خوارزم شاہ کے پاس جانے کا قصد کرتا تھا لیکن بظاہر مؤید ہی کا راگ الاپتا تھا ۵۵۲ھ میں دس ہزار سواروں کی جمعیت سے ماژندران سے موید کی مخالفت کے لیے نکلا۔ نساء اور ابیورد پر قبضہ کرنے کو بڑھا[2]..... موید کو اس کی خبر لگی۔ روک تھام کے لیے روانہ ہوا' پہنچتے ہی ایتاخ پر حملہ کیا ایتاخ مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست کھا کر ماژندران چلا گیا ماژندران کا حکمراں رستم سے رسوخ پیدا کرنے کے خیال سے علی کا سر اتار کر رستم کے سامنے پیش کیا۔ رستم کو بے حد رنج اور غصہ پیدا ہوا۔ اپنے یہاں سے ایتاخ کو نکال دیا۔

---

[1] سلطان سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا ماہ رجب ۴۷۹ھ میں بمقام سنجار (دیار جزیرہ) میں پیدا ہوا خراسان میں سکونت اختیار کی' مرو کو دارالسلطنت بنایا' سخی' رقیق القلب' عالی ہمت اور رعب وداب والا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بدامنی نہیں ہوئی' ایک قبہ میں مدفون ہوا جسے اس نے اسی غرض کے لیے بنوایا تھا اور دارالآخرۃ نام رکھا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ لیدن۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایتاخ کی اطاعت: سلطان محمود اور مؤید نے اپنی اطاعت کا پیام بھیجا' غارت گری چھوڑنے اور سلامت روی سے رہنے کی ہدایت کی' ایتاخ نے ذرا بھی نہ سنا اسی بے ڈھنگی رفتار پر قائم رہا۔ سلطان محمود اور مؤید ماہ صفر ۵۵۳ھ میں سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے' ایتاخ یہ خبر پا کر بھاگ گیا' سلطان محمود اور ایتاخ نے تعاقب کیا' رستم شاہ ماژندران نے سلطان محمود اور مؤید کی خدمت میں نیاز مندی کا عریضہ بھیجا' نذرانے اور تحائف پیش کیے' سلطان محمود اور مؤید نے اسے قبول کیا۔ ایتاخ نے یہ رنگ دیکھ کر اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے لڑکے کو بطور ضمانت سلطان محمود کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان محمود کا غصہ فرو ہو گیا۔ پھر پیش قدمی نہ کی' مؤید کے ساتھ واپس آیا۔ ایتاخ جرجان' دہستان اور اس کے صوبہ پر قابض ہو گیا۔

جنگ مؤید و سنقر عزیزی: سنقر عزیزی' سلطان سنجر کے اراکین دولت میں سے تھا اس کا دل بھی مؤید سے صاف نہ تھا۔ جس وقت مؤید جنگ ایتاخ میں مشغول و مصروف ہوا تو سنقر عزیزی سلطان محمود بن محمد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ہرات چلا گیا اور قبضہ کر لیا۔ ہرات میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا۔ اس نے سنقر کو حسین بادشاہ غوری سے مل جانے اور اس کے علم حکومت کے زیر اثر حکومت کرنے کی رائے دی چونکہ سلطان محمود کی حکومت کمزور پڑ رہی تھی۔ اور گورنران صوبہ جات ملک کو دباتے جاتے تھے' سنقر کے دماغ میں یہ بات نہ آئی' خود مختار حکومت کا خیال پیدا ہوا۔ مؤید کو اس کی اطلاع ہوئی' فوجیں آراستہ کر کے ہرات پر یلغار کیا۔ پہنچتے ہی محاصرہ کیا۔ سنقر کے ہمراہی ترک مؤید سے مل گئے' اطاعت قبول کر لی اور سنقر کو دھوکہ سے مار ڈالا۔ سلطان محمود کا ہرات پر قبضہ ہو گیا۔ سنقر کے لشکر کا باقی ماندہ حصہ ایتاخ کے پاس چلا گیا طوس اور اس کے نواح میں غارت گری کا بازار پھر گرم ہو گیا' ویرانی تباہی اور بربادی کی کوئی حد نہ رہی۔ واللہ اعلم۔

مؤید اور ترکوں کی جنگ: ترکوں نے پہلے ہنگامہ کے بعد جسے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں بلخ میں قیام اختیار کیا خراسان کی غارت گری اور قتل سے دست کش ہو گئے اور تمام گروہ نے سلطان محمود بن خان محمد کے حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ مؤید اس کی دولت و حکومت کا مدبر اور قائد تھا۔ شعبان ۵۵۳ھ میں ترکوں کے ہاتھ میں پھر کھجلی پیدا ہوئی' بلخ سے مرو کی طرف غارت گری کے لیے بڑھے' سلطان محمود اس وقت سرخس میں تھا۔ مؤید تھوڑی سی فوج لے کر ترکوں کی روک تھام کے لیے روانہ ہوا۔ ایک مقام پر مقابلہ ہو گیا جس میں مؤید کو کامیابی ہوئی' تعاقب کرتا ہوا مرو پہنچا۔ ترکوں کا ایک بڑا گروہ کام آ گیا' بہت سا مال و اسباب مؤید کے ہاتھ لگا' مظفر و منصور سرخس واپس آیا۔

ترکوں کی سرخس میں غارت گری: اس کے بعد مؤید اور سلطان محمود نے ترکوں کی گوشمالی پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے سرخس سے نکلے۔ ۵ شوال سنہ مذکور میں ترکوں سے مقابلہ ہوا' تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں سے مقابلہ ہوا' تین بار لڑائی ہوئی ہر مرتبہ ترکوں کو شکست ہوئی' چوتھی لڑائی میں ترکوں کا لشکر کامیاب ہوا' سلطان محمود کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی ایک بڑا گروہ کام آ گیا' ترک مرو میں داخل ہوئے۔ اہل مرو کے ساتھ نرمی سے پیش آئے' علماء اور ائمہ وقت کی تعظیم و تکریم کی' اس کے بعد سرخس اور طوس کی طرف بڑھے' لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کیا' دیہات'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصبات اور شہر ویران ہو گئے (اس واقعہ میں سرخس کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی) غارت گری اور قتل سے فارغ ہو کر مرو واپس آئے۔

جلال الدین عمر بن سلطان محمود: سلطان محمود بن محمد شکست کے بعد جرجان چلا گیا تھا مقابلے کی قوت نہ تھی ترکوں کے آخری نتیجہ کا انتظار کر رہا تھا۔ ۵۵۴ھ میں ترکوں نے سلطان محمود کو بادشاہ بنانے کی غرض سے طلبی کی عرض داشت بھیجی' سلطان محمود نے جان کے خوف سے بہانہ کر دیا۔ تب ترکوں نے اس کے بیٹے جلال الدین عمر کو بادشاہت کے لیے بلایا۔ سلطان محمود نے ترکوں سے عہد و اقرار اور حلف لے کر جلال الدین عمر کو بھیج دیا۔ ترکوں نے بڑی آؤ بھگت کی' عزت و احترام سے اپنا بادشاہ بنایا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر ۵۵۴ھ کا ہے۔

سلطان محمود کی روانگی خراسان: جلال الدین عمر کی روانگی کے بعد سلطان محمود جرجان سے خراسان روانہ ہوا۔ تمام امراء سنجریہ رکاب میں تھے لیکن مؤید نہیں گیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا نسا اور ابیورد پہنچا۔ امیر عمر بن حمزہ نسوی کو نساء کی حکومت پر متعین کیا' امیر عمر نے جیسا کہ سلطان محمود چاہتا تھا نساء کی حفاظت و حمایت کی۔ لوٹ مار کا خاتمہ کیا۔ سلطان محمود' نساء کے باہر قیام پذیر ہوا۔

طوس کی تباہی: چونکہ اہل طوس نے ترکوں کی اطاعت قبول نہیں کی تھی اس وجہ سے ترکوں نے آخر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں نیشاپور سے طوس کا قصد کیا' اہل طوس نے اپنی قوت و طاقت کے مطابق مقابلہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکے' ترکوں نے طوس میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ اسے تاراج کر کے نیشاپور واپس آئے اور جلال الدین عمر بن سلطان محمود کے ساتھ بیہق کی طرف روانہ ہوئے' ۱۷ جمادی الآخر سنہ مذکور میں سبزوار کا محاصرہ کیا۔ نقیب عماد الدین محمد بن یحییٰ علوی حسینی نے مدافعت پر کمر باندھی' اہل سبزوار نے عماد الدین محمد کے اشارہ و حکم پر کام کیا۔ نہایت جد و جہد اور مستعدی سے ترکوں کا مقابلہ کرتے رہے' آخر کار ترک ناکام ہو کر ۲۷ جمادی الآخر سنہ مذکور میں نساء اور ابیورد کی جانب سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے واپس ہوئے۔

مؤید کا محاصرہ نیشاپور: آپ کو یاد ہوگا کہ جرجان سے جس وقت سلطان محمود خراسان روانہ ہو رہا تھا۔ مؤید اس کے ہمراہ نہیں گیا تھا۔ جرجان ہی میں رہ گیا تھا۔ سلطان محمود کی روانگی کے بعد جرجان سے خراسان روانہ ہوا' اثناء راہ میں ترکوں سے کسی گاؤں میں مؤید کا مقابلہ ہو گیا۔ مؤید سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا۔ ایک ترکی سپاہی نے گرفتار کر لیا' مؤید دھوکا دے کر اس کے قبضہ سے نکل بھاگا۔ گرتا پڑتا نیشاپور پہنچا۔ پھر سلطان محمود ترکوں کے ساتھ ماہ شعبان سنہ مذکور میں نیشاپور پہنچا تو مؤید نیشاپور چھوڑ کر چلا گیا۔ ترکوں نے نیشاپور میں داخل ہو کر اہل نیشاپور کے ساتھ اچھے سلوک کیے۔ تھوڑا عرصہ قیام کر کے سرخس اور مرو کی طرف کوچ کیا' مؤید اپنا لشکر لیے ہوئے پھر نیشاپور آ پہنچا۔ اہل نیشاپور مدافعت پر آمادہ ہوئے مؤید نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ لڑ کر اسے فتح کیا۔ شہر لوٹ لیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ غرض جو کچھ بھی ظلم و ستم کر سکا کر کے ماہ شوال ۵۵۴ھ میں بیہق لوٹ آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک شاہ کی غارت گری: جس وقت سلطان محمد بن سلطان محمود محاصرہ بغداد سے واپس ہوا خلیفہ عباسی نے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ سلطان محمد ہمدان پہنچ کر بیمار ہو گیا اور اس کا بھائی ملک شاہ قم اور قاشان کی طرف بڑھا اور انہیں نہایت برے طور سے لوٹا قم اور قاشان والوں سے تاوان وصول کیا۔ غارتگری' مار دھاڑ کا ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمد نے ملک شاہ کو ان بے جا افعال اور ظالمانہ حرکات سے باز آنے کے لیے لکھا۔ لیکن ملک شاہ نے کوئی توجہ نہ دی' قتل و غارت کرتا ہوا اصفہان پہنچا۔ ابن خجندی اور رؤسا شہر کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔ خجندی اور رؤسا شہر نے معذرت کی' جواب دیا ''ہماری گردنوں میں آپ کے بھائی سلطان محمد کی اطاعت کا طوق پڑا ہوا ہے۔ ہم اس عہد و اقرار اور قسم کو نہیں توڑ سکتے جو آپ کے بھائی سے کر چکے ہیں'' ملک شاہ یہ سن کر برہم ہوا' غارت گری اور قتل شروع کر دیا۔ سلطان محمد کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ہمدان سے ملک شاہ کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش (ہراول) کا سردار کرجان خادم تھا۔ ملک شاہ کی فوج سلطان محمد کی آمد کی خبر پا کر منتشر ہو گئی' ملک شاہ بغداد کی جانب روانہ ہوا' مقام قوس (یا فرسیسین) میں موبدان اور سنقر ہمدانی مل گئے ان دونوں نے غربی بغداد سے خوزستان جانے کی رائے دی۔

ملک شاہ کا خوزستان پر قبضہ: چنانچہ ملک شاہ نے واسط کا قصد کیا۔ شرقی بغداد میں اتر پڑا' اس کے ہمراہیوں نے قرب و جوار کے دیہات کو تاراج کیا۔ عوام الناس کو برہمی پیدا ہوئی' انہوں نے دریا کے بند توڑ دیئے جس سے بہت سے آدمی ڈوب گئے' ملک شاہ کوچ و قیام کرتا خوزستان پہنچا' شملہ نے عبور سے روکا' ملک شاہ نے کہلا بھیجا ''میرا ارادہ اپنے بھائی سلطان محمد کی خدمت میں حاضری کا ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی ارادہ نہیں۔'' لیکن شملہ نے اس مراسلہ پر بھی توجہ نہ کی' مقابلے پر آمادہ رہا۔ ملک شاہ نے ان کردوں میں قیام کیا جو وہاں مقیم اور سکونت پذیر تھے ملک شاہ نے ان لوگوں کی پیٹھ ٹھونکی' رفتہ رفتہ کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا جو پہاڑوں اور جنگلوں میں رہتے تھے' ملک شاہ نے انہیں مسلح کر کے شملہ پر حملہ کیا۔ سنقر ہمدانی اور موبدان وغیرہ امراء لشکر ہمراہ تھے۔ اس واقعہ میں شملہ کو شکست ہوئی۔ اس کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ کام آ گیا ملک شاہ نے خوزستان پر قبضہ کر کے فارس کی طرف قدم بڑھایا۔ واللہ ہوالمؤید بنصرہ من یشاء۔

سلطان محمد کی وفات: سلطان[1] محمد بن محمود بن ملک شاہ نے آخر ۵۵۴ھ میں وفات پائی سلطان محمد وہی ہے جس نے بغداد کا محاصرہ کیا تھا' خلیفہ مقتفی عباسی کو اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام دیا تھا اور خلیفہ مقتفی عباسی نے اسے منظور نہیں کیا تھا۔ محاصرہ بغداد سے واپس آ رہا تھا۔ اثناء راہ میں بیمار ہوا' ساڑھے سات سال حکومت کر کے سنہ مذکور میں سفر آخرت

---

[1] سلطان محمد کی ولادت ماہ ربیع الآخر ۵۲۲ھ میں ہوئی اس حساب سے بتیس سال کی عمر پائی۔ عارضہ سل میں انتقال ہوا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو لشکر کو حاضری کا حکم دیا۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب چنے گئے۔ شاہی خدام پیش ہوئے طیارہ میں بیٹھ کر ان سب کو دیکھا رو پڑا' کہنے لگا ''یہ فوجیں' یہ خدام' یہ مال و زر' یہ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب میری تکلیف کو ذرہ برابر کم نہیں کر سکتے اور نہ میری موت کے مقررہ وقت کو ایک لحظہ ٹال سکتے ہیں'' عاقل' کریم اور رعب و داب والا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کیا۔

سلیمان شاہ مرنے کے وقت سلطان محمد نے اپنے لڑکے کو جو نہایت کم سن تھا۔ سنقر احمد یلی کے سپرد کیا اور کہا ''اس بچے کو میں تمہارے سپرد کرتا ہوں اسے تم اپنے مقبوضہ شہر لے جاؤ اس کی پرورش و پرداخت کرو' مجھے امید نہیں ہے کہ میری فوج اس بچے کی اطاعت کرے گی'' اس وصیت کی بنا پر سنقر احمد یلی سلطان محمد کے لڑکے کو مراغہ لے گیا۔ لشکر شاہی[1] کے اکثر حصہ نے سلیمان شاہ (مرحوم سلطان محمد کا چچا) کو تخت حکومت پر بٹھایا اور اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

زین الدین مودود کی بیعت: سلطان محمد کی وفات کے بعد اکابر امراء ہمدان نے اتابک زین الدین مودود اور وزیر مودود کے پاس سلیمان شاہ کی طلبی کا پیام بھیجا۔ سب نے تخت نشین کرنے کی غرض سے اس پر اتفاق کیا' قسمیں کھائیں چنانچہ شاہی شان و شوکت سے سلیمان شاہ روانہ کیا گیا زین الدین علی کوچک رکاب میں تھا۔ بلاد جبل کے قریب پہنچا' شاہی فوج نے تپاک سے استقبال کیا' ہر روز ایک نہ ایک امیر باریاب ہونے کے لیے حاضر ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ بہت بڑی جمعیت ہوگئی زین الدین کو جان کا خطرہ پیدا ہوا۔ موصل واپس آیا اور سلیمان شاہ خدم و حشم کے ساتھ ہمدان میں داخل ہوا۔ اہل ہمدان نے گرم جوشی سے خیر مقدم کیا حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔

وفات خلیفہ مقتفی و خلافت مستنجد: خلیفہ مقتفی لامر اللہ عباسی نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں چوبیس سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس خلیفہ نے خود اختیاری کی قوت حاصل کر لی تھی جس وقت سلطان مسعود سلجوقی کے بعد خاندان سلجوقیہ میں نفاق اور اختلاف پیدا ہوا۔ اس وقت خلیفہ مقتفی عباسی' سلاطین سلجوقیہ کے اثر سے علیحدہ ہوگیا' اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا یوسف مستنجد باللہ عباسی تخت خلافت پر رونق افروز ہوا' خود مختار حکومت میں اپنے باپ کے قدم بہ قدم چلا' بلاد ماہلی پر قبضہ کیا کھف کو لے لیا اور اپنی طرف سے اس پر حاکم مقرر کیا جیسا کہ اس کے باپ کے زمانہ میں تھا۔ ان واقعات کو ہم ان دونوں کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

مؤید کا سرخس پر قبضہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جب ترکان غز (تاتار) کو غلبہ حاصل ہوگیا تو ان لوگوں نے خان محمود کو بادشاہ بنانے کے لیے بلا بھیجا' خان محمود تو جان کے خوف سے نہ گیا۔ لیکن اپنے بیٹے جلال الدین عمر کو ترکوں کے پاس بھیج دیا چنانچہ ترکوں نے جلال الدین عمر کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اس کے بعد محمود جرجان سے نساء روانہ ہوا اور ترکوں کا

---

[1] سلطان محمد کے مرنے کے بعد اراکین دولت سلجوقیہ میں اختلاف پڑ گیا۔ ایک گروہ نے ملک شاہ برادر سلطان محمد مرحوم کو تخت نشین کرنا چاہا۔ دوسرا گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد مرحوم کا چچا تھا) کے ساتھ ہوگیا۔ ان امراء کی تعداد زیادہ تھی' تیسرا گروہ ارسلان شاہ ہوا خواہ ہوگیا جو ایلدکز کے ساتھ تھا ملک شاہ بہ دعوائے سلطنت خوزستان سے روانہ ہوا' دکلا والیٔ فارس اور شملہ ترکمانی ہمراہ تھے۔ اصفہان پہنچا۔ ابن خجندی والیٔ اصفہان نے اطاعت قبول کی' زر کثیر بطور نذر پیش کیا عساکر شاہی مقیم ہمدان کو اپنی اطاعت کا پیام بھیجا۔ سرداران لشکر چونکہ سلیمان شاہ کے ہوا خواہ تھے اس لیے انہوں نے انکار کر دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر بھی آ کر مل گیا' مؤید مقابلہ نہ کر سکا شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود اور ترکی لشکر نسا میں داخل ہوا۔ کچھ عرصہ قیام کر کے محمود سرخس واپس گیا' مؤید پھر آ پہنچا' محاصرہ کر لیا' ترکی لشکر کو بزور تیغ نکال کر قبضہ کر لیا اور شہر کو ویران اور تباہ کیا۔ یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۴ھ کا ہے۔ پھر جب محمود سرخس سے واپس ہوا تو مؤید نے سرخس کا قصد کیا۔ محاصرہ کیا۔ اہل سرخس سے تیغ و سپر ہوا اور لڑ کر اسے فتح کیا۔ سرخس کو سر کر کے بیہق کی طرف گیا۔ ۵۵۵ھ میں پھر سرخس کی جانب واپس ہوا' شہر پناہ کو درست اور تعمیر کرایا اہل سرخس کے ساتھ اچھے سلوک کیے۔

قلعہ اشقیل کی تسخیر: قصہ مختصر مؤید ان شہروں پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ان کے قرب و جوار کے مفسدوں اور لٹیروں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ قلعہ اشقیل کو فتح کیا' فرقہ زیدیوں کے سرکشوں کی سرکوبی کی' ان کے قلعہ کو مسمار و منہدم کر کے قلعہ خسرو جرد پر دھاوا کیا قلعہ خسرو جرد' بیہق کے صوبہ میں تھا۔ اس قلعہ کو کیخسرو بادشاہ فارس نے بہ زمانہ جنگ افراسیاب تعمیر کرایا تھا۔ نہایت مستحکم اور مضبوط تھا اہل قلعہ مقابلہ پر آئے لیکن پسپا ہوئے اور مؤید نے اس پر قبضہ کر لیا' ایک دستہ فوج اس کی حفاظت پر مامور کر کے بتاریخ ۲۵ جمادی الاول سنہ مذکور نیشاپور لوٹ آیا۔

خربندہ کا قتل: چند روز بعد کندر متعلقات طرس (یا طریثث) پر چڑھائی کی۔ اس شہر پر ایک شخص خربندہ نامی قابض تھا رہزنی' قتل اور غارت اس کا کام تھا دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتا' قرب و جوار کے شہروں کو تاراج کرتا اور جو مقابل یا مزاحم ہوتا اسے مار ڈالتا غرض خراسان والے اس کی وجہ سے ایک بڑی مصیبت اور آفت میں مبتلا تھے۔ مؤید نے نہایت مستعدی سے محاصرہ کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار مؤید نے بزور تیغ قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ خربندہ اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر کے اہل خراسان کو اس مصیبت سے بعونہ تعالیٰ نجات دی۔ چونکہ اہل بیہق مؤید کی اطاعت سے پھر گئے تھے۔ اس وجہ سے ماہ رمضان سنہ مذکور میں بیہق کا قصد کیا' اہل بیہق نے معذرت کی اور مطیع ہو گئے۔

مؤید اور محمود کی مصالحت: خان محمود بن سلطان محمد اس وقت تک ترکوں کے ساتھ تھا ان واقعات کو سن کر متاثر ہوا مؤید کے پاس پیام صلح بھیجا۔ نیشاپور اور طوس کی سند گورنری عطا کی اس وجہ سے خان محمود' ترکان غز اور مؤید کے درمیان مصالحت ہو گئی لڑائی اور جھگڑے کا خاتمہ ہو گیا۔[1]

ترکان بزریہ: ترکوں کا بزریہ جرگہ خراسانی ترکوں کا ایک گروہ ہے اس کا سردار بقراخاں بن داؤد تھا خوارزم شاہ کی فوج نے ان پر حملہ کیا' تیغ و سپر ہوئے' ترک شکست اٹھا کر بھاگے ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ بقراخاں گنتی کے چند ترکوں کے ساتھ جان بچا کر سلطان محمود کی خدمت میں خراسان پہنچا' خوارزم شاہ کی شکایت کی' امداد کا خواستگار ہوا۔ سلطان محمود کے ہمراہی ترکوں کو ایتاخ سے بدظنی پیدا ہوئی کہ ہو نہ ہو ایتاخ ہی نے خوارزم شاہ کو ان ترکوں کے مقابلہ اور جنگ پر ابھارا

---

[1] بیاض بالاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ تیار ہو کر بقرا خان کے ساتھ نساء اور بیور وروانہ ہوئے ایتاخ پر حملہ کا تہیہ کیا۔ ایتاخ میں ان کے مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ شاہ ماژندران سے امداد کی درخواست کی شاہ ماژندران دیلم' کرد اور ترکمانوں کا لشکر لے کر ترکان غز اور بزریہ کے مقابلے پر آیا۔ نواح دہستان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی' شاہ ماژندران کے میمنہ میں تھا' ترکان اور بزریہ کے مقابلے پر آیا۔ نواح دہستان میں گھمسان کی لڑائی ہوئی' شاہ ماژندران نے انہیں پانچ مرتبہ شکست دی۔

شاہ ماژندران اور ترکوں کی جنگ: ایتاخ شاہ ماژندران کے میمنہ میں تھا' ترکان غز اور بزریہ نے اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بے جگری سے شاہ ماژندران کے قلب لشکر پر حملہ کیا اس حملہ میں شاہ ماژندران کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی ترکان غز اور بزریہ نے شکست خوردہ فوج کو نہایت بری طرح پامال کیا۔ شاہ ماژندران نے ساریہ جا کر دم لیا۔ ایتاخ خوارزم چلا گیا ترکان غز اور بزریہ نے دہستان میں گھس کر لوٹ مار' قتل و غارت گری شروع کر دی' اہل جرجان کے ساتھ بھی اسی ظلم و جور سے پیش آئے۔ اسے بھی ویران کر دیا۔ اہل جرجان و دہستان اپنی عزت و جان بچا کر دوسرے مقامات اور شہروں میں چلے گئے یہ واقعات ۵۵۶ھ کے ہیں۔

ایتاخ کی بقرا تکین پر فوج کشی: اس واقعہ کے بعد ایتاخ کو جب ذرا سکون ہوا تو بقرا تکین پر چڑھائی کر دی جو صوبہ قزوین پر قبضہ کیے ہوئے تھا۔ بقرا تکین کو ایتاخ کے مقابلہ میں شکست ہوئی' مؤید کے پاس بھاگ گیا اور اس کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گیا ایتاخ نے بقرا تکین کے مال و خزانہ کو لوٹ لیا جس سے ایتاخ کی قوت بڑھ گئی۔[1]

ملک شاہ کی وفات: ملک شاہ بن محمود اپنے بھائی سلطان محمد کی وفات کے بعد خوزستان سے اصفہان گیا۔ شملہ ترکمانی اور دکلا والیٔ فارس ہمراہ تھے ابن خجندی رئیس اصفہان نے اطاعت قبول کی' اظہار اطاعت کی غرض سے زر کثیر نذر کیا' اس کے بعد ملک شاہ نے اراکین دولت ہمدان کو اپنی فرماں برداری اور اطاعت کا پیام بھیجا چونکہ اہل ہمدان کا رجحان اور میلان سلیمان شاہ (ملک شاہ کا چچا تھا) کی طرف تھا انکار کر دیا اور سلیمان شاہ کو موصل سے طلب کر کے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ ملک شاہ اصفہان کا تنہا مالک ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں' مال و زر اور آلات حرب جمع کیے۔ خلیفہ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی اور سلیمان شاہ کے بجائے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی اور یہ شرط پیش کی کہ ''اگر میری درخواست مقرون اجابت ہو گی تو میں حسب دستور سابق تمام خدمات کی انجام دہی پر آمادہ ہوں اور اگر خلافت مآب نے منظور نہ فرمایا تو پھر میں آپ کی اطاعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔'' وزیر السلطنت عمید الدین ابن بہیرہ کو یہ دھمکی ناگوار گزری ایک لونڈی کے ذریعہ سے ملک شاہ کو زہر دلا دیا۔ ملک شاہ مر گیا' طبیب کو یہ معلوم ہو گیا' شملہ اور دکلا کو اس واقعہ سے مطلع کیا' لونڈی گرفتار ہو کر پیش کی گئی اس نے زہر دینے کا اقرار کیا۔

---

[1] بیاض بالاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے اراکین دولت اور فوج کو شہر سے نکال دیا۔ سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا' خطبہ میں اس کا نام داخل کیا' شملہ اپنا سامنہ لے کر خوزستان لوٹ آیا۔ جن شہروں پر ملک شاہ نے قبضہ کر لیا تھا ان پر قابض ہو گیا۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین کُرد باز: سلیمان شاہ تخت سلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد لہو ولعب میں مصروف ہو گیا' شب و روز شراب پیے مست پڑا رہتا تھا۔ رمضان المبارک کا احترام تک نہ کیا' مسخرے' گویے اور رند مشرب دربار میں بھرے رہتے تھے ان حرکات سے مردانگی اور جرأت جاتی رہی' امراء اور اراکین دولت حاضری دربار سے رک گئے' شرف الدین کرد باز خادم سے شکایت کی' شرف الدین کرد باز نہایت سنجیدہ متین' عقلمند' مذہبی خدام سلجوقیہ میں با اثر اور سلیمان شاہ کی حکومت و دولت کا منتظم و مدبر تھا۔ اس نے اراکین دولت کو تشفی دی' موقع کا منتظر رہا۔

سلیمان شاہ اور شرف الدین میں کشیدگی: ایک روز سلیمان شاہ ہمدان کے باہر اپنے محل سرائے میں معمول سے زائد پی کر بدمست ہو گیا تھا۔ اس کے ہم نشین پاس بیٹھے گپیں مار رہے تھے اور قہقہے لگا رہے تھے' اتفاقاً کسی ضرورت سے شرف الدین کرد باز حاضر ہوا۔ یہ رنگ دیکھ کر سلیمان شاہ کو نصیحت کی' سلیمان شاہ نشہ میں چور تھا' ہم نشینوں کو اشارہ کر دیا' وہ لوگ اس کا مذاق اڑانے لگے اور تہذیب کے دائرہ سے باہر ہو گئے' شرف الدین کُرد باز ناراض ہو کر چلا آیا۔ جب سلیمان شاہ کا نشہ اترا تو اپنے کیے پر پچھتایا۔ شرف الدین کرد باز سے معذرت کی' شرف الدین کرد باز نے معذرت قبول کر لی مگر دربار میں آنا جانا بند کر دیا۔ سلیمان شاہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ ایتاخ والیٔ رے کو شرف الدین کرد باز کے مقابلہ کے لیے امداد کی غرض سے طلبی کا پیام بھیجا' ایتاخ اس وقت بیمار تھا' حاضری کی معذرت کی اور صحت کے بعد امداد اور حاضری کا وعدہ کیا۔

سلیمان شاہ کا قتل: شرف الدین کُرد باز کو اس کی خبر لگ گئی' رنج اور غصہ بڑھ گیا' اراکین دولت کو بلایا' سلیمان شاہ کی معزولی کا مشورہ کیا سب نے بالاتفاق سلیمان شاہ کو معزول کرنے کی قسمیں کھائیں' شرف الدین کرد باز نے پہلا کام یہ کیا کہ سلیمان شاہ کے ہم نشینوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ سلیمان شاہ نے اعتراض کیا تو یہ جواب دیا کہ میں نے تمہاری حکومت قائم رکھنے کی غرض سے یہ فعل کیا ہے اس میں میری کوئی غرض نہیں ہے' اس کے بعد سلیمان شاہ کو دعوت دی' جوں ہی سلیمان شاہ اور وزیر السلطنت ابوالقاسم محمود بن عبدالعزیز عاقدی داخل ہوئے' دونوں مع خواص گرفتار کر لیے گئے یہ واقعہ ماہ شوال ۵۵۵ھ کا ہے۔ وزیر السلطنت اور خواص اسی وقت بار حیات سے سبکدوش کر دیے گئے۔ سلیمان شاہ کو بھی چند روز قید رکھ کر قید حیات سے آزاد کر دیا گیا۔

ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی: اس کے بعد شرف الدین کرد باز نے ایلدکز والیٔ اران و آذربائیجان کو خط لکھا۔ مضمون یہ تھا کہ ''سلیمان شاہ کے ناپاک وجود سے دنیا پاک ہو گئی ہے' جہاں تک ممکن ہو تم ملک ارسلان شاہ کو لے کر ہمدان آ جاؤ' تخت سلطنت خالی ہے۔ اراکین دولت سلجوقیہ بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں'' رفتہ رفتہ ان واقعات کی ایتاخ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاع ہوئی' فوج لے کر ہمدان پر چڑھ آیا' شرف الدین کردباز کو لڑائی کا الٹی میٹم دیا۔ شرف الدین کردباز نے حیلہ وحوالہ سے ٹالا۔ اتنے میں ایلدکز پہنچ گیا۔ بیس ہزار فوج رکاب میں تھی ملک ارسلان شاہ بھی ہمراہ تھا شرف الدین کردباز نے نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا' ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کی رسم ادا کی گئی' اور اراکین نے بیعت کی۔

ایلدکز اتابک: ایلدکز اتابک نے ملک ارسلان شاہ کی ماں سے عقد کر لیا تھا۔ بہلوان محمد اور قزا ارسلان عثمان دو بیٹے پیدا ہوئے' ملک ارسلان شاہ کی تخت نشینی کے بعد ایلدکز عہدہ اتابک سے سرفراز ہوا' اس کا بیٹا بہلوان محمد جو ملک ارسلان شاہ کا اخیافی بھائی تھا حاجب بنایا گیا۔ ایلدکز' سلطان مسعود کا غلام تھا۔ سلطان مسعود نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اسے اران اور کچھ حصہ آذربائیجان کی حکومت عنایت کی جس وقت سلاطین سلجوقیہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی تو ایلدکز نے سب سے علیحدگی اختیار کی' سلطان سلجوقیہ میں سے کسی کا بھی ساتھ نہیں دیا۔ اپنے مقبوضہ بلاد میں حکمرانی کرتا رہا۔ اسی فتنہ کے زمانے میں ارسلان شاہ پہنچ گیا۔ ایلدکز نے عزت واحترام سے ٹھہرایا' یہاں تک کہ سلیمان شاہ کے انتقال کے بعد تخت حکومت پر متمکن کیا گیا۔ ہمدان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ایلدکز اور ایتاخ میں اتحاد: ایلدکز اور ایتاخ والیٔ رے سے نامہ وپیام کر کے مصالحت کر لی اتفاق اور اتحاد کا معاہدہ ہو گیا۔ اسی سلسلہ میں بہلوان ابن ایلدکز کا عقد ایتاخ کی لڑکی سے ہوا جس سے رشتہ اتحاد اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔ مستنجد باللہ عباسی کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عراق اور بغداد میں ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی' جیسا کہ سلطان مسعود کے زمانہ حکومت میں تھا ویسا ہی حسب دستور تمام امور جاری رکھنے کا اقرار کیا۔ مستنجد باللہ نے ایلچی کو ذلیل کر کے دربار سے نکلوا دیا۔

جنگ آقسنقر وایلدکز: ایلدکز اور ایتاخ میں مصالحت ہونے کے بعد ایلدکز نے آقسنقر احمدیلی کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا' آقسنقر نے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ تم مجھے میری حالت پر چھوڑ دو' ورنہ یاد رکھو کہ میرے پاس بھی خاندان سلجوقیہ کا ایک شہزادہ موجود ہے میں اس کو بیعت کر کے تخت نشین کروں گا۔ (آقسنقر کی نگرانی اور تربیت میں سلطان محمد بن سلطان محمود کا لڑکا تھا جسے سلطان محمد نے بوقت وفات آقسنقر کو سپرد کیا تھا) چونکہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ بھی دارالخلافت بغداد سے آقسنقر سے اس کے لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کر رہا تھا' اس وجہ سے آقسنقر کو اس جواب کی زیادہ جرأت نہ ہوئی۔ ایلدکز اس جواب سے برافروختہ ہو گیا۔ ایک فوج بہلوان کی ماتحتی میں آقسنقر کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ کی' آقسنقر نے شاہر بن سقمان والیٔ خلاط سے ایلدکز کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی' اتحاد اور موافقت کی قسم کھائی' چنانچہ شاہر نے آقسنقر کی کمک پر فوجیں بھیجیں' ایلدکز کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی' آقسنقر فتح یاب ہوا' بہلوان شکست اٹھا کر واپس ہمدان آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود بن ملک شاہ: اصفہان میں ملک شاہ ابن محمود کی وفات کے بعد لشکر واراکین دولت سلجوقیہ کا ایک گروہ محمود ابن ملک شاہ کو لیے ہوئے فارس پہنچا' زنگی ابن وکلا سلقدی والیٔ فارس نے محمد ابن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین لیا اور قلعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصطخر میں لے جا کر ٹھہرا دیا۔ جب ایلدکز نے ارسلان کو تخت نشین کیا اور دربار خلافت میں اس کا نام خطبہ میں داخل کرنے کی درخواست کی تو وزیر السلطنت ابن ہبیرہ' ایلدکز کے خلاف گورنران صوبجات کو ابھارنے لگا۔ چنانچہ ادھر آقسنقر سے سلطان محمد کے اس کم سن بچہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا وعدہ کیا جو آقسنقر کے پاس تھا اور ادھر زنگی بن دکلا ولی فارس کو لکھ بھیجا کہ تم محمود ابن ملک شاہ کو تخت حکومت پر متمکن کر دو' میں دارالخلافت کے جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دے دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم کو ایلدکز کے مقابلہ میں فتح حاصل ہو جائے۔ اس بنا پر زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو تخت نشین کیا' بیعت کی' فارس میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محل سرا کے دروازے پر پنج وقتہ نوبت بجنے لگی' فوجیں مرتب کیں۔

جنگ ایلدکز و ایتاخ: ایلدکز کو اس واقعہ کی خبر لگی' غصہ سے کانپ اٹھا۔ چالیس ہزار فوج لے کر بقصد فارس' اصفہان روانہ ہوا' زنگی کے پاس ارسلان شاہ کی اطاعت اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا پیام بھیجا۔ زنگی نے صاف انکار کر دیا۔ ایلدکز نے کہلا بھیجا "مجھے خلیفہ مستنجد باللہ عباسی نے تمہارے مقبوضات کی حکومت عطا کی ہے میں ان پر قبضہ کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ مزاحمت کرنا ہو تو مقابلہ پر آ جاؤ۔" اور ایک دستہ فوج کو ارجان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا' ارسلان بوقا والی ارجان (زنگی والی فارس کا ایک امیر تھا) نے مقابلہ کیا' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ آخر کار ایلدکز کی فوج کو شکست ہوئی۔ ارسلان بوقا نے فتح کا بشارت نامہ زنگی کی خدمت میں روانہ کیا۔ زنگی نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع دی۔ اور امداد کی درخواست کی' وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے گورنران صوبہ جات کو زنگی کی امداد و اعانت کا حکم صادر کیا۔

ایتاخ کی شکست و مصالحت: چنانچہ ایتاخ رے سے دس ہزار فوج لے کر آ پہنچا۔ آقسنقر نے پانچ ہزار سوار کمک پر بھیجے۔ ابن بازدار والی قزوین اور ابن طغایرک (جو کہ ایلدکز کے امراء اور اراکین تھے) ایتاخ کے پاس چلے آئے۔ زنگی نے سیہرم کو تاراج کیا' ایلدکز نے زنگی کی مدافعت پر فوج روانہ کی' زنگی نے انہیں نیچا دکھا دیا۔ ایلدکز کے پاس شکست کھا کر واپس آئے ایلدکز نے آذربائیجان سے امدادی فوج طلب کی' چنانچہ ہبس بن قزوار سلان ایک بڑی فوج لے کر آ گیا' ایلدکز نے ایتاخ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ دونوں حریفوں کا ۹ شعبان سنہ مذکور میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ آخر کار ایتاخ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' فوج کا اکثر حصہ کام آ گیا' نامی گرامی سردار مارے گئے فتح مند گروہ نے ایتاخ کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ ایتاخ اپنی جان بچا کر رے میں داخل ہو کر قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ایلدکز اور ایتاخ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ آخر دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ ایلدکز نے ایتاخ کو جرباذقان دے دیا۔ صلح ہو گئی۔ ایلدکز ہمدان واپس آیا۔

مؤید کے کارنامے: ماہ ربیع الآخر ۵۵۶ھ میں مؤید نے نیشاپور کے چند سرداروں کو اس وجہ سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہ ان کے مورثوں اور آباء و اجداد نے اہل نیشاپور کو غارت اور تباہ کیا تھا جس میں نقیب علویہ ابوالقاسم زید بن حسن حسینی بھی تھا اور یہ الزام لگایا کہ اگر تم لوگ ان کو قتل و غارت گری سے روکتے تو ضرور وہ رک جاتے۔ گویا تم ہی لوگوں نے ان افعال کا ارتکاب کیا اور تم ہی اس کے ذمہ دار ہو' غرض اس الزام میں مفسدہ پردازوں کی ایک جماعت کو سزائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت دی۔

ان مفسدہ پردازوں نے مساجد' مدارس اور کتب خانوں کو بھی غارت کیا۔ یہ سب مقامات بھی ان کی غارت گری اور تباہ کاری کی نذر ہوئے کسی چیز کو جلایا اور کسی چیز کو زمین دوز کر دیا' علماء اور رؤسا کو قتل کیا۔ جس کا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ قید ہو کر قتل کیے گئے۔

اس کے بعد مؤید شاد باخ چلا آیا اس کا شہر پناہ درست کرایا۔ اردگرد کی خندقوں کی مرمت کرائی' حفاظت کی غرض سے دہس بندھوائے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ نیشاپور چٹیل میدان ہو گیا۔

شاد باخ کی از سر نو تعمیر: شاد باخ کو عبداللہ بن طاہر نے اپنے زمانہ گورنری میں آباد کیا تھا۔ عبداللہ بن طاہر اور اس کے خدم حشم شاد باخ میں رہتے تھے۔ عبداللہ بن طاہر کے بعد شاد باخ ویران ہو گیا' الپ ارسلان نے پھر اسے آباد کیا لیکن مذکورہ مفسدہ پردازوں نے اسے پھر ویران اور برباد کر دیا۔ تب مؤید نے اسے آباد کیا اور از سر نو شہر کی عمارات تعمیر کرائیں۔ نیشاپور بالکل ویران ہو گیا۔ تاتاریوں نے شاد باخ پر پھر حملہ کیا۔ خان محمود خراسان کا بادشاہ ان لٹیرے تاتاریوں کے ساتھ تھا چنانچہ دو مہینہ تک مؤید کا شاد باخ میں محاصرہ کیے رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے خان محمود حمام کے بہانے سے تاتاریوں سے علیحدہ ہو کر شہرستان چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ آخر شوال سنہ مذکور تک شاد باخ کا تاتاری محاصرہ کیے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لوٹ مار کرتے ہوئے واپس ہوئے' دیہات قصبات اور شہر طوس کو لوٹ لیا۔

خان محمود و جلال محمد کا انجام: جب خان محمود نیشاپور میں داخل ہوا تو مؤید نے رمضان ۵۵۷ھ تک عزت و احترام سے رکھا' اس کے بعد گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ مال و اسباب اور خزانہ جو کچھ اس کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ خان محمود کے ساتھ جلال محمد بھی گرفتار کر لیا گیا تھا' چنانچہ دونوں بحالت قید موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ مؤید نے خطبہ میں مستنجد باللہ خلیفہ عباسی کے بعد اپنا نام داخل کرایا اور بادشاہت کا اعلان کیا۔

شہرستان پر قبضہ: ماہ شعبان[1] ۵۵۹ھ میں مؤید نے شہرستان اور نواح نیشاپور سر کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ پہنچ کر شہرستان کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے تنگ ہو کر ہتھیار ڈال دیئے مؤید کی فوج نے شہرستان لوٹ لیا' غارت گری کا بازار گرم ہو گیا لیکن بہت جلد مؤید نے اپنی فوج کو غارت گری سے روک دیا اور شہرستان اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

مہم قلعہ دسکرہ: شہرستان کی مہم سے فارغ ہو کر مؤید نے قلعہ دسکرہ (طوس) کا قصد کیا۔ ابوبکر جاندار اس قلعہ کا حاکم تھا۔ اس نے قلعہ بندی کر لی۔ مؤید ایک مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ فتح نہ ہوا۔ چونکہ اہل طوس' ابوبکر کی بداخلاقی اور ظلم سے

---

[1] بجائے ۵۵۹ھ کے ۵۵۶ھ پڑھیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنگ آ گئے تھے محاصرہ اور جنگ میں مؤید کا ہاتھ بٹایا۔ ابوبکر نے اس کا احساس کر کے ہتھیار ڈال دیئے' قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں' مؤید نے ابوبکر کو جیل میں ڈال دیا۔ کرمان کی طرف بڑھا۔ اہل کرمان نے اطاعت قبول کی۔

فتح اسفرائن: اسفرائن کے سر کرنے کے لیے فوج روانہ کی۔ والیٔ اسفرائن عبدالرحمٰن بن محمد قلعہ بند ہو گیا۔ مؤید کی فوج نے محاصرہ کر دیا۔ آخر کار عبدالرحمٰن نے بھی ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے کو اس کے حوالہ کر دیا۔ مؤید نے اسے پابہ زنجیر شاد باخ بھیج دیا' جہاں جیل میں ڈال دیا گیا اور ماہ ربیع الآخر ۵۵۸ھ میں مار ڈالا گیا۔ فتح اسفرائن کے بعد مؤید نے قہند اور نیشاپور کے گردونواح پر قبضہ کر لیا۔ حکومت وسلطنت مستقل ہو گئی۔ جیسا کہ اس سے پہلے امن وامان قائم تھا پھر اسی طرح قائم ہو گیا۔ پرانے شہر کو ویران کر کے شاد باخ کا نیا شہر آباد کیا۔

بوشنج وہرات پر فوج کشی: اس کے بعد مؤید کو بوشنج اور ہرات کے فتح کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ یہ دونوں مقامات ملک محمد بن حسین بادشاہ غوری کے قبضہ میں تھے چنانچہ ملک محمد نے مؤید کی مدافعت پر فوجیں روانہ کیں۔ مؤید نے یہ خبر پا کر محاصرہ اٹھا لیا۔ بوشنج اور ہرات جیسا کہ ملک محمد کے قبضہ میں تھا اس کے قبضہ میں رہے۔

کرج کی شہرانی پر فوج کشی: کرج نے ماہ شعبان ۵۵۶ھ میں شہرانی (صوبہ اراں) پر پیش قدمی کی اور بزور تیغ اسے فتح کر کے پامال کیا۔ بہت سے مارے گئے اور اکثر قید کر لیے گئے۔ شاہ ارمن ابن ابراہیم بن سکمان والیٔ خلاط نے ایک بڑی فوج جمع کی جس میں مجاہدین بھی تھے اور باقاعدہ فوج بھی تھی کوچ وقیام کرتا ہوا کرج کے سر پر پہنچا۔ جنگ چھڑ گئی' شاہ ارمن ابن ابراہیم کو شکست ہوئی' مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا اور بہت سے اثناء جنگ میں مارے گئے۔

جنگ ایتاخ وکرج: اس کے بعد ماہ شعبان ۵۵۷ھ میں تیس ہزار فوج سے کرج نے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا' شہر دوین (صوبہ آذربائیجان) اور بلاد جبل اور اصفہان کا کچھ حصہ دبا لیا' ایلدکز کو اس کی اطلاع ہوئی' فوجیں مرتب کیں اور کرج سے بدلہ لینے کے لیے کوچ کیا' شاہ ارمن ابن ابراہیم ابن سکمان والیٔ خلاط اور آقسنقر والیٔ مراغہ بھی ایلدکز کے ساتھ تھے۔ پچاس ہزار جنگ آور رکاب میں تھے۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ میں کرج کے شہروں میں داخل ہو کر میدان کارزار گرم کر دیا۔ کرج سینہ سپر ہو کر لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے' فتح مندی کا سہرا لشکر اسلام کے سر پر بندھا۔ بے شمار مرد' عورتیں اور لڑکے گرفتار کر لیے گئے امراء کرج میں سے ایک امیر زادہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ لشکر اسلام ایک دستہ لے کر کمین گاہ میں بیٹھ رہا۔ کرج نے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور فتح مندی کے خیال سے لڑتا ہوا بڑھا۔ لشکر اسلام آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ جوں ہی کرج کمین گاہ سے آگے بڑھے۔ امیر زادہ کرج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج شکست کھا کر بھاگے' لشکر اسلام نے تلواروں پر رکھ لیا۔ دور تک تعاقب کرتے چلے گئے اور بہت سے کرج مارے گئے اور بے شمار قید کر لیے گئے' لشکر اسلام مظفر ومنصور مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قومس پر مؤید کا قبضہ: ۵۵۸ھ میں مؤید والیٔ نیشاپور نے صوبہ قومس کی طرف بڑھا یا بسطام اور دامغان پر قبضہ کر لیا۔ بسطام کی حکومت پر اپنے غلام تنکز کو مقرر کیا۔ تنکز اور شاہ ماژندران سے کشیدگی پیدا ہوگئی۔ جنگ تک نوبت پہنچی' چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ھ میں دونوں فریق لڑ پڑے۔ شاہ ماژندران کو شکست ہوئی۔ تنکز نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا۔

چونکہ مؤید اور ایلدگز میں مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے قومس پر مؤید کے قبضہ کے بعد سلطان ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ نے مؤید کو خلعت فاخرہ' جھنڈے اور بہت سے تحائف بھیجے' اور ملک خراسان کے جن شہروں کو وہ فتح کر چکا تھا' ان کی بھی اور آئندہ جن شہروں کو بھی وہ فتح کرے ان کی حکومت و گورنری مرحمت فرمائی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی مؤید نے اس پر بے حد مسرت ظاہر کی خلعت زیب بدن کیا صوبہ قومس طوس اور تمام صوبہ نیشاپور میں سلطان ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور سلطان ارسلان کے نام کے بعد خطبہ میں اپنا نام داخل کیا۔ جرجان اور دہستان میں خوارزم شاہ بن ارسلان بن آتسز کا اور اس کے امیر ایتاخ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا' مرو' بلخ اور سرخس پر تاتاریوں کا قبضہ تھا ہرات پر امیر اتیکین تاتاری حکومت کے تحت حکمرانی کر رہا تھا' ان مقامات پر سلطان سنجر کا خطبہ پڑھا جاتا تھا الفاظ یہ تھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلسُّلْطَانِ السَّعِیْدِ سَنْجَرَ وَ بَعْدَہٗ لِاَمِیْرِ تِلْکَ الْمَدِیْنَۃِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ.

ترکان قارغلیہ کا اخراج اور پامالی: خاقان چین نے سمرقند و بخارا کی حکومت پر خان جعفر ابن حسین تکین کو مامور کیا' خان جعفر قدیم خاندان شاہی کا ممبر تھا ۵۵۷ھ میں خاقان چین نے فرمان بھیجا کہ ''ترکان قارغلیہ کو اپنے ممالک محروسہ سے کاشغر کی طرف جلاوطن کر دو' وہ وہاں جا کر مقیم ہوں اور ہتھیار نہ باندھیں بلکہ کاشت کاری کریں اور روزی حاصل کرنے کی غرض سے دوسرے پیشے اختیار کریں'' جان جعفر نے ترکان قارغلیہ کے اخراج پر کمر باندھی' قارغلیہ نے ترک وطن کرنے سے انکار کیا۔ مخالفت پر تل گئے' جمع ہو کر بخارا کی جانب بڑھے' اہل بخارا خان جعفر سے مل گئے' یہ اس وقت سمرقند میں تھا اور بظاہر قارغلیہ کے شر سے بچنے کے لیے قارغلیہ سے ملتے رہے یہاں تک کہ خان جعفر اپنی فوج لے کر پہنچ گیا اور قارغلیہ پر حملہ کر دیا۔ قارغلیہ کو شکست فاش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بخارا و سمرقند کو ان کے شر سے نجات دی۔

سنقر کا طالقان اور غرشتان پر قبضہ: ۵۵۹ھ میں امیر صلاح سنقر (سلطان سنجر کا خادم) بلا طالقان پر قابض ہو گیا غرشتان پر فوج لے کر چڑھ گیا۔ متعدد حملے کیے آخر کار اہل غرشتان نے اس کی اطاعت قبول کی۔ طالقان اور غرشتان کے قلعوں پر اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا امراء غز (تاتار) کے ساتھ صلح و آشتی کا برتاؤ رکھا۔ ہر سال انہیں خراج ادا کرتا تھا۔

امیر اتیکین والیٔ ہرات: امیر اتیکین والیٔ ہرات اور ترکان غزنین میں مصالحت تھی زمانہ مصالحت میں ترکان غز نے بادشاہ غور محمد ابن حسین کو مار ڈالا۔ جیسا کہ سلاطین غوریہ کے حالات میں بیان کیا گیا۔ امیر اتیکین کو مملکت غور کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے ماہ رمضان ۵۵۹ھ میں بلاد غوریہ پر چڑھائی کر دی۔ اہل غور مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار انہیں لڑائیوں میں امیر اتیکین مارا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر اتیکین کا قتل: امیر اتیکین کے مارے جانے سے ترکان غز کو ہرات پر قبضہ کی سوجھی' جمع ہو کر ہرات پر چڑھ آئے۔ اہل ہرات نے اثیر الدین نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنا لیا تھا لیکن اس پر یہ الزام لگایا کہ یہ ترکان غز سے مل گیا ہے مار ڈالا' ابوالفتوح بن علی بن فضل اللہ طغرائی کو ہرات کی امارت پر مامور کیا اور مؤید کی خدمت میں فدویت نامہ بھیج کر اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا ثبوت دیا۔ مؤید نے اپنے خادم سیف الدین تنکز کو ہرات کا حاکم مقرر کیا اور ہرات کو ترکوں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک فوج بھیج دیا اور دوسرا لشکر سرخس اور مرو کی جانب روانہ کیا۔ ترکوں پر زمین تنگ ہوگئی' مجبور ہو کر ہرات سے محاصرہ اٹھا لیا اور مؤید کے سامنے گردن جھکا دی۔ چنانچہ ہرات وغیرہ پر مؤید کا قبضہ ہو گیا۔

شاہ ماژندران اور تنکز: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مؤید والیٔ نیشاپور نے قومس اور بسطام پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے اپنے خادم تنکز کو مامور کیا تھا ۵۵۹ھ میں شاہ ماژندران رستم بن علی بن شہریار بن قارن نے ایک فوج سابق الدین قزوینی کی ماتحتی میں ان مقامات کی تسخیر کے لیے روانہ کی قزوینی نے پہلے دامغان پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ تنکز کو اس کی خبر لگی۔ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا' قزوینی نے پہلے ہی حملہ میں تنکز کو شکست فاش دے کر ان شہروں پر قبضہ کر لیا تنکز شکست کھا کر مؤید کے پاس نیشاپور واپس آیا۔ لیکن نچلا نہ بیٹھا۔ آئے دن بسطام اور طوس پر چھاپا مارتا رہا۔

شاہ ماژندران کی وفات: ماہ ربیع الاول ۵۶۰ھ میں شاہ ماژندران نے وفات پائی علاء الدین شاہ ماژندران نے اپنے باپ کی موت کو چھپایا کسی کو اس واقعہ سے مطلع نہ ہونے دیا۔ جب تمام قلعوں اور شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا تو اس واقعہ کو ظاہر کر کے رسم تخت نشینی ادا کی۔ ایتاق (ایتاخ) والیٔ جرجان اور دہستان شاہ ماژندران کی موت سے مطلع ہو کر علاء الدین سے لڑنے کے لیے اٹھے اور ان حقوق واحسان کا ذرا بھی خیال نہ کیا جو شاہ ماژندران نے ایتاق پر کیے تھے۔ اس احسان فراموشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایتاق کو اس لڑائی وجھگڑے سے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

مؤید کا محاصرہ نساء: ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ میں مؤید نے شہر نساء کے محاصرہ اور سر کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی' خوارزم شاہ یک ارسلان بن آتسز نے بھی نساء کی حمایت پر اپنا لشکر بھیجدیا' جوں ہی خوارزم شاہ کا لشکر نساء کے قریب پہنچا مؤید کی فوج محاصرہ اٹھا کر نیشاپور واپس آ گئی۔ اہل نساء نے خوارزم شاہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے مطیع ہو گئے اور نساء میں اس کے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا۔

پھر نساء پر قبضہ کے بعد خوارزم شاہ کا لشکر دہستان کی طرف بڑھا اور قبضہ کر لیا اہل دہستان نے اطاعت قبول کی۔ امیر لشکر کو خوارزم شاہ نے اپنی طرف سے پولیس افسر مقرر کیا۔

جنگ آقسنقر وایلدکز: آقسنقر احمد یلی والیٔ مراغہ نے ۵۶۳ھ میں دارالخلافت بغداد میں عرض داشت بھیجی' سلطان محمد شاہ کے لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے جانے کی درخواست کی جو اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا اور یہ لکھا کہ ''اس کے علاوہ میری اور کوئی غرض نہیں ہے اگر یہ درخواست قبول ہوگی تو میں عراق سے ذرا بھی متعارض نہ ہوں گا بلکہ بہت سا مال و زر نذر کروں گا'' خلافت مآب نے نہایت خوشی سے درخواست منظور فرمائی ایلدکز والیٔ گو اس کی اطلاع ہوئی۔ اپنے بیٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہلوان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ آقسنقر سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد آقسنقر کو شکست ہوئی' مراغہ میں قلعہ بند ہو گیا بہلوان مراغہ کا محاصرہ کر کے روزانہ جنگ سے آقسنقر کو تنگ کرنے لگا آقسنقر نے مجبور ہو کر صلح کا پیام بھیجا۔ فریقین میں نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ بہلوان اپنے باپ ایلدکز کے پاس ہمدان واپس آیا۔

جنگ زنگی و شملہ: چونکہ زنگی بن وکلا والیٔ فارس نے اپنی فوج کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ شروع کر دیا تھا۔ جاو بے جا انہیں دباتا تھا اس وجہ سے فوج کے اکثر حصے کو والیٔ خوزستان سے خط و کتابت کر کے امیر بنانے کے لیے بلایا۔ چنانچہ اپنی فوج لے کر فارس کی طرف روانہ ہوا۔ زنگی اس سے مطلع ہو کر لڑنے کے لیے نکلا۔ دونوں نے خوب خوب زور آزمائی کی باہم تیغ و سپر ہوئے آخر زنگی کو شکست ہوئی' اکراد شوانکار کے پاس جا کر پناہ لی' شملہ نے فارس پر قبضہ کر لیا۔

شملہ کی پسپائی و مراجعت: قبضہ فارس کے بعد شملہ کا دماغ بھی پھر گیا اہل فارس پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا۔ اس کا بھتیجا خرسنکا لوٹ مار کرنے لگا۔ دیہات اور قصبات کو ویران کر دیا۔ کوئی فریاد رس تھا اور نہ کوئی حامی۔ اہل فارس کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی' لشکر فارس کا کچھ حصہ زنگی کے پاس پہنچا۔ شملہ کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ زنگی کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا تھوڑی سی فوج فراہم کر کے فارس پر چڑھ آیا۔ شملہ فارس چھوڑ کر خوزستان چلا گیا۔ یہ واقعات ۵۶۴ھ کے ہیں۔

جنگ ایلدکز و ایتانج: ایتانج متعدد لڑائیوں اور جھگڑوں کے بعد رے پر اس شرط پر قابض ہوا کہ ایلدکز فریق غالب کو سالانہ خراج جو باہم مقرر ہوا تھا ادا کرتا رہے چند روز بعد جب ایتانج کی قوت ذرا بڑھ گئی تو فوجی مصارف کا بہانہ کر کے خراج دینا بند کر دیا ایلدکز نے ایتانج پر چڑھائی کر دی ایتانج مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ایتانج شکست کھا کر بھاگا۔ قلعہ طبرک میں قلعہ بند ہو گیا۔ ایلدکز نے محاصرہ کیا۔ مدتوں محاصرہ کیے رہا' مگر کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی' ایلدکز نے ایتانج کے غلاموں کو ملانے کی فکر کی۔ سمجھا بجھا کر جاگیر دینے کا لالچ دے کر ایتانج کے قتل پر تیار کر دیا۔ چنانچہ ان نمک حراموں نے ایک روز موقع پا کر ایتانج کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا ایلدکز نے رے اور طبرک پر قبضہ کر لیا۔ علی بن عمرو باغی کو گورنری عطا کی اور ان نمک حراموں کا زبانی شکریہ ادا کیا' یہ انعام دیا اور یہ جاگیر دی۔ زور ہی کیا تھا۔ مجبوراً یہ سب منتشر ہو گئے۔ جو غلام ایتانج کے قتل کا بانی مبانی تھا وہ خستہ اور پریشان خوارزم شاہ کے پاس پہنچا۔ چونکہ خوارزم شاہ اور ایتانج میں اتحاد تھا اس وجہ سے اس نمک حرامی کی پاداش میں خوارزم شاہ نے اس غلام کو سولی دے دی۔ ع

نتیجہ کار بد کا کار بد ہے

ملک طغرل کی وفات: ۵۶۵ھ میں ملک طغرل بن قاروت بک والیٔ کرمان نے سفر آخرت اختیار کیا اس کا بڑا بیٹا ارسلان شاہ کرمان کا حکمراں ہوا ملک طغرل کا چھوٹا لڑکا بہرام شاہ جھگڑ پڑا سلطنت و حکومت کا دعویٰ کیا۔ ارسلان شاہ نے جنگ کی اور اسے شکست دی۔ بہرام شاہ بحال پریشان مؤید کے پاس نیشاپور پہنچا' مؤید نے مال و زر اور فوج سے اس کی مدد کی۔ چنانچہ اپنے بھائی ارسلان شاہ سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس لڑائی میں ارسلان شاہ کو شکست ہوئی' بہرام شاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کرمان پر قبضہ کرلیا اور ارسلان شاہ امداد کی غرض سے ایلدکز کے پاس اصفہان پہنچا۔

ارسلان شاہ کی وفات: ایلدکز نے ایک فوج اس کی امداد پر متعین کی۔ ارسلان شاہ کرمان کی جانب لوٹا' ایلدکز کی فوج نے پہنچتے ہی لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور کرمان کو بہرام شاہ کے قبضہ سے نکال کر ارسلان شاہ کے سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ فریادی صورت بنائے مرتا کھپتا نیشاپور میں مؤید کے پاس پہنچا اور وہیں ٹھہر گیا' اتفاق یہ کہ اس واقعہ کے بعد ارسلان شاہ کا انتقال ہوگیا' بہرام شاہ' کرمان واپس آیا اور قابض ہوگیا۔

خلافت مستضی بامر اللہ: اس کے بعد مستنجد باللہ عباسی خلیفہ بغداد نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا مستضی بامر اللہ تخت خلافت پر متمکن ہوا چونکہ ہم خلفاء عباسیہ کے حالات بالتفصیل اوپر لکھ آئے ہیں اس وجہ سے یہاں پر ان خلفاء کے اور حالات نہیں لکھنا چاہتے' مستنجد ار مستضی کے پیش رو خلفاء کے حالات اس وجہ سے تحریر کیے گئے ہیں کہ وہ خلفاء جو زمانہ خلافت مقتضی عباسی سے تخت خلافت پر متمکن ہوئے وہ شاہ شطرنج نہ تھے' خود مختار تھے۔ ان پر کسی سلطان کا اثر اور دباؤ نہ تھا۔ سلطان مسعود سلجوقی کی وفات کے بعد سلاطین سلجوقیہ کمزور پڑ گئے۔ ان کی حکومت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی شرق اور مغرب میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں اس سے خلفاء عباسی کو بغداد اور اس کے ممالک متصلہ میں خود مختار حکومت حاصل ہوگئی۔ اس سے پیشتر خلفاء عباسیہ کے مقبوضات میں سلاطین سلجوقیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ یہی امر سلاطین سلجوقیہ میں باہم نفاق و جھگڑا پیدا ہونے کا باعث ہوا' حکومت حاصل کرنے کی غرض سے باہم تیغ و سپر ہوئے۔ چنانچہ بعد کے خلفاء عباسی نے ان کے ممالک پر قبضہ کرلیا اور تنہا ان کے مالک ہوگئے خلافت کے علاوہ حکومت کی عنان بھی انہی کے قبضہ اقتدار میں رہی۔ یہاں تک کہ خلیفہ مستعصم عباسی کی حکومت وخلافت کا ہلاکو کے ہاتھوں خاتمہ ہوگیا۔

خوارزم شاہ کی وفات: جس وقت خوارزم شاہ (ارسلان) بن اتسز ترکوں سے شکست کھا کر خوارزم واپس آیا مریض تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں ۵۶۸ھ میں اس نے وفات پائی' اس کا چھوٹا بیٹا سلطان شاہ نے قبائے حکمرانی زیب بدن کیا' اس کا بڑا بھائی علاء الدین تکش خوارزم میں موجود نہ تھا یہ خبر پا کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ امداد کی درخواست کی ترکان خطا نے اس کی امداد پر کمر باندھی' خوارزم آئے اور قبضہ دلا دیا۔ سلطان شاہ گرتا پڑتا مؤید کے پاس نیشاپور پہنچا' علاء الدین تکش کے مقابلہ میں امداد چاہی' مؤید اپنا لشکر آراستہ کر کے خوارزم روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش مقابلہ پر آیا۔ دونوں فریق جی کھول کر لڑے' مؤید کو شکست ہوئی۔ جنگ کے دوران مؤید گرفتار ہوگیا۔ پابہ زنجیر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

امارت بنی مؤید کا زوال: شکست کے بعد مؤید کا لشکر نیشاپور واپس آیا اور اس کے بیٹے طغان شاہ ابوبکر بن مؤید کو حکمران بنایا۔ طغان شاہ اور علاء الدین تکش میں جو واقعات رونما ہوئے ان کو ہم ان کی حکومتوں کے تذکرے میں تحریر کریں گے مؤید کے قتل کا واقعہ اور طریقہ سے بھی بیان کیا گیا ہے اسے بھی ہم اسی مقام پر لکھیں گے۔

اس کے بعد خوارزم شاہ (تکش) نے ۵۶۹ھ میں نیشاپور پر چڑھائی کی دو مرتبہ محاصرہ کیا' دوسری مرتبہ طغان شاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مؤید کو شکست ہوئی' خوارزم شاہ نے طغان شاہ کو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا' نیشاپور اور ان شہروں پر جو خراسان کے بنی مؤید کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا۔ بنی مؤید کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ والبقاء للہ وحدہ۔

ایلدکز کی وفات: اتابک شمس الدین ایلدکز (اتابک ارسلان شاہ بن ملک طغرل) والیٔ ہمدان' اصفہان' رے اور آذربائیجان نے (۵۶۸ھ میں) وفات پائی' وزیر السلطنت کمال شہری (یا سمیری سلطان محمود کا وزیر تھا) کا غلام تھا' وزیر السلطنت کے قتل کے بعد سلطان محمود کی خدمت میں رہنے لگا۔ ترقی کر کے عہدۂ کتابت سے ممتاز ہوا جب سلطان مسعود تخت آرائے حکومت ہوا تو ارانیہ کی گورنری پر مامور کیا گیا۔ باوجودیکہ مرکز حکومت سے دور تھا لیکن سلجوقی بادشاہ کی اطاعت کو باعث فخر سمجھتا تھا۔ رفتہ رفتہ آذربائیجان ہمدان' اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا' اپنے پروردہ ارسلان شاہ بن طغرل کو تخت حکومت پر بٹھایا اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بدستور اس کا اتابک بنا رہا۔ اس کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی تھی اس کا دائرہ حکومت تفلیس سے مکران تک وسیع ہو گیا تھا' ارسلان شاہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ وسفید کا یہ خود مالک تھا۔

ابن سنکی کا نہاوند پر قبضہ: ایلدکز کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد بہلوان حکمران ہوا یہ سلطان ارسلان شاہ کا مادری بھائی تھا۔ بہلوان نے حکمران ہو کر جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ نظم ونسق کی غرض سے آذربائیجان کا سفر کیا ابن سنکی برادرزادہ شملہ والیٔ خوزستان کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر نہاوند پر چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نہاوند نے مقابلہ کیا۔ ترکی بہ ترکی جواب دیا' ابن سنکی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر تستر لوٹ آیا اور دو ایک دن کا مغالطہ دے کر اس راستہ سے جو آذربائیجان سے نہاوند آتا تھا' نہاوند کی طرف چلا' اہل نہاوند نے یہ سمجھ کر کہ بہلوان کی امدادی فوج آ رہی ہے۔ شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ابن سنکی بلا تعارض شہر میں داخل ہوا' قاضی اور رؤسا شہر کو گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ والیٔ نہاوند کی ناک کاٹ لی۔ شہر نہاوند کو تاراج کر کے بقصد عراق ماسبدان کی طرف قدم بڑھایا اور خوزستان لوٹ آیا۔

شملہ کی وفات: ۵۷۰ھ میں شملہ والیٔ خوزستان نے بعض ترکمانوں پر حملہ کی تیاری کی ترکمانوں نے بہلوان بن ایلدکز سے امداد کی درخواست کی' بہلوان نے ایک فوج ترکمانوں کی کمک پر بھیج دی' شملہ اور ترکمانوں سے جنگ چھڑ گئی شملہ شکست کھا کر بھاگا۔ جنگ کے دوران ترکمانوں نے شملہ اور اس کے بیٹے اور بھتیجے کو گرفتار کر لیا شملہ کو زخم کاری پہنچا تھا دو دن کے بعد مر گیا شملہ ترکمان اتسز یہ سے تھا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا خوزستان کا حکمران ہوا۔

بہلوان کا تبریز پر قبضہ: اسی سنہ میں بہلوان نے شہر تبریز پر یلغار کیا۔ شہر تبریز پر اقسنقر احمدیلی کی حکومت تھی' اقسنقر احمدیلی مر گیا تھا اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا ملک الدین حکمران ہوا بہلوان نے اس تبدیلی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی' چنانچہ مراغہ پر محاصرہ کیا اور اپنے بھائی قزل ارسلان کو شہر تبریز سر کرنے پر مامور کیا' بہلوان نے مراغہ فتح کر کے اہل مراغہ سے اچھے برتاؤ کیے قاضی مراغہ کو انعام اور صلے دیئے قاضی مراغہ نے اہل تبریز سے خط وکتابت کر کے دونوں فریقوں میں صلح کرا دی باہم عہد وپیمان ہو گیا بہلوان تبریز کی حکومت پر اپنے بھائی قزل ارسلان کو مقرر کر کے مراغہ سے ہمدان واپس آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان طغرل کی تخت نشینی: ۵۷۳ھ میں ارسلان شاہ سلجوقی کا جو کہ بہلوان بن ایلدکز کی کفالت ونگرانی میں تھا اور اس کا مادری بھائی تھا مقام ہمدان میں انتقال ہوگیا۔ اس کا بیٹا سلطان طغرل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

وفات محمد بن بہلوان: اس کے بعد محمد بن بہلوان بن ایلدکز نے ۵۸۲ھ میں وفات پائی اس کا بھائی قزل ارسلان حکمران ہوا۔ اس کا نام عثمان تھا اس کے زمانہ حکومت میں رعایا نہایت خوشحال تھی' تمام ممالک محروسہ میں امن وامان کا دورہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ہی اصفہان میں حنفیہ اور شافعیہ کے درمیان اور رے میں اہل سنت والجماعت اور شیعوں کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچ گئی' لوٹ' قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہوا۔ شہر کے اکثر مقامات جلا دیئے گئے۔

قزل ارسلان اور سلطان طغرل: بہلوان کا سلطان طغرل پر کافی اثر تھا سکہ اور خطبہ سلطان طغرل کا تھا لیکن عنان حکومت بہلوان کے قبضہ میں تھی۔ یہی سیاہ وسفید کا مالک ومختار تھا۔ بہلوان کے بعد قزل ارسلان نے بھی سلطان طغرل کو اپنے اثر میں لینے کا قصد کیا لیکن قزل میں بہلوان کا سا دم خم نہ تھا اور نہ اس کی طرح اس کے دماغ میں سیاست کا مادہ تھا۔ اس وجہ سے سلطان طغرل اس کے قبضہ واثر سے نکل گیا اس کے تحکم کو برداشت نہ کرسکا۔ ہمدان چھوڑ دیا۔ بعض اراکین دولت اور فوج کا کچھ حصہ آملا جس سے سلطان طغرل کی ہمت بلند ہوگئی' خراسان کے بعض مقامات پر قبضہ کرلیا۔ قزل ارسلان سے لڑائی ٹھن گئی' متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک دوسرے کو مغلوب نہ کرسکے۔ ادھر قزل ارسلان نے دربار خلافت بغداد میں عرضداشت بھیجی' خلافت پناہ کا میں بدل وجان مطیع ہوں' حسب دستور خدمت کے لیے موجود ہوں' حضور والا سلطان طغرل سے ہوشیار رہیں' یہ نہایت چلتا پرزہ ہے' آپ میری امداد پر فوجیں بھیجیں' میں سلطان طغرل سے فارغ ہوکر حاضر ہوں گا۔ ادھر سلطان طغرل نے بھی اپنا ایلچی روانہ کیا۔ خلافت مآب نے قزل ارسلان کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرمایا' دارالامارت کی تعمیر کا حکم دیا اور سلطان طغرل کو دربار سے نکلوا دیا اور بلا جواب واپس کیا اور شاہی دارالحکومت کو زمیں دوز کرادیا۔

وزیر جلال الدین عبیداللہ کی شکست وگرفتاری: ۵۸۴ھ میں خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے ایک فوج قزل ارسلان کی امداد پر وزیر السلطنت جلال الدین عبیداللہ بن یونس کی ماتحتی میں سلطان طغرل کے مقابلے کے لیے روانہ کی' ماہ صفر میں یہ فوج کوچ وقیام کرتی قریب ہمدان پہنچی۔ اتفاق سے قزل ارسلان وقت پر نہ پہنچ سکا اور سلطان طغرل نے جنگ چھیڑ دی وزیر السلطنت کو شکست ملی' سلطان طغرل نے لشکر بغداد کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا۔ لشکر بغداد بحال پریشان بغداد واپس آیا۔

جنگ سلطان طغرل وقزل ارسلان: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان طغرل اور قزل ارسلان بن ایلدکز کے درمیان لڑائیاں ہورہی تھیں۔ آخر کار ان لڑائیوں میں قزل ارسلان کو کامیابی ہوئی' سلطان طغرل گرفتار ہوکر کسی قلعہ میں قید کردیا گیا' تمام شہروں پر قزل ارسلان کا قبضہ ہوگیا' ابن وکلا والیٔ فارس وخوزستان نے بھی اطاعت قبول کی' قزل ارسلان کامیابی کے ساتھ اصفہان واپس آیا۔ اس وقت تک اصفہان میں جھگڑا وفساد کا سلسلہ جاری تھا' علماء شافعیہ کی ایک جماعت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی۔ فتنہ وفساد فرو ہو گیا' ہمدان لوٹ آیا۔ ۵۸۷ھ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا' بادشاہت کا اعلان کیا اور دروازے پر نوبت بجوائی۔

قتل قزل ارسلان: اس کے بعد ایک روز شب کے وقت بحالت خواب کسی نے قزل ارسلان کا کام تمام کر دیا' بہت جستجو کی گئی قاتل کا پتہ نہ چلا' اس کے غلاموں کی ایک جماعت کو اس شبہ سے کہ یہی قتل کے مرتکب ہوئے ہیں گرفتار کر لیا گیا۔

قزل ارسلان' کریم' حلیم' عادل' نیک سیرت اور خوش خلق تھا' برائی کا بدلہ نہ لینے کو زیادہ دوست رکھتا تھا۔ اسکے مرنے کے بعد قتلغ بن بہلوان (قزل ارسلان کا بھتیجا) حکمران ہوا۔ تمام شہروں پر جو قزل ارسلان کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔

ہمدان پر سلطان طغرل کا قبضہ: قزل ارسلان کے قتل ہونے کے بعد سلطان طغرل اس قلعہ سے جس میں قزل ارسلان نے اسے قید کیا تھا نکل آیا۔ شاہی فوجیں جمع ہو گئیں ہمدان پر قبضہ کرنے کیلئے بڑھا۔ قتلغ بن بہلوان نے مدافعت پر کمر باندھی' ایک دوسرے سے تیغ وسپر ہوئے قتلغ شکست اٹھا کر رے چلا گیا اور سلطان طغرل نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

رے پر خوارزم شاہ کا قبضہ: قتلغ نے رے پہنچ کر قلعہ بندی کر لی' خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اپنی امداد پر بلا بھیجا' چنانچہ ۵۸۸ھ میں خوارزم شاہ رے کی جانب روانہ ہوا رفتہ رفتہ قریب رے پہنچا قتلغ کو خوارزم شاہ کی طرف سے شبہ پیدا ہوا' اپنے کیے پر ندامت ہوئی' مگر اب چارۂ کار کیا تھا رے کے کسی قلعہ میں بیٹھ رہا۔ خوارزم شاہ نے رے اور قلعہ طبرک پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل سے مصالحت کر لی اس اثناء میں سلطان برادر خوارزم شاہ کی نقل وحرکت کی خبر لگی جسے ان کے واقعات کے سلسلہ میں بیان کیا جائے گا خوارزم شاہ رے پر اپنی جانب سے ایک حاکم مقرر کر کے ۵۹۰ھ میں خوارزم واپس آیا۔

سلطان طغرل اور خوارزم شاہ: خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد سلطان طغرل نے رے کی جانب پیش قدمی شروع کی' خوارزم شاہ کی فوج پر جورے میں مقیم تھی۔ شبخون مارا۔ قتلغ پریشان ہو کر بھاگ نکلا' خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد کا دوبارہ پیام بھیجا' معذرت کی' اتفاق سے جس وقت قتلغ کا قاصد خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا اسی وقت خلیفہ عباسی کا ایلچی بھی فرمان لیے ہوئے پہنچ گیا۔ خلافت مآب نے سلطان طغرل کی زیادتیوں کی شکایت تحریر کی تھی اور یہ لکھا تھا کہ تم ان شہروں پر قبضہ کر لو تا کہ امن وامان قائم ہو جائے۔ خوارزم شاہ نے خلافت مآب کے فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھا اور نیشاپور سے رے روانہ ہوا۔ قتلغ نے اس کی اطاعت کو اپنی عزت کا باعث سمجھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔

جنگ سلطان طغرل وخوارزم شاہ: سلطان طغرل کو اس کی خبر لگی لشکر جمع ہونے کا انتظار کیے بغیر مقابلہ پر تل گیا۔ ماہ ربیع الاول ۵۹۰ھ میں قریب رے دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوئی' سلطان طغرل نے بنفسہ خوارزم شاہ پر حملہ کیا لڑتا ہوا خوارزم شاہ کے قلب لشکر تک پہنچ گیا' خوارزم شاہ کی فوج نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ زخمی ہو گیا تھا۔ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ کسی سپاہی نے سر اتار لیا۔ خوارزم شاہ نے رے' ہمدان اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔ ہمدان اور اس کے صوبہ پر قتلغ بن بہلوان کو مامور کیا اور اکثر شہروں میں اپنے غلاموں کو جاگیریں دیں' مساجق کو ان کا سردار بنایا۔ سلطان طغرل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارے جانے سے بنو ملک شاہ کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر: اس کے بعد خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی کے وزیر ابن عطاف[1] نے ہمدان' اصفہان اور رے کو خوارزم شاہ کے غلاموں سے چھین لیا چند روز بعد خوارزم شاہ نے پھر واپس لے لیا جیسا کہ خلفاء بنی عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔ خلیفہ ناصر عباسی کی طرف سے امراء ایوبیہ میں سے ابوالہیجاء سمین نے ۵۹۳ھ میں ہمدان کی جانب پیش قدمی کی' ازبک بن بہلوان نے ہمدان سے نکل کر بہ اظہار اطاعت نیاز حاصل کیا' ابوالہیجا نے گرفتار کر لیا۔ خلیفہ ناصر عباسی کو ناگوار گزرا' ازبک کو قید سے رہا کر دینے کا حکم صادر فرمایا اور ازبک کو خوش کرنے کی غرض سے خلعت بھیجے۔

امیر ابوالہیجاء سمین' بیت المقدس کا حاکم تھا۔ امراء مصر کا بااثر اور ممتاز فرد تھا بیت المقدس اور اس کے اردگرد کے علاقے اس کے زیر حکومت تھے جب الملک العادل نے الملک الافضل سے دمشق چھین لیا تو بیت المقدس کی حکومت نے امیر ابوالہیجاء سمین کو معزول کر دیا' وہ بغداد چلا آیا۔ خلیفہ ناصر عباسی نے اپنے اراکین دولت میں داخل کر لیا اور ۵۹۳ھ میں ہمدان کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔

ازبک بن بہلوان: ازبک بن بہلوان اپنے باپ کے مرنے کے بعد بلاد آذربائیجان پر غالب ہو گیا۔ حکومت پر قدم رکھتے ہی عیش و عشرت میں منہمک ہو گیا۔ انتظام مملکت سے غافل ہو کر رنگ رلیوں میں ڈوب گیا' کرج نے شہر دویر پر حملہ کیا اور محاصرہ کیا۔ اہل دویر نے ازبک بن بہلوان کے پاس وفد بھیجا۔ امداد کی درخواست کی' ازبک کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ کرج نے بزور تیغ دویر فتح کر لیا اور جی کھول کر اسے پامال کیا۔

قتل کوکجہ: کوکجہ،[2] بہلوان کا غلام تھا۔ ازبک کی کمزوری سے رے' ہمدان اور بلاد جبل پر قابض ہو گیا' اپنے رفیق

---

[1] ماہ شعبان ۵۹۰ھ میں خلیفہ ناصر عباسی نے ابن عطاف نائب وزیر کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اس کا نام مؤید الدین ابوعبداللہ محمد بن علی مودن ابن قصاب تھا دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۷۱ مطبوعہ لیدن۔

[2] خوارزم شاہ کی خراسان سے واپسی کے بعد امراء اور خدام بہلوان نے متفق ہو کر کوکجہ کو جو کہ بہلوان کے غلاموں میں ایک بااثر اور صاحب الرائے شخص تھا اپنا امیر بنایا۔ رے اور اس کے تمام بلاد قریبہ پر قابض کرا دیا۔ کوکجہ نے اصفہان سے خوارزم عمال کو نکال باہر کرنے کی غرض سے اصفہان پر چڑھائی کی۔ قریب اصفہان پہنچا تو یہ معلوم ہوا کہ خلافت مآب کا لشکر اصفہان کے قریب پڑاؤ ڈالے ہے۔ امیر لشکر سیف الدین طغرل خادم خلیفہ عباسی کی خدمت میں معذرت کا عریضہ بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ خدام دولت نے خوارزمیوں کو نکالنے کی غرض سے اصفہان کا قصد کیا ہے اور کوئی غرض نہیں ہے سیف الدین نے معذرت کو قبول کیا۔ کوکجہ خوارزمیوں کی تلاش و جستجو میں طبس (بلاد مقبوضہ اسمٰعیلیہ) تک بڑھ گیا۔ لوٹ کر پھر اصفہان آیا اور قبضہ کر لیا۔ دربار خلافت میں اظہار اطاعت کی غرض سے عریضہ بھیجا۔ رے' سادہ' قم اور قاشان کی سند حکومت کی درخواست کی' اصفہان' ہمدان' زنجان اور قزوین علم خلافت کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے لکھا۔ خلافت مآب نے درخواست کو قبول فرمایا۔ خوشنودی مزاج کی خلعت عنایت کی اور منشور بر طبق درخواست روانہ کیا اس سے کوکجہ کی شان و شوکت کو چار چاند لگ گئے۔ فوج کثیر بھرتی کر لی' مستقل حکمران ہو گیا۔ ہم چشموں میں عظیم الشان اور صاحب قوت تسلیم کیا گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ ۷۶' ۷۷ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایدغمش (یہ بھی بہلوان کا غلام تھا) کو اپنا معتمد علیہ اور دایاں بازو بنایا' ایدغمش کو جب قوت حاصل ہوگئی تو حکومت کے لالچ میں کوکجہ سے لڑ گیا' اور اسے قتل کر کے تمام شہروں پر جو کوکجہ کے زیر حکومت تھے قابض ہوگیا۔ ازبک بن بہلوان دبا دبایا پڑا رہا۔ سیاہ وسفید کرنے کا اسے اختیار نہ تھا۔

ازبک اور والیٔ اربل: آپ نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ ازبک تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی لذات اور لہو ولعب میں مصروف ہوگیا۔ انتظام وسیاست سے ایک قلم ہاتھ کھینچ لیا والیٔ اربل مظفر الدین کوکبری اور ازبک میں کسی بات پر جھگڑا ہوگیا جس کی وجہ سے والیٔ اربل نے ازبک کے مقبوضات کا قصد کیا علاء الدین بن قراسنقر احمد یلی والیٔ مراغہ کے پاس گیا۔ امداد طلب کی۔ ازبک کے تمام حالات بتلائے والیٔ مراغہ نے والیٔ اربل کی رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ محاصرہ تبریز کو روانہ ہوا۔ ازبک نے ایدغمش کو ان حالات سے مطلع کیا اس وقت ہمدان' اصفہان' رے اور تمام بلاد جبلیہ ایدغمش ہی کے پاس تہدید آمیز خط لکھا' والیٔ اربل کے حواس باختہ ہوگئے بلا قتل وقتال اپنے مرکز حکومت واپس گیا۔ علاء الدین بن قراسنقر والیٔ مراغہ بھی لوٹ گیا لیکن ایدغمش کا غصہ اس سے فرو نہ ہوا ازبک کو ہمراہ لیے مراغہ پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا والیٔ مراغہ نے اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ دے کر مصالحت کر لی' ایدغمش اور ازبک محاصرہ اٹھا کر واپس آ گئے۔

خوارزم شاہ کا ماژندران پر قبضہ: حسام الدین اردشیر والیٔ ماژندران کے مرنے کے بعد اس کا بڑا لڑکا حکمران ہوا۔ اپنے منجھلے بھائی کو اپنے مقبوضہ علاقہ سے نکال دیا بحال پریشان جرجان پہنچا' شاہ برتکش اپنے بھائی خوارزم شاہ کی طرف سے جرجان کا حاکم تھا۔ خوارزم شاہ سے اس نے امداد کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے بشرط اطاعت امداد پر کمر باندھی' اپنے بھائی برتکش کو امداد پر متعین کیا چنانچہ برتکش جرجان سے ماژندران روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر موصول ہوئی کہ والیٔ ماژندران جو اپنے باپ کے بعد حکمران ہوا تھا۔ مر گیا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی ماژندران پر حکومت کر رہا ہے۔ لیکن برتکش نے ارادہ تبدیل نہ کیا مسافت طے کر کے ماژندران پہنچا اور خراسان لوٹ آیا۔ سابق والیٔ ماژندران کا منجھلا بیٹا جس نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی تھی ماژندران پر حکومت کرنے لگا۔ سابق والیٔ ماژندران کا چھوٹا لڑکا قلعہ کوری میں قلعہ بند ہوگیا سارا مال واسباب اور خزانہ اسی کے قبضہ میں تھا۔ منجھلے بھائی سے نامہ وپیام شروع کیا عنایت و الطاف کا خواستگار ہوا۔ منجھلے بھائی نے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا۔

ازبک کا مراغہ پر قبضہ: ۶۰۴ھ میں علاء الدین قراسنقر احمد یلی والیٔ مراغہ کی موت آ گئی' کوئی بڑا لڑکا نہ تھا اس کے خادم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ایک کم سن بچہ کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ بعض امراء دولت نے اس سے سرکشی کی اور بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس نے ان کی گوشمالی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں' باغیوں کو شکست ہوئی' علاء الدین قراسنقر کا کم سن بچہ مستقل طور سے حکمران ہوگیا۔ ایک برس کے بعد ۶۰۵ھ میں اس کا بھی پیام موت آ گیا۔ اس کے مرنے سے خاندان قراسنقر احمد یلی کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ ازبک بن بہلوان ان واقعات سے مطلع ہو کر تبریز سے مراغہ آیا اور خاندان قراسنقر کے تمام علاقوں پر قابض ہوگیا' صرف وہ قلعہ باقی رہ گیا جس میں قراسنقر کا خادم قلعہ بند تھا۔ خزانہ اور مال واسباب اسی خادم کے پاس تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایدغمش اور سنکلی: ایدغمش کے ابتدائی حالات اور حکومت حاصل کرنے کے واقعات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے جس وقت اس کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت پر جم گیا ہمدان' اصفہان اور رے اور بلاد جبلیہ پر قابض ہوگیا' کثیر التعداد فوج بھی جمع ہوگئی' شان وشوکت بھی بڑھ گئی تو خود مختار حکومت کا مدعی ہوا۔ حوصلہ اس قدر بڑھا کہ اپنے آقائے نعمت بہلوان (جس نے اس کو رباطن کو حکومت عطا کی تھی) کے لڑکے ازبک پر چڑھائی کر دی ازبک اس وقت آذربائیجان میں تھا۔ بہلوان کے خادموں سے ایک شخص سنکلی نامی ایدغمش کے روک تھام کے لیے اٹھا۔ ممالک بہلوانیہ کا ایک بڑا گروہ ساتھ ہوگیا۔ بات کی بات میں کثیر فوج فراہم ہوگئی اس واقعہ میں ایدغمش کو شکست ہوئی' سنکلی نے تمام شہروں پر قبضہ کرلیا۔

ایدغمش شکست کھا کر بغداد پہنچا' خلافت مآب نے اس کی آمد پر مسرت کا اظہار کیا۔ عزت واحترام سے ملاقات کی۔ یہ واقعہ ۶۰۸ھ کا ہے ایدغمش نے بغداد میں قیام اختیار کیا۔

قتل ایدغمش: خلافت مآب نے ایدغمش کو خلعت دیا' لواء حکومت عطا کیا' جس قدر بلاد اس کے قبضہ میں تھے' ان کی سند حکومت مرحمت فرمائی' فوجی امداد دینے کا وعدہ کر کے ۶۱۰ھ میں رخصت کیا۔ ایدغمش بغداد سے ہمدان کی جانب واپس ہوا اور بغدادی افواج کے انتظار میں سلیمان بن برجم امیر ایوانیہ ترکمان کے پاس قیام کیا۔ سلیمان نے خفیہ طور سے سنکلی کو ایدغمش کے حالات لکھ بھیجے اور ایک روز موقع پا کر ایدغمش کا کام تمام کر دیا۔ سر اتار کر سنکلی کے پاس بھیج دیا۔ ایدغمش کے تمام ہمراہی منتشر ہوگئے۔ سنکلی نے ایدغمش کے تمام مقبوضہ شہروں پر قبضہ کرلیا۔

سنکلی کی سرکشی: خلافت مآب کو اس واقعہ سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی' سنکلی کو تہدید آمیز اور ناراضگی کا خط لکھا۔ سنکلی نے کچھ بھی سماعت نہ کی' خلافت مآب نے اس کے آقا ازبک بن بہلوان والیٔ آذربائیجان کو اس کی شکایت لکھی' فوج کشی کی ترغیب دی' امداد کا وعدہ کیا۔ جلال الدین اسمٰعیلی والیٔ قلعہ موت کو ازبک کی موافقت اور اس کے ساتھ ہو کر سنکلی سے لڑنے کا پیام بھیجا اور باہم یہ قرار پایا کہ کامیابی کے بعد مساوی طور پر تینوں فریقوں میں ممالک مقبوضہ تقسیم کر دیئے جائیں گے' خلافت مآب نے فوج کی روانگی کا حکم دیا اپنے خادم سنقر معروف بہ وجہ السبع کو سپہ سالار مقرر کیا' مظفر الدین کو کبری بن زین الدین علی کوچک والیٔ اربل وشہرزور کو بھی شریک جنگ ہونے کا حکم صادر کیا اور میدان جنگ کا سپہ سالار اعظم اسی کو مقرر فرمایا۔

سنکلی کی شکست وفرار: چنانچہ یہ فوجیں دل بادل کی طرح ہمدان کی طرف بڑھیں' سنکلی میں مقابلے کی قوت نہ تھی ہمدان چھوڑ کر بھاگ نکلا' پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا۔ حملہ آور فوج نے تعاقب کیا' دامن کوہ پر پڑاؤ ڈالا۔ پہاڑ کی چوٹی پر سنکلی تھا اور نیچے حملہ آور فوج تھی۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ ازبک کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' سنکلی پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا۔ رات ہوئی تو ازبک اپنے مورچہ میں واپس آیا صبح کو پھر دونوں حریف باہم تیغ وسپر ہوئے۔ اس جنگ میں سنکلی کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹی پر چندے ٹھہرا رہتا تو غنیم کی فوج چارے کی وجہ سے بھاگ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی۔ لیکن اس کی قسمت میں شکست لکھی تھی۔ جوں ہی رات نے اپنے سیاہ دامن فضائے عالم میں پھیلائے۔ سنکلی بلندی کوہ سے اتر کر بھاگ گیا۔ تمام ہمراہی منتشر و متفرق ہو گئے۔ پھر کیا تھا میدان خالی ہو گیا۔ فتح مند گروہ نے سنکلی کے تمام علاقہ پر قبضہ کر کے حسب قرارداد باہم حصہ بخرہ کر لیا۔

سنکلی کا خاتمہ: ازبک کو حصے میں جو بلاد ملے تھے ان پر اپنے بھائی کے مملوک اغلمش کو مقرر کیا۔ اغلمش نے قبضہ کر کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی۔ سنکلی گرتا پڑتا سادہ پہنچا۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے سنکلی کو گرفتار کر لیا اور سزا تار کر ازبک کے پاس بھیج دیا اور بلاد جبل میں حکومت قائم ہو گئی یہاں تک کہ ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ کے ہاتھوں اس کی زندگی کے دن پورے ہو گئے' خوارزم شاہ نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ خوارزم شاہ کے حالات میں آپ پڑھیں گے' ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان واران نے خوارزم شاہ کے خاندان اور اس کے غلاموں کی حکومت کا سلسلہ عراقین' خراسان' فارس اور تمام ممالک مشرق سے منقطع کر دیا۔ صرف ازبک بلاد آذربائیجان پر قابض رہا۔

جلال الدین محمد تکش کا قتل: اس کے بعد ۶۱۸ھ میں تاتاری طوفان اٹھا۔ محمد تکش کے تمام مقبوضات ماوراء النہر' خراسان اور عراق عجم پر قبضہ کر لیا۔ ہندوستان تک ان کا اثر پہنچا ۶۲۱ھ میں ازبک بہلوان' چنگیز خان کا مطیع ہو گیا اور چنگیز خان کے حکم نے خوارزمیوں کو مار ڈالا' لوٹ کر خراسان آیا۔ اتنے میں جلال الدین محمد بن تکش ۶۲۲ھ میں ہندوستان سے واپس آیا۔ عراق عجم اور فارس پر قابض ہو گیا' آذربائیجان پر قبضہ کرنے کو بڑھا ازبک آذربائیجان اور اران چھوڑ کر گنجہ چلا گیا جلال الدین نے قبضہ کر کے گنجہ پر دھاوا کیا ازبک نے گنجہ بھی چھوڑ دیا اور کسی قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ جلال الدین نے گنجہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسی پریشانی اور بے سروسامانی کی حالت میں ازبک کی موت آ گئی' ایلدکز کی خاندان کی حکومت ختم ہو گئی۔ تاتاریوں نے تمام ملک پر قبضہ کر لیا ۶۲۸ھ میں جلال الدین محمد تکش کو بھی مار ڈالا جیسا کہ ان کے حالات آپ آئندہ پڑھیں گے۔

سلاطین سلجوقیہ کے حالات ختم ہو گئے۔ اب ہم یکے بعد دیگرے ان حکومتوں کے حالات لکھنے کی جانب توجہ کرتے ہیں جو سلاطین سلجوقیہ کی دولت و حکومت سے پیدا ہوئی تھیں۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو الوارثین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۷

ملک خوارزم محمد بن انوشتکین واتسز بن محمد

انوشتکین غرشی: حکمرانان خوارزم کا مورث اعلیٰ اور جد اکبر ''انوشتکین'' ترکی الاصل اور غرشتان کے رہنے والے ایک شخص کا غلام تھا' اسی مناسبت سے انوشتکین غرشی کہلاتا ہے امراء سلجوقیہ میں سے ملکا بک نامی ایک سردار نے اسے خرید لیا۔ چونکہ انوشتکین میں غیر معمولی شجاعت اور عقل وفراست تھی اس وجہ سے امیر ملکا بک اسے بہت زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ انوشتکین کا بیٹا محمد اپنے باپ کی طرح شجاعت اور دانائی میں یکتا نکلا' انوشتکین نے اسے نہایت عمدہ تعلیم دلائی۔ چنانچہ آداب اور اخلاق کے زیور سے مزین وآراستہ ہوکر سن شعور کو پہنچا' امراء سلجوقیہ میں مل جل گیا' بعض صوبجات کی حکومت پر متعین ہوا' نہایت کفایت شعار اور منتظم تھا تھوڑے ہی دنوں میں شہرۂ آفاق ہوگیا۔

ارسلان ارغون: جب سلطان برکیاروق ابن سلطان ملک شاہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور ارسلان ارغون (برکیاروق کا چچا) مخالفت پر اٹھا' اور خراسان پر قبضہ کرلیا تو ۴۹۰ھ میں برکیاروق نے فوجیں اپنے بھائی سنجر کی سرکردگی میں ارسلان ارغون کے سرکرنے کے لیے روانہ کیں' روانگی فوج کے بعد خود بھی روانہ ہوگیا۔ اثناء راہ میں ارسلان ارغو کے مارے جانے کی خبر ملی' ارسلان ارغو کو اسی کے ایک غلام نے تنگ ہوکر مار ڈالا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں برکیاروق نے اس خبر سے مطلع ہوکر ارادہ تبدیل نہ کیا بلکہ اطراف خراسان اور ماوراء النہر کو ایک سرے سے دوسرے تک چھان ڈالا۔ ارسلان ارغو کے نائبوں نے حکومت چھین لی۔ اپنے بھائی سنجر کو مامور کیا۔

محمد بن سلیمان کی بغاوت: محمد بن سلیمان امیر امیران نے جو کہ برکیاروق کا قرابت مند تھا بغاوت ومخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ سنجر نے مقابلے پر کمر باندھی اور کامیاب ہوا۔ محمد بن سلیمان کو گرفتار کرکے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں برکیاروق خوارزم پر انجی شاہ کو والی مقرر کرکے خراسان سے عراق واپس آیا (زبان فارسی میں ''شاہ'' سلطان کو کہتے ہیں خوارزم کو شاہ کی جانب مضاف کرکے حسب عادت مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کردیا۔ انجی شاہ ہوگیا)۔

قودز کی بغاوت اور قتل: برکیاروق کی واپسی کے بعد سرداران لشکر میں سے امیر قودز اور امیر بارقطاش جو کسی وجہ سے موکب شاہی کے ساتھ خراسان میں گئے تھے بغاوت اور مخالفت پر تیار ہوگئے اور انجی شاہ والی خوارزم پر جب کہ وہ سلطان برکیاروق کی خدمت میں باریاب ہونے جارہا تھا مقام مرو میں حملہ کردیا اور اسے مار ڈالا اور خوارزم پر قبضہ کرلیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان برکیاروق کو اس کی اطلاع ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ عراق عجم میں امیر انز اور مؤید الملک بن نظام الملک نے بغاوت پر کمر باندھ لی تھی' برکیاروق' امیر انز اور مؤید الملک کی گوشمالی کے لیے روانہ ہوا اور امیر داؤد حبشی بن ایتاق (ایتاخ) کو فوج کا سپہ سالار بنا کر قودز و بارقطاش سے جنگ کے لیے خراسان واپس آیا۔ امیر داؤد ہرات کی طرف روانہ ہوا' امیر داؤد حبشی کی فوج جمع نہیں ہونے پائی تھی کہ قودز اور بارقطاش نے پیش قدمی کر دی' امیر داؤد حبشی نے جوں توں دریائے جیحون عبور کیا۔ بارقطاش نے بڑھ کر آگا روکا۔ ایک دوسرے سے تیغ و سپر ہوئے۔ بارقطاش کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران امیر داؤد نے گرفتار کر لیا اس واقعہ کی خبر قودز تک پہنچی' فوج نے بلوہ کر دیا' قودز بخارا بھاگ گیا' والیٔ بخارا نے گرفتار کر لیا لیکن چند روز بعد رہا کر دیا۔ گرتا پڑتا سلطان سنجر کی خدمت میں پہنچا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے جرم میں بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔ باقی رہا بارقطاش' وہ امیر داؤد کے پاس قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

محمد بن انوشتکین: بارقطاش اور قودز کی شکست سے خراسان میں امن قائم ہو گیا' فتنہ و فساد کا بازار سرد پڑ گیا' امیر داؤد حبشی کی حکومت کا سکہ جم گیا۔ امیر داؤد حبشی نے حکومت خوارزم کے لیے محمد ابن انوشتکین کو منتخب کیا' محمد انوشتکین نے نہایت خوبی سے خوارزم کا نظم و نسق درست کیا' مصارف میں کفایت دکھائی' آئے دن کے فساد اور بدامنی کو روک دیا۔ اہل علم کو دوست رکھتا تھا' علماء اور فضلاء سے اس کی مجلس بھری رہتی تھی' عادل تھا' رعایا کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا ان وجوہ سے اس کا ذکر خیر تمام عالم میں پھیل گیا اور شان و شوکت بڑھ گئی۔ سلطان سنجر نے خراسان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد محمد ابن انوشتکین کو نہ صرف خوارزم کی حکومت پر بحال و قائم رکھا بلکہ اور زیادہ قدر افزائی کی' مراتب و مدراج علیا عطا کیے۔

محمد بن انوشتکین کا خوارزم پر قبضہ: جن دنوں محمد بن انوشتکین خوارزم میں موجود نہ تھا' کسی مہم پر گیا ہوا تھا طغرل تکین محمد بن انجی کے ابھارنے سے ایک ترکی بادشاہ خوارزم پر چڑھ آیا۔ (یہ انجی وہی ہے جو خوارزم کا سابق بادشاہ ہے جسے امیر قودز اور امیر بارقطاش نے مار ڈالا تھا) محمد بن انوشتکین کو اس کی اطلاع ہوئی' سلطان سنجر کی خدمت میں نیشاپور طلائی عرضداشت بھیجی امداد کی درخواست کی اور فوج فراہم کر کے خوارزم کو چھڑانے کی غرض سے روانہ ہوا۔ ترکی بادشاہ ورطغرل تکین محمد محاصرہ اٹھا کر چلتے بنے۔ ایک دوسرے سے جدا ہو کر ہر ایک نے ایک ایک سمت کا راستہ لیا محمد بن نوشتکین کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی۔

اتسز بن محمد بن انوشتکین: اس کے بعد محمد بن انوشتکین والیٔ خوارزم کا زمانہ وفات آ گیا۔ اس کا لڑکا اتسز جانشین ہوا۔ یہ اپنے باپ کے قدم بقدم چلا' اتسز زمانہ حکومت محمد ابن انوشتکین میں کئی بار لشکر کا سپہ سالار مقرر ہو کر دشمنوں کے مقابلہ پر گیا تھا اور کامیاب ہوا تھا۔ حکمران ہوتے ہی اس کی مردانگی' شجاعت اور سیاست کا ڈنکا بجنے لگا' شہر مقشلاع کی فتح نے اس کی شہرت و ناموری پر چار چاند لگا دیئے ہر کہ و مہ کی زبان پر اس کی کفایت شعاری اور مہارت جنگ کا چرچا ہونے لگا' شان و شوکت دوبالا ہو گئی' سلطان سنجر نے اپنے دربار میں طلب کر کے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ لڑائیوں میں اسی کو لشکر کا سالار اعظم بناتا تھا۔ لگانے بجھانے والوں کو حسد و رشک پیدا ہوا' چغل خوری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دی' وقت بے وقت باتیں جڑنے لگے کہ اتسز کے دماغ میں خوارزم کی خود مختار حکومت کا سودا سما گیا ہے' اس نے خوارزم میں اپنی حکومت قائم کر لی ہے۔

جنگ سلطان سنجر اور اتسز بن محمد: سلطان سنجر کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی' بلا تحقیق فوجیں لے کر خوارزم پر چڑھ گیا اتسز بھی جنگ پر تیار ہو گیا۔ لڑائی ہوئی' میدان سلطان سنجر کے ہاتھ رہا اتسز کو شکست ہوئی۔ اتسز کا بیٹا اور اس کے بہت سے سردار و مصاحب سلطان سنجر کے حکم سے مار ڈالے گئے اور خوارزم پر قبضہ کر کے غیاث الدین سلیمان شاہ ابن سلطان محمد (اپنے بھتیجے) کو حکومت عنایت کی اتابک کو وزیر اور حاجب مقرر کر کے ۵۳۳ھ میں مرو واپس آیا۔ چونکہ اہل خوارزم اتسز سے بے حد خوش اور اس کے ممنون احسان تھے اور غیاث الدین سلیمان شاہ کا برتاؤ ان لوگوں کے ساتھ اچھا نہ تھا اس وجہ سے سلطان سنجر کی واپسی کے بعد ہی اتسز نے اہل خوارزم کے کہنے سے دوبارہ چڑھائی کر دی۔ اہل خوارزم نے نہایت خوشی سے قبضہ دیدیا۔ سلیمان شاہ اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس چلا آیا اور اتسز خوارزم کا مستقل حکمران ہو گیا۔

جنگ سلطان سنجر و ترکان خطا: ۵۳۶ھ میں سلطان سنجر اور ترکان خطا سے معرکہ آرائی ہوئی۔ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ سلطان سنجر نے اتسز بادشاہ خوارزم کے بیٹے کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس سے اتسز کو غصہ و رنج پیدا ہوا۔ خوارزم واپس آنے کے بعد اتسز نے ترکان خطا کو سلطان سنجر کی مخالفت اور اس کے مقبوضات پر قبضہ کی ترغیب دی تاکہ سلطان سنجر کی توجہ ترکان خطا کی جنگ کی طرف لگ جائے اور اتسز کے مقبوضہ علاقہ سے متعارض نہ ہو۔ چنانچہ ترکان خطا نے جو مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہ رکھتے تھے سلطان سنجر کے مقبوضہ شہروں کی طرف پیش قدمی کی۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ محمود بن محمد بن سلیمان بن داؤد بقراخان بادشاہ خانیہ حکمران کاشغر اور ترکستان پر (جو کہ ہمشیر زادہ سلطان سنجر تھا) ترکان خطا نے محمود کو برے طور سے شکست دی' محمود شکست کھا کر سمرقند واپس آیا۔ اپنے ماموں سلطان سنجر کو یہ واقعات لکھے' ترکان خطا کے مظالم کی شکایت لکھی' امداد و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان سنجر سلجوقی اور خراسانی لشکر لے کر ترکان خطا سے تیغ و سپر ہونے کے لیے چلا' دریا کو عبور کر کے یکم صفر ۵۳۶ھ میں ترکان خطا سے بھڑ گیا' گھمسان کی لڑائی ہوئی' سلطان سنجر کو شکست ہوئی' بے شمار مسلمان مارے گئے' لشکر اسلام کے مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ مرد اور چار ہزار عورتیں بیان کی جاتی ہیں' اسی واقعہ میں سلطان سنجر کی بیگم قید ہو گئی۔ سلطان سنجر شکست کھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا اور بادشاہ خطا نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا اور ماوراء النہر ممالک محروسہ اسلام سے نکل گیا۔ ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ سلطان سنجر کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

سرخس' مرو اور نیشاپور پر اتسز کا قبضہ: سلطان سنجر کی شکست کے بعد اتسز بادشاہ خوارزم نے خراسان کا قصد کیا' سلطان سنجر ترکان خطا کے مقابلہ میں شکست کھا کر ہمت ہار گیا تھا' کوئی مقابلہ کرنے والا نہ رہا۔ اتسز نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ امام محمد زیادی جو کہ زہد و تقویٰ اور علوم دینی کے ماہر تھے۔ اتسز سے ملنے آئے' اتسز نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان کے پند و نصائح کو گوش دل سے سنا اور قبول کیا اس کے بعد اتسز نے مرو شاہجہاں کی طرف قدم بڑھایا۔ امام احمد باخوری نے حاضر ہو کر گذارش کی "آپ اپنی فوج کے ساتھ مرو کے باہر قیام فرمائیں' اہل مرو آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر حملہ کرنے سے ناحق خونریزی ہوگی'' اتسز نے امام احمد کی سفارش قبول کی اور شہر مرو کے باہر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس پر شامت سوار ہوئی ہلڑ مچا کر خوارزمی فوج کے سپاہیوں سے بھڑ گئے' کسی کو قتل کیا اور کسی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اتسز کے مصاحب بضرورت شہر میں گئے تھے کھینچ کر باہر نکال دیا۔ اتسز کو اس سے غصہ پیدا ہوا حملہ کا حکم دیدیا۔ چنانچہ یکم ربیع الاول ۵۳۶ھ میں مرو کے عوام الناس سے لڑائی ہوئی بہت سے مارے گئے جن میں اکابر علماء مرو کی ایک جماعت بھی تھی' کئی روز تک قتل عام کا بازار گرم رہا۔ علماء اور فقہاء کا ایک بڑا گروہ برہنہ سر و پا اتسز کی خدمت میں اہل مرو کی عفو و تقصیر کی غرض سے حاضر ہوا اتسز نے اپنے لشکر کو اہل مرو کے قتل عام سے منع کر دیا اور ان کی خطائیں معاف کر دیں لیکن سلطان سنجر کے اراکین اور سرداروں کے مال و متاع کو ضبط کر لیا اور سلطان سنجر کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا جس وقت خطیب کی زبان سے اتسز بادشاہ خوارزم کا نام نکلا۔ اہل نیشاپور کا دل بھر آیا۔ انتقام اور مقابلہ کا جوش پیدا ہوا۔ لیکن آخری نتیجہ نے روک دیا۔ خاموش ہو گئے۔

صوبہ بیہق کا تاراج: مرو پر قبضہ کے بعد اتسز نے صوبہ بیہق کو سر کرنے کے لیے ایک فوج روانہ کی' پانچ یوم کے محاصرہ کے بعد شہر فتح ہو گیا' تمام صوبہ کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنا لیا گاؤں' دیہات اور شہر تاراج کر دیئے گئے چونکہ ترکان خطا اتسز کی پشت پناہی پر تھے اور در پردہ یہ انہی کے کرتوت تھے۔ اس وجہ سے سلطان سنجر ان افعال سے جو اتسز بلاد خراسان میں کر رہا تھا متعرض نہ ہوتا تھا۔ صبر کا بھاری پتھر اپنے دل پر رکھے ہوئے مسلمانوں اور بلاد اسلامیہ کی بربادی کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد ۵۴۸ھ میں ترکان غز جو دعوے دار اسلام تھے' اٹھے اور سلطان سنجر سے لڑ کر کامیابی کے ساتھ خراسان پر قابض ہو گئے۔ ترکوں کا یہ گروہ ملوک سلجوقیہ سے علیحدگی کے بعد ماوراء النہر آ کر مقیم ہوا تھا اور مذہب اسلام کا پابند تھا' جب ترکان خطا ماوراء النہر پر مسلط و قابض ہوئے تو ترکان غز کو ماوراء النہر سے نکال دیا اطراف بلخ میں جا کر قیام اختیار کیا' لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے تھے دیہات اور قصبات کو تاراج کرتے تھے۔ سلطان سنجر نے ان کے خاتمہ پر کمر باندھی' فوجیں فراہم کیں' معرکہ آرا ہوا لیکن مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگا۔ گرفتار کر لیا گیا' اس کی گرفتاری اور شکست سے اس کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا' جو کسی طرح سے پھر درست نہ ہو سکا' گورنران صوبجات نے اپنے اپنے صوبہ کو دبا لیا' مستقل اور خود مختار حکمران بن گئے ان کی دیکھا دیکھی غلاموں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے' جس کا جہاں سینگ سمایا چلا گیا اور مملکت سلجوقیہ کے حصے بخرے کر لیے' اتسز بھی خوارزم اور اس کے صوبہ کو دبا بیٹھا' خود مختاری کا اعلان کیا۔ جس پر اس کی اولاد وراثتہً آئندہ حکمراں ہوئی' پھر جب سلاطین سلجوقیہ کی ہوا اور زیادہ بگڑی اور فضاء حکومت پر ادبار کی گھٹائیں چھا گئیں تو اتسز کی اولاد نے خراسان اور عراق پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان لوگوں کی بہت بڑی حکومت ہوئی جسے ہم مفصل ان کی دولت و حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ واللہ ولی التوفیق بمنہ و کرمہ۔

ارسلان بن اتسز: اتسز بن محمد انوشتگین والی خوارزم نے نصف ۵۵۱ھ میں ساٹھ سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ نہایت عادل' نیک سیرت تھا' رعایا کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرتا تھا۔ ارسلان بن اتسز خوارزم کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمراں ہوا' کرسی حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں' پھر جب سلطان سنجر تاتاریوں کی قید سے نکل کر چلا آیا تو ارسلان نے فدویت نامہ بھیجا' اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا' سلطان سنجر نے خوارزم کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے بعد ترکان خطا نے تسخیر خوارزم کی غرض سے خروج کیا' ارسلان مقابلہ کے لیے نکلا تھوڑی سی مسافت طے کی ہوگی کہ ایک مہلک مرض سامنے آ کھڑا ہو گیا' خوارزم واپس آیا' سرداران لشکر میں سے نظر امیر کو قائد اعظم مقرر کر کے فوج کو روانگی کا حکم دیا' ترکان خطا اور خوارزمی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی' ترکوں نے اس کو شکست دی' گرفتار کر لیا اور ماوراء النہر واپس گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۸

علاؤالدین تکش بن ارسلان

محمود بن ارسلان: اس واقعہ کے بعد ارسلان بن اتسز بادشاہ خوارزم اسی علالت میں جس کی وجہ سے ترکان خطا کے مقابلہ پر نہ جا سکا تھا انتقال ہو گیا۔ اس کا چھوٹا بیٹا محمود تخت حکومت خوارزم پر متمکن ہوا' اس کی ماں سلطنت و حکومت کا انتظام کرنے لگی' ارسلان کا بڑا لڑکا علاء الدین تکش اس وقت خوارزم میں موجود نہ تھا اپنے مقبوضہ صوبہ میں تھا' چھوٹے بھائی کی حکومت ناگوار گزری' بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا' امداد کی درخواست کی' خوارزم کی سرسبزی اور مال و دولت کی طمع دی' بادشاہ خطا کے منہ میں پانی بھر آیا' خوارزم کی زرخیزی سن کر رال ٹپک پڑی' باہم عہد و پیمان کیا اور ایک بڑی فوج لے کر علاء الدین تکش کی امداد کی غرض سے خوارزم کی طرف کوچ کیا۔

مؤید کی گرفتاری و قتل: سلطان شاہ اور اس کی ماں' مؤیدای یہ والیٔ نیشاپور کے پاس چلی آئی تھی' (مؤیدای یہ سلطان سنجر کے بعد نیشاپور پر قابض ہو گیا تھا) نذرانے اور تحائف دیئے' خوارزم کے مال و خزانہ کا لالچ دیا' مؤیدای یہ فوجیں فراہم کر کے خوارزم کو علاء الدین تکش اور ترکان خطا کی دست برد سے بچانے کے لیے سلطان شاہ کے ساتھ روانہ ہوا' بیس کوس کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا کہ علاء الدین تکش اس کی آمد سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا' گھمسان کی لڑائی ہوئی' آخر کار مؤید کی فوج نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا' بھاگ نکلی' مؤید گرفتار ہو کر علاء الدین تکش کے سامنے پیش کیا گیا۔ علاء الدین تکش نے قتل کا حکم صادر کیا جس کی تعمیل فوراً کی گئی' سلطان شاہ نے گرتے پڑتے دہستان میں جا کر دم لیا' علاء الدین تکش نے تعاقب کیا' دہستان کو پہنچ کر گھیر لیا' سلطان شاہ چھپ کر دہستان سے بھاگ گیا اس کی ماں گرفتار ہو گئی' علاء الدین تکش نے قتل کر دیا اور دہستان پر قبضہ کر کے خوارزم واپس آیا۔

سلطان شاہ دہستان سے نکل کر نیشاپور پہنچا' یہ وہ زمانہ تھا کہ طغان شاہ ابوبکر ابن مؤید نیشاپور میں حکومت کر رہا تھا' چند روز قیام کر کے سلطان غیاث الدین غوری کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا۔

ترکان خطا کی علاء الدین تکش پر فوج کشی: ترکان خطا نے علاء الدین تکش سے ایفاء عہد کا تقاضا شروع کیا' حسب قرارداد مال و زر لینے کے لیے ایلچی بھیجے۔ علاء الدین تکش نے ترکان خطا کے ایلچیوں کو اہل خوارزم کے مکانات میں علیحدہ علیحدہ ٹھہرایا۔ دو ایک روز حیلہ و حوالہ سے کام لیا' ایک روز چند آدمیوں کو ان کے قتل پر مامور کر دیا۔ ایک بھی جانبر نہ ہوا اور اس عہد و اقرار کو جو اس نے ترکان خطا سے کیا تھا' بالائے طاق رکھ دیا۔ سلطان شاہ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی' فرط مسرت سے اچھل پڑا' غیاث الدین غوری سے رخصت ہو کر بادشاہ خطا کے پاس پہنچا' علاء الدین تکش (اپنے بھائی)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شکایت کی امداد کا خواہاں ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ اہل خوارزم مجھ سے زیادہ مانوس ہیں' میری صورت کو دیکھ کر علاء الدین تکش کا ساتھ چھوڑ دیں گے علاء الدین تکش سے بدلہ لینے کا یہ موقع اچھا ہے۔ اس نے آپ کے ساتھ بھی بدعہدی کی ہے' بادشاہ خطا پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا' فوراً تیار ہو گیا' ایک بڑی فوج لے کر خوارزم پر چڑھ آیا محاصرہ کیا' علاء الدین تکش قلعہ بند ہو گیا۔ مدافعت کی تدبیریں کرنے لگے' فوج نے علاء الدین تکش کے حکم سے نہر میں پانی جاری کر دیا جیحون کے بند کھول دیئے گئے' سیلاب عظیم برپا ہو گیا' لینے کے دینے پڑ گئے' بادشاہ خطا کا لشکر ڈوبتے ڈوبتے بچا' محاصرہ اٹھا کر ناکام واپس ہوا' بادشاہ خطا نے سلطان شاہ کو اس دھوکہ دینے پر بے حد ملامت کی' سلطان شاہ نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

سلطان شاہ کا سرخس اور مرو پر قبضہ: اس کے بعد سلطان شاہ نے بادشاہ خطا کے سپہ سالار اعظم سے کہا ''آپ میری معیت میں ایک فوج مرو کے قبضہ کے لیے روانہ کیجئے' میں قبضہ کا ذمہ دار ہوں' دینار غزی اس زمانہ سے مرو پر قابض ہے جن دنوں تاتاریوں اور سلطان سنجر میں جھگڑا ہو رہا تھا۔ دینار غزی ایک کمزور آدمی ہے'' سپہ سالار نے فوج کو روانگی کا حکم دیا' سلطان شاہ نے سرخس کی طرف قدم بڑھایا' اور ان تاتاریوں سے جو اس پر قابض تھے تیغ و سپر ہوا' نہایت بے رحمی سے انہیں قتل و پائمال کیا۔ دینار غزی نے سرخس چھوڑ کر ایک قلعہ میں پناہ لی۔ سلطان شاہ نے مرو کا قصد کیا۔ والیٔ مرو نے مدافعت پر کمر باندھی' لڑائی ہوئی' آخر کار سلطان شاہ نے اس پر بھی بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا اور وہیں قیام اختیار کیا' بادشاہ خطا کی فوج ماوراء النہر واپس آئی' لیکن سلطان شاہ خراسان میں تاتاریوں (ترکان غز) سے برابر لڑتا رہا' اکثر مقامات پر قابض ہو گیا۔

طغان شاہ بن مؤید: دینار غزی نے آئے دن کی لڑائی سے تنگ آ کر سرخس' طغان شاہ ابن مؤید والیٔ نیشاپور کے حوالہ کر دیا' طغان شاہ نے اپنی طرف سے قراقوش نامی ایک امیر کو سرخس کی حکومت عطا کی' طغان شاہ نیشاپور چلا گیا' سلطان شاہ اس سے مطلع ہو کر سرخس پر چڑھ آیا۔ قلعہ کا محاصرہ کر لیا' طغان شاہ کو اس کی خبر لگی' فوج مرتب کر کے محاصرہ اٹھانے کے لیے سرخس آ پہنچا جوں ہی دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا' طغان شاہ جنگ سے جی چرا کر نیشاپور بھاگ آیا۔ یہ واقعہ ۵۷۶ھ کا ہے قراقوش نے ہتھیار ڈال دیئے' قلعہ خالی کر کے اپنے آقا طغان شاہ کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ سلطان شاہ نے سرخس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طوس کو بھی لے لیا' نیشاپور کی زمین بھی طغان شاہ پر سلطان شاہ کی آئے دن کی لڑائیوں سے تنگ ہو گئی یہاں تک کہ ۵۸۲ھ میں طغان شاہ مر گیا۔

سنجر شاہ بن طغان شاہ: طغان شاہ کے مرنے پر اس کا بیٹا سنجر شاہ حکمراں ہوا' منکلی تکین (سنجر کے دادا کا غلام) کو حکومت سنجر پر غلبہ حاصل ہو گیا' سیاہ و سفید کا مالک و مختار بن گیا' یہ امر' امراء اور اراکین دولت کو ناگوار گزرا' اکثر امراء ترک رفاقت کر کے سلطان شاہ کے پاس سرخس چلے گئے' دینار غزی' ترکان غز کا ایک گروہ اپنے ساتھ لے کر کرمان چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ منکلی تکین نے حکومت و دولت پر قابو پا کر خوب رنگ کھیلے' نیشاپور کے عام باشندوں پر طرح طرح کے مظالم کرنے لگا' اراکین دولت کو بلا کسی جرم کے قتل کر ڈالا۔ اس سے ایک شور مچ گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاء الدین تکش کا محاصرہ نیشاپور: خوارزم شاہ علاء الدین تکش کو اس کی خبر لگی ماہ ربیع الاول ۵۸۲ھ میں نیشاپور پر فوج کشی کی' دو مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ لیکن کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہل نیشاپور' مدافعت پر اڑے رہے۔ مجبوراً محاصرہ اٹھا کر خوارزم واپس آیا۔ پھر ۵۸۳ھ میں نیشاپور کے سر کرنے کے لیے نکلا۔ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اہل نیشاپور نے امان حاصل کر کے قبضہ دیدیا۔ خوارزم شاہ نے منکلی تکین کو مار ڈالا اور سنجر شاہ کو احترام و عزت سے خوارزم لے آیا۔ مہمان کی طرح ٹھہرایا' چند روز بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ سنجر شاہ اہل نیشاپور سے خط و کتابت کر رہا ہے اور حکومت حاصل کرنے کی غرض سے ریشہ دوانی کر رہا ہے اس بناء پر خوارزم شاہ نے سنجر شاہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

علاء الدین تکش و سلطان شاہ: ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ ابوالحسن بن ابوالقاسم بیہقی نے یہ واقعہ کتاب مشارب التجارت میں اسی طرح بیان کیا ہے لیکن اس کے علاوہ اور مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ ارسلان بادشاہ خوارزم کے انتقال کے بعد اس کے دونوں لڑکوں علاء الدین تکش اور سلطان شاہ میں حکومت و ریاست حاصل کرنے کی بابت جھگڑا ہوا' علاء الدین تکش نے سلطان شاہ کو خوارزم سے نکال دیا۔ سلطان شاہ مرو چلا گیا اور ترکان غز سے چھین لیا۔ چند روز بعد ترکان غز نے سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا اور دوبارہ قابض ہو گئے۔ اس کے خزانہ کو لوٹ لیا۔ اکثر اراکین سلطنت کو قتل کیا۔ سلطان شاہ پریشان حال بادشاہ خطا (جو کفار ترک کا بادشاہ تھا) کے پاس گیا۔ امداد کی درخواست کی' مصارف جنگ کے علاوہ بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ بادشاہ خطا ایک بڑی فوج لے کر مرو پر چڑھ آیا' مرو' سرخس' نساء اور ابیورد سے ترکان غز کو نکال کر سلطان شاہ کو قبضہ دلا دیا اور اپنے مرکز حکومت واپس گیا۔

غیاث الدین غوری اور سلطان شاہ: سلطان غیاث غوری حکمران ہرات ابوشنج اور بادغیس وغیرہ صوبہ خراسان اور سلطان شاہ والی مرو' سرخس اور ابیورد سے خط و کتابت شروع ہوئی' ایک نے دوسرے کو اس کے ممالک محروسہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کے لیے لکھا اور عدم تعمیل کی صورت میں دھمکی دی' ابھی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ سلطان شاہ نے پیش قدمی شروع کر دی' غیاث الدین کے مقبوضہ شہروں پر شبخون مارنے لگا' تاوان اور جرمانہ جبراً وصول کرنے لگا' سلطان غیاث الدین ان واقعات سے مطلع ہو کر آگ بگولا ہو گیا' سلطان شاہ کی سرکوبی اور مدافعت کے لیے بجستان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ اپنے ہمشیر زادہ بہاء الدین سام والی بامیان کو بطور کمک والی بجستان کے ساتھ روانہ ہونے کے لیے لکھا' والی بجستان اور بہاء الدین سام کوچ و قیام کرتے ہوئے ہرات پہنچے سلطان شاہ میں مقابلے کی طاقت نہ تھی مجبوراً ہرات چھوڑ کر مرو چلا گیا' جنگ کی نوبت نہ آئی' اتنے میں جاڑے کا موسم ختم ہو گیا' سلطان شاہ نے سلطان غیاث الدین غوری کو پھر حسب معمول سابق خط لکھا۔ غیاث الدین غوری نے اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو اس سے مطلع کیا۔ سلطان شہاب الدین غوری اس وقت ہندوستان میں تھا۔ مطلع ہوتے ہی مشتعل ہو گیا۔ فوج کو واپسی کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے خراسان پہنچا۔ خراسان میں سلطان غیاث الدین اور والی بجستان کی فوجیں پہلے سے موجود تھیں' سلطان شہاب الدین غوری کے آ جانے سے بہت بڑی فوج ہو گئی طالقان میں سب نے پڑاؤ کیا۔ سلطان شاہ نے ترکان غز' مفسدوں' لٹیروں اور اوباشوں کو جمع کر کے فوج بلائی اور طالقان میں غوری لشکر کے مقابلہ پر آیا' دو مہینے تک ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے مقابلہ پر پڑاؤ ڈالے رہے فریقین خم ٹھونک ٹھونک کر میدان میں آتے تھے مگر لڑتے نہ تھے۔

صلح نامہ کی مخالفت: سلطان شاہ اور سلطان غیاث الدین میں مصالحت کی خط و کتابت ہو رہی تھی' آخر کار غیاث الدین بوشنج اور بادغیس اور ہیورا کے قلعے سلطان شاہ کو دے کر صلح کرنے پر آمادہ ہوا' بہاء الدین سام والیٔ بامیان اور والی سجستان نے اس سے مخالفت کی' جنگ پر آمادہ ہوئے' غیاث الدین ان لوگوں کو جنگ سے روک رہا تھا۔ اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں معاہدہ صلح لکھوانے کے لیے حاضر ہوا امراء غوریہ اور سرداران لشکر موجود تھے۔ اگرچہ یہ سب معاہدہ صلح کے مخالف تھے لیکن غیاث الدین کے دباؤ سے کوئی دم نہیں مارتا تھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ مجد الدین علوی[1] جو غیاث الدین کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور اس کا اثر اس قدر تھا کہ بلا اجازت جو چاہتا کر گزرتا' غیاث الدین دم نہ مارتا اٹھ کر طیش و غضب کے لہجہ میں بولا ''اس طرح سے صلح ہرگز ہرگز نہ کی جائے گی میں ایک چپہ زمین سلطان شاہ کو نہ دوں گا۔ ایسا چیخا چلایا کہ گلا پھٹ گیا' کپڑے پھاڑ ڈالے سر پر مٹی ڈالی' بال نوچ ڈالے' ایلچی سے مخاطب ہو کر کہا ''جا اپنے بادشاہ سلطان شاہ سے کہہ دے کہ سلطان اعظم غیاث الدین نے صلح کر لی ہے۔ لیکن علوی ہروی تجھ سے تیغ و سپر ہونے کے لیے تیار ہے۔'' اس کے علاوہ اور جو کچھ منہ میں آیا سخت سست کہہ کر غیاث الدین کی طرف مخاطب ہوا ''حضور والا! جن ملکوں کو ہم نے تلوار کے زور سے اپنا خون بہا کر ترکان غز' سلجوقیہ اور سنجریہ سے حاصل کیا ہے۔ کیا وہ ممالک ہم اس شخص کو دے دیں جسے اس کے بھائی نے نکال دیا ہے تن تنہا ادھر ادھر مارا پھرتا ہے اور جب ہم اسے اپنے مقبوضہ شہر دیدیں گے تو اس کا بھائی بادشاہ خوارزم غزنی اور ہندوستان کا طالب اور خواہاں ہوگا' علوی سے یہ نہ ہوگا۔ غیاث الدین نے خاموشی اختیار کی۔ نہ ہاں کی اور نہ نہیں' شہاب الدین نے فوج کو تیاری کا حکم دیا' ایلچی واپس آیا۔

جنگ شہاب الدین غوری اور سلطان شاہ: سلطان شاہ کو تمام واقعات سے مطلع کیا' غوری لشکر نے پیش قدمی کی' مروالرود میں پہنچ کر جنگ چھیڑ دی' سلطان شاہ کا لشکر سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا' ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا' سلطان شاہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اس کی ایک بہت بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی۔ سلطان شاہ بیس سواروں کے ساتھ جان بچا کر مرو پہنچا' اس کے بعد بقیہ السیف فوج بھی مرو آ گئی۔ غیاث الدین نے قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اس واقعہ کی خبر علاء الدین تکش تک پہنچی' فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ سلطان شاہ سے بدلہ لینے پر تیار ہو گیا' فوراً ایک فوج جیحون کی طرف روانہ کی تاکہ سلطان شاہ دریا عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس نہ جا سکے اور خود ایک فوج لے کر سلطان شاہ کی گرفتاری اور جنگ کی غرض سے روانہ ہوا' کسی ذریعہ سے سلطان شاہ کو اس کی خبر لگ گئی' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' سیدھا غیاث الدین غوری کی طرف روانہ ہوا' غیاث الدین غوری نے بڑی آؤ بھگت سے لیا عزت و احترام سے اپنے محل سرا میں اتارا' اور اس کے امراء و اراکین دولت کو جو جس مرتبہ کا تھا اسی کے ہم چشم کے یہاں ٹھہرایا۔

علاء الدین تکش اور غیاث الدین: موسم سرما ختم ہونے کے بعد علاء الدین تکش نے غیاث الدین غوری کو ایک مراسلہ بھیجا ''جس میں سلطان شاہ کی ان زیادتیوں کو جو اس نے حکومت غوری کے مقابلے میں کی تھیں تحریر کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیج دیجئے'' دوسرا مراسلہ غیاث الدین کے گورنر ہرات کو بھیجا' لکھا تھا کہ ''اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان غیاث الدین میرے مراسلہ کا خیال نہ کرے گا اور سلطان شاہ کو گرفتار کر کے میرے پاس نہ بھیجے گا تو میں کوئی خیال کیے بغیر غیاث الدین پر عرصہ زمین بھی تنگ کر دوں گا۔'' اتفاق سے جس وقت علاء الدین تکش کا ایلچی غیاث الدین کے دربار میں پہنچا' اسی وقت گورنر ہرات کا قاصد بھی اس خط کے ساتھ جو علاء الدین تکش نے اسے لکھا تھا حاضر ہوا غیاث الدین نے دونوں مراسلات کو بغور پڑھ کر علاء الدین تکش کو جواباً تحریر کیا'' یہ ناممکن ہے کہ میں سلطان شاہ کو گرفتار کر کے تمہارے پاس بھیج دوں' وہ میرا مہمان ہے اس نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے' بہتر یہ ہے کہ مملکت خوارزم کا نصف حصہ سلطان شاہ کو دے دو' خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو۔ میرے شاہی اقتدار کو تسلیم کرو اور میرے بھائی شہاب الدین سے اپنی بہن کا نکاح کر دو۔''

علاء الدین تکش کی فوج کشی کی دھمکی: خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) خط کو پڑھ کر بہت دیر تک سکوت میں رہا' پھر اپنے امراء و اراکین دولت سے مشورہ کر کے تنبیہ کا خط لکھا' فوج کشی کی دھمکی دی' غیاث الدین نے جواب کی جگہ اپنے ہمشیر زادہ ابوغازی (الپ غازی) اور بہاء الدین والی سجستان کی سرکردگی میں غوری فوج کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ ان دونوں سپہ سالاروں کے ساتھ سلطان شاہ کو بھی روانہ کیا' اور مؤید والی نیشاپور کو لکھا کہ ان کی حمایت و امداد اپنا فرض اولین سمجھو ہر وقت تیار رہو' (مؤید کی لڑکی غیاث الدین کی زوجہ تھی) مؤید نے فوجیں مسلح کر کے نیشاپور کے باہر خوارزم کے راستہ پر پڑاؤ کیا' خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) لشکر غوری سے مقابلے کے لیے خوارزم سے روانہ ہوا اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ مؤید' نیشاپور سے روانہ ہو کر خوارزم کے راستہ پر قیام پذیر ہے' دل میں خطرہ پیدا ہوا اور خوارزم واپس ہوا' مال و اسباب اور خزانہ لے کر دریائے جیحون عبور کر کے بادشاہ خطا کے پاس چلا گیا اور خوارزم کو خالی کر دیا۔

وفات سلطان شاہ: اہل خوارزم کو اس سے سخت تردد کا سامنا ہوا' رؤساء شہر کا وفد سلطان شاہ اور ابوغازی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا' گورنر مقرر کرنے کی درخواست کی اتنے میں آخر ماہ رمضان ۵۸۹ھ کا وقت آ گیا' سلطان شاہ کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی' دل کی دل ہی میں رہ گئی اور آخرت کا سفر اختیار کیا ابوالغازی سلطان شاہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے ساتھ اپنے ماموں غیاث الدین کے پاس واپس آیا۔ غیاث الدین نے سلطان شاہ کے سرداروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اور جاگیریں مرحمت فرمائیں۔

علاء الدین تکش اور غیاث الدین غوری میں مصالحت: علاء الدین تکش اپنے بھائی سلطان شاہ کی خبر موت سن کر خوارزم واپس آیا' سرخس اور مرو پر اپنا شحنہ (انسپکٹر جنرل پولیس) مقرر کیا' عمر مرغنی امیر ہرات نے ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے علاء الدین تکش کے شحنہ کو سرخس اور مرو میں گھسنے نہ دیا اور یہ کہا کہ جب تک سلطان غیاث الدین کی اجازت نہ ہو گی' سرخس اور مرو کی سرزمین میں قدم نہیں رہ سکتے'' خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے غیاث الدین کی خدمت میں پیام صلح بھیجا' سسرالی رشتہ قائم کرنے کی درخواست کی' ایلچی کے ساتھ بطور وفد فقہاء خراسان اور رؤساء علویہ کو

---

[1] اصل کتاب میں نام نہیں لکھا ہے ایک انچ چھوڑ کر صرف علوی ہروی لکھا ہے۔ میں نے تاریخ کامل میں سے مجد الدین لکھا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۰۔ مطبوعہ لیدن (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ کیا۔ ان لوگوں نے غیاث الدین کو سمجھایا اور یہ ظاہر کیا کہ خوارزم شاہ سے مصالحت کرنا اس وجہ سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کی حمایت کرتا ہے ترکوں اور بادشاہ خطا کے مظالم سے بلاد اسلامیہ کو محفوظ رکھتا ہے اور اگر بادشاہ سلامت مصالحت خلاف مصلحت سمجھتے ہیں تو مرو کو مرکز حکومت بنائیں تا کہ خطا کے کافر ترکوں سے بلاد اسلامیہ محفوظ و مامون رہیں' چنانچہ غیاث نے علاء الدین تکش سے مصالحت کر لی اور اس کے بھائی کے تمام مقبوضہ بلاد کو اس کے حوالہ کر دیا۔

ترکان غز کو اس کی خبر لگی' منہ میں پانی بھر آیا' لوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ دن دہاڑے لوٹنے لگے' دیہات' قصبات اور شہروں کو تاراج کرنے پر کمر باندھی' علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے فوجیں فراہم کیں' سرخس' مرو' نساء اور ابیورد کا شیرازہ نظم و نسق درست کیا۔ حفاظت پر فوج کو متعین کیا ترکان غز کا دندان شکن جواب دیا۔

جنگ علاء الدین تکش اور مؤید: ترکوں کے فسادات کا سد باب کر کے طوس کو سر کرنے کا خیال پیدا کیا' طوس پر مؤید کا قبضہ تھا' علاء الدین تکش کے حملہ کی خبر پا کر طوس کے بچانے کے لیے فوج لے کر روانہ ہوا۔ علاء الدین تکش نے اس سے مطلع ہو کر طوس سے ہاتھ کھینچ لیا مصلحتاً خوارزم کی طرف واپس ہوا' راستہ میں جس قدر کنویں اور چشمے ملے سب کا پانی خراب کرتا گیا۔ مؤید تعاقب میں چلا پانی نہ ملنے سے سخت پریشان ہوا' جس وقت کف دست میدان میں پہنچا اور فوج پیاس کی شدت سے بیتاب ہوئی' علاء الدین تکش نے پلٹ کر حملہ کر دیا' مؤید کی فوج مقابلہ نہ کر سکی' شکست کھا گئی اور مؤید گرفتار ہو گیا۔ علاء الدین تکش کے سامنے پیش ہوا' علاء الدین تکش نے فوراً گردن ماردی' مظفر و منصور خوارزم واپس آیا۔

علاء الدین تکش کی نیشاپور پر فوج کشی: نیشاپور میں مؤید کے قتل کے بعد اس کا بیٹا طغان شاہ حکمران ہوا' آئندہ سال علاء الدین تکش (خوارزم شاہ) نے نیشاپور پر چڑھائی کی محاصرہ کیا' طغان شاہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا' قسمت میں شکست لکھی تھی گرفتار ہو گیا' علاء الدین تکش نے نیشاپور اور طغان شاہ کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ طغان شاہ اور اس کے اہل و عیال اور اعزا کو خوارزم لے آیا اور وہیں ٹھہرایا' علامہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کی مخالف ہے جسے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اگر ان دونوں روایتوں میں تطبیق کا امکان ہوتا تو میں ضرور تطبیق کی کوشش کرتا۔ میں نے دونوں روایتوں کو اس وجہ سے لکھ دیا ہے کہ ناظرین پڑھ کر اپنے دل میں فیصلہ کر لیں کہ کونسی روایت صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ مسافت بعیدہ کی وجہ سے میں نہیں طے کر سکا واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنگ سلطان طغرل اور قطلغ: ہم اوپر سلاطین سلجوقیہ کے حالات میں لکھ آئے ہیں کہ ارسلان شاہ بن طغرل' ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلوان کی کفالت میں تھا۔ سلطنت کا کاروبار' ملک کا نظم و نسق ایلدکز اور اس کے بیٹے بہلوان کے قبضہ میں تھا بہلوان کے بعد اس کا بھائی ازبک بن ایلدکز حکمران ہوا' اس نے سلطان طغرل کو قید میں ڈال دیا۔ ازبک کے مرنے پر اس کا بھتیجا قطلغ بن بہلوان حکمران ہوا قطلغ نہایت کمزور طبیعت تھا۔ سلطان طغرل کو موقع مل گیا۔ جیل سے نکل بھاگا ۵۸۸ھ میں فوجیں فراہم کر کے قطلغ پر چڑھائی کر دی' قطلغ کو شکست ہوئی' رے جا کر دم لیا۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین تکش سے امداد کی درخواست کی' علاء الدین تکش خوارزم شاہ فوجیں لے کر امداد پر آیا۔ قطلغ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی' ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا' خوارزم شاہ نے رے پر قبضہ کر لیا' قلعہ طبرک کو بھی دبا لیا' جب اسے یہ خبر پہنچی کہ اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھائی سلطان شاہ خوارزم کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے تو رے اور قلعہ طبرک پر والی اور محافظ مقرر کر کے خوارزم واپس ہوا۔ راستہ میں یہ خبر سننے میں آئی کہ اہل خوارزم نے مقابلہ کیا اور سلطان شاہ کو ناکام واپس کر دیا۔ خوارزم شاہ کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ خوارزم پہنچ کر موسم سرما ختم ہونے تک ٹھہرا رہا۔

خوارزم شاہ کا قلعہ سرخس پر قبضہ: اس کے بعد ۵۸۹ھ میں سلطان شاہ سے جنگ کرنے کے لیے مرو روانہ ہوا۔ صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا' والی قلعہ سرخس نے جو سلطان شاہ کی طرف سے تھا امان حاصل کر کے قلعہ سپرد کر دیا خوارزم شاہ نے قبضہ کر لیا اور سلطان شاہ نے اسی سنہ میں سفر آخرت اختیار کیا' میدان خالی ہو گیا کوئی مزاحمت کرنے والا نہ رہا۔ خوارزم نے مرو' ابیورد' نساء' طوس اور تمام مقبوضات سلطان شاہ پر قبضہ کر لیا' مال اور خزانہ پر بھی قابض ہو گیا اپنے بیٹے علاء الدین محمد کو خوارزم سے طلب کر کے مرو کی حکومت دی اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا یہ واقعات ۵۸۹ھ کے ہیں۔

سلطان طغرل کی رے پر فوج کشی: ۵۹۰ھ میں سلطان طغرل سلجوقی نے رے پر چڑھائی کی قطلغ ایتاخ جو خوارزم شاہ کی طرف سے حاکم رے تھا رے چھوڑ کر بھاگ نکلا' خوارزم شاہ کی خدمت میں امداد حاصل کرنے اور عذر پیش کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے کو بھیجا' اتفاق سے جس وقت قطلغ ایتاخ کا بیٹا خوارزم شاہ کے دربار میں باریاب ہوا' اسی وقت خلیفہ عباسی بغداد کا ایلچی فرمان خلافت لیکر پہنچا جس میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت تحریر تھی۔ اس فرمان میں سلطان طغرل سلجوقی کی شکایت کے علاوہ یہ بھی تحریر کیا تھا کہ خلافت پناہ تمہیں سلطان طغرل کے مقبوضہ ممالک کی سند حکومت بھی عطا فرماتے ہیں اس سرکش کو نکال کر قبضہ کر لو۔'' چنانچہ خوارزم شاہ' نیشاپور سے رے روانہ ہوا' قطلغ ایتاخ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نیاز مندانہ حاضر ہوا اور اس کی رکاب میں رے کی طرف چلا خوارزم شاہ نے پہنچتے ہی سلطان طغرل پر اس سے قبل کہ وہ اپنی فوج کو جمع اور مرتب کر کے میدان جنگ میں آئے حملہ کر دیا۔ تاج دار سلجوقی تلوار کھینچ کر خوارزمی فوج میں گھس پڑا' خوارزمیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر مار ڈالا۔ یہ واقعہ ۲۴ ربیع الاول ۵۹۰ھ کا ہے خوارزم شاہ نے کامیابی کے بعد سلطان طغرل کا سر دار الخلافت بغداد روانہ کیا اور ہمدان و بلاد جبل پر قابض ہو گیا۔

خوارزم شاہ اور مؤید الدین: وزیر السلطنت مؤید الدین بن قصاب کو خلیفہ ناصر عباسی نے خوارزم شاہ کی کمک پر بغداد سے روانہ کیا تھا۔ ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر آ کر ٹھہرا۔ خوارزم شاہ نے مؤید الدین کی طرف کوچ کیا' مؤید الدین کو خطرہ پیدا ہوا' کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا خوارزم شاہ نے ملاقات تک نہ کی۔ خوارزم شاہ ہمدان واپس آیا' ہمدان اور اس کے تمام ملحقات کی حکومت قطلغ ایتاخ کو عنایت کی' اپنے غلاموں اور خادموں کو جاگیریں دیں' میاجق کو ان سب کا سردار مقرر کیا اور خوارزم واپس آیا۔

وزیر مؤید الدین کا خوزستان پر قبضہ: خوارزم شاہ کی واپسی کے بعد میاجق اور قطلغ ایتاخ میں ان بن ہو گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۹۱ھ میں دونوں گتھ گئے قطلغ ایتانج کو شکست ہوئی وزیر السلطنت مؤید الدین بن قصاب نے اس سے فائدہ اٹھایا' خوزستان پہنچ کر قبضہ کرلیا' خوزستان کے علاوہ اکثر بلاد فارس پر جو بنی شملہ اور اس کے امراء کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔ بنی شملہ اور ان کے امراء کو دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا' جمعیت خاطر کے ساتھ ملک کا نظم ونسق کرنے لگا۔

وزیر مؤید الدین کا ہمدان پر قبضہ: قطلغ ایتانج شکست کھا کر بحال پریشان وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچا' امداد کی درخواست کی' وزیر السلطنت نے اسے تسلی وتشفی دی اور فوج لے کر اس کے ہمراہ ہمدان روانہ ہوا' میاجق اور خوارزم شاہ کا لڑکا مقابلہ کے قصد سے نکلے۔ لیکن جوں ہی وزیر کے لشکر سے مقابلہ ہوا' میاجق اور خوارزم شاہ نے ہمدان کو خیر باد کہہ کر رے کا راستہ لیا اور وزیر السلطنت نے ہمدان پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۵۹۱ھ کا ہے۔

وزیر مؤید الدین کی رے پر فوج کشی: ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد وزیر السلطنت اور قطلغ ایتانج نے رے کا قصد کیا' خوارزمی لشکر نے رے بھی چھوڑ دیا۔ دامغان کی طرف روانہ ہوا' وزیر السلطنت کی فوج نے تعاقب کیا' بسطام اور جرجان تک تعاقب کر کے واپس آئی وزیر السلطنت نے رے اور اس کے قرب وجوار کے تمام شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

قطلغ ایتانج کی وفات: ان واقعات کے بعد قطلغ ایتانج نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ رے میں قلعہ بند ہو گیا وزیر السلطنت نے سرکوبی پر کمر باندھی' رے پر محاصرہ کیا چند روز بعد قطلغ ایتانج مغلوب اور زیر ہوا' رے چھوڑ کر سادہ چلا گیا۔ وزیر السلطنت نے تعاقب کیا مقام دربند کرخ میں مقابلہ ہو گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے' قطلغ ایتانج بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر معرکہ کارزار سے بھاگ نکلا۔ ساری فوج کٹ گئی وزیر السلطنت نے ہمدان کی طرف کوچ کیا' تین مہینے تک ہمدان کے باہر پڑاؤ کیے رہا۔

وزیر مؤید الدین کی وفات: خوارزم (علاء الدین تکش) نے وزیر السلطنت کی دست درازیوں سے متاثر ہو کر وزیر السلطنت کے ان افعال پر ناراضگی کا اظہار کیا اور جن شہروں پر وزیر نے قبضہ کرلیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا' وزیر السلطنت نے کچھ جواب نہ دیا' خوارزم شاہ سخت برہم ہوا فوج مرتب کر کے ہمدان کی طرف بڑھا' اتفاق یہ کہ خوارزم شاہ کے پہنچنے سے پیشتر وزیر السلطنت اس عالم سے کوچ کر گیا تھا۔ ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں وزیر کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی' خوارزم شاہ نے اسے شکست فاش دی' اور نہایت سختی سے پامال کیا' وزیر السلطنت کی نعش کو قبر سے نکالا' سر کاٹ کر خوارزم روانہ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے معرکہ کارزار میں وزیر کو قتل کیا ہے۔ الغرض ہمدان پر قابض ہو کر اصفہان سر کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی اصفہان پر قبضہ ہونے کے بعد اپنے بیٹے کو اصفہان میں ٹھہرا کر خوارزم واپس آیا۔

سیف الدین طغرل: خوارزم شاہ کے واپس ہوتے ہی خلیفہ ناصر عباسی کا لشکر سیف الدین طغرل کی ماتحتی میں اصفہان آ پہنچا۔ (سیف الدین طغرل وہی شخص ہے جس نے بلاسحف کو عراق سے علیحدہ کیا تھا) اہل اصفہان نے خوارزمی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سپاہ اور اس کے حکمران کے مظالم سے تنگ آ کر دربار خلافت میں یہ تحریک کی تھی کہ ''خلافت مآب تھوڑی سی فوج اصفہان بھیج دیں ہم لوگ نہایت خوشی اور مستعدی سے قبضہ دلائیں گے خوارزمیوں کے مظالم ہم پر بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔'' جب بغدادی لشکر اصفہان کے قریب پہنچا۔ خوارزم شاہ کی فوج نے اصفہان چھوڑ دیا' اپنے بادشاہ کے پاس چلی گئی' سیف الدین طغرل نے قبضہ کر لیا۔

بوجہ کا رے پر قبضہ: اس کے بعد پہلوان کے غلاموں نے جمع ہو کر اپنے سرداروں میں سے کوکجہ نامی ایک سردار کو اپنا امیر بنایا اور رے کی طرف قبضہ کرنے کے لیے بڑھے' رے پر قبضہ کر کے اصفہان پر دھاوا کیا اور اسے بھی لے لیا' اس سے کوکجہ کے حوصلے بڑھے' بادشاہت کی سوجھی دار الخلافت بغداد میں نیاز مندی کا عریضہ بھیجا' رے جوار رے' سادہ قم' قاشان اور اس کے ملحقات کی سند حکومت طلب کی' اصفہان' ہمدان' زنجان اور مرو دیوان خلافت کو حوالہ کرنے کے لیے لکھا' خلافت مآب نے اس تقسیم و مفاہمت کو منظور فرما کر حکم نامہ روانہ فرمایا۔

ملک شاہ بن علاء الدین تکش: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو ۵۸۹ھ میں نیشاپور کی حکومت عطا کی تھی خراسان کو بھی اس کی گورنری میں شامل کیا تھا اور اپنے بعد تخت و تاج کا اسے وارث قرار دیا تھا چنانچہ ۵۹۳ھ تک ملک شاہ نیشاپور پر حکومت کرتا رہا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الآخر میں مر گیا' ایک لڑکا جس کا نام ہندوخان تھا چھوڑ گیا خوارزم شاہ نے اپنے دوسرے بیٹے قطب الدین محمد کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔ اسی کو خوارزم شاہ نے اس سے پہلے مرو کی گورنری دی تھی۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر: جس وقت خوارزم شاہ نے رے' ہمدان اور اصفہان پر قبضہ کر لیا' ابن قصاب اور عساکر بغداد کو شکست دی' خلیفہ ناصر عباسی کی خدمت میں خطبہ میں نام داخل کرنے کی درخواست کی' خلیفہ ناصر عباسی کو پس و پیش ہوا' غیاث الدین غوری بادشاہ غزنی کو لکھ بھیجا کہ ''مابدولت و اقبال کا منشا یہ ہے کہ تم خوارزم شاہ پر حملہ کر کے اس کے مقبوضات پر قبضہ کر لو تا کہ خوارزم شاہ عراق کا ارادہ ترک کر دے'' غیاث الدین غوری نے خوارزم شاہ کو ملک چھین لینے اور جنگ کی دھمکی دی' خوارزم شاہ فکر میں پڑ گیا' نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا نہ مقابلے کی قوت تھی اور نہ ملک چھوڑتے بنتا تھا۔ غور و فکر کر کے بادشاہ خطا سے خط و کتابت شروع کی' غیاث الدین غوری کے مقابلے میں امداد چاہی اور اس کے دماغ میں یہ بات بٹھا دی کہ اگر امداد سے ذرا بھی پہلو تہی کی جائے گی تو غیاث الدین غوری بلاد خوارزم پر اسی طرح قبضہ کر لے گا جیسے کہ بلخ پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت بادشاہ خطا کو سخت خطرہ پیش آئے گا اور ماوراء النہر پر قبضہ رکھنا دشوار ہو جائے گا۔''

شاہ خطا کی بلخ پر فوج کشی: اس بناء پر بادشاہ خطا نے مملکت غوری پر چڑھائی کر دی' بہاء الدین سام والیٔ بامیان کو جو ان دنوں بلخ میں تھا' بلخ چھوڑ دینے کو لکھا' دیہاتوں' قصبات اور شہروں پر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا' ادھر خود خوارزم شاہ نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کی رفتہ رفتہ طوس تک پہنچ گیا' امراء غوریہ محمد بن جربک حاکم طالقان' حسین بن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرمیل اور خروش وغیرہ اس رنگ کو دیکھ کر خراسان میں جمع ہوئے' فوجیں فراہم کیں اور متفق ہو کر بادشاہ خطا کی فوج پر حملہ کیا گھمسان کی لڑائی ہوئی' آخر کار میدان امراء غوریہ کے ہاتھ رہا' بادشاہ خطا کو شکست ہوئی مارتے مارتے جیحون تک پہنچا دیا' بہت سے قتل کیے گئے اور بے شمار دریا میں ڈوب مرے۔

خوارزم شاہ کی اطاعت: بادشاہ خطا نے شکست اور نقصان کا خوارزم کو ذمہ دار قرار دیا اس وقت خوارزم شاہ کی پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی' غیاث الدین غوری سے بگاڑ پہلے ہی سے تھا۔ بادشاہ خطا علیحدہ مطالبہ کر رہا تھا۔ آخر کار بہت غور کے بعد سلطان غیاث الدین کی خدمت میں معذرت کی' سلطان غیاث الدین نے مکرر اصرار پر خوارزم شاہ کی معذرت قبول کی' خلیفہ عباسی کی اطاعت وفرماں برداری کی ہدایت کرتے ہوئے ان مقامات کو واپس لینے کا حکم دیا' جنہیں بادشاہ خطا نے مسلمانوں سے چھین لیا تھا۔ جب خوارزم شاہ کو غیاث الدین کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ خطا کو یہ جواب دیا کہ ''تمہاری قوم اور تمہاری فوج میری امداد پر نہیں آئی تھی' بلکہ تمہیں ملک گیری کی ہوس تھی' بلخ کو غوریوں کے قبضہ سے نکالنے میں یہ تکلیفیں پیش آئیں' میں سلطان غیاث الدین کی حکومت کا مطیع ہو گیا ہوں مجھ سے کچھ امید نہ رکھو۔''

جنگ خوارزم شاہ اور شاہ خطا: بادشاہ خطا اس جواب سے برہم ہوا خوارزم شاہ کو زیر کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی' خوارزم پر محاصرہ کیا خوارزم شاہ نے مدافعانہ جنگ شروع کی' لشکر خطا بہت سا جانی اور مالی نقصان اٹھا کر واپس ہوا۔ لشکر خطا کا ایک حصہ اپنے ملک واپس گیا اور ایک حصہ نے بخارا جا کر پناہ لی۔ خوارزم شاہ نے تعاقب کیا' بخارا پہنچ کر محاصرہ کیا' اہل بخارا لشکر خطا کے ساتھ خوارزم شاہ کی فوج سے لڑ رہے تھے' آخر خوارزم شاہ نے ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد بزور تیغ ۵۹۴ھ میں اسے فتح کر لیا اور کچھ عرصہ قیام کر کے خوارزم واپس آیا۔

میاجق کی بغاوت: ماہ ربیع الاول ۵۹۵ھ میں خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نے رے اور بلاد جبل کی طرف کوچ کیا' گورنر میاجق اور امراء بہلوانیہ باغی نے بغاوت ومخالفت کا جھنڈا بلند کیا تھا' خوارزم شاہ کی آمد کی خبر پا کر میاجق رے چھوڑ کر بھاگ گیا' خوارزم شاہ نے میاجق کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا' میاجق نے تعمیل نہ کی' خوارزم شاہ نے تعاقب پر کمر باندھی۔ میاجق ایک مقام سے دوسرے مقام پر جا کر دم لیتا تھا اور خوارزم شاہ تعاقب میں تھا۔ میاجق کے بہت سے ہمراہیوں نے خوارزم شاہ سے امان حاصل کر کے میاجق کا ساتھ چھوڑ دیا۔ میاجق نے ماژندران کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی' قلعہ بند ہو گیا۔ خوارزم شاہ نے ایک دستہ فوج کو محاصرہ اور تعاقب کا حکم دیا' چنانچہ میاجق پابہ زنجیر خوارزم شاہ کے دربار میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے جیل میں ڈال دیا۔

خوارزم شاہ نے دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع دی' خلیفہ ناصر عباسی بے حد خوش ہوا اسے اور اس کے بیٹے قطب الدین محمد کو خلعت عنایت کیا اور ان صوبجات کی سند حکومت مرحمت فرمائی' خوارزم شاہ نے دربار عام میں خلعت و زیب بدن کیا اور انتہائی مسرت وشادمانی کا اظہار کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارزم شاہ کا محاصرہ قلعہ موت: اس کے بعد خوارزم شاہ نے ملحدوں[1] کے سر کرنے کی طرف توجہ کی' قزوین کے قریب ان کا ایک قلعہ تھا اسے سر کیا' ملحدوں نے قلعہ موت میں جا کر پناہ لی' خوارزم شاہ نے بھی اس پر محاصرہ کیا۔ صدر الدین محمد بن وازن رئیس شافعیہ رے اس محاصرے میں شہید ہوئے' خوارزم شاہ انہیں بے حد دوست رکھتا تھا' دربار شاہی میں ان کی بیحد قدر و منزلت تھی۔ چند دن محاصرہ کر کے خوارزم کی جانب واپس ہوا۔ اثناء راہ میں ملحدوں نے خوارزم شاہ کے وزیر نظام الملک مسعود بن علی کو بحالت غفلت مار ڈالا۔ خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو ملحدوں سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ قطب الدین محمد نے قلعہ ترشیش پر محاصرہ کیا' ملحدوں نے جنگ سے تنگ آ کر صلح کا پیام دیا۔ ایک لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا اقرار کیا۔ قطب الدین محمد نے صلح سے انکار کیا' لڑائی جاری رکھی' اتنے میں اس کے باپ (خوارزم شاہ) کی علالت کی خبر پہنچی' مصالحت کر لی اور زر تاوان (ایک لاکھ دینار) وصول کر کے خوارزم واپس آیا۔

علاء الدین تکش کی وفات: ماہ رمضان ۵۹۶ھ میں خوارزم شاہ نیشاپور جا رہا تھا۔ راہ میں بیمار ہو گیا۔ مرض کی شدت بڑھی اپنے بیٹے قطب الدین محمد کو طلبی کا خط لکھا' قطب الدین محمد آنے نہ پایا تھا کہ خوارزم شاہ (علاء الدین بن الپ ارسلان بن اتسز بن محمد انوشتگین) کی موت سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

قطب الدین محمد بن علاء الدین تکش: اس وقت خوارزم شاہ کے قبضہ میں خوارزم' رے' ہمدان' بلاد جبلیہ اور زیادہ حصہ خراسان کا تھا اس کے مرنے کے بعد قطب الدین محمد پہنچا' اراکین دولت نے قطب الدین محمد کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کی' علاء الدین کا لقب دیا۔ (یہی لقب اس کے باپ کا تھا) علاء الدین ثانی نے اپنے باپ کا جنازہ خوارزم پہنچا کر اس مدرسہ میں سپرد زمین کیا جسے علاء الدین خوارزم شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

علاء الدین تکش کا کردار: خوارزم شاہ (علاء الدین تکش) نہایت عادل نیک سیرت' فنون جنگ کا ماہر' سیاسیات سے واقف' اصول فقہ اور فقہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا عالم تھا۔ باوجودیکہ غیاث الدین غوری' بادشاہ غزنی اور خوارزم شاہ میں عداوت و مخالفت بہت دنوں سے قائم تھی۔ لیکن خوارزم شاہ کی قدر و منزلت کے خیال سے جب اس کی موت کی خبر غزنی پہنچی تو غیاث الدین غوری نے تعزیت کا دربار کیا تین روز غزنی کا بازار بند رہا۔

---

[1] مورخ نے ملحد سے فرقہ باطنیہ مراد لیا ہے کیونکہ قلعہ موت ان کا مقر و مسکن تھا جس کا خوارزم شاہ نے آئندہ محاصرہ کیا تھا۔ (مترجم)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۹

علاؤالدین محمد بن تکش اور تاتار

تخت نشینی: خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائی علی شاہ کو جو کہ اپنے باپ علاء الدین تکش کی وفات کے وقت اصفہان میں تھا۔ طلبی کا خط لکھا۔ اس بنا پر علی شاہ اصفہان سے خوارزم روانہ ہوا' اہل اصفہان نے اس کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اپنے بھائی کے پاس خوارزم پہنچا۔ خوارزم شاہ قطب الدین محمد نے خراسان کی حکومت دی' علی شاہ نے نیشاپور کا قصد کیا' نیشاپور میں ہندو خاں بن ملک شاہ بن خوارزم شاہ علاء الدین تکش حکومت کر رہا تھا۔ ہندو خان کو اس کے دادا (علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم) نے اپنے بیٹے ملک شاہ کے مرنے کے بعد ہی نیشاپور کی حکومت پر متعین کیا تھا' چونکہ ملک شاہ اور قطب الدین محمد علاء الدین تکش کے بیٹوں میں عداوت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا' اس وجہ سے ہندو خان اپنے چچا قطب الدین محمد سے خائف رہتا تھا' علاء الدین تکش بادشاہ خوارزم کے مرنے پر مال و اسباب اور شاہی خزانہ لوٹ کر مرو چلا گیا۔

جنگ علاء الدین ثانی اور ہندو خان: اس کے بعد ہندو خان نے فوج فراہم کر کے خراسان پر دھاوا کیا' خوارزم شاہ علاء الدین ثانی نے جنقر ترکی کی ماتحتی میں ہندو خان کی مدافعت کے لیے فوجیں روانہ کیں' ہندو خان کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی' پست ہمتی اور بزدلی سے بھاگ گیا۔ غیاث الدین غوری کے پاس پہنچا غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا امداد و اعانت کا وعدہ کیا' جنقر ترکی نے مرو میں داخل ہو کر ہندو خاں کی ماں اور اس کے لڑکوں کو بعزت و احترام خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

غیاث الدین غوری اور جنقر ترکی: غیاث الدین غوری نے محمد بن جربک والیٔ طالقان کو لکھا کہ جنقر ترکی کو مرو سے نکال کر قبضہ کر لو' چنانچہ محمد بن جربک نے طالقان سے مرو کا قصد کیا' جنقر ترکی کے پاس خط پہنچا' مرو میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی ہدایت کی' عدم تعمیل کی صورت میں مرو پر قبضہ اور جنگ کی دھمکی دی' جنقر ترکی نے بظاہر خوارزم شاہ کو خوش کرنے کی غرض سے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ لیکن در پردہ امان کی درخواست کی' شہر سپرد کرنے کا اقرار کیا' یہی باعث تھا کہ غیاث الدین غوری کی طمع ملک گیری بڑھ گئی' خوارزم شاہ کے ممالک مقبوضہ پر قبضہ کرنے کی ہوس ہوئی' اپنے بھائی شہاب الدین غوری کو خراسان پر فوج کشی کا حکم دیا واللہ اعلم۔

شہاب الدین غوری کی مرو پر فوج کشی: جس وقت جنقر ترکی گورنر مرو نے غیاث الدین غوری سے امان حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے مرو حوالہ کر دیا۔ غیاث الدین غوری کو خوارزم شاہ کے مقبوضات خراسان پر قبضہ کی طمع دامن گیر ہوئی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کرنے کے لیے بلا بھیجا' غیاث الدین نے اپنے نائب عمر بن محمد مرغنی گورنر ہرات سے خراسان پر چڑھائی کرنے کی بابت مشورہ کیا' عمر بن محمد مرغنی نے مخالفت کی۔ اتنے میں شہاب الدین غزنی' غور اور سجستان کی فوجیں لیے ہوئے آ گیا۔ ماہ جمادی الاول ۵۹۷ھ میں خوارزم شاہ کے مقبوضہ علاقہ کو سر کرنے کے لیے بڑھا' طالقان کے قریب جنقر ترکی والیٔ مرو کا خط موصول ہوا' لکھا تھا کہ ''جس قدر جلد ممکن ہو مرو پر آ کر قبضہ کر لیجئے۔ خوارزم شاہ میں اس قدر طاقت نہیں ہے کہ وہ مقابلہ کر سکے'' شہاب الدین نے اپنے بھائی غیاث الدین سے اجازت لے کر مرو پر دھاوا کیا' خوارزمی سپاہ جو اس وقت مرو میں تھی مقابلہ پر آئی' اہل مرو بھی خوارزمی فوج کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلے' لڑائی ہوئی' شہاب الدین غوری نے انہیں مغلوب کر کے اپنی فوج کو شہر میں داخل کر دیا۔ ہاتھیوں کا جھنڈ لے کر شہر پناہ کے ڈھانے کو بڑھا۔ اہل شہر نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کی' شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا' جنقر ترکی شہاب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرو فتح کرنے کے بعد غیاث الدین غوری مرو میں داخل ہوا۔ جنقر ترکی کو ہرات بھیج دیا اور مرو ہندو خان ملک شاہ کے حوالے کر دیا جیسا کہ اس سے وعدہ کیا تھا۔

سرخس اور طوس کی تسخیر: مرو کو سر کر کے غیاث الدین غوری نے سرخس کا قصد کیا۔ سرخس صلح و امان سے فتح ہو گیا۔ اپنے چچازاد بھائیوں میں سے زنگی بن مسعود کو سرخس کی حکومت دی' نساء اور ابیورد کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا' طوس کی طرف قدم بڑھایا' تین دن کے محاصرہ و جنگ کے بعد اہل طوس نے امان کی درخواست کی' شہاب الدین نے انہیں امان دی اور طوس پر قبضہ کر لیا۔

جنگ غیاث الدین اور علی شاہ بن خوارزم شاہ: اس کے بعد علی شاہ بن خوارزم شاہ تکش (علاء الدین محمد کا نائب نے) والیٔ نیشاپور کے پاس شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا' علی شاہ نے شہر حوالہ کرنے اور اطاعت و فرمانبرداری سے انکار کیا۔ غیاث الدین نے حملہ کا حکم دیدیا۔ نیشاپور میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ ایک طرف غیاث الدین نے حملہ کیا۔ دوسری جانب سے اس کا بھائی شہاب الدین اپنی رکاب کی فوج لے کر بڑھا..... باغات کاٹ ڈالے' کھیتیاں برباد کر دیں' دیہات اور قصبات کو اجاڑ دیا قتل و غارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔ بزور تیغ نیشاپور میں غوری فوجیں داخل ہو گئیں۔ الامان الامان کا شور برپا ہوا۔ امان دی گئی علی شاہ گرفتار ہو کر غیاث الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ غیاث الدین غوری نے نہایت تپاک سے لیا۔ عزت و احترام سے پیش آیا' اور امراء خوارزمیہ کا سردار بنا کر ہرات کی طرف روانہ کیا۔

امارت خراسان پر ضیاء الدین محمد کا تقرر: خراسان کی حکومت پر اپنے چچازاد بھائی اور داماد ''ضیاء الدین محمد بن علی غوری'' کو مامور کیا۔ نیشاپور کو مرکز حکومت بنانے کا حکم دیا' علاء الدین کے خطاب سے مخاطب کیا۔ سرداران غوریہ کی ایک جماعت کو علاء الدین کی خدمت میں رہنے کا اشارہ کیا۔ اہل نیشاپور کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ جس کا جو مال و اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا کافی معاوضہ دیا۔ انعامات دیئے جائزے دیئے' ان کاموں سے فارغ ہو کر ہرات گیا اور علی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ کو اپنے بھائی شہاب الدین غوری کے سپرد کیا۔

قرامطیوں کا قتل عام: شہاب الدین غوری نے ہرات سے قہستان کی طرف کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ایک گاؤں میں پہنچا۔ جہاں کے رہنے والے اسمٰعیلیہ مذہب رکھتے تھے۔ کسی نے یہ خبر دی کہ اس گاؤں کے رہنے والے اسمٰعیلیہ فرقہ کے ہیں۔ شہاب الدین نے ان کے قتل کا حکم دیدیا۔ پھر کیا تھا جتنے لڑنے والے تھے مار ڈالے گئے' لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ مکانات منہدم کر دیئے گئے' گاؤں ویران ہو گیا۔ اس کے بعد ایک دوسرے قلعہ کی طرف قدم بڑھایا جو قہستان کے نواح میں تھا۔ یہ قلعہ بھی فرقہ اسمٰعیلیہ کا تھا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ فتح ہوا۔ سرداران غوریہ میں سے ایک سردار کو اس کا حاکم مقرر کیا۔ بدعات دور ہو گئیں' شعائر اسلام قائم ہو گئے۔ اسی اثناء میں والی قہستان کا خط سلطان غیاث الدین کی خدمت میں موصول ہوا' لکھا تھا ''آپ کے بھائی شہاب الدین نے ہمارے مقبوضات میں دست درازی شروع کر دی ہے۔ متعدد مقامات کو سر کر لیا ہے۔ ہم نے کوئی بدعہدی نہیں کی' پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کے بھائی نے عہد شکنی پر کمر باندھی ہے۔'' سلطان غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کے پاس اپنے ایک معتمد علیہ امیر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے مقبوضات پر دست اندازی نہ کرو۔ محاصرہ اٹھا کر میرے پاس چلے آؤ۔ اس وقت شہاب الدین فرقہ اسمٰعیلیہ کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ بھائی کا پیام پا کر پیچ و تاب کھانے لگا' بالآخر تعمیل حکم سے انکار کر دیا۔ غیاث الدین کے فرستادہ امیر نے کہا'' آپ کو سلطانی حکم کی تعمیل کرنا ہو گی' اگر آپ تعمیل نہ کریں گے تو میں آپ کو تعمیلِ حکم پر مجبور کروں گا'' امیر نے یہ کہہ کر شہاب الدین کے خیمہ کی طنابیں کاٹ دیں' شہاب الدین کو اس سے حد درجہ کا غصہ پیدا ہوا مگر بھائی کا حکم تھا خاموش ہو گیا۔ محاصرہ اٹھا کر ہندوستان کا راستہ لیا۔

علاء الدین محمد بن تکش کی نیشاپور پر فوج کشی: جس وقت علاء الدین محمد بن تکش معروف بہ خوارزم شاہ تک یہ خبر پہنچی کہ غیاث الدین اور شہاب الدین غوری کی فوجیں خراسان سے واپس چلی گئیں اور شہاب الدین اپنے بھائی سے ناراض ہو کر ہندوستان چلا گیا ہے اس وقت غیاث الدین کے پاس خط روانہ کیا اور جن شہروں پر غوری فوج نے قبضہ کر لیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ واپس نہ کرنے کی صورت میں یہ دھمکی دی کہ میں ترکان خطا سے امداد حاصل کر کے آپ کے مقابلہ پر آؤں گا' اس وقت آپ پر عرصہ زمین تنگ ہو جائے گا' چونکہ سلطان غیاث الدین عارضہ نقرس میں مبتلا تھا۔ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا' جواب کے بھیجنے میں شہاب الدین کی واپسی کے انتظار میں تاخیر کی۔ خوارزم شاہ نے علاء الدین غوری نائب سلطان غیاث الدین کو جو نیشاپور میں تھا شہر خالی کرنے کے لیے لکھا اور جنگ کی دھمکی دی' علاء الدین غوری نے غیاث الدین کو اس سے مطلع کیا۔ غیاث الدین نے جواب میں لکھا'' تم گھبراؤ نہیں نیشاپور میں قدم جمائے رکھو میں تمہیں کافی طور پر مدد دوں گا'' خوارزم شاہ نے آخر (۱۵ ذی الحجہ) ۵۹۷ھ میں فوجیں فراہم کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا ابیورد کے قریب پہنچا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیشاپور کا محاصرہ: ہندوخاں (غیاث الدین کا آزاد غلام) ابیورو چھوڑ کر (فیروز کوہ غیاث الدین کے پاس) بھاگ گیا' خوارزم شاہ نے مرو' نساء اور ابیورو پر قبضہ کر لیا۔ نیشاپور پر حملہ کیا۔ نیشاپور میں علاء الدین غوری تھا۔ محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں جنگ کا سلسلہ قائم رہا آخر کار علاء الدین غوری نے غیاث الدین کی امداد سے ناامید' اور محاصرہ جنگ سے تنگ آ کر امان کی درخواست کی اور غوریوں کو کسی قسم کی ایذا نہ دینے کی خوارزم شاہ سے قسم لی' اور شہر حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے کسی قسم کی ایذا و تکلیف نہ دی۔

علاء الدین غوری کی روانگی ہرات: خوارزم شاہ نے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین غوری سے کہا ''بہتر ہوتا کہ تم درمیان میں پڑ کر سلطان غیاث الدین سے میری صفائی کرا دیتے'' علاء الدین غوری نے سینہ ٹھونک کر کہا ''میں اس خدمت کو انجام دوں گا آپ مطمئن رہیے۔'' لیکن علاء الدین غوری' غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ نہ گیا بلکہ ہرات چلا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ علاء الدین غوری کو غیاث الدین کی جانب سے وعدہ کر کے امداد نہ بھیجنے کی وجہ سے ملال پیدا ہو گیا تھا ہرات میں علاء الدین غوری کی جاگیر اور املاک تھے۔ حسن بن خرمیل جو کہ امراء غوریہ کا ایک بااثر شخص تھا نیشاپور ہی میں رہ گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اور اپنا ممنون احسان بنا لیا۔

علاء الدین محمد کا محاصرہ سرخس: مہم نیشاپور سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے سرخس کا قصد کیا۔ امیر زنگی' سرخس کا گورنر تھا اور غیاث الدین کے قرابت داروں میں سے تھا۔ چالیس دن تک محاصرہ کیے رہا' شب و روز لڑائی ہوتی رہی۔ شدت محاصرہ سے رسد کی آمد بند ہو گئی' اہل شہر اپنی ضروریات زندگی کو محتاج ہو گئے۔ امیر زنگی نے خوارزم شاہ کے پاس کہلا بھیجا ''آپ شہر پناہ کا دروازہ چھوڑ دیجیے تاکہ اطمینان کے ساتھ ہم شہر خالی کر کے نکل جائیں'' خوارزم شاہ اس فریب میں آ گیا شہر پناہ کے دروازے سے محاصرہ اٹھا لیا' امیر زنگی نے رسد غلہ اور روزمرہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ شہر میں بھر لیا۔ کمزور اور ناتوانوں کو جو محاصرہ سے تنگ آ گئے تھے شہر سے باہر کر دیا۔ خوارزم شاہ سے کہلا بھیجا ''اب آپ تشریف لائیے ہمارا اور آپ کا فیصلہ جنگ سے ہوگا'' خوارزم شاہ کو بے حد ندامت ہوئی' محاصرہ اٹھا کر چلتا ہوا لیکن روانگی کے وقت چند سرداران لشکر کو محاصرہ پر چھوڑ گیا۔

علاء الدین محمد کی مراجعت خوارزم: خوارزم شاہ کی روانگی کے بعد محمد بن خربک گورنر طالقان امیر زنگی کی کمک پر روانہ ہوا ..... خوارزمی فوجیوں نے یہ خبر پا کر سرخس چھوڑ دیا۔ چنانچہ امیر زنگی اور محمد بن خربک مرورود پہنچے مرورود اور اس کے نواح کا خراج وصول کیا۔ خوارزم شاہ نے تین ہزار فوج اپنے ماموں کی ماتحتی میں روانہ کی۔ محمد بن خربک نو سو سواروں کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ خوارزمی فوج میدان جنگ سے بھاگ نکلی' بہت برے طور سے پامال ہوئی' بہت سے قید کر لیے گئے۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ خوارزم شاہ کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' ساری امیدیں خاک میں مل گئیں بادل ناخواستہ خوارزم واپس ہوا۔

حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری: خوارزم شاہ نے خوارزم پہنچ کر غیاث الدین کی خدمت میں صلح کرنے کا مراسلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجا' غیاث الدین نے امیر کبیر حسن محمد مرغنی[1] کی معرفت جواب روانہ کیا۔ بظاہر صلح کرنا پسند کیا تھا۔ لیکن درحقیقت خوارزم شاہ کو فریب اور دھوکہ میں ڈالا تھا خوارزم شاہ اس فریب دہی کو تاڑ گیا حسن بن محمد مرغنی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور محاصرہ کے ارادے سے ہرات روانہ ہوا۔ حسن بن محمد مرغنی نے پوشیدہ طور پر اپنے بھائی عمر بن محمد مرغنی امیر ہرات کو یہ واقعات لکھ بھیجے چنانچہ عمر بن محمد مرغنی' خوارزم شاہ کے مقابلے پر تیار ہو گیا۔

ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی: ہرات پر خوارزم شاہ کی فوج کشی کا سبب یہ تھا کہ سلطان شاہ نے (یہ محمد بن تکش کا چچا تھا) سرخس میں وفات پائی' اس کے حاشیہ نشین امیروں میں سے دو بھائی جس میں ایک کا نام امیر حاجی تھا۔ غیاث الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے غیاث الدین عزت واحترام سے پیش آیا' ہرات میں قیام کرنے کا حکم دیا' ان دونوں بھائیوں نے محمد بن تکش (خوارزم شاہ) کو ہرات پر قبضہ کر لینے کا پیام بھیجا اور قبضہ کرانے کے ذمہ دار ہوئے' خوارزم شاہ کو غیاث الدین سے اس فریب ودھوکہ کا بدلہ لینے کا موقع مل گیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ چنانچہ فوجیں مرتب کر کے ہرات پر حملہ کر دیا۔

امیر حاجی کی گرفتاری: عمر بن محمد مرغنی نے شہر پناہ کے دروازوں کی کنجیاں انہی دونوں بھائیوں کے حوالہ کر دی تھیں اور یہ خیال کر کے کہ یہ خوارزم شاہ کے مخالف ہیں جنگ کا سپہ سالار اعظم بھی انہی کو مقرر کیا تھا۔ کسی نے خوارزم شاہ سے ان کی ساز باز کا حال بہ حالت قید حسن مرغنی سے کہہ دیا۔ حسن مرغنی نے اپنے بھائی عمر مرغنی والیٔ ہرات کو لکھ بھیجا' عمر مرغنی کو یقین نہ ہوا' حسن مرغنی نے اسے امیر حاجی کا وہ خط جو اس نے خوارزم شاہ کو ہرات پر قبضہ کر لینے کے لیے لکھا تھا۔ بھیج دیا۔ دیکھتے ہی عمر مرغنی کی آنکھیں کھل گئیں' پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ فوراً امیر حاجی اور اس کے بھائی اور اس کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ خوارزم شاہ کے مقابلے پر خود کمر بستہ ہوا (اس اثناء میں الپ غازی ہمشیر زادہ غیاث الدین) غوری لشکر لے کر آ گیا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو گھیر لیا' رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔

طالقان پر شب خون: خوارزم شاہ نے اس خیال سے کہ حریف کی توجہ بٹ جائے اپنی فوج کے ایک حصہ کو طالقان پر شب خون مارنے کے لیے بھیجا حسن بن خربک نے مقابلہ کیا' لڑائی ہوئی' خوارزم شاہ کی فوج کو شکست ملی' ساری فوج کٹ گئی ایک شخص بھی جانبر نہ ہوا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے اپنے بھانجہ بوغانی کو غوری فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے اہل ہرات کی کمک پر روانہ کیا' خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر کے قریب بوغانی نے مورچہ قائم کیا۔ رسد وغلہ کی آمد کے جو راستے کھلے تھے انہیں بھی بند کر دیا۔ خوارزم شاہ پر اب عرصہ زمین تنگ ہوا چاہتا تھا کہ غیاث الدین بھی تھوڑی سی تازہ دم فوج لے کر آ پہنچا' چونکہ غوریوں کے لشکر کا زیادہ حصہ ہند میں اس کے بھائی شہاب الدین کی رکاب میں تھا اور فوج کا کچھ حصہ غزنی کی حفاظت پر تھا۔ اس وجہ سے خوارزم شاہ کی فوج پر پیش قدمی نہ کی' چالیس روز محاصرہ کو گذر چکے تھے۔

خوارزم شاہ کی مراجعت: خوارزم شاہ کو یہ خبر مل چکی تھی کہ طالقان کی جنگ میں خوارزمیوں کو شکست ہوئی ہے کوئی

---

[1] مرغن' ملک غور کا ایک قصبہ ہے جہاں کا حسن رہنے والا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی جانبر نہیں ہوا' شہاب الدین بھی ہندوستان سے غزنی آ رہا ہے' گھبرا گیا' لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس خوف سے کہ مبادا میں ایسے محاصرہ میں نہ آ جاؤں کہ جس سے خلاصی ناممکن ہو ہرات کا محاصرہ اٹھا لیا اور عمر مرغنی سے صلح کر کے مرو چلا آیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۵۹۸ھ کا ہے۔

معرکہ مرو: اس کے بعد شہاب الدین ہندوستان سے واپس ہو کر غزنی پہنچا۔ خوارزم شاہ نے خراسان میں جو کچھ دست درازی کی تھی اس سے مطلع ہوا' فوجیں آراستہ کر کے غزنی سے بلخ آیا' بلخ سے خوارزم شاہ سے جنگ کے لیے بامیان پہنچا' اس کے ہراول سے خوازم شاہ کی مرو میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے' جانبین کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ خوارزم شاہ نے مرو چھوڑ دیا' خوارزم کا راستہ اختیار کیا' امیر سنجر والیٔ نیشاپور کو اس الزام میں کہ اس نے غیاث الدین سے سازش کر لی ہے قتل کر ڈالا۔

جنگ محمد بن خربک و منصور ترکی: خوارزم شاہ کی شکست کے بعد شہاب الدین طوس چلا آیا اور اس خیال سے کہ موسم سرما گزر جانے پر خوارزم پر حملہ کیا جائے' قیام کر دیا۔ اس اثناء میں یہ خبر گوش گذار ہوئی کہ غیاث الدین (اس کے بھائی) کا انتقال ہو گیا ہے طوس سے ہرات واپس آیا۔ خوارزم پر حملہ کا ارادہ ترک کر دیا' مرو کی حکومت پر محمد بن خربک کو مامور کیا' خوارزمی سرداروں کی ایک جماعت ۵۹۹ھ میں مرو پر حملہ آور ہوئی[1] ..... محمد بن خربک نے ان پر شبخون مارا' گنتی کے چند افراد جانبر ہو سکے' خوارزم شاہ کو اس کی خبر لگی غصہ سے کانپ اٹھا' منصور ترکی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن خربک کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا' مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ نہایت سخت لڑائی ہوئی' خوارزمیوں نے غوری فوج کو شکست دی۔ پسپا ہو کر مرو میں داخل ہو گئی' شہر پناہ کے دروازے بند کر لیے۔ خوارزمی لشکر نے محاصرہ کیا۔ پندرہ روز کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصور غوریوں نے امان کی درخواست کی۔ خوارزمیوں نے امان دینے اور قتل نہ کرنے کا حلف اٹھایا۔ محصور غوریوں نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ خوارزمیوں نے سب کو مار ڈالا۔

شہاب الدین کو اس خبر سے نہایت صدمہ ہوا مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ خوارزم شاہ سے صلح کا نامہ و پیام کیا۔ لیکن صلح نہ ہو سکی' ہرات کی حکومت پر اپنے ہمشیر زادہ بوغانی کو' فیروز کوہ بلاد غور اور صوبجات خراسان کی حکومت پر ملک علاء الدین بن ابی علی غوری کو مامور کر کے ۵۹۹ھ میں غزنی واپس آیا۔ اور غزنی سے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے لاہور روانہ ہوا۔

خوارزم شاہ اور حسن بن حرمیل: شہاب الدین کی واپسی کے بعد خوارزم شاہ نے ۶۰۰ھ کے نصف میں ہرات پر پھر فوج کشی کی۔ بوغانی ہمشیر زادہ شہاب الدین مقابلے کے لیے تیار ہوا' آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا' دونوں طرف کی ایک بڑی جماعت کام آ گئی۔ نامی گرامی سردازوں کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا لیکن لڑائی کا سلسلہ کسی طرح ختم ہی نہ ہوتا تھا۔ حسن بن حرمیل' خوزستان میں تھا جہاں پر اس کی جاگیر تھی' خوارزم شاہ کو دھوکہ اور فریب دہی

---

[1] بیاض الاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی غرض سے پیام دیا کہ ''آپ ایک فوج خراسان بھیج دیجئے میں شہاب الدین کا خزانہ اور ہاتھی ان کے حوالہ کر دوں'' خوارزم شاہ کو لالچ دامن گیر ہوا' ایک ہزار سوار جس میں نامی گرامی سردار تھے خوزستان روانہ کیے' حسن بن حرمیل اور حسین بن محمد مرغنی نے غفلت کی حالت میں خوارزم شاہ کی بھیجی ہوئی فوج پر حملہ کر دیا۔ گنتی کے چند افراد جانبر ہوئے خوارزم شاہ کو اس کی خبر لگی اپنے کیے پر بے حد پشیمان ہوا' لیکن پشیمانی سے کچھ نفع نہ ہوا۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ: بوغانی' والیٔ ہرات کے پاس پیام بھیجا ''اگر تم میری بادشاہت تسلیم کر لو تو میں تمہیں اور تمام اہل ہرات کو امان دیتا ہوں اور ابھی محاصرہ اٹھا کر چلا جاتا ہوں'' بوغانی نے کچھ جواب نہ دیا' اس کے بعد اتفاق سے بوغانی علیل ہو گیا' اس خوف سے کہ مبادا شدت مرض کی وجہ سے دشمن کی مدافعت نہ کر سکے اور دشمن شہر پر قبضہ کر لے' خوارزم شاہ کی خدمت میں شرائط مذکورہ کی منظوری کا پیام بھیجا اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ نذرانے وتحائف روانہ کیے اور خود نیاز مندی واطاعت کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے سوار ہو کر چلا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ موت کا فرشتہ پہنچ گیا' جاں بحق ہو گیا' خوارزم شاہ نے محاصرہ اٹھا لیا' منجنیقوں کو جلا کر سرخس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔

شہاب الدین غوری کی خوارزم پر فوج کشی: جس وقت شہاب الدین کو اس امر کی اطلاع پہنچی کہ خوارزم شاہ نے ہرات کا محاصرہ کر لیا ہے اس کا گورنر امیر بوغانی جو اس کا بھانجا تھا مر گیا ہے ہندوستان سے واپس ہوا کوچ وقیام کرتا ہوا خوارزم کی طرف روانہ ہوا۔ خوارزم شاہ' سرخس سے مرو چلا آیا تھا اور مرو کے باہر قیام پذیر تھا۔ شہاب الدین کی آمد کی خبر پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شہاب الدین کے پہنچنے سے پہلے خوارزم پہنچ گیا۔ چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی خندقوں کو پانی سے بھر دیا۔ اتنے میں شہاب الدین پہنچا' ہر طرف سے راستہ بند تھا شہر کے اردگرد کی خندقوں میں پانی بھرا تھا۔ خوارزم تک پہنچنا دشوار ہو گیا۔ راستہ کی درستی میں مصروف ہوا' چالیس دن ٹھہرا ہوا راستہ درست کرتا رہا۔ بہ ہزار خرابی ووقت بسیار خوارزم پہنچا' ایک دوسرے سے بھڑ گئے' سخت لڑائی ہوئی دونوں طرف سے ایک بڑا گروہ کام آ گیا۔ نامی گرامی سردار مارے گئے حسن مرغنی غوری بھی اس لڑائی میں مارا گیا' سرداران خوارزم کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی' جسے شہاب الدین نے قتل کرا دیا۔

جنگ شہاب الدین غوری اور ترکان خطا: خوارزم شاہ نے ترکان خطا سے جو اس وقت ماوراء النہر کے حکمران تھے' شہاب الدین کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ترکان خطا نے غوری شہروں پر حملہ کر دیا۔ شہاب الدین کو اس کی خبر لگی۔ خوارزم کا محاصرہ اٹھا کر ترکان خطا کی روک تھام کو چلا۔ اندخوئی کے صحرا میں مڈبھیڑ ہو گئی (یہ واقعہ اوائل ماہ صفر ۶۰۱ھ کا ہے) پہلی لڑائی میں شہاب الدین کو کامیابی ہوئی' بیشمار کفار مارے گئے اور بہت سے قید کر لیے گئے' دوسرے دن کی لڑائی میں شہاب الدین کا لشکر ترکان خطا سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ شہاب الدین چند جانثاروں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتا رہا۔ بالآخر یہ بھی کامیابی سے ناامید ہو کر اندخوئی میں داخل ہو گیا' ترکان خطا نے چاروں طرف سے گھیر لیا' شہاب الدین نے نامہ و پیام بھیج کر مصالحت کر لی اور طالقان چلا گیا' اس وقت اس کے ساتھ صرف سات آدمی تھے' خزانہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال واسباب لٹ گیا تھا۔

شہاب الدین کی مراجعت غزنی: اس واقعہ سے سارے ملک میں شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہوگئی' حسن برحرمیل والیٔ طالقان نے شہاب الدین کی وہی عزت کی جو اس کے شایان شان تھی اور اسی نیازمندی سے ملا جیسا کہ اسے ملنا چاہیے تھا۔ سب تکلیفیں دور کر کے تمام ضروریات مہیا کر دیں' شہاب الدین چند روز آرام کر کے غزنی روانہ ہوا' روانگی کے وقت حسن بن حرمیل کو اس خیال سے کہ مبادا خوارزم شاہ سے نہ مل جائے اور اس کا مطیع نہ ہو جائے' اپنے ساتھ لیا اور امیر حاجب کا عہدہ عنایت کیا۔

شہاب الدین کے مرنے کی خبر سے امراء اور سرداران غوریہ میں بے حد اختلاف پیدا ہوگیا' مفسدہ پردازوں کی بن آئی' چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہوگیا جیسا کہ ہم اوپر ملوک غوریہ کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین نے نہایت مستعدی اور مردانگی سے غزنی اور ہندوستان کی مخالفتوں اور ہنگاموں کو فرو کیا اور خوارزم شاہ کی گوشمالی کی طرف دوبارہ متوجہ ہوا۔

شہاب الدین غوری کی شکست کی وجہ: ترکان خطا کے مقابلہ میں شہاب الدین کی شکست کا ایک سبب اور بھی تھا جسے ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت شہاب الدین خوارزم سے ترکوں کی سرکوبی کے لیے چلا۔ اثناء راہ میں ایک ایسا درہ پڑ گیا کہ جہاں پر پانی کا نام ونشان نہ تھا اگر کہیں پر پانی موجود بھی تھا تو نہایت قلیل تھا۔ اس وجہ سے شہاب الدین نے اپنی فوج کی متعدد ٹکڑیاں کر کے درہ سے روانہ کیا۔ ترکان خطا راستہ کی اہمیت سے واقف تھے' درہ کے دوسرے سرے پر کھڑے ہو گئے جوں جوں شہاب الدین کا لشکر متفرق طور پر آتا گیا موت کے گھاٹ اتارتے گئے اور جو جانبر ہو جاتا تھا وہ غزنی بھاگ جاتا تھا۔ لوٹ کر شہاب الدین کے پاس نہ آ سکتا تھا۔ لہذا ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوئی' آخر میں شہاب الدین ساقہ کے ساتھ اس درہ سے ہو کر گزرا' ترکان خطا بلائے ناگہانی کی طرف ٹوٹ پڑے۔ چار روز تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی' شہاب الدین نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔

شہاب الدین غوری اور ترکان خطا میں مصالحت: پانچویں روز والی سمرقند نے جو مسلمان تھا لیکن ترکان خطا کا مطیع تھا اور انہی کے لشکر میں تھا۔ پوشیدہ طور پر شہاب الدین کو پیام دیا کہ جب تک ترکان خطا آپ سے خائف نہ ہوں گے جنگ سے باز نہ آئیں گے۔ انہیں ڈرانے کے لیے یہ تدبیر کیجئے کہ اپنے لشکر کے ایک حصہ کو آج شب میں کسی طرف بھیج دیجئے' صبح کو سواران لشکر گھوڑے اڑاتے ہوئے میدان جنگ میں متعدد ٹکڑیوں کی صورت میں مختلف راستوں سے آ جائیں' میں ان دشمنان اسلام کو یہ فریب دوں گا کہ "شہاب الدین کی کمک پر تازہ دم فوج آ گئی ہے اب تمہاری خیر نہیں ہے۔ مناسب ہے کہ صلح کر لو" چنانچہ شہاب الدین نے ایسا ہی کیا اور والی سمرقند نے ترکان خطا کو ڈرایا' دھمکایا' ترکان خطا مصالحت پر راضی ہو گئے۔ باہم صلح ہوگئی' شہاب الدین کو اس خوفناک اور جان لیوا واقعہ سے نجات مل گئی یہ واقعہ ۶۰۱ھ کا ہے اس کے بعد ہی شہاب الدین نے وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسن بن حرمیل کی سازش: ہرات (خراسان) کا گورنر شہاب الدین غوری ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں شہید ہو گیا[1] اور عنان حکومت غیاث الدین محمود بن غیاث الدین (برادر شہاب الدین) نے اپنے ہاتھ میں لی' بلاد غوریہ کو علاء الدین محمد بن ابوعلی کے قبضہ سے نکال لیا۔ حسن بن حرمیل ان واقعات سے مطلع ہوا۔ ہرات کے سرداروں اور رؤساء کا ایک جلسہ طلب کیا۔ جن میں قاضی شہر بھی تھا۔ بظاہر ان لوگوں سے خوارزم شاہ کی مخالفت اور جنگ کی قسمیں لیں اور پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ سے سازش کر لی' غوریوں کی روک تھام کی غرض سے خوارزمی لشکر کو بھیجنے کی درخواست کی' اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے نیشاپور سے ہرات فوجیں روانہ کیں اور امیر لشکر کو ہدایت کی کہ حسن بن حرمیل کے اشارہ وحکم پر عمل پیرا ہونا۔ غیاث الدین محمود ان واقعات کے اثناء میں حسن ابن حرمیل کو اپنی حکومت کی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے لکھ رہا تھا چونکہ حسن بن حرمیل نے خوارزم شاہ سے سازش کر لی تھی۔ اس لیے حیلوں حوالوں سے ٹال رہا تھا۔ کسی ذریعہ سے اس سازش کی اطلاع غیاث الدین محمود کو ہو گئی۔ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ حسن بن حرمیل کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوج کشی کر دی۔

علی بن عبدالخالق: حسن ابن حرمیل کو اس کی خبر لگی۔ سرداران لشکر اور رؤساء شہر سے مشورہ کیا' علی ابن عبدالخالق مدرس نظامیہ ناظر اوقات نے رائے دی ''مناسب یہ ہے کہ آپ غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت قبول کر لیجئے' دھوکہ اور فریب چھوڑ دیجئے'' حسن بن حرمیل نے جواب دیا مجھے اندیشہ ہے کہ غیاث الدین محمود میرے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے لہذا آپ شاہی دربار میں حاضر ہو کر میری طرف سے بادشاہ سلامت کو میری طرف سے اطمینان دلا دیجئے۔'' علی ابن عبدالخالق تو یہ چاہتا ہی تھا کہ کسی طرح سے نکل کر غیاث الدین محمود کے پاس چلا جائے' فوراً سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین محمود کو اصل واقعہ سے مطلع کر دیا۔

گورنر مرو کی طلبی: غیاث الدین محمود نے اپنے گورنر مرو کو بلا بھیجا' گورنر نے حاضری میں توقف کیا' اہل مرو بگڑ گئے' علانیہ کہہ بیٹھے کہ اگر تم غیاث الدین محمود کی اطاعت سے باہر ہوتے ہو تو ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں ہیں' تمہیں غیاث الدین محمود کے حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے' گورنر مرو باول ناخواستہ دربار شاہی میں حاضر ہوا' غیاث الدین محمود نے خلعت عنایت

---

[1] اُن ہنگاموں میں سے جو شہاب الدین کے مرنے کی خبر مشہور ہونے سے رونما ہوئے تھے ایک یہ بھی تھا کہ تاج الدین وز' (شہاب الدین کا زرخرید غلام) نے قلعہ غزنی کی طرف قدم بڑھایا' قلعہ دار نے مدافعت کی' پسپا ہو کر اپنی جائے قیام میں واپس آیا' لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی' شہاب الدین کو غزنی پہنچ کر تاج الدین وز کی دست درازی کی خبر ملی۔ آگ بگولا ہو گیا' گرفتار کر کے قتل کا قصد کیا' تمام خادموں نے سفارش کی' بچ گیا لیکن اور مفسدوں کو چن چن کر قتل کیا۔ دوسرا ہنگامہ قابل ذکر یہ تھا کہ ایک غلام ایبک بال ترنامی معرکہ جنگ سے بچ کر ہندوستان پہنچا۔ ملتان میں داخل ہو کر سلطان شہاب الدین کے گورنر کو بحالت غفلت قتل کر کے شہر کا حاکم بن بیٹھا اور یہ ظاہر کیا کہ ''سلطان شہاب الدین معرکہ میں کام آ گیا ہے اب میں بادشاہ ہوں'' چنانچہ شاہی مال واسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا' رعایا کے ساتھ بے حد مظالم کیے' عمر بن نیزان نامی ایک ملحد شخص اس کا مشیر تھا۔ وہی ان تمام بدافعالیوں اور مظالم کا محرک تھا شہاب الدین نے ہندوستان پہنچ کر ان لوگوں کا خاتمہ کیا۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۶۰۱ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا' جاگیر دی۔

امیران بن قیصر کی معزولی: اس کے بعد گورنر طالقان ''امیران بن قیصر'' کو طلبی کا فرمان روانہ کیا' اس نے بھی حاضری سے انکار کیا' غیاث الدین نے طالقان کی حکومت اپنے باپ کے غلام ''سونج'' معروف بہ امیر شکار کو عنایت کی' حسن بن حرمیل کو حجت پوری کرنے کے خیال سے ابن زیاد کی معرفت خلعت روانہ کیا۔ حکومت ہرات کی سند بھیجی' اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا' حسن بن حرمیل خوارزم شاہ کے لشکر کے انتظار میں حیلوں سے وقت گذارتا رہا۔ یہاں تک کہ نیشاپور سے خوارزم شاہ کا لشکر آ گیا۔

خوارزم شاہ کی پیش قدمی و مراجعت: اس کے بعد خوارزم شاہ بھی اپنے جاہ و حشم کے ساتھ آ پہنچا بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کر کے جنگ شروع کر دی' حسن بن حرمیل کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی' سمجھ لیا کہ خوارزم شاہ کی نیت بخیر نہیں ہے' حسن بن حرمیل بڑا چالاک اور سیاست داں تھا۔ کسی ذریعہ سے خوارزمی لشکر کو یہ باور کرایا کہ ''حسن بن حرمیل نے غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی ہے اور اس کا مطیع ہو گیا ہے اور غیاث الدین محمود نے اسے ہرات کی گورنری پر بحال رکھا ہے۔'' لشکر خوارزم اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر خوارزم شاہ کے پاس چلا گیا۔ حسن بن حرمیل نے بہت سے نذرانے اور تحائف انہی لشکریوں کی معرفت خوارزم شاہ کی خدمت میں روانہ کیے۔

حسن بن حرمیل کی املاک کی ضبطی: غیاث الدین محمود نے یہ خبر پا کر کہ خوارزم شاہ کا لشکر ہرات آ گیا ہے حسن ابن حرمیل کی جاگیریں' مال و اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ اس کے ہوا خواہوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ حسن ابن حرمیل نے بھی اس امر کو محسوس کر کے کہ اہل ہرات کا میلان غیاث الدین محمود کی جانب ہے' بلوے کے خوف سے غیاث الدین محمود کی اطاعت کا اظہار کیا مگر جب اہل شہر کو یہ معلوم ہوا کہ غیاث الدین' حسن ابن حرمیل سے ناراض ہے اور اس نے اس کی جاگیر' مال' اسباب اور خزانہ ضبط کر لیا۔ متفق ہو کر غیاث الدین کی خدمت میں عرض داشت بھیجی' شہر حوالہ کر دینے کا اقرار کیا۔ حسن ابن حرمیل نے اس سے اور اپنی جاگیر وغیرہ ضبط ہو جانے کی خبر سے مطلع ہو کر رؤساء شہر کو جمع کیا' اپنے کیے پر پشیمانی ظاہر کی' معافی چاہی اور یہ کہا کہ میں نے خوارزم شاہ کے لشکر کو واپس کر دیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرض داشت سلطان غیاث الدین محمود کی خدمت میں روانہ کروں' تم لوگ بھی میرے بیان کی تصدیق میں ایک عریضہ بھیج دو' رؤساء شہر نے اس رائے کو پسند کیا جیسا کہ حسن ابن حرمیل نے کہا اور چاہا' عرض داشت لکھ کر حسن ابن حرمیل کے قاصد کی معرفت روانہ کی۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ: حسن ابن حرمیل نے قاصد کو در پردہ ہدایت کر دی تھی کہ تم فیروز کوہ کی جانب روانہ ہو' لیکن جب شب کی سیاہ چادر سے دن کی روشنی چھپ جائے تو دوسری راہ سے نیشاپور چلے جانا اور خوارزم شاہ کے لشکر کو ہرات واپس لے آنا۔ چنانچہ قاصد نے ایسا ہی کیا۔ چوتھے دن قاصد اور خوارزم شاہ کا لشکر واپس آیا۔ حسن ابن حرمیل نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزم شاہ کا لشکر نقارہ بجاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ حسن ابن حرمیل نے ابن زیاد فقیہ کو جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیاث الدین محمود کی ہوا خواہی میں زیادہ حصہ لیا رہا تھا گرفتار کر لیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں قاضی صاعد کو شہر بدر کر دیا۔ حکومت غوری کے ہوا خواہوں کو جلا وطنی کی سزا دی' بحال پریشان گرتے پڑتے غیاث الدین محمود کی خدمت میں فیروز کوہ چلے گئے۔ شہر ہرات پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

جنگ غیاث الدین محمود اور حسن بن حرمیل: غیاث الدین محمود کو ان واقعات کی خبر لگی۔ فوراً ایک فوج علی ابن ابوعلی کی ماتحتی میں حسن ابن حرمیل کی گوشمالی اور ہرات کو خوارزمی لشکر کے قبضہ سے نکال لینے کی غرض سے ہرات روانہ کی' امیر امیران والیٔ طالقان بھی اس مہم میں تھا اور ہراول کا کمان افسر تھا۔ چونکہ غیاث الدین محمود نے اسے معزول کر دیا تھا اس وجہ سے ناراض تھا حسن ابن حرمیل سے سازش کر لی اور بوقت مقابلہ میدان جنگ چھوڑ دینے کا وعدہ کیا۔ حلف اٹھایا۔ چنانچہ حسن ابن حرمیل نے غیاث الدین محمود کے ہراول پر حملہ کیا۔ امیر امیران دو چار ہاتھ لڑ کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس کا فرار ہونا تھا کہ غوریوں کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ بہت سے سرداران لشکر گرفتار کر لیے گئے۔

حسن بن حرمیل کی بادغیس پر فوج کشی: اس سازشی کامیابی کے بعد حسن بن حرمیل نے بادغیس وغیرہ مقبوضات غوریہ پر دست درازی شروع کی' لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا۔ غیاث الدین محمود' بہ نفس نفیس ہرات کے سر کرنے پر تیار ہوا لیکن غزنی کی مہم اور علاء الدین والیٔ بامیان کی پیش قدمی نے روک دیا اور خوارزم شاہ نے صوبہ ہرات پر بلخ تک قبضہ کر لیا۔

خوارزم شاہ نے شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تمام سرداران غوریہ کو جو زمانہ جنگ خوارزم میں گرفتار ہو گئے تھے رہا کر دیا اور انہیں اختیار دیدیا' چاہیں تو خوارزم میں ٹھہریں اور اگر اپنی قوم اور ملک میں جانا چاہیں تو چلے جائیں' محمد بن بشیر کو جو غوریوں کا ایک بااثر شخص تھا خلعت دیا' جاگیر دی' اس کے علاوہ اور غوریوں کو کافی زادراہ اور مال واسباب عنایت کیا۔

خوارزم شاہ کا محاصرہ بلخ: اس کے بعد بلخ کی تسخیر پر اپنے بھائی علی شاہ کو مامور کیا' عمر بن حسین غوری مقابلہ پر آیا' مدافعت پر کمر باندھی' علی شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا۔ بلخ سے چار کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ اپنے بھائی خوارزم شاہ کو اس کی اطلاع کی' امداد کا خواستگار ہوا چنانچہ خوارزم شاہ ماہ ذیقعدہ ۶۰۲ھ میں بلخ کے سر کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بلخ پہنچ کر محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کر دی والیٔ بلخ بہاء الدین والیٔ بامیان کی اولاد کی امداد کے بھروسہ اور انتظار میں اپنے حریف سے تیغ وسپر ہوتا رہا۔ چونکہ والیٔ بامیان مہم غزنی میں مصروف تھا۔ والیٔ بلخ کی مدد نہ کر سکا۔ چالیس دن تک خوارزم شاہ محاصرہ کیے رہا لیکن ذرہ بھر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ محمد بن بشیر غوری کو عمر بن حسین غوری والیٔ بلخ کے پاس پیام صلح دے کر بھیجا۔ مال و اسباب دینے کا وعدہ کیا شرط یہ لگائی کہ ''ہمارا شاہی اقتدار تسلیم کر لو'' والیٔ بلخ بہت بہادر شخص تھا۔ ٹکا سا جواب دے دیا۔

بلخ پر خوارزم شاہ کا قبضہ: خوارزم شاہ نے ہرات واپس جانے کا ارادہ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بہاء الدین والیٔ بامیان کی اولاد کو جو غزنی سر کرنے گئی تھی۔ تاج الدین دزنے گرفتار کر لیا۔ خوارزم شاہ نے محمد بن بشیر غوری کو دوبارہ والیٔ بلخ کے پاس بھیجا کہ جس کے بھروسہ پر تم بھولے تھے وہ تو گرفتار ہو گیا ہے اب تمہارے لیے مناسب یہ ہے کہ تم میرا شاہی اقتدار تسلیم کر لو اور مطیع ہو جاؤ' والیٔ بلخ نے بادل ناخواستہ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کی'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنے کا اقرار کیا۔ خوارزمی دربار میں اظہار اطاعت کی غرض سے نیاز مندانہ حاضر ہوا' خوارزم شاہ عزت واحترام سے پیش آیا۔ خلعت دے کر بلخ کی حکومت پر بحال رکھا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۰۳ھ کا ہے۔

خوارزم شاہ کا جورجان پر قبضہ: اس کے بعد خوارزم شاہ نے جورجان پر حملہ کیا۔ علی ابن ابوعلی نے شہر حوالہ کر دیا۔ چونکہ جورجان' ابن حرمیل کی جاگیر میں تھا اس وجہ سے خوارزم شاہ نے اس کی عنان حکومت ابن حرمیل کو عنایت کی۔

علی ابن ابوعلی شہر حوالہ کرنے کے بعد فیروزکوہ چلا گیا۔ غیاث الدین والیٔ فیروزکوہ نے اس بزدلی اور پست ہمتی پر کہ علی ابن ابوعلی نے مقابلہ کیے بغیر دشمن کو شہر حوالہ کر دیا۔ قتل کا حکم دیا لیکن امراء واراکین دولت کی سفارش سے علی ابن ابوعلی کی جان بچ گئی۔

خوارزم شاہ نے جورجان پر قبضہ کر کے عمر بن حسین والیٔ بلخ کو بلخ سے بلا بھیجا اور جب وہ خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو گرفتار کر کے پابہ زنجیر خوارزم روانہ کر دیا اور خود بلخ پر پہنچ کر قابض ہو گیا اور جعفر ترکی کو اپنا نائب مقرر کیا۔

ترکان خطا کو ترمذ کی حوالگی: خوارزم شاہ نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی طرف کوچ کیا۔ ان دنوں عماد الدین (عمر بن حسین والیٔ بلخ کا لڑکا) ترمذ پر حکمرانی کر رہا تھا خوارزم شاہ نے محمد بن علی بن بشیر کو عماد الدین کے پاس بھیجا اور یہ کہلایا ''تمہارا باپ (عمر بن حسین) میرے خاص الخواص امراء میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا شمار میرے اکابرین دولت میں ہے۔ اس نے بطیب خاطر مجھے بلخ سپرد کیا ہے۔ میں نے اسے خوارزم کسی اور وجہ سے روانہ نہیں کیا۔ بلکہ اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ اہل خوارزم پر بھی اس کی عزت وتوقیر کا اظہار ہو جائے۔ تم میرے بھائی ہو۔ ترمذ کی کیا حقیقت ہے میں تمہیں بہت بڑا صوبہ بطور جاگیر دوں گا۔ تم میرے پاس نیاز مندانہ حاضر تو ہو جاؤ۔'' والیٔ ترمذ نے اس امر کو محسوس کر کے کہ ایک طرف سے خوارزم شاہ محاصرہ کیے رہے' دوسری جانب ترکان خطا کا ٹڈی دل لشکر پڑا ہے اور جو میرے حامی مددگار (ملوک بامیان) تھے وہ غزنی میں قید ہو گئے ہیں۔ امان کی درخواست کی اور خوارزم شاہ سے امان دینے کا حلف لے کر ترمذ حوالہ کر دیا۔ خوارزم شاہ نے ترمذ ترکان خطا کو دے دیا۔ یہ سب اس وقت تک حالت کفر میں تھے۔

خوارزم شاہ نے بظاہر یہ فعل نہایت قبیح کیا لیکن اس میں درپردہ یہ راز تھا کہ ترمذ پر ترکان خطا کو قبضہ دے دینے سے ملک خراسان کا سر کرنا آسان ہو جائے گا اور ملک خراسان کو سر کرنے کے بعد ترکان خطا کو ان کے ملک سے نکال باہر کرنا آسان ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور اس وقت لوگوں پر یہ عیاں ہو گیا کہ خوارزم شاہ نے ترکان خطا کو ترمذ مکر وفریب سے حوالے کیا تھا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

خوارزم شاہ کا طالقان پر قبضہ: خوارزم شاہ نے ترمذ پر قبضہ حاصل کر کے طالقان کا قصد کیا۔ طالقان کی عنان حکومت سونج امیر اشکار کے قبضہ اقتدار میں تھی' یہ غیاث الدین محمود کا گورنر تھا۔ خوارزم شاہ نے اپنی حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا' سونج نے انکاری جواب دیا۔ فوجیں مرتب کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا' سونج گھوڑے سے اتر پڑا' آلات حرب پھینک دیئے' زمین بوسی کی رسم ادا کی۔ دست بستہ عفو تقصیر کی درخواست کی' خوارزم شاہ یہ خیال کر کے کہ شاید سونج نشہ میں ہے ذرہ بھر متوجہ نہ ہوا' طالقان میں داخل ہو کر جو کچھ مال واسباب تھا سب پر قبضہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا اور اپنی طرف سے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو طالقان کا حکمران بنایا۔

اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ جات کالوین اور مہوار پر دھاوا کیا۔ حسام الدین علی بن علی حاکم قلعہ جات مذکورہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ خوارزم شاہ مجبوراً پیچھے ہٹا اور اس مہم سے دست کش ہو کر ہرات چلا گیا۔

خوارزم شاہ نے ہرات کے باہر پڑاؤ کیا۔ غیاث الدین کا ایلچی قیمتی قیمتی نذرانے اور تحائف لے کر حاضر ہوا۔ اس سے لوگوں کو سخت تعجب ہوا۔

اسفراین پر قبضہ: ابن حرمیل خوارزمی لشکر لیے اسفراین پہنچا۔ ماہ صفر ۶۰۳ھ میں امان و صلح کے ساتھ اسے فتح کر لیا۔ حرب بن محمد بن ابراہیم والیٔ سجستان کو خوارزم شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام دیا (حرب بن محمد' خلف کی اولاد سے تھا) ابن سبکتگین کے زمانہ حکومت میں سجستان کی عنان حکومت اس کے قبضہ میں آئی تھی) حرب نے حیلہ و حوالہ سے ٹالنا شروع کیا۔ صاف جواب نہ دیا۔

قاضی صاعد کی گرفتاری: خوارزم شاہ کے زمانہ قیام ہرات میں قاضی صاعد بن فضل خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوئے انہیں ابن حرمیل نے گذشتہ سال ہرات سے نکال دیا تھا وہ غیاث الدین کی خدمت میں چلے گئے تھے۔ ایک سال بعد واپس ہوئے۔ ابن حرمیل نے خوارزم شاہ سے جڑ دیا کہ یہ غوریوں سے ملے ہوئے ہیں اور رجعت پسندوں کے سردار ہیں' خوارزم شاہ نے گرفتار کر کے قلعہ زوزدن میں قید کر دیا۔ صفی ابوبکر بن محمد سرخسی کو عہدہ قضا پر مقرر کیا' صفی ابوبکر بن محمد سرخسی ہرات کے عہدہ قضا پر قاضی صاعد اور ان کے لڑکوں کی طرف سے بطور نائب مامور تھے۔

ماژندران کی مہم: حسام الدین اردشیر والیٔ ماژندران کے انتقال پر اس کا بڑا لڑکا کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا' اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا' اس کی کچھ سمجھ میں نہ آیا' سیدھا جرجان چلا گیا۔ جرجان میں ملک علی شاہ اپنے بھائی خوارزم شاہ بن تکش کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ امداد کی درخواست کی اپنے بڑے بھائی کے مظالم کی شکایت کی' ملک علی شاہ نے اپنے بھائی خوارزم شاہ کو تمام واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ نے ماژندران پر فوج کشی کی اجازت دیدی۔ چنانچہ ملک علی شاہ ۶۰۳ھ میں جرجان سے ماژندران کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا۔ اس زمانہ میں حسام الدین اردشیر کا بڑا لڑکا جس نے اپنے منجھلے بھائی کو نکال دیا تھا مر گیا تھا اور اس کا چھوٹا بھائی ماژندران پر حکومت کر رہا تھا۔ ملک علی شاہ کوچ و قیام کرتا ماژندران پہنچا۔ والیٔ ماژندران کا منجھلا بھائی بھی ساتھ تھا غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ قصبات' دیہات اور شہر تاراج ہو گئے۔ موجودہ والیٔ ماژندران قلعہ کورہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ملک علی شاہ نے تمام شہروں مثلاً ساریہ اور آمل وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ملک علی شاہ جرجان واپس آیا اور والیٔ ماژندران کا منجھلا لڑکا قلعہ کورہ کے علاوہ تمام صوبہ ماژندران پر خوارزم شاہ کی حکومت کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔

ترکان خطا (تاتار): ہم ان واقعات کو کہ جس وقت سلطان سنجر بن ملک شاہ کو شکست ہوئی تھی اور تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا تھا اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکان خطا جنہیں اب ہم تاتاری کے نام سے موسوم کریں گے ایک بادیہ نشین' خانہ بدوش گروہ تھا جو شہروں میں سکونت اختیار نہیں کرتا تھا' بلکہ جنگل اور کھلے میدانوں میں خیموں میں قیام کرتا تھا۔ خیموں کو یہ لوگ خرگاہ کہتے تھے آتش پرستی ان کا مذہب تھا یہ زیادہ تر اطراف اوزکند' بلاد ساغون اور کاشغر میں رہتے تھے۔

سلطان سمرقند و بخارا' ملوک خانیہ میں سے تھا۔ جن کے آباؤ اجداد مذہب اسلام سے مشرف ہو چکے تھے اور قدیم خاندان شاہی سے تھے۔ سلطان سمرقند و بخارا ''خان خاناں'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جس کے معنی ''سلطان السلاطین'' کے ہیں۔

تاتاری غلبہ سے بیزاری: تاتاریوں نے ماوراء النہر اور اکثر اسلامی علاقوں پر خراج مقرر کر رکھا تھا۔ آئے دن ایک نہ ایک مصیبت مسلمانوں پر تاتاریوں کے ہاتھوں نازل ہوا کرتی تھی۔ سلطان سمرقند و بخارا کو یہ ناگوار گزرا' مسلمانوں کی ذلت اور بلاد اسلامیہ پر تاتاری کافروں کا غلبہ اور قبضہ ناپسند ہوا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا۔ تاتاریوں کے مظالم کی فریاد کی اور اس امر کا اقرار کیا کہ جس قدر خراج تاتاریوں کو ان صوبوں سے ملتا ہے۔ اسی قدر آپ کو دیا جائے گا۔ مزید برآں آپ ہی کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ اور سکہ مسکوک ہوگا۔ اس امر کے اطمینان کے لیے کہ آئندہ کسی قسم کا دھوکا نہ دیا جائے گا۔ سمرقند اور بخارا کے مشہور امراء اور رؤساء کو خوارزم شاہ کی خدمت میں حلف لینے اور بطور ضمانت اس کی خدمت میں رہنے کے لیے بھیج دیا خوارزم شاہ کو اس سے اطمینان ہو گیا۔ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ کا انتظام کیا۔

مصالحت مابین خوارزم شاہ و غیاث الدین محمود: اپنے بھائی علی شاہ کو جرجان کے علاوہ طبرستان پر مامور کیا' امیر کزلک خان کو جو اس کا ماموں اور دولت خوارزمی کا ایک با اثر ممبر تھا' نیشاپور کی حکومت عطا کی اور ایک بہت بڑی فوج اس کی رکاب میں متعین کی۔ امیر امین الدین ابوبکر کو شہر زوزن کی حفاظت پر مامور کیا (امیر امین الدین' مزدوری کا پیشہ کرتا تھا چلتا پرزہ ہوشیار تھا۔ ترقی کرتے کرتے گورنری کے عہدے تک پہنچ گیا اتنا وقار بڑھا کہ کرمان کا حکمران ہو گیا تھا۔ امیر جلدک کو شہر جام کی حفاظت سپرد کی' ہرات کی حکومت پر حسن بن حرمیل کو بدستور قائم رکھا۔ ایک ہزار جنگ آوروں کو ہرات میں رہنے کا حکم دیا۔ مرو اور سرخس وغیرہ پر بھی ایک نائب مقرر کیا' غیاث الدین محمود سے مصالحت کر لی۔ جس قدر بلاد غور اور کرمیسین اس کے قبضہ میں تھے ان پر اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

خوارزم شاہ کی گرفتاری: اس کے بعد اپنی فوج جمع کر کے خوارزم بھیجی۔ یہاں سے بھی ایک بڑا لشکر مرتب کر کے جیحون کو عبور کیا۔ سلطان سمرقند اور بخارا سے ملا اور اپنے ساتھ لے کر تاتاریوں پر دھاوا کر دیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ مدتوں سلسلہ جنگ جاری رہا۔ کبھی تاتاری غالب آ جاتے تھے اور کبھی خوارزم شاہ کو کامیابی حاصل ہو جاتی تھی۔ آخر کار مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ خوارزم شاہ کو تاتاریوں نے گرفتار کر لیا۔ لشکر اسلام بحال پریشان خوارزم واپس آیا۔ اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خوارزم شاہ میدان جنگ میں کام آ گیا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ سارے ملک خراسان میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ ہر ایک گورنر کو خود مختار حکومت کا سودا سمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورنروں کی خودمختاری: کزلک خاں والیٔ نیشاپور' ہرات کا محاصرہ کیے تھا والیٔ زوزن بھی شریک محاصرہ تھا۔ اس خبر بدکو سن کر دونوں نے محاصرہ اٹھالیا اور اپنے مقبوضہ علاقوں میں واپس آ گئے۔

کزلک خاں والیٔ نیشاپور نے نیشاپور کا شہر پناہ درست کرایا' کثرت سے فوجیں فراہم کیں' غلہ سامانِ خورد ونوش اور آلات حرب جمع کر کے خودمختار حکومت کا اعلان کر دیا۔

خوارزم شاہ کا فرار: جس وقت تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو گرفتار کیا تھا اس کے ساتھ ایک امیر کبیر ابن مسعود نامی بھی گرفتار ہو گیا تھا۔ ابن مسعود نے خوارزم شاہ کی قید خانہ سے خلاصی کی یہ صورت نکالی کہ اس نے اپنے کو سلطان خوارزم شاہ ظاہر کیا اور خوارزم شاہ کو اپنا خادم' تاتاری جس نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا اس دھوکے میں آ گیا۔ چنانچہ ابن مسعود کو سلطان خوارزم شاہ سمجھ کر شاہی اعزاز سے پیش آنے لگا۔ چند روز بعد ابن مسعود نے جو سلطان خوارزم شاہ بنا ہوا تھا تاتاری سے کہا ''خرچ کی تنگی ہے' تمہارا ہاتھ بھی خالی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اپنے خادم کو خوارزم بھیجوں۔ اپنی خیریت سے اپنے اہل وعیال کو مطلع کروں اور روپیہ منگوا کر تمہیں بھی دوں اور خود بھی روزانہ کی فاقہ مستی سے نجات پاؤں۔'' تاتاری اس چکمہ میں آ گیا' اجازت دے دی' ابن مسعود نے ایک خط لکھ کر خوارزم شاہ کو دیا جو خادم بنا ہوا تھا اور خوارزم روانہ کر دیا۔ خوارزم شاہ کوچ وقیام کرتا ہوا خوارزم پہنچا۔ اہل خوارزم نے بے حد خوشی منائی' سارے ملک میں خوارزم شاہ کے آنے کا ڈھنڈورا پٹ گیا۔

اراکین دولت نے خوارزم شاہ کو جو کچھ اس کے بھائی علی شاہ نے طبرستان میں اور کزلک خاں نے نیشاپور میں کیا تھا اس سے مطلع کیا' ان دونوں کو بھی خوارزم شاہ کی قید تاتار سے نجات پانے اور بخیریت خوارزم آنے کی خبر ہو گئی۔ پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ کزلک خاں عراق چلا گیا اور علی شاہ نے غیاث الدین محمود کی خدمت میں جا کر پناہ لی۔ غیاث الدین محمود نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

خوارزم شاہ نے نیشاپور کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ شہر کی حالت پر نظر کر کے اپنی طرف سے ایک گورنر مقرر کیا۔ اس کے بعد ہرات گیا۔ اس طرف تک اس کا لشکر ہرات کا محاصرہ کیے تھا سرداران لشکر کو اس حسن خدمت پر کہ وہ گذشتہ واقعات سے متاثر نہیں ہوئے اور نہ ان میں کسی قسم کی تبدیلی واقع ہوئی' انعامات دیئے۔ یہ واقعات ۶۲۵ھ کے ہیں۔

ابن حرمیل کی گرفتاری: خوارزم شاہ کا لشکر (جو ہرات میں ابن حرمیل کے پاس تھا) طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگا ابن حرمیل کو ان کے یہ افعال پسند نہ آئے۔ جس وقت خوارزم شاہ دریائے جیحون عبور کر کے تاتاریوں سے تیغ ومیر ہوا' ابن حرمیل نے خوارزم شاہ کے سارے لشکر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ خوارزم شاہ کی خدمت میں ان کے افعال وکردار ناشائستہ کی شکایت لکھ بھیجی اور معذرت کی' خوارزم شاہ کو ابن حرمیل کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ مصلحت وقت کے خیال سے ابن حرمیل کو لکھ بھیجا ''جو کچھ تم نے کیا مناسب کیا اب تم میرے لشکر کو میرے پاس بھیج دو مجھے تاتاریوں کے مقابلہ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ اس کے بجائے میں امیر جلدک بن طغرل والیٔ جام کو تمہاری امداد پر جانے کے لیے لکھتا ہوں' امید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ عنقریب وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا' پوشیدہ طور سے امیر جلدک کو ہدایت کی کہ جس طرح سے ممکن ہو ابن حرمیل نمک حرام کو گرفتار کر کے ہرات پر قبضہ کر لو' چنانچہ امیر جلدک دو ہزار سواروں کی جمعیت سے ہرات روانہ ہوا۔ ہرات کی امارت پر امیر جلدک کے دانت پہلے سے لگے تھے۔ اس کا نائب سلطان سنجر کے عہد حکومت میں ہرات کا حاکم رہ چکا تھا۔ کوچ و قیام کرتا ہرات کے قریب پہنچا۔ ابن حرمیل نے رؤسا اور امراء کو استقبال کا حکم دیا۔ اور خود ان کے پیچھے استقبال کے لیے روانہ ہوا' وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے ابن حرمیل کے اس فعل کی مخالفت کی۔ ابن حرمیل نے کچھ نہ سنا۔ جوں ہی ابن حرمیل اور جدلک کا مقابلہ ہوا۔ ابن حرمیل آداب بجالانے کے لیے گھوڑے سے اتر پڑا امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گھیر لیا۔ ابن حرمیل کا لشکر بھاگ نکلا۔ امیر جلدک کے سپاہیوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔

ابن حرمیل کا قتل: ابن حرمیل کا لشکر شہر میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا۔ وزیر السلطنت خواجہ صاحب نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیئے اور غیاث الدین محمود کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ امیر جلدک نے محاصرہ کیا اور وزیر السلطنت کو شہر حوالہ نہ کرنے کی صورت میں ابن حرمیل کو مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ وزیر نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ امیر جلدک نے ابن حرمیل کو پیش کیا۔ ابن حرمیل نے وزیر سے شہر حوالہ کرنے کے لیے کہا۔ وزیر نے ابن حرمیل اور امیر جلدک کو گالیاں دیں۔ برا بھلا کہا۔ امیر جلدک نے جھلا کر امیر حرمیل کو اس کے سامنے ذبح کر ڈالا۔

امین الدین ابوبکر کی روانگی ہرات: خوارزم شاہ کی خدمت میں اس کی اطلاع دی خوارزم شاہ نے کزلک خان نائب السلطنت نیشاپور اور امین الدین ابوبکر نائب حکومت زوزن کو امیر جلدک کی کمک اور محاصرہ ہرات پر روانگی کا حکم دیا۔ چنانچہ دس ہزار فوج کی جمعیت سے کزلک خاں اور امین الدین ابوبکر روانہ ہوا اور ہرات کا محاصرہ کیا اسی اثناء میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی گرفتار کر لیا گیا۔ کچھ عرصہ تاتاریوں کی قید میں رہا پھر اس سے کسی طرح نجات پا کر خوارزم پہنچا۔ پھر خوارزم سے نیشاپور پہنچا۔ نیشاپور سے نکل کر اس فوج میں پہنچا جو ہرات کا محاصرہ کیے ہوئے تھی۔ سرداران لشکر کو انعام دیئے۔ ان کی ثابت قدمی کی قدر کی۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ: وزیر خواجہ اس وقت تک ہرات میں قلعہ بند تھا۔ چونکہ وزیر خواجہ' خوارزم شاہ کے سرداران لشکر سے برابر یہ کہتا آتا تھا کہ جس وقت خوارزم شاہ آ جائیں گے میں بلا تامل شہر خالی کر دوں گا۔ اس بنا پر خوارزم شاہ نے وزیر کو شہر حوالہ کرنے کا پیام دیا۔ وزیر خواجہ نے سختی سے انکاری جواب دیا خوارزم شاہ نے محاصرہ میں سختی کی۔ اہل شہر شدت اور طول محاصرے سے تنگ آ گئے تھے۔ آپس میں اس مصیبت سے نجات پانے کی بابت گفت و شنید کرنے لگے۔ اس کی خبر وزیر خواجہ کو ہو گئی۔ ایک دستہ فوج کا بھیج دیا جس نے جماعت کے سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ تمام شہر میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا' وزیر خواجہ فتنہ و فساد فرو کرنے میں مصروف ہوا۔ اہل شہر نے خوارزم شاہ کو اس سے مطلع کر دیا۔ خوارزم شاہ نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ خوارزمی لشکر شہر میں گھس پڑا۔ جنگ و جدال کا بازار گرم ہو گیا۔ بزور تیغ شہر پر قبضہ کر لیا۔ وزیر خواجہ پابہ زنجیر خوارزم شاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ خوارزم شاہ نے قتل کا حکم دے دیا۔ اسی وقت مار ڈالا گیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔ ہرات کی حکومت پر اپنے ماموں امیر ملک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔ ہرات کے فتح ہونے سے سارا خراسان قبضہ میں آ گیا۔

غیاث الدین محمود اور علی شاہ کا قتل: خوارزم شاہ نے خوارزم میں پہنچ کر اپنے ماموں امیر ملک گورنر ہرات کو فیروز کوہ دارالحکومت سلاطین غوریہ کے سر کرنے کا فرمان بھیجا۔ اس وقت فیروز کوہ کے تخت حکومت پر غیاث الدین محمود بن غیاث الدین رونق افروز تھا۔ خوارزم شاہ کا بھائی علی شاہ بھی فیروز کوہ میں غیاث الدین محمود کے یہاں پناہ گزین اور مقیم تھا چنانچہ امیر ملک ایک بڑی فوج لے کر فیروز کوہ روانہ ہوا۔ غیاث الدین محمود اس کی آمد کی خبر پا کر گھبرا گیا۔ اظہار اطاعت کی غرض سے امیر ملک کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ امان کی درخواست کی۔ امیر ملک نے درخواست منظور کر لی۔ غیاث الدین محمود اور علی شاہ برادر خوارزم شاہ امیر ملک سے ملنے آئے۔ امیر ملک نے دونوں کو گرفتار کر کے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۰۵ھ کا ہے۔

فتح فیروز کوہ: فیروز کوہ کے فتح ہو جانے سے خوارزم شاہ محمد بن تکش کا پورے ملک خراسان پر قبضہ ہو گیا اور سلطنت و حکومت غوریہ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ سلاطین غوریہ کی حکومت کا بڑی اور بہترین حکومتوں میں شمار تھا۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جنگ خوارزم شاہ اور تاتار: خراسان کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ نے تاتاریوں سے بدلہ لینے کا تہیہ کیا۔ فوجیں جمع کیں۔ اپنے ہمدرد اور معاونین والیان سمرقند و بخارا کو ساتھ لے کر دریائے جیحون عبور کیا تاتاریوں کا ٹڈی دل بھی مقابلہ پر آیا اس وقت تاتاریوں کا بادشاہ طائیکوہ نامی ایک شخص تھا۔ سو برس یا اس سے کم و بیش اس کی عمر تھی۔ نہایت تجربہ کار، جنگ آزمودہ نرم گرم زمانہ دیکھے ہوئے تھا اور ہر لڑائی میں مظفر و منصور ہوتا تھا۔ ۶۰۶ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جس کی نظیر صفحہ تواریخ میں نظر نہیں آئی۔ بالآخر تاتاریوں کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ میدان جنگ میں کام آ گیا، بے شمار گرفتار کر لیے گئے۔ تاتاریوں کا بادشاہ بھی پکڑ لیا گیا۔ خوارزم شاہ نے اس کی بیحد عزت کی۔ اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔

طائیکوہ شاہ تاتار کی گرفتاری: چنانچہ جنگ کے بعد خوارزم شاہ نے طائیکوہ تاتاری بادشاہ کو خوارزم روانہ کر دیا اور خود بدولت ماوراء النہر کی طرف دریا کی طرف بڑھا۔ یکے بعد دیگرے شہروں کو فتح کرتا اوزکند تک پہنچ گیا اوزکند میں اپنی طرف سے ایک شخص کو حکمران مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

خوارزم پہنچ کر والی سمرقند سے اپنی بہن کا عقد کر دیا اور اسے بعزت و احترام سمرقند واپس جانے کی اجازت دی اور جیسا کہ سمرقند میں تاتاریوں کے زمانہ میں تاتاریوں کی طرف سے ایک سیاسی افسر رہتا تھا۔ اسی طرح سے اپنی طرف سے ایک افسر کو مقرر کیا۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والیٔ سمرقند کی بغاوت: والیٔ سمرقند نے اپنے مرکز حکومت میں واپس آ کر ایک برس تک نہایت وفا شعاری سے زندگی بسر کی۔ خوارزم شاہ کا سیاسی افسر مع اپنی فوج کے سمرقند میں آزادی سے رہا۔ ایک برس بعد والیٔ سمرقند کو خوارزمیوں کی ہر ادا ناپسند ہونے لگی۔ ان کی ہر بات ناگوار گزرنے لگی اپنے فوجیوں اور رعایا کو خوارزمیوں کے قتل کا حکم دیدیا۔ چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ نہایت کم مدت میں خوارزمیوں کے وجود سے سمرقند پاک وصاف ہوگیا۔ والیٔ سمرقند نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ کمبخت اپنی بیوی (خوارزم شاہ کی بہن) کے قتل کے ارادہ سے محل سرا میں گھس گیا۔ اس غریب نے دروازہ بند کرلیا۔ خوشامد کی' رحم اور جاں بخشی کی درخواست کی۔ بارے والیٔ سمرقند کو رحم آ گیا۔ چھوڑ دیا۔ ان زیادتیوں سے فارغ ہوکر بادشاہ تاتار کی خدمت میں اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا اور اعانت وامداد کا خواستگار رہا۔

فتح سمرقند: ان واقعات کی اطلاع خوارزم شاہ کو ہوئی۔ آگ بگولا ہوگیا۔ حکم دے دیا کہ جس قدر سمرقند والے حکومت خوارزم کی حدود میں ہیں قتل کر ڈالے جائیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس حکم کو منسوخ کیا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے فوجیں روانہ کیں۔ سب آخر میں خود روانہ ہوا دریائے جیحون کو عبور کر کے سمرقند پر جا اترا چاروں طرف سے گھیر کر جنگ شروع کر دی۔ والیٔ سمرقند شہر چھوڑ کر قلعہ نشین ہوگیا۔ شہر پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہوگیا قتل وغارت کا بازار گرم ہوگیا تین روز تک قتل عام ہوتا رہا۔ تقریباً دو لاکھ تہ تیغ ہوئے۔ اس کے بعد خوارزم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کرلیا۔ والیٔ سمرقند اپنے چند اعزہ واقارب کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔ اس کے مارے جانے سے ملوک خانیہ کے آثار صفحہ دنیا سے نیست ونابود ہوگئے۔ واللہ ولی النصر بمنہ وفضلہ۔

خوارزم شاہ نے سمرقند اور اس کا قلعہ سر ہونے کے بعد اپنے گورنروں کو تمام صوبہ ماوراء النہر کے شہروں پر مامور کیا اور مظفر ومنصور خوارزم واپس آیا۔

ترکوں کا بلاد ساغون میں قیام: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ ایک گروہ بلاد ترکستان اور کاشغر چلا گیا تھا اور وہ سب ماوراء النہر میں پھیل گئے تھے۔ ملوک خانیہ والیانِ ترکستان کی فوجی خدمت کو اپنے اعزاز کا باعث سمجھتے تھے۔ ارسلان خاں محمد بن سلیمان بادشاہ ترکستان نے انہیں اپنے ان سرحدی علاقوں پر جو ملک چین سے متصل تھے' حفاظت پر مامور کر رکھا تھا۔ انہی مقامات پر ان کی جاگیریں تھیں ان کے علاوہ وظائف اور تنخواہیں بھی مقرر تھیں۔ اگر ان سے کوئی غلطی' فروگذاشت یا امن عامہ میں خلل واقع ہوجاتا تھا تو ارسلان خاں انہیں سزائیں دیتا اور لڑ کر انہیں زیر کرتا تھا۔ لیکن چند روز بعد ترکوں نے ملوک خانیہ کی حدود مملکت میں رہنا پسند نہ کیا۔ غلامی کی زندگی سے نفرت پیدا ہوئی' اس کے ملک کو چھوڑ کر دوسرے ملک کی تلاش میں نکل پڑے۔ چنانچہ بلاد ساغون میں جا کر قیام اختیار کیا۔

شاہ چین اور تاتار: کوخاں بادشاہ اعظم ترک نے چین سے ۵۲۲ھ میں خروج کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ اس کے ساتھ گیا۔ خان محمود بن محمود بن سلیمان بن داؤد بقراخاں (ہمشیرزادہ سلطان سنجر) مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی۔ کوخاں نے اسے شکست دی۔ خان محمد نے اپنے ماموں سلطان سنجر سے کوخان کی زیادتیوں کی شکایت کی' امداد کا خواستگار ہوا'

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان سنجر نے ملوک خراسان اور عساکر اسلامیہ کو لے کر دریائے جیحون عبور کیا' ماہ صفر ۵۳۳ھ میں بادشاہ چین کوخاں اور اس کے ہمراہی تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوئی جس میں ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی۔ سلطان سنجر کی بیگم گرفتار ہوگئی۔ کوخاں نے اسے بعزت واحترام سلطان سنجر کے پاس بھیج دیا' چینی ترکوں نے اس جنگ کے بعد بلاد ماوراء النہر پر قبضہ کرلیا۔

اس کے بعد کوخاں بادشاہ چین مرگیا۔ اس کی لڑکی تخت نشین ہوئی۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ یہ لڑکی مرگئی' اس کی ماں (زوجہ کوخاں) اور اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے۔ اس وقت سے ماوراء النہر انہی ترکوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش نے ان سے چھین لیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

کشلی خاں: اس واقعہ سے قبل ایک عظیم واقعہ پیش آیا تھا جس میں تاتاریوں کی قوت اور جماعت فنا ہوگئی۔ اور وہ یہ ہے کہ انہیں تاتاریوں کا ایک گروہ ترکستان سے باہر حدود چین میں جا کر آباد ہوگیا تھا۔ اس گروہ کا سردار کشلی خاں نامی ایک شخص تھا۔ اس گروہ سے اور ان تاتاریوں سے جنہیں خوارزم شاہ کے مقابلے پر شکست ہوئی تھی۔ قرب کے باعث جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی جب کشلی خاں اور اس کے گروہ کو تاتاریوں کی شکست کی خبر ملی۔ اپنی پرانی دشمنی نکالنے اور اپنے پرانے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں فراہم کیں اور طوفان کی طرح سے بدبخت تاتاریوں کو زیر کرنے کے لیے بڑھا۔ ادھر تاتاریوں نے خوارزم شاہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ عفو تقصیر کی درخواست کی اور یہ پیام بھیجا کہ ''اگر آپ ہماری اعانت سے ذرا بھی پہلوتہی کریں گے تو ہم لوگوں کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ لہذا اس سے قبل کہ وہ ہمارے سروں پر پہنچ کر ہمیں زیروزبر کریں آپ ہماری امداد پر تیار ہو جائیں۔'' ادھر کشلی خاں بادشاہ ترک نے بھی مراسلہ بھیجا کہ ''آپ ہم دونوں میں سے کسی کی مدد نہ کریں۔ ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہماری اور آپ کی مصالحت رہے گی آپ ہم کو اور تاتاریوں کو نبٹ لینے دیں۔''

تاتاریوں کی بربادی: خوارزم شاہ نے دونوں فریقوں کو ایسا جواب دیا کہ دونوں فریقوں کو خوارزم شاہ کی طرف سے اطمینان ہوگیا۔ خوارزم شاہ اپنی فوجیں لیے رزم گاہ سے تھوڑے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے رہا اور ایسا رویہ اختیار کیا کہ دونوں فریق اخیر تک یہی سمجھتے رہے کہ خوارزم شاہ ہماری کمک پر آیا ہے۔ قصہ مختصر ترکوں اور تاتاریوں میں جنگ چھڑ گئی۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ ترکوں نے قتل اور قید کرنا شروع کردیا۔ خوارزم شاہ جو اسی وقت کا منتظر تھا ترکوں کے ساتھ ہوکر تاتاریوں پر ٹوٹ پڑا۔ جماعت کی جماعت کام آگئی۔ چند افراد جانبر ہوئے۔

خوارزم شاہ اور کشلی خاں: فتح یابی کے بعد خوارزم شاہ نے کشلی خاں بادشاہ ترک کے پاس سفارت بھیجی اور یہ ظاہر کیا کہ میری ہی امداد سے تاتاریوں کے مقابلہ میں آپ کو کامیابی ہوئی ہے کشلی خاں نے اس کا اعتراف کیا اور شکر گزار ہوا' مدتوں دونوں میں مراسم اتحاد قائم رہے۔ ایک مدت کے بعد خوارزم شاہ اور کشلی خاں سے تاتاریوں کے شہروں اور مال واسباب کی تقسیم میں جھگڑا ہوگیا خوارزم شاہ اپنی کمزوری کو محسوس کرکے جنگ سے پہلوتہی کرتا تھا مگر موقع پا کر چوکتا نہ تھا اور کشلی خاں خوارزم شاہ کو ملامت کرتا اور بار بار یہی لکھتا تھا کہ یہ کام بادشاہوں کا نہیں ہے چوروں اور بزدلوں کا کام ہے' بادشاہت کا دعویٰ ہے تو مقابلہ پر آؤ'' خوارزم شاہ اس تاؤ میں نہ آتا اور موقع کو ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اثناء میں کشلی خاں نے کاشغر' بلاد ترکستان اور ساغون پر قبضہ کر لیا۔ کشلی خاں کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوارزم شاہ کو خطرہ پیدا ہوا اس خیال سے کہ ساش' فرغانہ' کاشان اور اسقیجاب پر بھی کشلی خاں قابض نہ ہو جائے اسے ویران کر دیا۔ وہاں کے رہنے والوں کو بلاد اسلام میں لا کر آباد کیا۔ اس زمانہ میں یہ مقامات عمدہ ترین مقامات میں شمار کیے جاتے تھے' آباد تھے' سرسبز تھے۔ خوش منظر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے شہروں میں ان سے زیادہ اچھا کوئی شہر نہ تھا۔

ترکوں میں اختلاف: اس کے بعد ترکوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ان میں سے ایک گروہ کشلی خاں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ جو مغل کے نام سے موسوم تھا اس گروہ کا سردار چنگیز خاں تھا کشلی خاں ان کی لڑائیوں میں مصروف ہو گیا نہر کو عبور کر کے خراسان چلا گیا اور خوارزم شاہ کو اس کے حال پر چھوڑ گیا۔ ان کے جو کچھ واقعات رونما ہوئے ہم انہیں آئندہ بیان کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابوبکر تاج الدین: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ محمد بن تکش کے باپ کے امراء میں سے ایک امیر ابوبکر نامی تھا جسے تاج الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے ابتداً یہ بہت غریب آدمی تھا' اونٹوں کی حفاظت اور چرانے پر مامور تھا۔ قسمت نے یاوری کی۔ خوارزم شاہ کی خدمت تک پہنچ گیا۔ چلتا پرزہ اور ہوشیار تھا۔ ترقی کر کے سردان ہو گیا۔ (سردان اس زمانے میں پیشوائے مجاہدین کو کہتے تھے) کفایت شعار اور منتظم تھا خوارزم شاہ نے امارت کے عہدے سے ممتاز کر کے قلعہ زوزن کا حاکم بنا دیا ایک مرتبہ خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ''کرمان کا علاقہ میرے مقبوضہ قلعہ سے ملا ہوا ہے اگر حضور والا میری اعانت پر آمادہ ہوں اور تھوڑی سی فوج میری موجودہ فوج پر اضافہ فرما دیں تو یہ خانہ زاد نہایت قلیل مدت میں کرمان پر قبضہ کر لے'' خوارزم شاہ نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ساتھ ایک فوج ۶۱۲ھ میں کرمان روانہ کی۔

ابوبکر تاج الدین کا کرمان اور سندھ پر قبضہ: ان دنوں کرمان کا والی محمد بن حرب ابوالفضل تھا جو عہد حکومت سنجری میں سجستان کا گورنر رہا تھا۔ ابوبکر تاج الدین نے پہنچتے ہی نہایت کم مدت میں کرمان فتح کر لیا۔ اس کے بعد کرمان کے اطراف کو رفتہ رفتہ سر کر کے اپنے دائرہ حکومت کو سندھ تک بڑھا لیا۔ سندھ فتح ہونے کے بعد ملک فارس کے شہروں میں سے شہر ہرمز پر جو کہ بحر فارس کے ساحل پر واقع ہے۔ دھاوا کیا۔ شہر ہرمز کے والی کا نام ملنک تھا۔ ملنک نے اطاعت قبول کی۔ خوارزم شاہ کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ ابوبکر تاج الدین نے بہت سا مال و اسباب اس سے حاصل کر کے خوارزم شاہ کے دربار میں روانہ کیا۔

والیٔ ہرمز کی اطاعت: چونکہ ہرمز بہت بڑی بندرگاہ تھا۔ تجارتی جہازوں کا مرکز تھا۔ اقصائے ہند' چین' یمن اور عمان وغیرہ کی کشتیاں یہاں آ کر لنگر انداز ہوتی تھیں۔ اس وجہ سے بلاد مذکورہ کے حکمراں' والیٔ ہرمز کے مطیع رہتے اور اس کی دوستی کو باعث فلاح و بہبودی سمجھتے تھے۔ والیٔ ہرمز کے مطیع ہو جانے سے اس علاقہ کے بعض مقامات پر بھی خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا لیکن حکمراں کیش اور والیٔ ہرمز سے عداوت کا سلسلہ جیسا کہ اس سے پیشتر تھا اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح رہا۔ دونوں والیان ملک میں مدت دراز سے ان بن چلی آ رہی تھی دونوں میں سے کسی کی تجارتی کشتی دشمن کے ساحل پر نہیں جاتی تھی اور خوارزم شاہ' سمرقند کے اطراف میں اس خوف سے چکر لگا رہا تھا کہ کشلی خان بادشاہ ترک اس پر کہیں قبضہ نہ کر لے۔

خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ: خوارزم شاہ نے بلاد خراسان اور بامیان وغیرہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد تاج الدین اور والی غزنی کو اپنی حکومت کی اطاعت کا پیام بھیجا۔

تاج الدین دز سلاطین غوریہ کے بعد غزنی پر قابض ہو گیا تھا جیسا کہ آپ سلاطین غوریہ کے حالات میں پڑھ آئے ہیں۔ تاج الدین نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے خوارزم شاہ کا پیام سنایا اور مشورہ طلب کیا امیر کبیر قطلغ تکین (سلطان شہاب الدین غوری کا غلام) اور اس کے تمام ہمراہی یک زبان ہو کر بولے ''مناسب یہ ہے کہ آپ خوارزم شاہ کی اطاعت قبول کر لیجئے ہم میں اس کے مقابلے کی قوت نہیں ہے اس کے نام کا خطبہ پڑھیے اور سکہ مسکوک کرائیے'' چنانچہ تاج الدین دز نے خوارزم شاہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ بھیج دیا۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

اس کے بعد تاج الدین دز قطلغ تکین کو اپنا نائب بنا کر شکار کھیلنے چلا گیا۔ قطلغ تکین نے خوارزم شاہ کی خدمت میں پیام بھیجا ''میدان خالی ہے۔ جلد تشریف لائیے اور غزنی پر قبضہ کر لیجئے۔'' چنانچہ خوارزم شاہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے غزنی پہنچ گیا۔ غزنی اور اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ جس قدر غوری اور بالخصوص ترک ملے' مار ڈالے گئے' تاج الدین دز کو اس کی اطلاع ہوئی۔ لاہور بھاگ گیا۔

قطلغ تکین کا انجام: خوارزم شاہ نے غزنی پر قابض تکین کو حاضری کا حکم دیا سخت وسست کہا اور آقا و رفیق کے ساتھ بے وفائی کرنے پر گالیاں دیں اور گرفتار کر لیا چار سو غلام اور تیس اونٹ مال و اسباب جرمانے میں وصول کر کے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۱۳ھ یا بہ روایت بعض ۶۱۲ھ کا ہے۔ اپنے بیٹے جلال الدین منکبرس کو غزنی کا حاکم مقرر کر کے خوارزم واپس آیا۔

تسخیر بلاد جبل: ۵۹۰ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش نے الرہا' ہمدان اور تمام بلاد جبل کو قطلغ ایتانج اور بقیہ امراء سلجوقیہ سے لے لیا تھا موید الدین ابن قصاب وزیر السلطنت خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی اس سے جھگڑ پڑا خوارزم شاہ نے اسے دبا لیا اور قتل کر ڈالا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

ازبک بن محمد کا اصفہان پر قبضہ: اس کے بعد خوارزم شاہ محمد بن تکش دوسری مہم میں مشغول ہو گیا اور ان جھگڑوں سے جو ابن قصاب سے پیش آ گئے تھے غافل ہو گیا یہاں تک کہ ۵۹۷ھ میں انتقال کر گیا۔ اس کے بعد علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کا لڑکا تخت حکومت پر متمکن ہوا' سلاطین سلجوقیہ کے موالی میں سے بہلوان یکے بعد دیگرے تمام علاقہ جبل پر قابض ہوتا گیا۔ ازبک بن بہلوان نے سلاطین سلجوقیہ سے بدعہدی کی اور خوارزم شاہ کی حکومت کا مطیع ہو گیا۔ ان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کے بعد جو حکمران ہوا وہ اغماش (اغلمش) تھا یہ ایک مدت تک علاء الدین محمد بن تکش خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھتا رہا۔ اس کے بعد ایک باطنی نے اسے مار ڈالا۔ ازبک بن محمد بن بہلوان کو ملک گیری کا لالچ دامن گیر ہوا' اصفہان' رے' ہمدان اور جبل کے پورے علاقے پر دانت لگائے۔ سعد بن زنگی والیٔ فارس کو بھی جسے سعد بن وکلا کے نام سے موسوم کرتے ہیں اپنے مقبوضہ ممالک پر خود مختار حکومت کا شوق چرایا۔ چنانچہ ازبک فوجیں مرتب کر کے صوبہ اصفہان کی جانب بڑھا اور اہل اصفہان کی دوستی اور سازش سے قابض ہو گیا' رے' قزوین اور سمنان کو سعد زنگی نے دبا لیا۔

خوارزم شاہ کی ماوراء النہر پر فوج کشی: اس طوائف الملوکی کی خبر خوارزم شاہ کو سمرقند میں ملی۔ ملک گیری کی ہوس بڑھی' فوجیں فراہم کر کے ۶۱۴ھ میں دھاوا کر دیا اور ایک فوج ماوراء النہر اور ترکوں کی سرحد کی طرف روانہ کی۔ قومس پہنچ کر بارہ ہزار سواروں کو لے کر فوج سے علیحدہ ہو گیا۔ اس کا مقدمۃ الجیش رے کے قریب پہنچ گیا۔ سعد زنگی رے کے باہر ایک میدان میں خیمہ ڈالے پڑا تھا۔ یہ خیال کر کے کہ یہ اہل رے کا لشکر ہے جو میری روک تھام کے لیے آیا ہے' سوار ہو کر لڑنے کو نکلا اور لڑائی چھیڑ دی۔ لیکن جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ خوارزم شاہ کی فوج ہے میدان جنگ خالی کر دیا۔ خوارزمی لشکر نے گرفتار کر لیا۔

ازبک کی اطاعت: اس واقعہ کی خبر ازبک کو اصفہان پہنچی۔ خوارزم شاہ کے خوف سے تھرا گیا۔ اصفہان کو خیر باد کہہ کر ہمدان کا راستہ لیا شارع عام کو چھوڑ کر جنگل اور پہاڑی دروں کو طے کرتا ہوا آذربائیجان پہنچا۔ اپنے وزیر ابوالقاسم بن علی کو معذرت نامہ لے کر اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے خوارزم شاہ کے دربار میں بھیجا۔ خوارزم شاہ نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ازبک نے سالانہ خراج خوارزم شاہ کے خزانہ میں داخل کر دیا۔

سعد زنگی کی رہائی و اطاعت: ادھر نصرت الدین ابوبکر نے (سعد زنگی کا بیٹا) اپنے باپ کی گرفتاری کا حال سن کر رنگ کھیلنے شروع کیے۔ اپنے باپ کی معزولی کا اعلان کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ادھر خوارزم شاہ نے سعد زنگی کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ قلعہ اصطخر خوارزم کے حوالے کر دے اور بقیہ علاقہ میں سے مالیہ کا تیسرا حصہ بطور خراج ادا کیا کرے۔ چنانچہ اس شرط کی ایفا کی غرض سے سرداران دولت خوارزمیہ کو قلعہ اصطخر پر قبضہ لینے کے لیے سعد زنگی کے ہمراہ روانہ کیا۔ شیراز پہنچنے پر یہ معلوم ہوا کہ نصرت الدین ابوبکر اپنے باپ کے خلاف حکومت فارس پر قابض ہو گیا ہے اور وہ شہر حوالہ کرنے کے خلاف ہے۔ سعد زنگی کے بعض امراء نے نصرت الدین ابوبکر کو سمجھا بجھا کر راضی کیا۔ باپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شیراز لے گیا اور عنان حکومت کو اپنے ہاتھ میں لے کر حکمرانی کرنے لگا خوارزم شاہ کو بادشاہ تسلیم کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھا گویا اس طرح پر ساوہ' قزوین' جرجان' ابہر' ہمدان' اصفہان' قم' قاشان اور تمام بلاد جبل پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے مصاحب اور امراء شہروں پر قابض ہو گئے۔ امیر طابین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا اور اپنے بیٹے رکن الدولہ نادر شاہ کو سب کا افسر اعلیٰ بنایا۔ جمال الدین محمد بن ساتق شادی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا کیا۔

خوارزم شاہ اور خلیفہ ناصر الدین اللہ: جس وقت خوارزم شاہ محمد بن تکش کا قدم' حکومت و سلطنت پر جیسا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ چاہیے' استقلال کے ساتھ جم گیا اور دائرہ حکومت وسیع ہو گیا ۶۱۴ھ میں دربار خلافت بغداد میں درخواست بھیجی کہ جس طرح سلاطین سلجوقیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اسی طرح میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلافت مآب نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ فرمایا۔ معذرت کرنے کی غرض سے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کو خوارزم شاہ کے پاس روانہ کیا۔

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی سفارت: خوارزم شاہ نے شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی بیحد عزت کی۔ نہایت تپاک سے استقبال کیا۔ شیخ شہاب الدینؒ نے تقریر کی ابتدا اس حدیث سے کی[1]..... خوارزم شاہ دوزانو بیٹھ کر کمال ادب سے سنتا رہا۔ جو کچھ عرض و معروض کیا ادب کا پہلو لیے ہوئے تھا۔ شیخ بہت دیر تک وعظ و پند کرتے رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جو بنو عباس کی ایذا اور تکلیف نہ دینے کے بارے میں تھے کمال خوبی سے بیان کیے خوارزم شاہ نے گذارش کی حاشا للہ میں نے کبھی کسی بنی عباس کو کسی قسم کی ایذا اور تکلیف نہیں دی۔ شیخ کے وعظ سننے کا مجھ سے زیادہ استحقاق خلافت مآب کو ہے مجھے معتبر ذریعہ سے یہ خبر ملی ہے کہ خلافت مآب کے حکم سے بنی عباس کا ایک گروہ مدت دراز سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا ہے'' شیخ نے جواب دیا'' خلافت مآب جب کسی شخص کو بہ نظر اصلاح اور تادیب قید کی سزا دیتے ہیں تو مورد الزام نہیں ہو سکتے۔ اسی اصلاح کی غرض سے عنان خلافت انہیں دی گئی ہے۔'' قصہ مختصر خوارزم شاہ نے شیخ کو رخصت کیا۔ شیخ بغداد واپس آئے۔

خوارزم شاہ کی مراجعت: بعض کا بیان ہے کہ خوارزم شاہ نے بلاد جبل پر قبضہ حاصل کر کے بغداد کا قصد کیا کوچ و قیام کرتا عقبہ سرا باد پہنچا۔ بے حد برف پڑی۔ حیوانات مر گئے آدمیوں کے ہاتھ پاؤں کٹ کر گر گئے۔ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ خلافت مآب کی طرف سے پیام لیے اس مقام پر خوارزم شاہ کے پاس پہنچے۔ وعظ و پند کیا۔ خوارزم شاہ کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی۔ ارادہ ترک کر دیا چنانچہ ۶۱۵ھ میں خوارزم واپس آیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

قطب الدین اولاغ شاہ کی ولی عہدی: رے اور بلاد جبل وغیرہ پر کلی فتوحات حاصل کرنے کے بعد خوارزم شاہ نے اپنے ممالک مقبوضہ کو اپنے لڑکوں پر اس طرح تقسیم کیا۔ خوارزم' خراسان اور ماژندران ولی عہد قطب الدین اولاغ شاہ کو دیئے' غزنی' بامیان' غور' بست اور ہندوستان کے مقبوضات جلال الدین منکبرس کو مرحمت کیے' کرمان' کیس' مکران کی حکومت اپنے تیسرے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو دی اور بلاد جبل کا رکن الدین غور شاہ کو حاکم بنایا۔

جلال الدین منکبرس اپنے سب بھائیوں سے بڑا تھا لیکن یہ ولی عہد نہیں بنایا گیا۔ اس وجہ سے کہ قطب الدین اولاغ شاہ کی ماں اور سلطان خوارزم شاہ کی ماں ترکمان خاتون ایک ہی قبیلہ بیاروت کی تھیں۔ بیاروت کا قبیلہ ترکمان خطا کے قبیلہ یمک کی ایک شاخ ہے ترکمان خاتون کا اپنے بیٹے سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش پر پورا پورا اثر تھا یہی وجہ ہے کہ بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کے ہوتے قطب الدین اولاغ شاہ کو خوارزم شاہ نے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وزیر محمد بن احمد کی روایت: وزیر السلطنت محمد بن احمد سنوی منشی کاتب جلال الدین منکبرس نے اس کے اور اس کے باپ علاء الدین محمد بن تکش کے حالات میں لکھا ہے کہ خوارزم شاہ نے ولی عہدی کے دروازے پر پانچوں نمازوں کے بعد نوبت بجوانے کی اجازت دی تھی جو ہر نماز کے بعد بجائی جاتی تھی' اس نوبت کو ذوالقرنین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ نقارے تعداد میں ستائیس تھے۔ سونے اور چاندی کے بنے تھے' جواہرات کی پچی کاری تھی۔ میں نے اس کی روایت کو دوسروں کی روایت پر اس وجہ سے ترجیح دی ہے کہ یہ ان دونوں کے حالات سے اوروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہے۔

غیاث الدین تیر شاہ کی گورنری: کرمان' مکران اور کیش پر موید الملک قوام الدین کا قبضہ تھا اور وہی ان مقامات کا واحد مستقل حکمران تصور کیا جاتا تھا۔ سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے بعد موید الملک قوام الدین نے سفر آخرت اختیار کیا' خوارزم شاہ نے اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو اس کی جگہ مقرر کیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

موید الملک قوام الدین: موید الملک قوام الدین ایک معمولی بازاری آدمی تھا۔ قسمت نے یاوری کی بادشاہت کے درجہ تک پہنچ گیا۔ اس کی ماں نصرت الدین محمد بن ایز والی زوزن کے محل سرا میں دایہ کی خدمت پر مامور تھی' موید الملک وہیں پیدا ہوا وہیں نشو ونما پائی' سن شعور کو پہنچا' نصرت الدین کی خدمت میں رہنے لگا۔ چند روز بعد نصرت الدین سے علیحدہ ہو کر سلطان خوارزم شاہ کے دربار میں حاضر ہوا' موقع پا کر ادھر سلطان خوارزم شاہ سے جڑا'' کہ نصرت الدین فرقہ باطنیہ کا ایک ممبر ہے۔'' ادھر دربار خوارزمی سے واپس ہو کر نصرت الدین کو سلطان کی سطوت اور جلال سے ڈرایا دھمکایا' نصرت الدین کو سلطان کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا' فرقہ باطنیہ (اسمٰعیلیہ) سے دوستانہ تعلقات پیدا کر کے قلعہ زوزن میں قلعہ نشین ہو گیا' موید الملک نے اس خبر کو دربار شاہی تک پہنچا دیا' سلطان سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا نصرت الدین کو معزول کر کے موید الملک کو اپنی نیابت کا عہدہ عنایت فرمایا' آخر کار نصرت الدین' موید الملک کے دام فریب میں پھنس گیا۔ قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ موید الملک نے حراست میں لے لیا۔ پابہ زنجیر سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بھیج دیا' سلطان نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

موید الملک کا خطاب: اس کے بعد موید الملک کو کرمان کا لالچ دامن گیر ہوا' اس وقت کرمان میں ملک دینار کے خاندان کا ایک شخص حکومت کر رہا تھا۔ موید الملک نے سلطان کو اس کے خلاف ابھار دیا' سلطان نے خراسان سے فوجیں بھیج دیں' اور مالی امداد بھی دی' موید الملک نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا' خوارزم شاہ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی اس حسن خدمت اور کارگذاری کے صلے میں موید الملک کا خطاب کیا اور کرمان کو جاگیر میں دے دیا۔

موید الملک کی وفات: سلطان خوارزم شاہ کی واپسی عراق کے وقت شاہی اونٹنی گم ہو گئی موید الملک نے چار ہزار بختی اونٹنیاں حاضر کر دیں' سلطان بیحد خوش ہوا' اتفاق سے اسی زمانہ میں موید الملک کی موت کا پیام آ گیا۔ دنیا کی ساری تمناؤں کو لیے ہوئے دنیا سے چل بسا۔ خوارزم شاہ نے اس کے مقبوضہ صوبہ پر اپنے بیٹے غیاث الدین کو مامور کیا جیسا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

مؤید الملک بہت بڑا مالدار تھا غیاث الدین نے اس کے متروکات میں سے ستر اونٹ سونے سے لدے ہوئے سلطان کی خدمت میں روانہ کیے تھے۔

ترکمان خاتون: ترکمان خاتون مادر سلطان محمد بن تکش قبیلہ بیاروت سے خان جتکش بادشاہ ترک کی لڑکی تھی۔ بیاروت کا قبیلہ' یمک ترکان خطا کی ایک شاخ ہے' سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے اس سے عقد کیا جس کے بطن سے سلطان محمد پیدا ہوا۔ جب سلطان محمد تخت آرائے حکومت ہوا تو یمک کے قبائل چاروں طرف سے سمٹ کر ترکمان خاتون کی خدمت میں آ گئے۔ ان کے علاوہ اور ترک بھی جو ان کے ہمسایہ تھے وہ بھی آ ملے۔ ترکمان خاتون کی قوت بیحد بڑھ گئی۔ دولت وحکومت پر قبضہ کرلیا' سلطان محمد نام کا بادشاہ رہ گیا۔ اسی کی حکومت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ بادشاہوں کی طرح اپنی طرف سے عمال مقرر کرتی' ملک کا نظم ونسق اس کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ عدل وانصاف کو ہاتھ سے نہ دیتی تھی۔ فریاد سنتی' قتل و خونریزی کو روکتی' برائیوں کا انسداد کرتی' امور خیر انجام دیتی' داد و دہش اور صدقات کو اپنے تمام ممالک محروسہ میں پھیلا رکھا تھا۔ محض حکم نامہ لکھنے پر سات کاتب مامور تھے۔ اگر کبھی اس کا فرمان سلطان کے فرمان کے خلاف ہوتا تو یہ طے تھا کہ پچھلے فرمان پر عمل درآمد کیا جاتا۔

ترکمان خاتون کا لقب: خداوند جہاں جس کے معنی ہیں ''ملکہ عالم'' اس کا لقب تھا۔ فرمان کے سرنامہ پر ''عصمۃ الدنیا والدین اولاغ ترکمان ملک نساء العالمین'' لکھا جاتا تھا۔ چوب قلم سے بدست خاص ''عصمت باللہ وحدہٗ'' دستخط کی جگہ لکھا کرتی تھی۔ خط نہایت پاکیزہ اور دیدہ زیب ہوتا تھا۔ ترکمان خاتون نے نظام الملک کو جو اس کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور سلطان کے دربار میں عہدۂ وزارت سے ممتاز تھا۔ اپنی وزارت پر بلایا۔ جب سلطان نے اپنے وزیر کو معزول کیا تو ترکمان خاتون کے حکم و اشارے سے نظام الملک کو سلطان کا قلمدان وزارت دوبارہ سپرد کیا۔ حالانکہ سلطان اس کی وزارت سے خوش اور راضی نہ تھا چونکہ ترکمان خاتون حکومت وسلطنت پر قابو پا گئی تھی' اس وجہ سے نظام الملک کو بھی سلطان کی حکومت وسلطنت پر جابرانہ قوت حاصل ہوگئی۔ نہایت رعب و داب کی وزارت کی۔ کسی گورنر نے سلطان سے نظام الملک کی شکایت کی ''کہ اس نے خوارزم کے نواح میں لوگوں سے تاوان لیا ہے۔'' سلطان نے اپنے ایک خواص کو اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ ترکمان خاتون کو اس کی خبر لگ گئی' خواص کو اس فعل سے روک دیا۔ نظام الملک اپنی حالت پر بدستور قائم رہا اور سلطان اپنے حکم کو نافذ نہ کرسکا۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔

چنگیز خاں کی سفارت: عراق سے واپسی کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی خدمت میں بمقام نیشاپور ۶۱۵ھ میں چنگیز خاں کی سفارت' معاہدہ تجارت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے باریاب ہوئی۔ چنگیز خاں نے سفیروں کی معرفت قیمتی قیمتی جواہرات مشک کے نافے' عنبر اور ریشمی کپڑے بطور تحفہ بھیجے تھے' ملک چین اور اس کے متصلہ بلاد ترک کے فتح کر لینے کی اطلاع دی تھی اور یہ معاہدہ تجارت واتحاد لکھنے کی خواہش کی تھی۔ سفیروں کا انداز گفتگو بے باکانہ تھا۔ سلطان کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید چنگیز خاں نے دھوکا اور فریب دینے کی غرض سے سفارت بھیجی ہے' اس وجہ سے نہ تو صاف طور سے معاہدہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقرار کیا اور نہ انکار۔ محمود خوارزمی کو جاسوسی کی خدمت پر مامور کر کے چنگیز خاں کے یہاں بھیج دیا۔ محمود خوارزمی نے واپس ہو کر چنگیز خاں کی تحریر کی تصدیق کی اور یہ خبر دی کہ چنگیز خاں نے ملک چین پر قبضہ کر لیا ہے۔ شہر طوغاج پر بھی قابض ہو گیا ہے۔ سلطان نے دریافت کیا ''اس کے لشکر کی تعداد کیا ہے؟'' جواب دیا'' کچھ زیادہ نہیں ہے۔'' سلطان خوارزم شاہ نے چنگیز خاں کی درخواست کے مطابق معاہدہ تجارت واتحاد لکھ کر سفیروں کو واپس کر دیا۔

امیر نیال اور تاتاری تاجر: اس کے بعد چنگیز خاں کے ملک کے چند تاجر تجارتی مال لے کر انزار آئے۔ نیال خاں (سلطان کا ماموں زاد بھائی) وہاں کا گورنر تھا۔ بیس ہزار فوج رکاب میں رہتی تھی۔ مال واسباب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا۔ دست درازی کا لالچ دامن گیر ہوا' شاہی دربار میں رپورٹ کر دی کہ یہ تاجر نہیں ہیں بلکہ جاسوسی کی غرض سے آئے ہیں' سلطنت کی طرف سے ان کی نگرانی کا حکم صادر ہو گیا' نیال خاں کو موقع مل گیا' نگرانی کے بجائے ان لوگوں کو پوشیدہ طور سے قتل کر کے مال واسباب ضبط کر لیا۔

چنگیز خاں کے سفیر کا قتل: چنگیز خاں کو اس کی خبر لگی۔ سلطان کو ناراضگی اور تنبیہ کا خط لکھا' بدعہدی پر نفرین کا اظہار کیا۔ سلطان نے چنگیز خاں کے ایلچی کو بجائے جواب دینے کے مار ڈالا۔ اور اس خیال سے کہ مبادا چنگیز خاں اس خبر کو سن کر خوارزم پر چڑھ نہ آئے۔ سمرقند کی قلعہ بندی کی اور فوجیں مرتب کر کے چنگیز خاں کے ملک پر چڑھ گیا۔ رعایا سے تین برس کا خراج پیشگی وصول کیا۔ دو برس کا خراج مصارف جنگ کے لیے اپنے ساتھ رکھا اور تیسرے برس کا خراج سمرقند کے محافظوں کو عنایت کیا۔ چنگیز خاں ان دنوں اپنے ملک میں موجود نہ تھا۔ کشلی خاں بادشاہ ترک سے جنگ کرنے کے لیے گیا ہوا تھا۔ سوائے عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کے کوئی نہ تھا۔ خوارزم شاہ نے ان پر چھاپہ مارا۔ قتل وغارت کر کے جو کچھ ہاتھ لگا' لے کر واپس ہوا۔

جنگ خوارزم شاہ و چنگیز خاں: ابھی خوارزم شاہ اپنی سرحد میں داخل نہ ہوا تھا کہ چنگیز خاں کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ فوراً تعاقب پر روانہ ہو گیا۔ خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا۔ سخت معرکہ پیش آیا۔ فریقین کی فوج کا زیادہ حصہ کٹ گیا۔ تین دن تک مسلسل لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے روز خوارزم شاہ نے میدان چھوڑ دیا۔ جیحون پر پہنچ کر تاتاریوں کے نتیجہ کے انتظار میں قیام کیا چنگیز خاں نے تعاقب کی غرض سے قدم بڑھایا۔ خوارزم شاہ نے جیحون کا مورچہ بھی خالی کر دیا اور اپنی فوج کو ماوراء النہر' انزار' بخارا' سمرقند' ترمذ اور جند کے شہروں میں چنگیز خاں کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کی غرض سے پھیلا دیا۔ اینانج کو جو اس کا ایک نامی سردار ہونے کے علاوہ حاجب تھا۔ بخارا کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنگیز خاں نے پہلے انزار کا محاصرہ کیا۔ اہل انزار لڑے لیکن کامیاب نہ ہوئے چنگیز خاں نے بزور تیغ لے لیا۔

امیر نیال کا انجام: امیر نیال خاں جس نے چنگیز خاں کے تاجروں کو قتل کر کے مال واسباب چھین لیا تھا گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ چنگیز خاں نے چاندی پگھلوا کر کانوں اور آنکھوں میں ڈلوا دی' جس سے وہ مر گیا' اس کے بعد بخارا کی طرف بڑھا۔ شہر کو امان وصلح سے فتح کر کے قلعہ بخارا پر محاصرہ کیا۔ اہل قلعہ چند دن تک لڑے۔ بالآخر سب نے ہتھیار ڈال دیئے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اہل قلعہ اس کی خونریزی کے ہاتھوں بچ جائیں گے لیکن ایسا نہ ہوا' اس نے ان کے ساتھ بدعہدی کی اور قلعہ پر قبضہ کر کے سب کو گرفتار کر لیا اور قتل کا حکم دے دیا۔ بخارا کے بعد سمرقند کی باری آئی' اہل سمرقند بھی اسی کشتی پر سوار کر کے اتارے گئے۔ ان کے ساتھ بھی اہل بخارا کا سا برتاؤ برتا گیا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

اس کے بعد سلطان خوارزم شاہ کی ماں کے چند قرابت مندوں نے جو سرداری کے رتبہ سے سرفراز تھے چنگیز خاں کو خط لکھا' خوارزم اور خراسان پر قبضہ کرنے کی تحریک کی اور اس خط کو جس شخص کی معرفت روانہ کیا اس نے اس خط کو سلطان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سلطان نے غور سے پڑھا' اپنی ماں اور اس کے قرابت مندوں کی طرف سے مشتبہ و بدگمان ہو گیا۔

علاء الدین والیٔ قندھار کی علیحدگی: جس وقت سلطان خوارزم شاہ کو انزار' بخارا اور سمرقند پر چنگیز خاں کے قبضہ کر لینے کی خبر موصول ہوئی اور گورنر بخارا چند اشخاص کے ساتھ جان بچا کر سلطان کی خدمت میں پہنچا' اسی وقت سلطان خوارزم شاہ نے جیحون کو عبور کیا۔ تاتاریوں کا گروہ (جو اس کی رکاب میں تھا) اور علاء الدین والیٔ قندھار سلطانی موکب سے علیحدہ ہو کر واپس آ گئے۔ اس سے لوگوں کے دل ہل گئے' خوف و ہراس کی کوئی انتہا نہ رہی۔

خوارزم شاہ کا تعاقب: چنگیز خاں نے بیس ہزار سواروں کو خوارزم شاہ کے تعاقب پر مامور کیا۔ یہ مغربی تاتاری کہلاتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہیں چنگیز خاں نے خراسان کے مغربی علاقہ کو تاراج کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مغربی خراسان کو تاخت و تاراج کیا لوٹ مار کرتے بلاد بیجور تک پہنچ گئے۔ جس طرف سے گزرے کھیتوں اور باغات کو ویران' آبادی کو برباد اور چٹیل میدان کر دیا۔ سلطان خوارزم شاہ بحال پریشان نیشاپور پہنچا لیکن مغربی تاتاریوں کے تعاقب نے نیشاپور میں بھی قیام نہ کرنے دیا۔ عراق کی طرف چلا گیا اور مال و اسباب کو ایک قلعہ میں امانت کے طور پر رکھ گیا۔

خوارزم شاہ کا خزانہ: منشی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امیر تاج الدین بسطامی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت خوارزم شاہ کوچ و قیام کرتا عراق تک پہنچا مجھے حاضری کی اجازت دی' اس کے روبرو دس صندوق موتیوں سے بھرے ہوئے رکھے تھے جس کی قیمت کوئی نہیں لگا سکتا تھا۔ اس میں سے دو صندوقوں میں قیمتی قیمتی جواہرات بھرے تھے جس کی قیمت ملک عراق کی قیمت کے برابر ہو گی' مجھے سلطان نے قلعہ اروہز میں بطور امانت رکھ آنے کا حکم دیا۔ قلعہ اروہز نہایت مضبوط قلعہ تھا چنانچہ میں نے اس حکم کی تعمیل کی اور قلعہ میں پہنچا دینے کی رسید لے کر شاہی دربار میں حاضر کر دی۔ اس کے بعد جب چنگیز خاں نے عراق کو فتح کیا تو ان صندوقوں کو بھی لے لیا۔

وزیر عماد الملک کا خاتمہ: قصہ مختصر خوارزم شاہ نیشاپور سے مازندران کی طرف گیا اور مغربی تاتار اس کے تعاقب میں تھے۔ مجبوراً مازندران کو چھوڑ کر ہمدان کے نواح میں چلا گیا مغربی تاتاریوں نے چھاپہ مارا خوارزم شاہ کسی طرح بچ کر بلاد جبل پہنچا۔ اس کا وزیر عماد الملک بن[1] ..... اس واقعہ میں ساحل بحر یرا ایک گاؤں میں قیام پذیر ہوا' جیسا کہ اس کی نیک عادت تھی صلوٰۃ تسبیح اور تلاوت قرآن میں مصروف ہوا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان محمد بن تکش کی وفات: چنگیز خانی تاتاریوں نے خوارزم شاہ کو یہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ دوبارہ چھاپہ مارا' خوارزم شاہ کشتی پر سوار ہو کر دریا عبور کر گیا اور خونریز تاتاری اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور ناکام واپس ہوئے۔ خوارزم شاہ نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں پہنچ کر اقامت اختیار کی اور وہیں رہنے لگا۔ مرض الموت نے آ کر گھیر لیا اہالیان ماژندران تیمار داری کرتے تھے۔ اس امید پر کہ اس زمانے نے پلٹا کھایا تو اس خدمت کے صلے میں خوارزم شاہ انہیں جاگیریں دے گا۔ صوبجات کی گورنری پر مامور کرے گا۔ لیکن خوارزم شاہ کو اس کا موقع نہ ملا۔ ۶۱۷ھ میں موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لیے سو گیا۔ اور اسی جزیرے میں دفن کر دیا گیا۔ اکیس سال حکومت کی۔ جلال الدین منکبرتی (خوارزم شاہ کا بیٹا) نے اہل ماژندران کی تمام امیدوں کو جو خوارزم شاہ سے متعلق تھیں پورا کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب : ۱۰

جلال الدین منکبرس بن علاؤ الدین محمد

خوارزم شاہ نے وفات کے وقت اپنے بڑے بیٹے جلال الدین منکبرس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اپنے چھوٹے بیٹے قطب الدین اولاغ شاہ کو ولی عہدی سے برطرف کر دیا۔

مادر خوارزم شاہ: ترکمان خاتون (مادر خوارزم شاہ) کو خوارزم میں ان واقعات کی خبر موصول ہوئی' پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ چنگیز خانیوں کے خوف سے خوارزم چھوڑ دینے کا قصد کیا۔ تقریباً بیس سرداران لشکر اور ان بادشاہوں کو جو اس وقت خوارزم میں قید تھے' قتل کر کے بھاگ نکلی۔ ماژندران کے قلعوں میں سے قلعہ اپیلان میں پہنچ کر قیام کیا۔

ترکمان خاتون کی گرفتاری: مغربی تاتاری جو خوارزم شاہ کے تعاقب میں گئے تھے دریائے طبرستان کو خوارزم شاہ کے عبور کر جانے کے بعد واپس ہوئے۔ ماژندران پر حملہ کیا چنانچہ ماژندران کے تمام قلعوں کو سر کر لیا جو کچھ وہاں مال و اسباب تھا لوٹ لیا۔ ماژندران کے قلعے نہایت مضبوط مستحکم اور دشوار گزار تھے۔ کسی زمانے میں فتح نہیں ہوئے تھے جب مسلمانوں نے شاہان فارس کے مقبوضہ علاقے کو فتح کیا تھا اور ان کی حکومت کا جھنڈا عراق سے اقصائے خراسان تک کامیابی کے ساتھ لہرا رہا تھا اس وقت بھی یہ قلعے مسخر نہیں ہوئے تھے مسلمانوں نے صرف خراج لینے پر اکتفا کیا تھا۔ ۵۹۰ھ میں بہ زمانہ حکومت سلیمان بن عبدالملک (بنوامیہ کے خاندان کا ایک خلیفہ تھا) یہ قلعے فتح ہوئے تھے۔ اس کے بعد چنگیز خانی ترکوں نے یکے بعد دیگرے تمام قلعوں کو سر کیا۔ قلعہ ایلان میں ترکمان خاتون نے محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ اس قلعہ کو بھی صلح کے ساتھ فتح کر لیا اور ترکمان خاتون کو گرفتار کر لیا۔

ابن اثیر کی روایت: فاضل ابن اثیر کا بیان ہے کہ مغربی تاتاریوں کی ترکمان خاتون سے جب کہ وہ خوارزم سے ماژندران کی طرف بھاگ کر آ رہی تھی۔ اثناء راہ میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ چاروں طرف سے اسے گھیر لیا اور گرفتار کر لیا' ترکمان خاتون کے علاوہ اور شاہزادیاں بھی جو اس کے ہمراہ تھیں گرفتار کر لی گئیں۔ تاتاریوں نے انہیں اپنے گھروں میں ڈال دیا۔ دوش خان ولد چنگیز خان نے بھی ان میں سے ایک شاہزادی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ ترکمان خاتون نہایت ذلت اور مسکنت سے تاتاریوں کی قید میں رہی۔ چنگیز خان کی طرف سے اسے بھی ایک خوان کھانا ملتا تھا جیسا کہ اور شاہزادیوں کو ملتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام الملک کا انجام: نظام الملک (خوارزم شاہ کا وزیر) ترکمان خاتون کے ساتھ تھا۔ یہ بھی چنگیز خان کے قبضہ میں پڑ گیا۔ چونکہ چنگیز خاں کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان اس سے ناراض تھا اس وجہ سے اس کی عزت کرتا تھا اور اکثر خراج وغیرہ کے معاملات میں اس سے مشورہ کرتا تھا۔ جب دوش خان نے خوارزم پر قبضہ کر لیا اور سلطانی حرم کو گرفتار کر لیا۔ جن میں چند گانے والی عورتیں بھی تھیں' ان میں سے ایک عورت اپنے کسی خادم کو دی۔ اس عورت نے تاتاری خادم کی خواہشات کو ٹھکرا دیا اور اسے اپنے پاس پھٹکنے نہ دیا۔ اور نظام الملک کے یہاں جا کر پناہ لی' اس خادم نے نظام الملک سے شکایت کی اور وزیر نظام الملک کو اس عورت کی آشنائی سے متہم کیا۔ چنگیز خاں نے وزیر نظام الملک کو سر دربار طلب کر کے اس جرم کا مجرم قرار دے کر مار ڈالا۔

تاتاریوں کی یلغار: مغربی تاتاری ۶۱۷ھ میں خوارزم شاہ محمد بن تکش کے تعاقب میں رے پہنچے اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو ہمدان کی طرف لوٹے۔ اثناء راہ میں جو دیہات' قصبات اور شہر ملے تاراج کر ڈالے۔ اہل ہمدان نے اس طوفان بدتمیزی کی آمد کی خبر پا کر مال و اسباب' قیمتی قیمتی کپڑے اور مویشی جس قدر فراہم کر سکے فراہم کر کے بحکم۔ ع

'دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ'

لٹیرے تاتاریوں کے پاس حاضر کر دیا' چنانچہ ان کے ہاتھ سے ان کی عزت آبرو اور جان بچ گئی۔ زنجان کی طرف بڑھے۔ اہل زنجان نے بھی اسی طریقہ کو اختیار کیا۔ یہ بھی بال بال بچ گئے' قزوین پر دھاوا کیا اہل قزوین خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے' لڑے مغربی تاتاریوں نے ان پر محاصرہ کیا اور بزور تیغ لڑ کر ان کو سر کیا۔ بیحد خونریزی ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قزوین میں چالیس ہزار سے زیادہ آدمی کام آئے۔ اس کے بعد جاڑے کا موسم آ گیا۔ برف گرنا شروع ہو گئی۔ قتل و غارت کرتے ہوئے جیسا کہ ان کی عادت تھی آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اس وقت تک ازبک بہلوان والی آذربائیجان تبریز میں مقیم تھا۔ لہو و لعب میں مصروف' خواہشات نفسانی میں منہمک انتظام ملک سے غافل' رنگ رلیوں میں پڑا ہوا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ تدبیر آئی کہ اس نے مغربی تاتاریوں سے خط و کتابت کر کے کچھ دے کر اپنے کو ان کے شر سے بچا لیا' سیلاب کی طرح موقان کی طرف واپس ہوئے تاکہ جاڑے کا موسم کسی ساحل پر قیام کر کے گذاریں۔

بلاد کرج کا تاراج: اس کے بعد بلاد کرج پر چڑھائی کی۔ کرج نے مقابلہ کیا۔ سینہ سپر ہو کر لڑے۔ لیکن تاتاری طوفان کو روک نہ سکے۔ میدان چھوڑ دیا۔ تاتاریوں نے نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ ادھر کرج نے ازبک والی آذربائیجان اور اشرف بن عادل بن ایوب والی خلاط کی خدمت میں ایلچی بھیجے۔ تاتاریوں کے مقابلے پر امداد طلب کی۔ ادھر اقرش (ازبک کا آزاد غلام) تاتاریوں سے مل گیا۔ ترکمان اور اکراد کی فوج کثیر اس کی رکاب میں تھی۔ تاتاریوں کے ساتھ کرج پر چڑھ گیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے بلقین (بلقان) تک پہنچ گئے کرج خم ٹھونک کر مقابلہ پر آئے۔ پہلے اقرش سے مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاریوں نے حملہ کیا کرج کو شکست ہوئی کرج کی بے شمار فوج کٹ گئی۔ یہ واقعہ ماہ ذیعقدہ ۶۱۷ھ کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراغہ کی پامالی: مغربی تاتاری مہم کرج سے فارغ ہو کر مراغہ کی جانب لوٹے۔ تبریز ہو کر گزرے' والی تبریز جیسا کہ اس کی عادت تھی اسی طرح پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ جو کچھ ہو سکا نقد و جنس جمع کر کے نذر کیا۔ قتل و غارت کرتے ہوئے مراغہ پہنچے۔ مراغہ کی والیہ ایک عورت تھی۔ چند دن تک مقابلہ کرتی رہی۔ بالآخر صفر ۶۱۸ھ میں تاتاریوں نے اسے دبا لیا اور جی کھول کر پامال کیا۔

تاتاریوں کی اربل پر فوج کشی: مراغہ سے فارغ ہو کر اربل پر حملہ کیا۔ مظفر الدین بن[1] اس شہر کا حاکم تھا۔ اس نے بدر الدین والیٔ موصل سے امداد طلب کی۔ بدر الدین نے مظفر الدین کی کمک پر فوجیں بھیجیں اور خود سرحدی بلاد کی حفاظت کی غرض سے تیار ہوا۔ اتنے میں خلیفہ ناصر کا فرمان آ پہنچا۔ لکھا تھا کہ ''تم اپنی فوج کے ساتھ دقوقا میں جا کر قیام کرو اور عراقوں میں تاتاریوں کو گھسنے نہ دو۔'' چنانچہ اسلامی فوجیں دقوقا میں جمع ہوئیں' خلیفہ ناصر نے اپنے مملوک بشتمر (قشتمر) کو آٹھ سو نامی گرامی سرداران کی جمعیت سے مظفر الدین کی کمک کو روانہ کیا اور تمام لشکر کی قیادت مظفر الدین کو مرحمت فرمائی۔ لیکن دونوں حریف ایک دوسرے سے خائف و مرعوب ہو کر باہم تیغ و سپر نہ ہوئے۔

اہل ہمدان کا قتل: اسلامی لشکر کے متفرق ہونے کے بعد تاتاری طوفان ہمدان کی طرف بڑھا' ہمدان میں ان لٹیروں کی طرف سے ایک شحنہ اسی زمانے سے رہتا تھا۔ جب کہ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمدان پر قبضہ کیا تھا۔ شحنہ کو حکم دیا کہ اہل ہمدان سے مال و اسباب اور زر نقد وصول کر کے حاضر کروں' ہمدان کا رئیس ایک نہایت شریف شخص علوی خاندان کا تھا۔ اہل ہمدان روتے پیٹتے رئیس ہمدان کے پاس گئے۔ تمام حالات بتلائے شحنہ کے ظلم و ستم کی شکایت کی' رئیس علوی نے جواب دیا ''اس کے سوائے کہ تاتاریوں کا مطالبہ پورا کیا جائے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔'' اہل ہمدان بگڑ گئے' سخت و سست کہا اور تاتاریوں کے شحنہ کو ہمدان سے نکال دیا تاتاریوں سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رئیس علوی کو یہ بات پسند نہ آئی' ہمدان کے قریب ایک قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا۔ تاتاریوں نے شہر پر حملہ کیا اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کر کے خون کا دریا بہا دیا۔ کئی دن قتل عام ہوتا رہا۔

اردبیل کی تباہی: ہمدان سے فارغ ہو کر تاتاری آذربائیجان کی جانب واپس ہوئے۔ اردبیل پر قبضہ کر کے اہل اردبیل کو قتل' ان کے مکانات کو ویران' کھیتوں اور باغات کو برباد و فنا کر دیا۔ اس کے بعد تبریز کی باری آئی' ابھی تاتاری تبریز تک نہیں پہنچے تھے کہ ازبک بن پہلوان والیٔ آذربائیجان و اران نے تاتاریوں کے خوف سے تبریز چھوڑ دیا۔ نخجوان کی طرف چلا اور اپنے اہل و عیال کو خوی بھیج دیا' شمس الدین طغرائی تاتاریوں سے مقابلہ کرنے پر اٹھ کھڑا ہوا۔ شہر کی عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اہل شہر کو جمع کر کے تسلی و تشفی دی۔ ایک حد تک شہر کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ اتنے میں غارت گر تاتاری پہنچ گئے۔ اہل شہر کی مستعدی اور حفاظت کا حال سن کر حملہ سے رکے اور اہل شہر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا۔ اہل شہر نے ایک معین و مقرر مال دے کر ان کے ظلم و ستم سے اپنے کو بچا لیا۔

---

[1] بیاض الاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلقان کی بربادی: تاتاری لٹیرے تبریز چھوڑ کر شہر سراو پر چڑھ گئے اہل شہر کو اپنی غارت گری اور لوٹ مار کا نشانہ بنایا تباہ و برباد کر کے بلقان کی جانب بڑھے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آنے پائی تھی کہ تاتاریوں نے اہل شہر کی درخواست پر اپنے ایک سردار کو بطور ایلچی شرائط صلح طے کرنے کے لیے اہل شہر کے پاس بھیجا۔ اہل شہر کی شامت آئی۔ تاتاری سردار کو مار ڈالا۔ پھر کیا تھا۔ ماہ رمضان ۶۱۸ھ میں بزور تیغ شہر پر قبضہ کر لیا۔ ایک قیامت برپا ہوگئی۔ قتل و غارت گری کے دروازے کھل گئے مار دھاڑ شروع ہوگئی بلا امتیاز مرد' عورت' جوان اور بوڑھے سب قتل کیے گئے۔ حمل والی عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچوں کو بھی قتل کیا۔ عورتوں کی بے آبروئی کرتے اور پھر انہیں قتل کر ڈالتے تھے۔ غرض کہ کوئی قبیح فعل ایسا نہ تھا کہ جسے ان لٹیرے تاتاریوں نے نہ کیا ہو۔ قرب و جوار کے دیہات اور قصبات ویران و برباد ہو گئے۔ آبادی اور انسانوں کا کہیں نشان باقی نہ رہا۔

اہل گنجہ سے مصالحت: بلقان کو برباد کر کے اران کے پایہ تخت گنجہ پر چڑھائی کی۔ اہل گنجہ نے معقول طور پر قلعہ بندی کر لی تھی۔ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ کافی مقدار پر مہیا کر لیا تھا۔ تاتاریوں نے یہ رنگ دیکھ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی چنانچہ اہل گنجہ نے جو کچھ تاتاریوں نے مطالبہ کیا' دے کر مصالحت کر لی۔

تاتاریوں اور کرج کی جنگ: مصالحت گنجہ کے بعد آذربائیجان اور اران کے صوبہ میں کوئی شہر ان کے دست برد سے باقی نہ رہا کسی کو مصالحت سے اور کسی کو لڑ کر سر کیا۔ اس صوبہ میں اب صرف وہ رقبہ باقی رہ گیا تھا۔ جس پر کرج کا قبضہ تھا۔ تاتاریوں نے کرج کے مقبوضات کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کرج ان کی آمد سے بہت پہلے مطلع ہو گئے تھے' فوجیں' غلہ کے ذخیرے اور آلات حرب ضرورت سے زیادہ فراہم کر رکھا تھا۔ سینہ سپر ہو کر اپنی سرحد سے نکل کر تیغ و سپر ہوئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' تاتاریوں نے کرج کو مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ تقریباً تیس ہزار کرج میدان میں کام آ گئے۔ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنے پایہ تخت بلقین میں جا کر دم لیا۔ کرج کے بادشاہ نے فوجیں فراہم کیں اور انہیں مرتب کر کے تاتاریوں کے مقابلہ پر دوبارہ روانہ کیا۔ لیکن کرج ہمت ہار گئے۔ مقابلہ سے جی چرا کر الٹے پاؤں بلقین واپس آئے۔ تاتاریوں نے کرج کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ جس طرح سے چاہا تباہ و برباد کیا۔ لیکن ملک کے اندرونی حصہ کو اس وجہ سے تاراج نہ کر سکے کہ راستہ نہایت دشوار گزار اور تنگ تھا۔ کثرت سے درے اور سر بہ فلک پہاڑ کھڑے تھے۔

اہل شماخی کا قتل عام: بلاد کرج سے واپس ہو کر دربند شروان کی طرف قدم بڑھایا' شہر شماخی پر محاصرہ کیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ تاتاری لڑتے بھڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ سیڑھیاں نہ تھیں۔ شہر پناہ پر کس طرح چڑھتے۔ مقتولوں کی لاشوں کو ایک دوسرے پر رکھ کر ٹیلہ سا بنا لیا اور اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ محافظوں کو قتل کر کے شہر میں داخل ہو گئے۔ جو سامنے پڑا مار ڈالا گیا جو مال نظر آیا لوٹ لیا گیا۔ کوئی بھی ان کے ظلم و ستم سے نہ بچا۔ تین دن تک قتل عام ہوتا رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروان شاہ اور تاتار: شماخی کے تاراج سے فارغ ہو کر دربند کو عبور کرنے کا قصد کیا لیکن عبور نہ کر سکے۔ بادشاہ دربند شروان کے پاس پیام بھیجا کہ کسی کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ہمارے پاس بھیج دو' شروان شاہ نے اپنے چند امراء کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا۔ تاتاریوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان کو گرفتار کر لیا۔ دھمکی دی ''کہ اگر تم ہمیں دربند کے عبور کرنے کا راستہ نہ بتاؤ گے تو ہم تمہیں بھی تمہارے ساتھیوں کی طرح مار ڈالیں گے'' چنانچہ ان لوگوں نے جان بچانے کی غرض سے دربند عبور کرنے کا راستہ بتا دیا بلکہ انہیں لوگوں کی رہبری کی وجہ سے دربند عبور کر کے دربند شروان کی کشادہ زمین اور ہموار ملک میں پہنچ گئے۔

تاتاریوں کی قفچاق سے مصالحت: اس صوبہ میں قفچاق' لان' لکز اور بہت سے جرگے ترکوں کے آباد تھے جس میں مسلمان بھی تھے اور کفار بھی۔ تاتاریوں نے ان لوگوں پر حملہ کیا۔ عام طور سے تمام باشندوں پر بلا امتیاز قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔ قفچاق اور لان نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لٹیرے تاتاری انہیں مغلوب نہ کر سکے۔ میدان سے واپس ہو کر قفچاق کو پیام دیا کہ ''آؤ ہم اور تم صلح کر لیں' ہم اور تم ایک ہی قبیلہ کے ہیں۔ لان سے ہمیں نبٹ لینے دو۔ تم لوگ لان کو بلا وجہ امداد دیتے ہو تم اور وہ نہ ایک خاندان کے ہو اور نہ ایک مذہب کے۔'' قفچاق اس فریب میں آ گئے۔ ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔

لان اور قفچاق کے قبیلوں کی تباہی: لان پر تاتاریوں نے حملہ کیا اور یکے بعد دیگرے ان کے شہروں پر قبضہ کر کے قفچاق پر بھی ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ جو قفچاق والے دور دراز مقامات پر رہتے تھے ان میں سے بہتیرے بلاد روس چلے گئے' بہتیروں نے پہاڑوں اور جنگل میں جا کر پناہ لی۔ قفچاق صلح کا خواب دیکھتے ہی رہے اور تاتاریوں نے آہستہ آہستہ ان کے شہروں کو بھی سر کر لیا۔ قفچاق کے بے حد زرخیز اور سب سے بڑا شہر سرائے (سوداق) کو بھی لے لیا جو دریائے نیطش متصل خلیج قسطنطنیہ پر واقع تھا اور جنہیں قفچاق کی تجارت اور تجارتی بندرگاہ ہونے کا فخر حاصل تھا۔ اس شہر کے اکثر باشندگان نے بھی بخوف جان و آبرو پہاڑوں میں جا کر بسیرا لیا اور بعض نے بلاد روم قلیج ارسلان کی حکومت میں جا کر سکونت اختیار کی۔

تاتاریوں کا روس پر حملہ: اس کے بعد تاتاریوں نے ۶۱۶ھ میں قفچاق کے علاقہ سے مملکت روس کا قصد کیا۔ روس کا ملک' قفچاق کے ملک سے ملا ہوا تھا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی یہاں کے رہنے والے عیسائی مذہب کے پابند تھے۔ روسیوں نے ان کی آمد کی خبر پا کر فوجیں مرتب اور مہیا کیں اور اس قصد سے کہ تاتاریوں ہی کے ملک میں چل کر لڑنا چاہیے' نکل پڑے' قفچاقی کی بھی فوجیں روسیوں کے ساتھ تھیں۔ تاتاریوں نے یہ سن کر کہ روس جنگ کو آ رہا ہے پیچھے ہٹے۔ روسیوں نے یہ خیال کر کے کہ تاتاری جنگ و مقابلہ سے جی چرا رہے ہیں' بڑھے۔ کئی منزل تک یہی حالت رہی کہ تاتاری آج جس منزل کو چھوڑ جاتے ہیں دوسرے دن روسی اس پر قابض ہو جاتے تھے۔ بالآخر تاتاریوں نے پلٹ کر حملہ کیا۔ روسی اور قفچاق مقابلہ نہ کر سکے پسپا ہوئے۔ تاتاریوں نے قتل و غارت گری شروع کر دی بیحد خونریزی ہوئی۔ ہزاروں قید

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لیے گئے باقی ماندہ اپنے ملک سے دست کش ہو کر کشتیوں پر سوار ہو کر مسلمانوں کے ملک میں چلے گئے۔ تاتاریوں نے ان کے ملک پر قبضہ کر لیا۔

تاتاریوں کی بلغار پر فوج کشی: روس اور قفچاق کو سر کر کے ان لٹیروں نے آخر ۶۲۰ھ میں بلغار پر دھاوا کیا۔ اہل بلغار نے ان کی آمد کی خبر پا کر مقابلہ کی تیاری کی چند مقامات پر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھایا اور باقی ماندہ فوج مقابلے کی غرض سے میدان میں آئی۔ تاتاریوں سے تیغ و سپر ہوئی۔ بلغاری فوج لڑتے لڑتے پیچھے ہٹی۔ تاتاری جوش مردانگی میں بڑھنے لگے یہاں تک کہ کمین گاہ سے نکل آئے بلغاری فوج نے کمین گاہ سے نکل کر تاتاریوں پر پیچھے سے حملہ کیا اور بلغار کی وہ فوج جو آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی تلواریں کھینچ کر پلٹ پڑی تاتاریوں کو دو طرف کی مار نے پریشان کر دیا' گھبرا گئے کچھ بنائے نہ بنی' سب کے سب کام آ گئے' چند ہی کسی طرح جان بچا کر بھاگے اور چنگیز خان سے طالقان میں جا کر ملے۔ قفچاق اپنے ملک واپس آئے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ واللہ یوید بنصرہ من یشاء۔ یہ حالات مغربی تاتاریوں کے تھے جو خراسان کے مغربی شہروں کو تاراج کرنے کے لیے گئے تھے۔

آپ اوپر خوارزم شاہ کی وفات اور مغربی تاتاریوں کا اس کے تعاقب میں روانہ ہونے اور شہروں اور ملکوں کو تاراج کرنے کے واقعات پڑھ آئے ہیں۔

چنگیز خانی لشکر کی غارت گری: چنگیز خاں نے خوارزم شاہ کی شکست اور فرار کے بعد جس وقت کہ وہ سمرقند میں تھا اپنی فوج کو چند حصوں میں منقسم کیا۔ ایک حصہ کو ترمذ کی طرف روانہ کیا جس نے کلات پر دھاوا کیا جو جیحوں کی جانب نہایت مستحکم اور مضبوط قلعہ بنا تھا اس قلعہ کو اس کے گرد و نواح کے مقامات کو ان لوگوں نے سر کر لیا۔ نہایت بے رحمی سے تاخت و تاراج کیا دوسرے حصہ کو فرغانہ کے پامال کرنے پر مامور کیا۔ تیسرے حصہ کو خوارزم کی طرف چوتھے حصہ کو خوزستان اور پانچویں کو خراسان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

تسخیر بلخ: چنگیز خانی لشکر کا جو حصہ خراسان سر کرنے پر مامور ہوا تھا اس نے بلخ پر حملہ کیا۔ ۶۱۷ھ میں صلح و امان سے فتح کیا۔ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ لوٹ اور غارت گری سے اپنے ہاتھ کو رنگا۔ اپنے شحنہ (پولیٹیکل افسر) کو بلخ میں ٹھہرا کر زوزن' میمند' اندخوئی اور فاریاب کی طرف روانہ ہوا۔ صلح و آشتی سے ان شہروں پر قبضہ حاصل کیا۔ کسی شخص کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی۔ صرف یہ خدمت ان لوگوں سے لی جاتی تھی کہ ان کے ساتھ ہو کر ان کے مخالفوں سے لڑنا پڑتا تھا۔

محاصرہ طالقان: اس کے بعد طالقان پہنچے۔ طالقان ایک وسیع صوبہ اور چند شہروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک قلعہ منصور کوہ نامی تھا۔ جس کی مضبوطی اور استحکام کو دوسرے قلعے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ تاتاریوں نے اس قلعہ پر محاصرہ کیا۔ چھ ماہ کامل محاصرہ کیے رہے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تھی نہ آئی چنگیز خان یہ سن کر خود اس قلعہ کے محاصرے پر آیا۔ علاوہ چھ ماہ سابق کے چار ماہ اور محاصرہ کیے رہا۔ لیکن سر نہ ہوا۔ روزانہ لڑائی ہوتی تھی نتیجہ کچھ نہیں نکلتا تھا۔ چنگیز خاں نے فوج کو حکم دیا کہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لائے اور اس کو قلعہ کے مقابل جمع کر کے اس پر مٹی ڈالے پھر اس پر لکڑیاں رکھے اور مٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالے۔ یہاں تک کہ قلعی کی بلندی کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ بن جائے۔ فوج نے نہایت تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ اہل قلعہ نے اپنی ہلاکت اور قلعہ کے فتح ہونے کا یقین کر کے دروازہ کھول دیا۔ دفعتہً حملہ کرتے ہوئے نکل آئے۔ سواروں کا رسالہ مارنے دھاڑنے نکل گیا۔ پہاڑوں اور جنگلوں کو طے کرتا ہوا بچ گیا۔ باقی رہے پیادے وہ مار ڈالے گئے۔ تاتاریوں نے شہر اور قلعہ میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا جسے دیکھا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا۔

مرو اور ساوا پر فوج کشی: اس کے بعد چنگیز خاں نے اپنے داماد قفچاق قوین کو خراسان، مرو اور ساوا کی جانب روانہ کیا اگرچہ قفچاق انہیں لڑائیوں میں کام آ گیا لیکن تاتاریوں نے محاصرہ سے ہاتھ نہ کھینچا۔ برابر حصار کیے ہوئے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ کامیاب ہو گئے۔ خون کی ندیاں بہا دیں دیہات قصبات اور شہر ویران ہو گئے۔ ہو کا عالم ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان معرکوں میں ستر ہزار سے زیادہ آدمی قتل کیے گئے۔ مردوں کی ہڈیوں کے بڑے بڑے ٹیلے بن گئے۔

اختیار الدین زنگی بن عمر: سرداران بنو حمزہ جس زمانہ میں خوارزم شاہ تکش نے خوارزم پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ سے خوارزم میں تھے تاتاریوں کے مظالم سن کر اختیار الدین زنگی بن عمر بن حمزہ کو خوارزم کی حفاظت کے لیے واپس کیا چنانچہ اس نے خوارزم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور نظم و نسق اور شہر پناہ کی درستگی میں مصروف ہوا۔

مرو کی تسخیر: خراسان کے سر ہونے کے بعد چنگیز خاں نے اپنے بیٹے کو شہر مرو کے سر کرنے کے لیے روانہ کیا اور ان مسلمانوں کو بھی اس مہم پر جانے کا حکم دیا۔ جن کے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بادل ناخواستہ بخوف جان و آبرو تاتاری لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مرو میں اس وقت ان باقی ماندہ لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا جو گذشتہ لڑائیوں میں تاتاریوں کے قتل سے بچ گئے تھے جن کی تعداد دو لاکھ سے زاید تھی۔ مرو کے باہر ان لوگوں نے صف آرائی کی اور اپنی کامیابی میں ذرا بھی شک و شبہ نہ کرتے تھے۔ تاتاریوں نے پہنچ کر جنگ چھیڑ دی۔ معرکہ کارزار شروع ہو گیا جس قدر ثابت قدمی سے مسلمانوں نے مقابلہ کیا اس سے کہیں زیادہ تاتاریوں نے اپنی ثابت قدمی کا ثبوت دیا نہایت استقلال سے لڑتے رہے۔ بالآخر چھٹے دن مسلمانوں نے میدان جنگ چھوڑ دیا۔ تاتاری نہایت بے رحمی سے قتل کرنے لگے۔ پانچ دن تک شہر کا محاصرہ کیے رہے۔ حاکم مرو کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ امان دینے کا وعدہ کیا۔ حاکم مرو نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا اور خود تاتاری دربار میں حاضر ہوا۔

چنگیز خاں کا ظلم و جور: چنگیز خاں کے بیٹے نے اولاً نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا۔ خلعت دیا اس کے بعد حاکم مرو کو حکم دیا کہ جائزہ کی غرض سے اپنے لشکر کو حاضر کرو۔ جوں ہی تمام لشکر آ گیا گرفتار کر لیا لشکر کی گرفتاری کے بعد حاکم شہر سے رؤساء شہر، تجار، کاریگران اور مہاجنوں کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کرائیں اور ان سب کو مع اہل و عیال حاضری کا حکم دیا۔ چنگیز خاں سونے کی کرسی پر بیٹھا اور اس فوج کو پیش کرنے کا اشارہ کیا جو اس کے حکم سے گرفتار کی گئی تھی۔ چنگیز خاں نے بلا پس و پیش ان لوگوں کی گردن زدنی کا حکم صادر کیا۔ بات کی بات میں قتل کر دیے گئے امراء، رؤساء، تجار اور مہاجنوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا گیا کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کیے گئے۔ بعض تو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زدوکوب کے صدمہ سے مر گئے۔ اور بعض مال نہ دینے کی وجہ سے زندہ قبروں میں دفن کر دیئے گئے۔ حصول زر کی آرزو میں مردوں کی قبریں کھود ڈالیں۔ غرض کہ روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے جو جو مظالم کر سکتے تھے کیے۔ عوام الناس کو جن میں مرد بھی تھے۔ عورتیں بھی تھیں اور بچے بھی تھے۔ لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔ اس قتل عام اور غارت گری سے فارغ ہو کر شہر میں آگ لگا دی۔ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ مال ہی کی تلاش اور جستجو میں سلطان سنجر کی قبر کو کھود ڈالا۔ اس واقعہ کے چوتھے دن باقی ماندہ اہل شہر پیش ہوئے جو اس وقت تک ان تاتاریوں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ چنگیز خاں نے ان لوگوں کے بھی قتل کا حکم دے دیا۔ جن کی تعداد سات ہزار سے کم نہ تھی۔

نیشاپور کا تاراج: مرو کو تاراج کر کے نیشاپور کی طرف بڑھے۔ پانچ روز تک محاصرہ کیے رہے' چھٹے روز تلوار کے زور سے شہر فتح کر لیا۔ نیشاپور والوں کے ساتھ وہی سلوک کیے جو انہوں نے اہل مرو کے ساتھ کیے تھے بلکہ بعض بعض مظالم کا یہاں اور اضافہ ہوا۔ پندرہ روز نیشاپور میں ٹھہرے رہے قتل و غارت گری کا بازار گرم رہا۔

مقبروں کا انہدام: نیشاپور سے فارغ ہو کر چنگیز خاں نے اپنے لشکر کا ایک حصہ طوس کی طرف روانہ کیا طوس میں بھی وہی مظالم کیے جس کے وہ عادی ہو رہے تھے۔ شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا کے مشہد کو گرا ڈالا۔ خلیفہ رشید کے مقبرے کو زمین دوز کر دیا۔ قتل و غارت گری کرتے ہوئے ہرات کی جانب بڑھے۔ ہرات ایک محفوظ مقام تھا۔ دس دن تک محاصرہ کیے رہے۔ آخر کار یہ بھی سر ہو گیا۔ بہت سوں کو قتل کیا' جو باقی رہ گئے انہیں امان دی اور ان پر ایک شحنہ مقرر کر کے جلال الدین منکبرس سلطان خوارزم شاہ سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اہل ہرات پر مظالم: تاتاریوں کی روانگی کے بعد اہل ہرات نے ان کے شحنہ کو مار ڈالا۔ جس وقت تاتاری جلال الدین سے شکست کھا کر واپس ہوئے اور شحنہ کے قتل کا واقعہ سنا بھڑکے گئے۔ ہرات میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ مکانوں میں آگ لگا دی۔ شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔ ہرات کے نواح میں غارتگری کا بازار گرم ہو گیا المختصر ہرات اور اس کے نواح کو تاراج کر کے چنگیز خاں کے پاس طالقان چلے آئے چنگیز خاں طالقان میں خاموش نہیں بیٹھا تھا بلکہ صوبہ خراسان کے بقیہ شہروں کو تاراج کرنے کے لیے فوجیں بھیج رہا تھا جو یکے بعد دیگرے شہروں کو تاراج کر رہی تھی یہاں تک کہ تمام صوبہ خراسان برباد و تباہ ہو گیا۔ یہ مظالم جو تاتاریوں نے خراسان میں کیے ۶۱۷ھ میں کیے۔ اہل خراسان اکثر فنا ہو گئے' جو باقی رہ گئے وہ دوسرے شہروں میں جا کر قیام پذیر ہوئے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

سلطان جلال الدین منکبرس: جس وقت سلطان خوارزم شاہ محمد بن تکش نے دریائے طبرستان کے ایک جزیرے میں جان دی۔ اس کی اولاد جلال الدین منکبرس کی ماتحتی میں جو کہ ان میں سب سے بڑا تھا' خوارزم کی طرف روانہ ہوئی۔

خوارزم پر ترکمان خاتون مادر خوارزم شاہ محمد بن تکش کی واپسی کے بعد عیاروں میں سے ایک شخص قابض ہو گیا تھا اور اس نے خوارزم پر پورے طور سے قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ رعایا کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی' اوباشوں کی بن آئی۔ لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مال وزر پر دست درازی کرنے لگے۔ اتنے میں شاہی دیوان کے امراء خوارزم پہنچے اور انہوں نے سلطان کی موت کی خبر مشہور کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ جلال الدین اور اس کے بھائی خوارزم آ رہے ہیں۔ اوباش اور لٹیرے یہ سن کر بھاگ گئے۔ جلال الدین اپنے بھائیوں کے ساتھ خوارزم پہنچ گیا۔ چاروں طرف سے مسلمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ سات ہزار لشکر جمع ہو گیا۔ اس لشکر میں زیادہ تر قبیلہ بیاروت کے سپاہی تھے جو مادر خوارزم شاہ (ترکمان خاتون) کے اعزا و اقارب تھے۔ یہ لوگ اولاغ شاہ کی طرف مائل ہو گئے اس کا سبب یہ تھا کہ یہ ان کی بہن کا لڑکا تھا جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔

تاتاریوں کا خوارزم پر حملہ: القصہ ان لوگوں نے جلال الدین پر حملہ کرنے اور اسے معزول کرنے کا مشورہ کیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدین کو اس کی خبر لگ گئی۔ تین سو سواروں کے ساتھ خراسان کا راستہ لیا۔ نسا کے بے آب و گیاہ بیابان کی طرف چلا۔ تاتاریوں کے ایک دستہ فوج سے مقابلہ ہوگیا۔ جلال الدین نے انہیں شکست دے دی۔ تاتاریوں کا شکست خوردہ لشکر نساء میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ نساء میں اس وقت اختیار الدین زنگی بن محمد بن عمر بن حمزہ خوارزم سے واپس ہو کر قیام پذیر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں نساء کا نظم و نسق اختیار الدین کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بقیہ تاتاریوں کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ جلال الدین کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ امداد کی درخواست کی' جلال الدین نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بعد تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر جلال الدین کی روانگی کے تیسرے دن خوارزم پہنچا۔ قطب الدین اولاغ شاہ اور اس کے دوسرے بھائی خوارزم سے بھاگ نکلے۔ تاتاریوں نے تعاقب کیا۔ قطب الدین اولاغ شاہ نیشاپور ہو کر گزرا۔ اختیار الدین والیٔ نساء ساتھ ہو لیا۔

قطب الدین اولاغ شاہ کا قتل: تاتاریوں نے نواح خراسان میں ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا۔ ہنگامہ کارزار شروع ہو گیا اولاغ شاہ مارا گیا۔ تاتاریوں نے اس کے مال و متاع اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اولاغ شاہ کا مال و اسباب عام فوجیوں اور کاشتکاروں کے ہاتھ لگا جسے ان لوگوں نے نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر ڈالا۔ اختیار الدین زنگی نسا واپس آیا اور خود مختار حکومت کرنے لگا لیکن شاہ کے لقب سے اپنے کو ملقب نہ کیا جلال الدین نے نساء کی گورنری کی سند حکومت بھیج دی چنانچہ اختیار الدین نے اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔

جلال الدین منکبرس کی مراجعت غزنی: اس کے بعد جلال الدین کو یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں نے نیشاپور پر چڑھائی کی ہے۔ اور چنگیز خان طالقان میں ہے[1] ..... نائب ہرات رکاب میں روانہ ہوا۔ سلطان خوارزم شاہ کا ماموں زاد بھائی دس ہزار فوج کے ساتھ تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ کر جبستان کی طرف چلا۔ اہل جبستان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ ناچار واپس ہوا۔ جلال الدین نے بلا کر اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ اور تاتاریوں پر حملہ کی تیاری کر دی اس وقت تاتاری قلعہ قندھار پر محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ سخت خونریز جنگ ہوئی ایک شخص بھی ان میں سے جانبر نہ ہوا۔ جلال الدین غزنی کی طرف واپس ہوا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضاء الملک شرف الدین کا قتل: غزنی پر قربوشت والی غور اس زمانے سے قابض ہو گیا تھا جب کہ والی غزنی جلال الدین کے پاس والی سجستان کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لیے گیا تھا۔ صلاح الدین نسائی نے اس سے مطلع ہو کر غزنی پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ قلعہ غزنی پر قبضہ حاصل کر کے قربوشت کو مار ڈالا اور شہر غزنی پر بھی قابض ہو گیا[1]..... رضاء الملک شرف الدین بن امور نے اس سے مخالفت کی اور اسے بھی نیچا دکھا کر غزنی کا حاکم بن گیا۔ جب جلال الدین کو تاتاریوں پر بمقام قندھار کامیابی ہوئی اور مظفر و منصور غزنی واپس آیا تو رضاء الملک کو قتل کر کے غزنی پر قبضہ کر لیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ یہ واقعہ ۶۱۸ھ کا ہے۔

تاتاریوں کا خوارزم پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ جیحون سے خوارزم شاہ کے بھاگنے کے بعد چنگیز خاں نے اپنی فوج کو ملک گیری اور تاراج کرنے کی غرض سے تمام ملک میں پھیلا دیا۔ چنانچہ ایک بڑی فوج خوارزم کو سر کرنے کے لیے بھی روانہ کی خوارزم کو خوارزم شاہ کے پایہ تخت ہونے کی عزت حاصل تھی۔ فوج بھی کثرت سے یہیں رہتی تھی۔ تاتاری لشکر چنگیز خاں کے بیٹے جبطائی اور اریطائی کی ماتحتی میں خوارزم کی طرف بڑھا۔ پانچ ماہ کامل محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ لڑائی برابر ہوتی رہی۔ منجنیقیں شب و روز چلتی رہیں لیکن کامیابی کی صورت دکھائی نہ دی۔ چنگیز خاں سے امداد کی درخواست کی۔ چنگیز خاں نے پے در پے متعدد فوجیں کمک پر بھیجیں۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا اور شہر کے ایک جانب کو فتح کر لیا۔ اس سمت کا سر ہونا تھا کہ یکے بعد دیگرے محلات فتح ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ پورے شہر خوارزم پر تاتاریوں کا قبضہ ہو گیا اس وقت ان تاتاریوں نے اس کھڑکی کو کھول دیا جو جیحون کے پانی کو شہر میں آنے سے روکتا تھا۔ کھڑکی کا کھولنا تھا کہ دفعتہً سیلاب آ گیا۔ سارا شہر غرق ہو گیا پس اہل شہر تاتاریوں کی تلواروں اور سیلاب جیحون پر تقسیم ہو گئی کوئی بھی جانبر نہ ہوا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ نسائی کاتب کا بیان ہے ''دوش خاں بن چنگیز خاں نے اہل خوارزم کو امان دی تھی اہل شہر نے اس اطمینان پر شہر کا دروازہ کھولا۔ اور اس کے پاس آئے۔ اس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۶۱۷ھ کا ہے۔

قصہ مختصر تاتاری قزاق، خراسان اور خوارزم کے تاراج سے فارغ ہو کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس طالقان واپس آئے۔

آبناخ خاں اور اختیار الدین: آبناخ خوارزم شاہ کی حکومت کے زمانے میں ممتاز امراء اور ارکین دولت میں سے تھا خوارزم شاہ نے اسے دوبارہ بخارا کی گورنری پر مامور کیا تھا جب تاتاریوں نے بخارا کو سر کر لیا۔ جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں تو آبناخ بخارا چھوڑ کر سنسان میدان کی طرف بھاگ گیا۔ بحال پریشان مرتا کھپتا نواح نساء میں جا کر دم لیا۔ اختیار الدین والی نساء نے خط و کتابت شروع کی، نساء میں داخل ہونے کی درخواست کی، آبناخ نے صاف انکار کر دیا۔ اختیار الدین خود آبناخ سے ملنے آیا اور ضروری چیزوں سے اس کی امداد کی۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشخوان کا محاصرہ: نساء کے قصبات میں سے ایک قصبہ بشخوان تھا جس کا رئیس ابوالفتح نامی ایک شخص تھا اس نے تاتاریوں کی سازش اور پشت پناہی سے خوارزم کے شحنہ کو خط لکھا' آبناخ کو زیر کرنے کی غرض سے فوجیں بھیجیں' آبناخ نے اسے شکست دی اور نہایت برے طور سے پائمال کیا۔ بشخوان پر محاصرہ کیا اور بزور تیغ اسے فتح کرلیا۔ اثناء محاصرہ میں ابوالفتح مرگیا۔ آبناخ نے ابیورد کا قصد کیا۔

اختیار الدین زنگی کی وفات: ابیورد اور مرو کے درمیانی شہروں پر تاج الدین بن عمر بن مسعود قابض ہو رہا تھا۔ اکابر امراء کی ایک جماعت اس کا دایاں بازو بنی ہوئی تھی۔ حسب ضرورت وقت پر فوجیں بھی موجود تھیں۔ آبناخ نے چھیڑ چھاڑ مناسب نہ سمجھی نساء واپس آیا۔ اس وقت اس کا گورنر اختیار الدین زنگی جاں بحق تسلیم کر چکا تھا اور اس کے چچا کا لڑکا عمدۃ الدین حمزہ بن محمد بن حمزہ نساء پر حکومت کر رہا تھا۔ آبناخ نے اس سے ۶۱۸ھ کے خراج کا مطالبہ کیا اور جب اس نے دینے سے انکار کیا تو شروان کی طرف روانہ ہوا۔ شروان میں ایکجی بہلوان حکومت کر رہا تھا۔

آبناخ خاں اور تاتاریوں کی جنگ: آبناخ نے ایکجی بہلوان کو نیچا دکھا کر شروان پر قبضہ کرلیا۔ ایکجی بہلوان بحال پریشان جلال الدین منکبرس کے پاس ہندوستان چلا گیا اور آبناخ خاں آہستہ آہستہ خراسان پر قابض ہو گیا۔ تکین بن بہلوان کا مرو پر قبضہ تھا۔ آبناخ نے جیحون کو عبور کیا۔ تاتاری شحنہ پر بخارا میں دفعتہً چھاپہ مارا۔ تاتاریوں نے ۶۰۷ھ میں بزور تیغ آبناخ کو پیچھے ہٹا دیا' شروان کی واپس ہوا تاتاری تعاقب میں تھے چنانچہ جرجان پہنچ کر آبناخ کو گھیر لیا۔ لڑائی ہوئی' اس معرکہ میں بھی تاتاریوں کو فتح نصیب ہوئی میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ کے پاس رے میں جا کر پناہ لی اور اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ وفات پائی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدین غور شاہ بن خوارزم شاہ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جب سلطان خوارزم شاہ نے اپنے لڑکوں پر ملکوں کو تقسیم کیا تھا تو عراق کو رکن الدین غور شاہ کے حصہ میں دیا تھا جب سلطان خوارزم شاہ رے کی جانب بھاگا تو اس کا بیٹا غور شاہ اس سے مل کر رے سے کرمان گیا۔ نو مہینہ کرمان پر قابض رہا جب اسے یہ خبر لگی کہ جلال الدین محمد بن آبہ قزوینی جو اس وقت ہمدان میں ہے عراق پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور بہت سے امراء و سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے ہیں اور مسعود بن صاعد قاضی اصفہان بھی مل گیا ہے تو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے اصفہان پہنچ کر قبضہ کرلیا۔ قاضی مسعود' اتابک سعد بن زنگی والیٔ فارس کے پاس بھاگ گیا اور اس کے سایہ عاطفت میں پناہ گزیں ہوا۔

رکن الدین غور شاہ اور تاتاریوں کی جنگ: رکن الدین غور شاہ نے ہمدان کو سر کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ لیکن یہ فوجیں بلا جنگ و جدال ہمت ہار کر واپس آئیں۔ رکن الدین غور شاہ رے کی جانب واپس ہوا یہاں پر ایں گل دیگر شگفت کا مضمون ہو رہا تھا۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کا ایک گروہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہا تھا۔ رکن الدین غور شاہ کو فرقہ اسمٰعیلیہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ تاتاریوں کا ٹڈی دل لشکر آ پہنچا۔ قلعہ راوند میں اس کا محاصرہ کرلیا۔ نہایت سخت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لڑائی شروع ہوئی۔ رکن الدین غور شاہ بھی کمال مردانگی سے تیغ سپر ہوا۔ تاتاریوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور ناکام واپس آئے۔

ابن آبہ اور تاتاری: ابن آبہ والیٔ ہمدان نے تاتاریوں سے امان کی درخواست کی۔ تاتاریوں نے اسے امان دی اور ہمدان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کی جگہ علاء الدین شریف حسین کو ہمدان کی حکومت پر مامور کیا۔

غیاث الدین تیر شاہ بن خوارزم شاہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک اپنے بیٹے غیاث الدین تیر شاہ کو کرمان اور کیش کی حکومت عطا کی تھی لیکن وہ کسی وجہ سے اپنے باپ کے عہد حکومت میں کرمان نہ گیا جب تاتاریوں نے قزوین پر حملہ کیا تو غیاث الدین تیر شاہ نے نواح اصفہان میں ماروت نامی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ والی قلعہ نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ چند روز بعد اصفہان واپس آیا جس وقت لٹیرے تاتاری آذربائیجان کی طرف سیلاب کی طرح بڑھ رہے تھے۔ اصفہان ہو کر گذرے اور اس پر محاصرہ کیا اہل اصفہان نے قلعہ بندی کر لی۔ تاتاریوں کی کچھ پیش نہ گئی آخر ۶۲۰ھ تک غیاث الدین تیر شاہ یہاں مقیم رہا۔ جب اس کا بھائی رکن الدین غور شاہ کرمان سے اصفہان آیا تو غیاث الدین تیر شاہ، رکن الدین غور شاہ سے ملا۔ اور کرمان پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور تحریک کی۔ چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے کرمان پر قبضہ حاصل کر لیا پھر جب رکن الدین غور شاہ مارڈالا گیا تو غیاث الدین تیر شاہ عراق چلا آیا۔

امیر بقاط بستی کی اسیری و رہائی: جس وقت رکن الدین غور شاہ کو اس کے باپ خوارزم شاہ نے عراق کی حکومت عطا کی تھی تو امیر بقاط بستی کو رکن الدین غور شاہ کی وزارت کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا۔ امیر بقاط بستی نے حکومت پر قابو حاصل کر لیا۔ رکن الدین غور شاہ نے اپنے باپ خوارزم شاہ سے شکایت کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈالنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ رکن الدین غور شاہ نے امیر بقاط بستی کو گرفتار کر کے قلعہ سرجہاں میں قید کر دیا۔ جب رکن الدین غور شاہ مارڈالا گیا تو نائب قلعہ اسد الدین حولی نے امیر بقاط بستی کو رہا کر دیا۔ امراء اور فوج کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔ غیاث الدین تیر شاہ کو خطرہ پیدا ہوا۔ میل جول پیدا کیا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا۔ لیکن اپنی بہن کو عروسی میں جانے سے روک لیا۔

جنگ امیر بقاط بستی و ازبک خاں: رکن الدین غور شاہ کے قتل کے بعد اصفہان کی حکومت پر ازبک خاں نامی ایک شخص قابض ہو گیا تھا۔ ایک فوج اس کی رکاب میں جمع ہو گئی تھی۔ امیر بقاط بستی نے ازبک خاں پر حملہ کیا۔ ازبک خاں نے غیاث الدین تیر شاہ سے امداد کی درخواست کی غیاث الدین تیر شاہ نے اپنے ایک امیر دولۃ الملک کی ماتحتی میں ایک فوج ازبک خاں کی کمک پر بھیج دی یہ کمک نہیں پہنچنے پائی تھی کہ امیر بقاط بستی نے ازبک خاں پر حملہ کر کے شکست دے دی اور اثناء دار و گیر میں اصفہان کے باہر میدان جنگ میں مارڈالا۔ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

غیاث الدین تیر شاہ کا محاصرہ اصفہان: دولۃ الملک غیاث الدین کے پاس واپس آیا غیاث الدین کو امیر بقاط بستی کا یہ فعل ناگوار گزرا فوجیں آراستہ کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی۔ قاضی اصفہان اور صدر الدین رئیس نے اطاعت قبول کی۔ امیر بقاط بستی بھی مطیع ہو گیا اور غیاث الدین تیر شاہ کو راضی کر لیا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے اپنی بہن کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسم رخصتی ادا کر دی۔ عراق، ماژندران اور خراسان کا واحد حکمران ہو گیا۔ ماژندران اور اس کے صوبہ پر دولۃ الملک کو متعین کیا اور صوبہ ہمدان کی حکومت امیر بقا طابستی کو عطا کی۔

اس کے بعد غیاث الدین تیر شاہ نے آذربائیجان پر حملہ کیا۔ مراغہ پر متعدد چھاپے مارے، ازبک بن بہلوان والی آذربائیجان نے صلح کے مراسلات بھیجے، ردوکد کے بعد صلح ہو گئی۔

امیر بقا طابستی کی بغاوت و سرکوبی: امیر بقا طابستی نے نہایت کم مدت میں غیاث الدین تیر شاہ کی حکومت و سلطنت پر قابو حاصل کر لیا دماغ پھر گیا خود مختار حکومت کی سوجھی۔ مراسم اتحاد کو خیر باد کہہ کر آذربائیجان کا قصد کیا۔ آذربائیجان میں دونمک حرام غلام ازبک بن بہلوان کی مخالفت پر پہلے سے تلے ہوئے تھے یہ دونوں امیر بقا طابستی سے مل گئے اور بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا غیاث الدین تیر شاہ ان کی گوشمالی کے لیے نکلا اور لڑ کر نیچا دکھا دیا۔ مغلوب ہو کر واپس ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ[1] ... خلیفہ بغداد کے اشارے سے امیر بقا طابستی غیاث الدین تیر شاہ کی مخالفت پر اٹھا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

غیاث الدین تیر شاہ اور آبناخ: مقام جرجان میں آبناخ نائب بخارا جنگ تاتار سے نجات پا کر غیاث الدین تیر شاہ کی خدمت میں باریاب ہوا۔ غیاث الدین تیر شاہ نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان کا ماموں دولت ملک اور اس کے بھائی نے آبناخ کی جا و بے جا شکایت کی۔ طرح طرح کے الزامات لگائے۔ غیاث الدین تیر شاہ نے التفات نہ کی بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کر اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ یہ دونوں ناراض ہو کر چلے آئے۔

جنگ امیر بقا طابستی و تاتار: دولت ملک تاتاریوں کے لشکر میں جا کر مل گیا اور اس کے ساتھ مرو اور زنجان پر جنگ کرنے کے لیے گیا۔ اسی لڑائی میں کام آ گیا اس کا بیٹا برکہ خان، ازبک خان کے پاس آذربائیجان چلا گیا اس کے بعد تاتاری فوج نے امیر بقا طابستی پر حملہ کیا امیر بقا طابستی کو شکست ہوئی۔ کرم جا کر پناہ لی اور اس کے بقیہ ہمراہی غیاث الدین تیر شاہ کے پاس چلے گئے۔ تاتاری فوج لوٹ مار کرتی ماوراء جیحون کی طرف واپس ہوئیں جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ والیٔ فارس سعد الدین زنگی اور اہل اصفہان نے جس وقت کہ ان کو والیٔ فارس سے شکست مل چکی تھی۔

غیاث الدین تیر شاہ کا قلعہ جات اصطخر و حرہ پر قبضہ: غیاث الدین تیر شاہ سے خط و کتابت شروع کی۔ چنانچہ غیاث الدین تیر شاہ اہل اصفہان کی تحریک پر سعد الدین بن زنگی کو زیر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ قلعہ اصطخر میں اسے گھیر لیا اور تلوار و نیزہ کے زور سے فتح کر کے قبضہ کر لیا۔ اصطخر کو فتح کر کے شیراز کی طرف بڑھا اور اسے بھی سر کر لیا۔ اس کے بعد قلعہ حرہ کا محاصرہ کیا اہل قلعہ نے امان کی درخواست کی۔ صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ آبناخ خان نے اسی مقام پر انتقال کیا اور وہیں شعب سلیمان میں سپرد زمین ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج گازرون کو سر کرنے کے لیے روانہ کی گئی۔ گازرون بھی بزور تیغ فتح ہو گیا۔ سخت خونریزی ہوئی۔ نواح بغداد کا قصد کیا۔ اربل اور بلاد جزیرے سے بے شمار فوجیں

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع ہو کر آ گئیں۔ غیاث الدین تیر شاہ سے صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ غیاث الدین تیر شاہ عراق واپس آیا۔

جلال الدین منکبرس اور تاتار: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ خوارزم شاہ نے بوقت تقسیم ملک جلال الدین منکبرس کے حصہ میں غزنی، بامیان، غور، بست کھیاباد اور جو مقامات ہندوستان کے اس سے ملے ہوئے تھے، دیئے تھے، جلال الدین منکبرس نے ان مقامات پر اپنی طرف سے بطور نائب[1] . . . کو مقرر کیا تھا۔ اور غزنی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ جب سلطان خوارزم شاہ کو تاتاریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو حربوشہ والی غور نے جلال الدین کے نائب سے غزنی کو چھین لیا۔ جب جلال الدین نیشاپور سے غزنی کی طرف بھاگا اور تاتاری بلاد خراسان پر قابض ہو گئے، امراء، رؤساء خراسان بھی بہ خیال حفظ ناموس بھاگ نکلے۔ جلال الدین کے پاس جا کر پناہ لی۔

تاتاریوں کی شکست: نائب ہرات امین الملک نے سلطان کے ماموں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گیا۔ اس واقعہ کو ہم محاصرہ بجستان کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں چند روز بعد اس نے سلطان جلال الدین کی اطاعت قبول کر لی۔ سیف الدین بقراق خلجی، اعظم ملک بلخی، مظہر اور حسن، سلطان سے آ ملے۔ ان میں سے ہر ایک کی رکاب میں تیس ہزار نبرد آزما موجود تھے۔ سلطان کے موکب ہمایوں میں بھی اسی قدر فوج تھی۔ سب نے متفقہ اور مجموعی قوت سے تاتاریوں پر جس وقت کہ وہ قلعہ قندھار کا محاصرہ کیے تھے حملہ کیا۔ اس معرکہ میں تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ بقیہ بھاگ کر اپنے بادشاہ چنگیز خاں کے پاس پہنچے۔

معرکہ شروان: چنگیز خان نے ایک بڑی فوج اپنے بیٹے طولی خاں کی سرکردگی میں جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے روانہ کی۔ مقام شروان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ جلال الدین نے نہایت مردانگی سے مقابل کیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی۔ طولی خاں بن چنگیز خاں معرکہ کارزار میں مارا گیا تاتاری فوج تتر بتر ہو گئی۔ سلطان جلال الدین کے لشکر میں تقسیم مال غنیمت پر جھگڑا ہو گیا۔ سیف الدین بقراق، اور امین الملک نائب ہرات سے بھی اسی معاملہ میں جھگڑا ہو گیا۔ امین الملک نے عراق کا راستہ لیا۔ اعظم ملک اور مظفر ملک بھی لڑ پڑے۔ ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اسی ہلڑ میں بقراق کا بھائی مارڈالا گیا۔ بقراق ناراض ہو کر ہندوستان کی طرف واپس ہوا۔ اس کے ہمراہی ساتھ ہو لیے۔ جلال الدین نے ہر چند ملانے اور واپس لانے کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوئی اور ایک بھی واپس نہ ہوا۔

جنگ جلال الدین منکبرس اور چنگیز خاں: اس شکست کی چنگیز خاں کو اطلاع ہوئی تمام تاتاریوں کے گروہ کو جمع کیا اور مسلح کر کے جلال الدین منکبرس سے لڑنے کے لیے چلا۔ جلال الدین بھی چنگیز خاں کے ارادے سے آگاہ ہو کر مقابلے کے لیے نکلا۔ چنگیز خاں کے مقدمۃ الجیش (ہراول) سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ سخت خونریز جنگ کے بعد جلال الدین کو فتح نصیب ہوئی۔ تاتاریوں میں سے صرف چند افراد جانبر ہوئے۔

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلال الدین میدان جنگ سے واپس ہو کر نہر سندھ پر مقیم ہوا۔ تمام امراء اور سرداران کو جو اس سے منحرف ہو گئے تھے۔ اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابھی ایلچی واپس نہیں ہوا تھا کہ چنگیز خاں نے جلال الدین پر حملہ کر دیا۔ تین شب روز جنگ کے بعد جلال الدین کو شکست ہوئی۔ امین الملک اپنے باپ کے پاس قتل ہوا۔ سلطانی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ تاتاریوں نے نہر سندھ عبور کرنے سے روک ٹوک شروع کی۔ بہت سے شکست خوردہ نہر میں ڈوب کر مر گئے۔ بہت سوں کو تاتاریوں نے اپنی خوں آشام تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔

جلال الدین منکبرس کی شکست وفرار: سلطان جلال الدین کا بیٹا جس کی عمر سات برس کی تھی۔ تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گیا۔ تاتاریوں نے اس بچہ کو بھی مار ڈالا۔ جلال الدین میدان جنگ سے بھاگ کر کنارہ نہر پر پہنچا اور تاتاری تعاقب میں تھے جلال الدین نے اپنی عورتوں کو قتل کر کے گھوڑ اور یا میں ڈال دیا۔ تیر کر دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ اس کی فوج سے صرف تین سو سوار چار سو پیادے اور چند سردار جانبر ہوئے تین دن کے بعد گرتے پڑتے سلطان کی خدمت میں پہنچے۔ سلطان کے بعض خاص الخواص امیروں نے اس واقعہ جاں گداز سے مطلع ہو کر ایک کشتی جس میں کھانا' کپڑے اور تمام ضروری اشیاء تھیں سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ جس سے ان لوگوں کی حاجت پوری ہوئی۔

اعظم ملک کسی قلعہ میں جا کر روپوش ہوا۔ چنگیز خاں نے مطلع ہو کر محاصرہ کیا اور تلوار کے زور سے فتح کر کے اسے اور تمام ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ قلعہ میں تھے' بھیڑ بکری کی طرح ذبح کر ڈالا۔

غزنی کا تاراج: اس کے بعد تاتاری لشکر نے غزنی کا قصد کیا غزنی بھی فتح ہو گیا لوگوں کو قتل کیا۔ جسے جہاں پایا مار ڈالا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ غرض یہ کہ غزنی اور تمام نواح غزنی ایسا تاراج ہوا کہ گویا اس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

ان واقعات کی اطلاع والیٔ جبل جردی (بلاد ہندوستان) کو ہوئی۔ جلال الدین سے اپنا پرانا کینہ نکالنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ جلال الدین اور اس کے ہمراہی تاتاریوں کی جنگ سے تھک گئے تھے اس وجہ سے جنگ کے موقع پر نہ آئے۔ والیٔ جبل جردی ناکام واپس ہوا۔ جلال الدین کے ایک مصاحب نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور انہیں شکست فاش دے کر ان پر مسلط ہو گیا۔ ہندوستان کا نائب السلطنت بہ نرمی اور مہربانی پیش آیا۔ تحائف اور نذرانے نذر کیے واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔

جلال الدین منکبرس ہندوستان میں: جلال الدین منکبرس کے سرداران لشکر کا ایک گروہ فوج کے ساتھ دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں سے امین الملک کی لڑکی' شمس الملک (جو جلال الدین منکبرس کا اس کے باپ کے زمانے میں وزیر تھا) اور قزل خاں ابن امین الملک ذکر کے قابل ہیں۔ قزل خاں شہر کلورا میں جا کر پناہ گزین ہوا تھا۔ کلورا کے گورنر نے اسے قتل کر ڈالا۔ اور قباچہ نے شمس الملک کا کام اس وجہ سے تمام کر دیا کہ اسے خطرہ پیدا ہوا تھا کہ یہ جلال الدین کو اس کی حرکات وسکنات سے مطلع کر دے گا۔ امین الملک نے جلال الدین کو اس کی اطلاع کر دی' تھوڑے دن بعد اس کے بھائی (غیاث الدین) کے سرداران لشکر اس کی خدمت میں آ گئے جس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ سے اس کی قوت بڑھ گئی شہر کلورا پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور سر کر لیا۔ اس کے بردتر توخ کو بھی اسی طرح فتح کیا۔ قباچہ نے جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے فوجیں فراہم کیں۔ جلال الدین کو اس کی خبر لگ گئی فوراً دھاوا کر دیا' قباچہ مقابلہ پر نہ آیا مورچہ اور کیمپ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ جلال الدین نے جو کچھ لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔ لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ لاہور میں قباچہ کا لڑکا تھا۔ قلعہ بند ہو گیا۔ پھر اس امر کو محسوس کر کے کہ مقابلے کی قوت نہیں ہے۔ صلح کا پیام دیا۔ ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر تستشان پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ فخر الدین سلادی قباچہ کا نائب اس شہر کا والی تھا۔ اس نے اطاعت قبول کی۔ شاہی اقتدار کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد اوجا پر حملہ کیا۔ محاصرہ ڈالا۔ اہل اوجا نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ جانس کا محاصرہ کیا۔

جلال الدین منکبرس اور شمس الدین التمش: بادشاہان ہندوستان میں سے شمس الدین التمش نامی ایک بادشاہ جو شہاب الدین غوری کا غلام تھا اس شہر کا حاکم تھا اس نے جلال الدین سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور جلال الدین کی حکومت کی اطاعت قبول کی' اہل شہر بھی مطیع ہو گئے' جلال الدین نے چند روز یہاں قیام کیا۔ التمش نے تیس ہزار سوار' ایک لاکھ پیادے اور تین سو زنجیر فیل سے حملہ کیا۔ جلال الدین بھی اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ مقدمۃ الجیش (ہراول) پر جہاں بہلوان ازبک تھا دونوں فریق کے ہراول غلط راستہ پر چلے گئے۔ ایک کی دوسرے سے مڈبھیڑ نہ ہوئی۔ التمش نے صلح کا پیام بھیجا جلال الدین مصالحت پر مائل ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد التمش' قباچہ اور تمام ملوک ہند متفق ہو کر جلال الدین سے لڑنے کے لیے نکلے۔ جلال الدین جنگ پہلو تہی کر گیا اور ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر قبضہ کر لیا تھا اپنی طرف سے جہاں بہلوان کو مقرر کر کے ہندوستان سے روانہ ہوا۔ نہر عبور کر کے غزنی کی طرف چلا۔ غزنی اور غور پر امیر وفا ملک کو جس کا نام حسن مزلف تھا مامور کر کے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ یہ واقعہ ۶۲۱ھ کا ہے۔ دو برس ہندوستان سے مراجعت کو ہو گئے تھے۔

خود مختار امراء اور سلطان غیاث الدین: جس وقت جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ غیاث الدین کے پاس کرمان میں بچی بچائی فوج آ کر جمع ہوئی غیاث الدین نے انہیں مسلح کر کے عراق کا قصد کیا۔ چنانچہ خراسان اور مازندران پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ لہو ولعب اور عیش وعشرت میں ڈوب گیا۔ کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا۔ گورنروں نے ملک کو دبا لیا۔ قائم الدین نے نیشاپور پر خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یقز بن ایلچی بہلوان' شروان دبا بیٹھا۔ نیال نے خطا پر قبضہ کر لیا۔ نظام الملک اسفراین کا مستقل حکمران ہو گیا۔ نصرت الدین بن محمد نے نسا پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اور تاج الدین عمر بن مسعود ترکمانی ابیورد کا بادشاہ بن گیا۔ غیاث الدین اپنی رنگ رلیوں میں مصروف' دنیا و مافیہا سے غافل' لذات دنیاوی میں ڈوبا ہوا تھا تاتاری فوجیں سیلاب کی طرح بڑھیں۔ غیاث الدین عراق سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا' تاتاریوں نے تمام ملک ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا۔ سارے ملک میں ہو کا عالم ہو گیا۔ غارت گری اور قتل کا ہنگامہ برپا ہوا۔ امن وامان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ رعایا برباد وتباہ ہو گئی' ملک ویران ہو گیا۔ چونکہ سلطان غیاث الدین کاروبار سلطنت سے غافل ہو گیا تھا اور عیش وعشرت کے سوا اس کو کوئی کام نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کی ماں حکومت وسلطنت پر قابو پا گئی اور ترکمان خاتون اور سلطان خوارزم شاہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے قدم بہ قدم چلی ''خداوند جہاں'' کا لقب اختیار کیا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین آیا اور اس نے مغلوب کیا۔

جلال الدین کی ہندوستان سے مراجعت: ۶۲۱ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں جلال الدین ہندوستان سے واپس ہوا بے حد تکالیف اور بے انتہا مصائب جو بیان سے باہر ہیں برداشت کرتا ہوا کرمان پہنچا۔ چار ہزار سوار رکاب میں تھے جو خچروں اور بیلوں پر سوار تھے۔ اس وقت کرمان میں براق حاجب (جلال الدین کے بھائی غیاث الدین کا) نائب حکومت کر رہا تھا۔

براق حاجب: براق' کو خان بادشاہ کا حاجب تھا کسی وجہ سے بادشاہ خطا سے علیحدہ ہو کر خوارزم چلا آیا۔ اور وہیں قیام اختیار کیا اس کے بعد خوارزم شاہ کو بادشاہ خطا پر فتح نصیب ہوئی۔ براق کو حجابت کے عہدہ پر مامور کیا۔ کچھ دن بعد غیاث الدین تیر شاہ ابن خوارزم شاہ کے پاس مکران چلا آیا۔ غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور جب جلال الدین ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اور تاتاری اس کے تعاقب وگرفتاری سے ناامید ہو کر واپس ہوئے تو غیاث الدین کو عراق کے قبضہ کی ہوس پیدا ہوئی چنانچہ براق کو کرمان کا حاکم مقرر کیا۔

فارس سعد بن زنگی کی اطاعت: جلال الدین نے کرمان پہنچ کر براق کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر السلطنت شرف الملک فخر الدین علی بن ابوالقاسم جنیدی معروف بہ خواجہ جہاں نے عرض کی ''یہ موقع براق کی گرفتاری کا نہیں ہے۔ اس سے عوام الناس بھڑک اٹھیں گے کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا'' جلال الدین اس فعل سے رک گیا۔ شیراز کی طرف قدم بڑھایا۔ والیٔ شیراز برداتابک نیاز مندانہ حاضر ہوا۔ نذرانے اور تحائف پیش کیے۔ حکومت کا مطیع ہو گیا۔ چونکہ اتابک فارس سعد بن زنگی کو غیاث الدین سے مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے جلال الدین سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی سے جلال الدین کا عقد کر دیا۔

جلال الدین منکبرس اور غیاث الدین: اس کے بعد جلال الدین اصفہان گیا قاضی رکن الدین مسعود ابن صاعد حاضر خدمت ہوا۔ اطاعت قبول کی۔ اس کی خبر غیاث الدین تک پہنچی۔ یہ اس وقت رے میں تھا۔ فوجیں جمع کر کے جلال الدین سے لڑنے کو چلا۔ جلال الدین کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ملاطفت آمیز خط لکھا۔ طولی خاں پسر چنگیز خاں کا اسباب' لباس' گھوڑا اور تلوار بطور ہدیہ بھیجا جو جنگ برندان میں مارا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ان امراء کو بھی ملانے کی کوشش کی جو غیاث الدین کے ساتھ تھے ان لوگوں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے غیاث کو ہو گئی۔ غیاث الدین نے ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا۔ باقی جلال الدین کے پاس بھاگ گئے۔

جلال الدین منکبرس اور غیاث الدین میں مصالحت: چنانچہ جلال الدین ان لوگوں کے ساتھ غیاث الدین کے لشکر میں آیا۔ غیاث الدین کے تمام سرداران لشکر اور ہم نشین جلال الدین کی طرف ہو گئے۔ جلال الدین نے غیاث الدین کے خیموں' ذخیروں اور مکمل اسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کی ماں بھی قبضہ میں آ گئی۔ غیاث الدین قلعہ سلوقان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاگ گیا۔ جلال الدین نے اس کے بھاگ جانے سے اس کی ماں پر بے حد ناراضگی ظاہر کی۔ اس نے اپنے بیٹے غیاث الدین کو بلا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ غیاث الدین اپنے بھائی کی خدمت میں جیسا کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی خدمت میں رہتے ہیں' رہنے لگا۔ خراسان اور عراق کے غاصب امراء جلال الدین کے دربار میں نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہوئے اور حکومت کی اطاعت قبول کر لی حالانکہ اس سے پہلے غیاث الدین کی کچھ نہ سنتے تھے اور اس کی حکومت کو مٹا رہے تھے۔ سلطان جلال الدین نے اس کی اطاعت وحکم برداری پر خوشنودی ظاہر کی۔ اور جیسا مناسب وقت سمجھا ویسا ہی عمل کیا۔

نصرت الدین بن محمد اور غیاث الدین: نصرت الدین بن محمد اپنے چچازاد بھائی اختیار الدین کے بعد نساء کا حکمران ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں لیکن امور سلطنت کی عنان محمد بن احمد نسائی منشی مورخ تاریخ بنی خوارزم شاہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ انیس سال تک غیاث الدین کی حکومت کی ماتحتی میں حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد خود مختار حکومت کا دعوے دار ہوا' غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ غیاث الدین نے طوطی بن آبناخ کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں' ارسلان کو کمک پر مامور کیا قرب وجوار کے امراء کو امداد واعانت کا حکم دیا۔ نصرت الدین کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی۔ اپنے نائب السلطنت محمد بن احمد منشی کو غیاث الدین کی خدمت میں صلح کا پیام دیکر بھیجا اور وہ مال بھی پیش کر دیا جس پر مصالحت کا دارومدار تھا۔

آبناخ کا نساء پر قبضہ: محمد بن احمد منشی ابھی غیاث الدین کے دربار تک نہیں پہنچا تھا کہ جلال الدین منکبرس کے آنے اور غیاث الدین کو مغلوب کرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اصفہان میں برف رک جانے اور راستہ کھل جانے کے انتظار میں قیام کیا۔ چند دن بعد ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت سلطان ہمدان میں موجود نہ تھا۔ اتابک بقاطابستی کی جنگ پر گیا تھا۔ اس کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ غیاث الدین نے اس سے اپنی بہن کا عقد کر دیا تھا اور غیاث الدین ولی عہدی سے معزول ہونے کے بعد آذربائیجان بھاگ گیا۔ اتابک سعد سے میل جول پیدا کیا۔ جلال الدین کو اس کی خبر لگی فوراً ان لوگوں کی طرف کوچ کر دیا[1] ..... غیاث الدین بھی جلال الدین سے جنگ کرنے کے لیے چلا۔ جلال الدین نے پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا۔ امان دی۔ واپس ہو کر اس کے خیمے میں قیام کیا۔ عزت واحترام سے ملاقات کی۔

نصرت الدین نے بلاد نساء میں آفت مچا دی' ہنگامہ وفساد کا بازار گرم کر دیا۔ جلال الدین نے آبناخ کو اس کی گوشمالی پر متعین کیا۔ دو دن کے بعد جلال الدین کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ نصرت الدین نے اس دار فانی کو چھوڑ دیا اور ہلاک ہو گیا۔ اور آبناخ کا نساء پر پورے طور سے قبضہ ہو گیا ہے۔

جلال الدین کی روانگی خوزستان: جس وقت جلال الدین کو اپنے بھائی غیاث الدین پر غلبہ حاصل ہو گیا اور ملک کا نظم ونسق درست ہو گیا۔ گرمی کا موسم تھا اس موسم کو ختم کرنے کی غرض سے خوزستان کی طرف کوچ کیا اور اس کے دارالحکومت[2] کا پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مظفر الدین' وجہ السبع' خلیفہ ناصر کا غلام اس صوبہ کا حاکم تھا۔ جلال الدین نے زمانہ

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

[2] اس وقت خراسان کا دارالحکومت تشتر تھا۔ ماہ محرم ۶۶۲ھ میں جلال الدین نے اس کا محاصرہ کیا تھا اور مظفر الدین معروف بہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ میں اپنی فوج کو چند حصوں پر تقسیم کر کے شہروں پر شب خون مارنے کا حکم دیا۔ خراسان کے اطراف میں لوٹ مار شروع ہوگئی۔ بادریا اور بصرہ بھی محفوظ نہ رہا۔ تکین (ملکتین) پولیس افسر بصرہ مقابلہ پر نکلا' دربار خلافت سے فوجیں جلال الدین قشتمر کی ماتحتی میں جو خلیفہ ناصر کا غلام تھا' پہنچ گئیں۔ دونوں حریف لڑائی سے رک گئے۔

جلال الدین منکبرس کا محاصرہ دقوقا: جلال الدین نے ضیاء الملک علاء الدین محمد بن مودود کو دربار خلافت میں بطور وفد روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر جہاں پہلوان تھا۔ اثناء راہ میں عرب کا ایک گروہ اور خلافت پناہی کا لشکر سامنے آ گیا۔ خوارزمی ٹوٹ پڑے' حملہ کر دیا بہت سے بغداد واپس گئے اور جنہیں خوارزمیوں نے گرفتار کر لیا تھا' سلطان جلال الدین کے دربار میں ان کو پیش کیا۔ سلطان نے ان لوگوں کو رہا کر دیا اور ضیاء الملک بغداد چلا گیا۔ اس کی خبر اہل بغداد تک پہنچی حفاظت پر کمر بستہ ہو گئے۔ سلطان جلال الدین نے بھی یعقوبا میں پہنچ کر قیام کیا جو بغداد سے دو یا تین منزل پر تھا یعقوبا سے کوچ کر کے دقوقا کا محاصرہ کیا اور بزور تیغ قابض ہو گیا۔ شہر پناہ اور قلعہ کو منہدم کر کے شہر میں آگ لگا دی۔

جلال الدین منکبرس اور مظفر الدین میں مصالحت: جس وقت جلال الدین دقوقا کے سر کرنے میں مصروف تھا اس کی فوجیں جو متعدد حصوں میں تقسیم ہو کر لوٹ مار کر رہی تھیں تکریت پر بھی پہنچ گئیں۔ اہل تکریت سے جنگ ہوئی۔ جس میں خوارزمیوں کو کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اپنے لشکر میں واپس آئیں۔ ان لڑائیوں کے زمانے میں جلال الدین اور مظفر الدین والیٔ اربل سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ آخر کار باہم مصالحت ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود ملک میں بے حد بدامنی پھیل گئی۔ چاروں طرف قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ عربوں نے رہزنی شروع کر دی۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔ ضیاء الملک بغداد ہی میں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلطان جلال الدین نے مراغہ پر قبضہ حاصل کیا۔

وزیر شرف الملک: وزیر السلطنت شرف الملک کا نام فخر الدین علی بن قاسم خواجہ جہاں تھا۔[1] ..... ابتدا میں یہ صاحب دیوان کا نائب تھا۔ نجیب الدین شہرستانی (سلطان کا وزیر السلطنت) اور اس کے بیٹے بہاء الملک وزیر حرب کی خدمت میں رہتا تھا رفتہ رفتہ خدمتگاری سے ترقی کر کے پرچہ نویسی کی خدمت پر مامور ہوا۔ اس لالچ سے کہ نجیب الدین شہرستانی عہدہ وزارت سے معزول کر دیا جائے اور قلمدان وزارت پر میرا قبضہ ہو جائے۔ سلطان سے نجیب الدین شہرستانی کی چغلی کی اور یہ الزام لگایا کہ اس نے دو لاکھ دینار غبن کیا ہے۔ سلطان نے اس کی چغلی پر کوئی توجہ نہ دی اور نجیب الدین شہرستانی سے کوئی مطالبہ نہ کیا۔ اس کے بعد بہاء الملک وزیر حرب پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اس مرتبہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ فوجی وزارت کی خدمت سپرد ہوئی۔ چار برس اس عہدہ پر رہا۔ جب سلطان کا موکب ہمایوں بخارا آیا۔ تو لوگوں نے اس کی شکایت بکثرت کی۔ سلطان نے گرفتاری کا حکم دیا روپوش ہو گیا۔ طالقان چلا گیا۔ طالقان

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) وجہ السبع نے نہایت مردانگی سے اپنے شہر کی حفاظت کی تھی۔ جب جلال الدین کو محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی تو لوٹ مار شروع کر دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۶ مطبوعہ لیدن۔

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے غزنی پہنچا اور جلال الدین کی بارگاہ میں سلطان کے انتقال کے بعد حاضر ہوا۔ جلال الدین نے حاجبوں کی جماعت میں داخل کر لیا۔ اس وقت سے برابر حجابت ہی کے عہدہ پر رہا۔ پھر جب جلال الدین نے دریائے سندھ عبور کیا اور اس کے وزیر السلطنت شہاب الدین ہردی کو قباچہ بادشاہ ہندوستان نے قتل کر ڈالا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو جلال الدین نے شہاب الدین کی جگہ اسے عہدہ وزارت سے سرفراز کیا۔

خراسان کا دوبارہ تاراج: آذربائیجان' بلاد قفچاق اور شروان سے مغربی تاتاریوں کی واپسی کے بعد خراسان تباہ و برباد ہو کر چٹیل میدان کی طرح رہ گیا تھا۔ ان لوگوں کے علاوہ جنہوں نے حکومت کی تباہی کے بعد خراسان کے نواح پر غلبہ حاصل کر لیا تھا کوئی حاکم نہیں رہا تھا انہی لوگوں نے بربادی و غارت گری اول کے بعد خراسان کو پھر آباد کیا۔ چنگیز خاں نے خراسان کو تباہ کرنے کے لیے تاتاریوں کا ایک دوسرا لشکر بھیج دیا۔ اس لشکر نے خراسان کو دوبارہ تاراج کیا۔ مکانات منہدم کر دیئے بازاروں کو لوٹ لیا اسی قسم کا برتاؤ ساوا' قاشان اور قم میں بھی ان لٹیرے تاتاریوں نے کیا۔ حالانکہ تاتاریوں نے اس سے پہلے اس قسم کے افعال ان مقامات پر نہیں کیے تھے۔

تاتاریوں کی ہمدان میں غارت گری: ان شہروں کی غارت گری سے فارغ ہو کر ہمدان کی طرف بڑھے۔ اہل ہمدان ان کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ تاتاریوں نے جی کھول کر شہر کو ویران اور تاراج کیا' اہل ہمدان کے تعاقب میں آذربائیجان تک گئے۔ اطراف آذربائیجان میں بھی قتل و غارت کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ ہمدانیوں نے آذربائیجان بھی چھوڑ دیا۔ انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ نکلے۔ بعضوں نے تبریز جا کر دم لیا۔ تاتاری لٹیرے تعاقب میں تھے۔ یہاں بھی ان غریبوں کو چین نصیب نہ ہوا۔ تاتاریوں نے ازبک بن بہلوان والی تبریز کو خط لکھا اور ان لوگوں کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ ازبک نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو قتل کر کے ان کے سروں کو اور باقی ماندوں لوگوں کو تاتاریوں کے پاس بھیج دیا اور ایسے افعال کیے جس سے تاتاری راضی ہو کر واپس گئے۔ تبریز سے تعارض نہ کیا۔

رشید والیٔ شروان اور قفچاق: جس وقت تاتاری بلاد قفچاق اور روس سے واپس ہوئے اور قفچاق کا ایک گروہ جو تاتاریوں کے مقابلہ سے بھاگ گیا تھا۔ بحال پریشان دربند شروان پہنچا۔ دربند شروان کا بادشاہ رشید نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے رشید سے درخواست کی کہ ''ہم لوگ آپ کی اطاعت و فرماں برداری کو باعث فخر و عزت سمجھیں گے۔ آپ اپنے ملک میں ہم کو قیام کرنے کی اجازت دیجئے اور اس اطمینان کے لیے کہ ہم لوگ آپ سے کسی قسم کی بدعہدی نہ کریں گے' ضمانت دینے کے لیے تیار ہیں۔'' رشید کو کچھ شبہ پیدا ہوا۔ درخواست منظور نہ کی تب ان لوگوں نے یہ خواہش پیش کی۔ ''آپ ہم کو اپنے ملک سے غلہ اور دیگر ضروریات خریدنے کی اجازت دیجئے۔'' رشید نے اجازت دے دی۔

اس کے بعد قفچاقی گروہ کے بعض سردار رشید کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ''قفچاقی آپ کے ساتھ بدعہدی کرنے پر آمادہ ہیں۔ آپ ہمیں ایک فوج عنایت فرمایئے۔ ہم انہیں لڑ کر آپ کے ملک سے نکال دیں گے۔'' رشید نے انہیں فوجیں دیں۔ سامان جنگ دیا' چنانچہ اس سردار نے قفچاق کے بعض گروہ پر حملہ کیا۔ قفچاق کی ایک جماعت کام آ گئی' مال و اسباب لوٹ لیا گیا' لیکن قفچاق نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہی کہہ کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔ ''بادشاہ شروان کے ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانبردار ہیں اگر اس نے ہمیں امان نہ دی ہوتی تو ہم اس سے برسر پیکار ہوتے۔''

قفچاقی سردار اس واقعہ سے خوش خوش مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ فوج کو ذرہ بھر نقصان نہ پہنچا۔ دو چار روز کے بعد یہ خبر لگی کہ قفچاق اپنی جائے قیام سے کوچ کر کے تین روز کی مسافت پر جا کر مقیم ہوئے ہیں۔ قفچاق سردار نے دوبارہ فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے قفچاق کے سر پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ایک گروہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر لیا۔ جن میں جوان' بوڑھے' لڑکے' عورت اور مرد ہر طرح کے لوگ تھے۔ قفچاقی سردار' قیدی اور مال غنیمت لیے رشید کی خدمت میں پہنچا۔ فتح یابی کی خوشخبری سنائی۔

قفچاقی گروہ کا شروان پر قبضہ: قفچاقی گروہ کو ان حرکات سے اشتعال پیدا ہوا۔ ایک تابوت میں مصنوعی مردہ رکھ کر روتے پیٹتے' سروں پر خاک اڑاتے شہر کے قریب پہنچے اور یہ ظاہر کیا یہ ہمارا سردار تھا اور بادشاہ کا دلی دوست تھا اس نے مرتے وقت وصیت کی ہے کہ ہمارے بال بچوں کو بادشاہ کی خدمت میں پہنچا دینا اور جہاں وہ فرمائیں ہمیں سپرد زمین کرنا۔ چنانچہ ہم لوگ اسی غرض سے آئے ہیں' ان لوگوں کے ساتھ ایک سردار بھی تھا جس کے اشارہ پر یہ لوگ کام کرتے تھے۔ رشید کو اس کی اطلاع ہوئی۔ رشید نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ قفچاقی گروہ یکے بعد دیگرے شہر میں داخل ہو گئے۔ جس وقت جماعت مکمل ہو گئی۔ دفعتہً حملہ کرنے پر تل گئے' رشید قلعہ سے چھپ کر نکل بھاگا۔ بلاد شروان میں جا کر پناہ لی اور قفچاق نے قلعہ اور ان تمام چیزوں پر جو رشید چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا۔

قفچاقیوں کا قلعہ شروان میں اجتماع: قفچاق کو اس کامیابی سے بے حد مسرت ہوئی۔ اپنے ہمراہیوں کو اس سے مطلع کیا اور بلا بھیجا۔ چنانچہ جس قدر قفچاقی مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے تھے۔ سمٹ کر اپنے ہمراہیوں کے پاس قلعہ شروان میں آ گئے' قوت' مال سب کچھ موجود تھا قلعہ کرج کا قصد کیا اور پہنچ کر اس پر محاصرہ کیا۔ رشید کو اس کی خبر لگ گئی۔ فوراً قلعہ شروان کی طرف لوٹ پڑا۔ قبضہ کر لیا اور جس قدر قفچاق قلعہ میں تھے سب کو مار ڈالا۔

ازبک بن بہلوان اور قفچاق: اس کے بعد قفچاق قلعہ کرج کے محاصرہ سے واپس ہوئے۔ قلعہ تک دست رس نہ ہو سکی' ناکام ہو کر لوٹے۔ شروان کے علاقے میں غارت گری شروع کر دی' لوٹ مار کرتے گنجہ کی طرف چلے۔ گنجہ بلاد اران کا دارالحکومت تھا۔ ازبک بن بہلوان والیٔ آذربائیجان کا ایک غلام (کوشخرہ نامی) اس کی حکومت پر مامور تھا۔ قفچاقی گروہ نے پیام بھیجا کہ ''ہم لوگ ازبک کے فرمانبردار و مطیع ہیں۔ ہمیں اپنے ملک میں قیام کی اجازت دو۔'' والیٔ گنجہ نے درخواست منظور نہ کی اور ان کی بدعہدیوں' بے وفائیوں' قتل اور غارت[1] ..... کو ایک ایک تفصیل کے ساتھ ظاہر کیا۔ قفچاقیوں نے معذرت کی ''ہم لوگوں نے شروان شاہ کے ساتھ اس وجہ سے غداری کی ہے کہ ہم لوگ آپ کے بادشاہ آذربائیجان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ملک سے راہ نہ دی اس وجہ سے ہم لوگوں نے اس سے بدعہدی کی اور اس کے قلعہ کو چھین لیا۔ لیکن پھر بلا کسی خوف و خیال ہم نے قلعہ چھوڑ دیا' قلعہ کرج کا والیٔ آپ کا دشمن

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اگر اسے ہم نہ دباتے تو ہمیں آپ تک پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں ضمانت دینے کے لیے تیار ہیں۔'' والیٔ گنجہ کے خیالات اس پیام سے تبدیل ہو گئے۔ قفچاق کے دوسردار بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے جس سے والیٔ گنجہ کا دل ان لوگوں کی طرف سے بالکل صاف ہو گیا۔ اپنے بادشاہ ازبک کی خدمت میں ان لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری کی رپورٹ اور سفارش کی اور گنجہ میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ ان کے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے عقد کر لیا۔

ازبک بن بہلوان والیٔ تبریز کو والیٔ گنجہ کی اس کارگزاری سے مسرت ہوئی۔ خلعت اور جائزہ دیا۔ اور قفچاق کو کوہ کیلکون میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔

جنگ کرج اور قفچاق: کرج کو اس کی خبر لگی' فوجیں فراہم کرنے لگے۔ والیٔ گنجہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ قفچاق کو کرج کے حملہ سے بچانے کے لیے کوہ کیلکون سے گنجہ بلا لیا۔ اس کے بعد قفچاق کے سرداروں میں سے ایک سردار نے چند دستہ فوج لے کر کرج کے لشکر پر حملہ کیا اور کامیاب واپس ہوا۔ قفچاق پھر کوہ کیلکون واپس گئے اور وہیں قیام اختیار کیا' قفچاق کے دوسرے سرداروں کو اس سے رشک پیدا ہوا۔ کرج پر حملہ کرنے کا شوق چرایا۔ والیٔ گنجہ نے مخالفت کی لیکن قفچاق نے ذرا بھی نہ سنی۔ بلاد کرج پر چڑھ گئے۔ قتل و غارت کر کے مال غنیمت لیے ہوئے ہوئے کرج نے دوسرا راستہ طے کر کے قفچاق کے فتح مند گروہ پر حملہ کر دیا۔ اچانک حملہ سے گھبرا گئے۔ برے طور پر پامال ہوئے۔ جو کچھ مال غنیمت لائے تھے وہ اور سامان کے ساتھ سب کچھ چھین لیا۔ بحال پریشان قفچاق کے باقی ماندہ کوہ کیلکون واپس آئے۔ اور سامان اٹھا کر بروعہ کی طرف کوچ کر گئے۔ والیٔ گنجہ سے کرج کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔ امیر گنجہ نے یہ کہہ کر درخواست منظور نہ کی ''تم نے میرے حکم کی مخالفت کی جس کی سزا تمہیں ملی اب میں تمہاری ایک سوار سے بھی امداد نہ کروں گا۔''

قفچاقیوں کی پامالی: قفچاق صاف جواب پا کر بگڑ گئے۔ جن لوگوں کو بطور ضمانت والیٔ گنجہ کو دیا تھا ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ والیٔ گنجہ نے ان لوگوں کو واپس کرنے سے انکار کیا۔ قفچاق نے ان کے عوض میں مسلمانوں کو گرفتار کر لیا۔ جن کی تعداد ان سے دو چند تھی۔ اس سے مسلمانوں کو اشتعال پیدا ہوا۔ چاروں طرف سے قفچاق پر ٹوٹ پڑے۔ مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ بھاگ کر شروان پہنچے۔ کرج اور مسلمانوں نے ان کے قتل پر کمریں باندھ لیں۔ بہت سے قتل کر ڈالے گئے اور بہتیرے قید کر لیے گئے۔ غرض کہ اس طور پر یہ جماعت فنا کر دی گئی۔ ان کے قیدیوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ در بند شروان میں نہایت کم قیمت پر فروخت کیے گئے۔ یہ واقعات ۶۱۹ھ کے ہیں۔

کرج کا بیلقان پر قبضہ: شہر بیلقان (صوبہ اران) کو تاتاری لٹیروں نے ویران کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ بیلقان کی بربادی کے بعد تاتاری' قفچاق کے ملک کی طرف قتل و غارت گری کرتے ہوئے چلے گئے۔ تاتاریوں کے جانے کے بعد اہل بیلقان جو تاتاریوں کی غارت گری اور قتل سے بچ گئے تھے بیلقان واپس آئے اور اجڑے ہوئے شہر کو پھر آباد کیا۔ شہر پناہ کی عمارت کی مرمت ابھی تکمیل کو نہیں پہنچی تھی کہ کرج نے اسی سنہ کے ماہ رمضان میں حملہ کر دیا۔ لڑائی ہوئی۔ خونریزی کا بازار گرم ہوا۔ اہل بیلقان کو شکست ملی۔ کرج نے شہر پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کو منہدم کر کے شہر پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد غازی بن عادل بن ایوب والیٔ خلاط اور کرج سے جنگ ہوئی' غازی نے کرج کو شکست دی اور نہایت سختی سے پامال کیا جیسا کہ ہم حکومت بنی ایوب کے سلسلہ میں تحریر کریں گے۔

شروان شاہ اور کرج: ۶۲۲ھ میں شروان شاہ سے اس کا بیٹا باغی ہو گیا اور اپنے باپ کے قبضہ سے ملک کو نکال لیا۔ شروان شاہ کرج کے یہاں چلا گیا۔ اپنے بیٹے کی زیادتی کی شکایت کی۔ کرج اس کی حمایت پر اٹھے' فوجیں مرتب کر کے اس کے ساتھ روانہ ہوئے شروان شاہ کا بیٹا مقابلہ پر آیا۔ اس واقعہ میں کرج کو شکست ہوئی۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ نہایت برے طور سے پسپا ہوئے۔ کرج نے اس ناکامی کو شروان شاہ کی بدبختی کی طرف منسوب کیا اور اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔ شروان کا بیٹا اطمینان کے ساتھ حکومت پر قابض ہو گیا۔ رعایا اور فوج کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے جس سے اس کے ہم عصروں کو رشک پیدا ہوا۔

کرج کی پامالی: اس کے بعد کرج کا ایک گروہ تفلیس سے آذربائیجان کے قصد سے روانہ ہوا آذربائیجان کے قریب ایک درہ کوہ پر یہ خیال قائم کر کے مسلمانوں کی فوج یہاں تک نہ پہنچ سکے گی' قیام کیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر ہو گئی' چند نوجوانان اسلام مسلح ہو کر گئے اور دفعتہً چھاپہ مارا' کرج غافل بیٹھے تھے' بھاگ کھڑے ہوئے۔ راستہ تنگ تھا۔ دو آدمی ایک ساتھ نہیں جا سکتے تھے۔ مسلمانوں نے جس طرح چاہا انہیں قتل کیا۔ بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

جلال الدین منکبرس کی مراغہ پر فوج کشی: گنتی کے چند کرج اس واقعہ سے جاں بر ہو کر اپنے شہر پہنچے۔ اپنی دکھ بھری کہانی اپنی قوم کو سنائی۔ قوم نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کا ارادہ کیا۔ ابھی روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان جلال الدین منکبرس' مراغہ پہنچ گیا ہے' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے' پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی اور بک بن بہلوان والیٔ آذربائیجان کو مصالحت اور اتحاد کا پیام بھیجا' جلال الدین کے مقابلے پر امداد کی درخواست کی' لیکن اتفاق یہ کہ ان دونوں کے متحد ہونے سے پہلے جلال الدین مراغہ پہنچ گیا' جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

جلال الدین منکبرس کا مراغہ پر قبضہ: نواح بغداد میں سلطان جلال الدین کے جانے اور نواح بغداد کے جن مقامات پر اس نے قبضہ کیا تھا اور والیٔ اربل سے اس کی صلح و موافقت کے حالات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں' قصہ مختصر ان مہموں سے فارغ ہو کر ۶۶۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ پہلے مراغہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہوا' چند روز قیام پذیر رہا۔ شہر پناہ کی مرمت کرائی نہایت خوبصورتی سے شہر کو آباد کیا۔

امیر مغاں طالبی: امیر مغاں طالبی (غیاث الدین کا ماموں زاد بھائی) آذربائیجان میں تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں' اس نے فوجیں مہیا کیں۔ شہر کو تاراج کیا اور لوٹ مار کرتا ساحل اراں چلا گیا۔ وہیں موسم سرما گذرا۔ جس وقت سلطان جلال الدین نے نواح بغداد کو اپنی غارت گری کا نشانہ بنایا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو خلیفہ ناصر نے دارالخلافت بغداد سے امیر مغاں طالبی کو پیام بھیجا کہ تم جلال الدین کی روک تھام کرو' ہمدان پر پہنچ کر قابض ہو جاؤ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدان اور جن شہروں کو تم فتح کرو گے، تمہیں جاگیر میں دے دیئے جائیں گے۔'' جلال الدین کو اس نامہ و پیام کی خبر لگ گئی۔ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے نواح ہمدان میں امیر مغاں طالبی کا محاصرہ کر لیا۔ صبح ہوئی تو امیر مغاں طالبی نے اپنے کو جلال الدین کے لشکر کے محاصرہ میں پایا۔ بدحواس ہو گیا۔ کچھ بنائے نہ بنی' اپنی بیوی کو جو سلطان جلال الدین کی بہن تھی' سلطان جلال الدین کی خدمت میں بھیجا۔ امان کی درخواست کی' جلال الدین نے امان دی اور اس کے لشکر میں شامل کر لیا۔ امیر مغاں طالبی تنہا رہ گیا۔

ازبک بن بہلوان اور جلال الدین منکبرس: اس کے بعد جلال الدین مراغہ کی جانب واپس ہوا۔ ازبک بن بہلوان والیٔ آذربائیجان نے اپنے دارالحکومت تبریز کو جلال الدین کے خوف سے چھوڑ دیا تھا۔ گنجہ چلا آیا تھا۔ جلال الدین نے اہل تبریز کے پاس رسد اور ضروریات روزمرہ کے بہم پہنچانے کا پیام بھیجا۔ اہل تبریز نے نہایت خوشی سے اس خدمت کو منظور کیا چنانچہ جلال الدین کے فوجی تبریز میں اپنی ضروریات کے خریدنے کے لیے جانے لگے۔ چند دن بعد اہل تبریز نے فوجیوں کی زیادتی اور اشیاء کو زبردستی کم قیمت پر لینے کی شکایت کی۔ جلال الدین نے انصاف و عدل کرنے کی غرض سے تبریز میں ایک افسر پولیس بھیج دیا۔ جس سے اہل تبریز کی شکایت رفع ہو گئی۔

جلال الدین منکبرس کا تبریز پر قبضہ: بیگم ازبک' سلطان طغرل بک بن ارسلان بن طغرل بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کی بیٹی تھی جس کا ذکر اس کے اسلاف کے سلسلہ میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ تبریز میں مقیم تھی اور چونکہ ازبک لہو ولعب اور عیش و عشرت میں پڑا ہوا تھا اس وجہ سے ازبک کے مقبوضہ علاقہ پر یہی حکمرانی کر رہی تھی۔ اہل تبریز نے چند دن بعد جلال الدین کے افسر پولیس کو نکال دیا۔ جلال الدین کو ناگوار گزرا۔ تبریز پر پہنچ کر محاصرہ کر دیا۔ پانچ دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ سختی کے ساتھ جاری رہا۔ جلال الدین کو اہل تبریز سے یہ شکایت تھی کہ ''تم لوگوں نے ہمارے آدمیوں کو جو مسلمان تھے قتل کر کے ان کے سروں کو کفار تاتار کے پاس بھیجا'' اہل تبریز نے معذرت کی ''یہ فعل ہمارا نہ تھا بلکہ ہمارے حاکم شہر کا یہ فعل ہے لیکن ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کا الزام اب ہم پر ہے۔ ہماری خطاؤں کو معاف کیجئے اور امان دیجئے۔'' چنانچہ جلال الدین نے تمام اہل تبریز کو امان دی' بیگم ازبک کو شہر طغرل سے شہر خوی تک کے تمام شہر دیدیئے۔ اس کے مال و اسباب اور خزانہ سے ذرا بھی تعارض نہ کیا اور نصف رجب ۶۲۲ھ میں تبریز پر قبضہ کر لیا۔

تبریز پر قبضہ کے بعد جلال الدین نے بیگم ازبک کو اپنے دو معتمد خادموں قلیج اور بلال کے ہمراہ خوی روانہ کیا۔ تبریز کی حکومت پر اس کے پروردہ نظام الدین برادرزادہ شمس الدین طغرائی کو مامور کیا۔ اسی نے فتح تبریز میں سلطان جلال الدین کا ہاتھ بٹایا تھا۔

سلطان جلال الدین نے اہل تبریز کے ساتھ بے حد احسان اور سلوک کیے۔ عدل اور داد و دہش سے رعایا کو خوش کر دیا۔ ویرانی' آبادی سے بدل گئی اور امن قائم ہو گیا۔

جنگ جلال الدین منکبرس و کرج: اس کے بعد جلال الدین یہ خبر پا کر کہ کرج نے آذربائیجان اراں' آرمینیہ اور دربند شروان کو تاراج کیا ہے' اور مسلمانوں کو حد سے زیادہ تکلیفیں دی ہیں۔ کرج پر جہاد کا اعلان کر دیا۔ شاہی فوج اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہدوں کو مرتب کر کے برون کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں پر کرج کی ٹڈی دل فوج جمع ہو رہی تھی۔ جلال الدین کے مقدمۃ الجیش پر جہاں پہلوان کنجی تھا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ کرج پہاڑ پر تھے۔ اسلامی لشکر نے انہیں اس قدر مہلت نہ دی کہ وہ پہاڑ سے اتر کر تیغ و سپر ہوتے' نہایت تیزی سے خندقوں اور پہاڑ کے ٹیلوں کو طے کر کے کرج سے بھڑ گئے۔ کرج کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' چار ہزار یا اس سے زیادہ کام آئے۔ بعض لوگ گرفتار کر لیے گئے بعض نے کسی قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین نے اس کے سر کرنے پر فوجیں روانہ کیں۔ جنہوں نے کرج کے ملک کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھان ڈالا اور جی کھول کر تاراج کیا۔

جلال الدین منکبرس کی مراجعت تبریز: سلطان جلال الدین مہم کرج سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کو بلاد کرج میں قیام کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس ہوا۔

سلطان جلال الدین تبریز میں وزیر السلطنت شرف الدین کو نظم و نسق درست کرنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا۔ اور نظام الملک طغرائی کو شہر کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ وزیر السلطنت نے جلال الدین کی خدمت میں رپورٹ کی کہ نظام الملک طغرائی اور اس کا چچا شمس الدین بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ اہل شہر کو بغاوت پر ابھار دیا ہے۔ ان لوگوں کا ارادہ ہے کہ عنان حکومت ازبک کے قبضہ میں دے دی جائے کیونکہ سلطان اس وقت مہم کرج میں مشغول ہے ہمارا مقابلہ نہ کر سکے گا۔'' سلطان جلال الدین نے اس خبر کو کسی پر ظاہر نہ کیا جب اسے کرج کی گوشمالی اور پامالی سے فراغت ہوئی اس وقت تبریز کی خبر کو ظاہر کیا اور اپنے بھائی غیاث الدین کو حکمران بنا کر کرج کے ملک کو تاراج کرنے کا حکم دے کر تبریز کی جانب واپس ہوا۔

نظام الملک طغرائی اور شمس الدین پر عتاب: جلال الدین نے تبریز پہنچ کر نظام الملک طغرائی اور اس کے ساتھیوں اور ہوا خواہوں کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ شمس الدین سے ایک لاکھ جرمانہ وصول کیا اور مراغہ میں قید کر دیا۔ شمس الدین بہ حکمت عملی مراغہ سے بھاگ نکلا۔ بغداد پہنچا اور ۶۲۵ھ میں حج کرنے گا۔ جلال الدین کو کسی ذریعہ یہ خبر پہنچ گئی کہ شمس الدین طواف میں ان الزامات سے اپنی بریت اور بیزاری کی اپنے حق میں دعا کر رہا تھا جو اس پر لگائے گئے تھے اور یہ عرض کر رہا تھا کہ اے الٰہی اگر مجھ سے وہ افعال سرزد ہوئے ہیں جو میرے سر تھوپے جاتے ہیں تو مجھے وہ سزا دے جس کی نظیر نہ ہو۔'' سلطان جلال الدین کا دل یہ سن کر کانپ اٹھا۔ تبریز واپس بلا لیا اور اس کا تمام مال و اسباب اور زر جرمانہ واپس کر دیا۔

جلال الدین منکبرس کا بیگم ازبک سے نکاح: ازبک کی بیوی (دختر سلطان طغرل) نے نکاح کا پیام بھیجا اور یہ ظاہر کیا کہ ازبک نے اپنی قسم توڑ ڈالی جس کی وجہ سے مجھے طلاق[1] ہو گئی ہے' عزیز الدین قزوینی قاضی تبریز کے روبرو مقدمہ طلاق پیش ہوا۔ قاضی نے طلاق ہونے کا اور حلت نکاح جائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ جلال الدین نے زوجہ

---

[1] تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ ازبک نے اپنی بیوی سے قسم کھائی تھی کہ فلاں غلام کو قتل نہ کروں گا اور اگر قتل کروں تو تجھے طلاق ہے' اتفاق یہ کہ ازبک نے قسم توڑ ڈالی' غلام کو مار ڈالا۔ لہٰذا طلاق ثابت ہو گئی اور نکاح صحیح درست ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۱۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ازبک سے عقد کر لیا اور اس کے پاس گیا۔ خوئی میں رسم شب عروسی ادا ہوئی۔ ازبک کو ان واقعات سے ایسا صدمہ ہوا کہ اسی صدمہ سے جاں بحق ہو گیا۔

ارخاں کی معزولی: سلطان جلال الدین خوئی سے تبریز پھر واپس آیا۔ ایک مدت تک قیام پذیر رہا۔ ایک فوج ارخان کی ماتحتی میں گنجہ (صوبہ بقتجوان) کے سر کرنے کے لیے روانہ کی۔ اس وقت ازبک گنجہ ہی میں تھا۔ سلطان جلال الدین کی آمد کی خبر پا کر گنجہ چھوڑ دیا۔ جلال الدین قمی کو بطور نائب گنجہ میں متعین کر کے چلتا ہوا۔ سپہ سالار ارخان نے گنجہ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس کے تمام اطراف وشکمور' بزوعہ اور شنہ کو دبا لیا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی' ازبک نے جلال الدین سے اس کی شکایت کی۔ جلال الدین نے ارخان کے پاس ممانعت کا فرمان بھیجا' ارخان کو سلطان کے حکم سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ سلطان نے معزول کر دیا۔ کبیدہ خاطر ہو کر سلطان کے کیمپ سے نکل گیا' فرقہ اسمٰعیلیہ کے کسی شخص نے مار ڈالا۔

خلیفہ ناصر الدین اللہ کی وفات: آخری ماہ رمضان ۶۲۲ھ میں خلیفہ ناصر الدین اللہ عباسی نے سینتالیس سال خلافت کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کا لڑکا خلیفہ ظاہر بامر اللہ ابونصر محمد تخت خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ خلفاء بنی عباس کے سلسلہ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

کرج اور ارمن: کرج' ارمن کے نسبی بھائی ہیں۔ ارمن کا نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ دولت سلجوقیہ کے بعد انہی کی حکومت کو عروج حاصل ہوا' مذہباً عیسائی تھے۔ والیٔ ارمن ان سے خائف رہتا تھا۔ اکثر تحفے اور نذرانے بھیجتا تھا۔ بادشاہ کرج خلعت اور جائزہ دیتا اور بادشاہ ارمن اسے نہایت مسرت سے پہنتا تھا۔ شروان والیٔ دربند شروان بھی ان سے دبتا تھا۔ ان لوگوں نے ارجیش (بلاد آرمینیہ) اور شہر فارس پر قبضہ کر لیا۔ خلاط اور اس کے دارالحکومت پر محاصرہ کیا۔ اتفاق سے ان کا سپہ سالار ایوائے گرفتار ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس شرط سے اسے رہا کیا کہ کرج اپنا محاصرہ اٹھا کر چلے جائیں' چنانچہ ناکام کرج واپس آئے۔

طغرل شاہ اور کرج: کرج نے رکن الدولہ قلیج ارسلان والیٔ بلاد روم کو بھی شکست دی تھی جب اس نے اپنے بھائی طغرل شاہ ارزن روم پر حملہ کیا تھا اور طغرل شاہ نے کرج سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ رکن الدولہ کی قوت بے حد بڑھی ہوئی تھی۔ فوج کا انتظام بھی معقول تھا۔ لیکن کرج نے شکست دیدی۔ قصہ مختصر کرج کی غارت گری کا جولاں گاہ آذربائیجان کا صوبہ تھا۔ نواح آذربائیجان کو ہر وقت ان کی غارت گری کا خطرہ رہتا تھا۔

کرج کا تفلیس پر تسلط: تفلیس کی سرحد نہایت مستحکم تھی۔ ملوک فارس کی زمانے سے اس کا شمار مہتم بالشان سرحدی مقامات میں تھا۔ ۵۱۵ھ میں بہ زمانہ حکومت محمود بن محمود بن ملک شاہ سلجوقی کرج نے تفلیس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اگرچہ دولت سلجوقی ان دنوں عروج پر تھی۔ قوت بھی بڑھی ہوئی تھی' فوج بھی کثیر تھی۔ لیکن کرج کے قبضہ سے تفلیس کو نکال نہ سکی۔ ایلدکز اور اس کا بیٹا بہلوان بلاد جبل' آذربائیجان' اران' آرمینیہ' خلاط اور اس کے مرکز حکومت پر بھی قابض ہو گیا لیکن اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باوجود تفلیس کو کرج سے واپس نہ لے سکا۔ اللہ تعالیٰ نے ازل سے اس کی فتح یابی کا سہرا سلطان جلال الدین کے سر پر باندھا تھا۔ چنانچہ جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان کو سر کر لیا تو کرج نے سلطان جلال الدین پر حملہ کیا۔ سلطان نے انہیں ۶۲۲ھ میں نیچا دکھا کر تبریز کی جانب توجہ کی۔ تبریز کی جانب واپسی کے وقت اپنا لشکر ظفر پیکر اپنے بھائی غیاث الدین اور وزیر السلطنت شرف الدین کی ماتحتی میں بلاد کرج کو زیروزبر کرنے کے لیے چھوڑ گیا تھا۔

جلال الدین منکبرس کا بلاد کرج پر جہاد: جب اسے مہم تبریز سے فراغت حاصل ہوگئی تو بلاد کرج پر جہاد کرنے کی طرف پھر توجہ ہوئی۔ فوجیں آراستہ اور سامان جنگ درست کر کے بلاد کرج کی طرف روانہ ہوا۔ کرج نے بھی فوجیں مہیا کر لی تھیں۔ ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ قفچاق اور لکز کا گروہ بھی امداد و اعانت پر آیا تھا۔ غرض کہ ایک عالم سلطان کے مقابلہ پر آ گیا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت خونریز جنگ شروع ہوئی۔ میدان لشکر اسلام کے ہاتھ رہا۔ کرج اور ان کے معاون و مددگار میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ مسلمانوں کی تلواروں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا۔ سب کے سب قتل کر ڈالے گئے۔

جلال الدین منکبرس کا تفلیس پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد سلطان جلال الدین ربیع الاول ۶۲۳ھ میں تفلیس (کرج کا دارالسلطنت) کے سر کرنے کو روانہ ہوا۔ قریب تفلیس پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ ایک روز سلطان جلال الدین شہر کے حالات اور موقع جنگ دیکھنے کے لیے تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا۔ باقی فوج کو مختلف مقامات پر کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ کرج نے اس امر کا احساس کر کے سلطان کی رکاب میں نہایت قلیل تعداد ہے' شہر سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سلطان جلال الدین مقابلہ کرتا ہوا پیچھے ہٹا جس وقت کرج کمین گاہ سے نکل آئے سلطان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ کرج بے سروسامانی کے ساتھ شہر کی طرف بھاگے۔ سلطانی لشکر نے تعاقب کیا۔ بھگدڑ میں شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر سکے۔ مسلمان بھی کرج کے ساتھ شہر میں گھس گئے۔ اللہ اکبر کا نعرہ مار کر سلطان جلال الدین زندہ باش! سلطان جلال الدین زندہ باش!! چلا اٹھے!!! کرج کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ کرج سے وہی لوگ بچے جنہوں نے اسلام کے پرچم کے نیچے آ کر امان حاصل کی تھی باقی جس قدر کرج تفلیس میں تھے وہ سب تہ تیغ ہوئے۔ مسلمانوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ یہ بہت بڑی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے مسلمانوں کو حاصل ہوئی فاضل ابن اثیر نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔

نسائی کا تب: نسائی کا تب کہتا ہے کہ سلطان جلال الدین نے کرج پر حملہ کی غرض سے کوچ کیا۔ جس وقت نہر ارس پر پہنچا' شدت سے برف پڑی۔ بیمار ہو گیا۔ اسی حالت میں تفلیس کی طرف ہو کر گزرا۔ اہل تفلیس سلطان کی آمد کی خبر پا کر شہر سے نکل کر مقابل ہوئے۔ سلطانی لشکر نے انہیں شکست دی اور نہایت تیزی سے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا چونکہ شہر بلا امن بزور تیغ فتح ہوا۔ اس وجہ سے خونریزی زیادہ ہوئی۔ کرج اور ارمن جو سامنے پڑا تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطان نے انہیں گھیر لیا۔ مجبور ہو کر مصالحت کا پیام بھیجا اور زر کثیر دے کر مصالحت کر لی۔ جسے انہوں نے فوراً ادا کر دیا اور سلطان نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براق حاجب کی بغاوت: سلطان جلال الدین کو جنگ کرج اور مہم تفلیس میں مصروف دیکھ کر براق (بلاق) حاجب' کرمان پر خود مختار حکومت کا خواب دیکھنے لگا۔

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ غیاث الدین نے براق حاجب کو روانگی عراق کے وقت کرمان پر مقرر کیا تھا اور سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے وقت براق حاجب سے مشکوک ہو کر اسے گرفتار کر لینے کا قصد کیا۔ لیکن کسی وجہ سے براق کو حکومت کرمان پر بحال و قائم رکھا۔ جس وقت سلطان جلال الدین جنگ کرج پر چلا گیا' میدان خالی پا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اس کی خبر سلطان جلال الدین کو اس وقت موصول ہوئی جب کہ جلاط کا ارادہ کر چکا تھا لیکن ارادہ تبدیل کر کے کرمان کی طرف نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کیلکون میں چند سرداروں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو تفلیس کی حکومت پر مقرر کیا' بلاد کرج پر جہاد کرنے کی ہدایت کی اور اپنے بھائی غیاث الدین کو اپنے ہمراہ لیا۔ کوچ و قیام کرتا کرمان کے قریب پہنچا۔ والی کرمان (براق حاجب) کے پاس خلعت بھیجا۔ دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ والی کرمان تاڑ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ فریب ضرور ہے۔ کرمان چھوڑ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان جلال الدین کا قاصد واپس آیا۔

سلطان جلال الدین یہ سمجھ کر وار خالی گیا' تدبیر کارگر نہ ہوئی' اصفہان میں قیام کر دیا اور اسے حکومت کرمان پر بحال رکھا اور واپس ہوا۔

وزیر شرف الدین اور کرج: وزیر السلطنت شرف الدین تفلیس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ادھر کرج نے اس پر عرصہ زمین تنگ کر دیا پریشان کرنے لگے۔ ادھر وہ امراء بھی کرج کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے چین سے بیٹھ نہ سکے جو کیلکوں میں تھے۔ مزید براں کرج نے تفلیس کا محاصرہ کر لیا۔ ارخان فوجیں لے کر تفلیس کی طرف بڑھا۔ اتنے میں قاصد یہ خوشخبری لے کر پہنچ گیا کہ سلطان جلال الدین عراق سے واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت نے چار ہزار دینار انعام مرحمت کیا۔ اس کے بعد اسلامی لشکر بلاد کرج میں پھیل گیا۔ ایوای سپہ سالار کرج اپنے چند سواروں کے ساتھ انہیں شہروں میں تھا۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج شہر فرس کے سر کرنے کے لیے بھیجی جس نے نہایت سختی سے محاصرہ کیا۔ اس کے بعد کثیر التعداد اسلامی فوجیں آ کر جمع ہو گئیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ تفلیس واپس آیا۔

جلال الدین منکبرس کا محاصرہ خلاط: خلاط' اشرف بن عادل بن ایوب کے دائرہ حکومت میں تھا۔ اس کی طرف سے حسام الدین علی موصلی خلاط پر حکومت کر رہا تھا۔ وزیر السلطنت شرف الدین کو زمانہ قیام تفلیس میں رسد و غلہ کی ضرورت ہوئی۔ ایک دستہ فوج رسد کی فراہمی کی غرض سے ارزن روم روانہ کیا چنانچہ وہ ارزن روم کے علاقہ کو تاراج کر کے مال غنیمت لیے واپس ہوا۔ خلاط ہو کر گزرا۔ حسام الدین علی گورنر خلاط نے روک ٹوک کی اور جو کچھ اس کے پاس تھا چھین لیا۔ وزیر السلطنت شرف الدین نے جلال الدین کو اس کی شکایت لکھی جلال الدین اس وقت کرمان میں تھا۔ جلال الدین کرمان سے خلاط کی طرف واپس ہوا۔ شہر آنی پر محاصرہ کیا۔ حسام الدین علی خلاط کی مدد پر تیار ہو گیا۔ جلال الدین نے اہل خلاط کی مستعدی دیکھ کر فریب دینے کی غرض سے محاصرہ اٹھا کر بلاد انحاز کی جانب کوچ کر دیا۔ دس روز کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت تیزی سے خلاط کی طرف بڑھا۔ ماہ ذی القعدہ ۶۲۳ھ میں شہر ملازکرد کا محاصرہ کیا۔ شہر ملازکرد سے کوچ کر کے خلاط پہنچ کر محاصرہ کیا متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ روزانہ جنگ اور محاصرہ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ کئی مرتبہ جلالی فوجیں شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئیں ایک یا دو بار شہر میں بھی گھس پڑیں' چونکہ خلاط والے' خوارزمی لشکر کی عادات اور مظالم سے واقف تھے۔ جان پر کھیل گئے اور سرفروشانہ مقابلہ کر کے پیچھے ہٹا دیا۔

ترکمان ایوامیہ کی سرکشی وسرکوبی: محاصرے کے دوران جلال الدین کے پاس اس کے نائب اور اس کی بیگم بنت سلطان طغرل نے یہ خبر بھیجی کہ ترکمان ایوامیہ بلاد آرمینیہ' آذربائیجان پر قابض ہو گئے ہیں۔ اکثر شہروں کو برباد اور ویران کر ڈالا ہے۔ راستہ خطرناک ہو گیا ہے اہل خوئی سے تاوان وصول کیا ہے اور اس کے نواح کو تاراج کر کے کف دست میدان بنا دیا چنانچہ جلال الدین خلاط کا محاصرہ اٹھا کر ترکمان ایوامیہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوا۔ نہایت تیزی سے منزلیں طے کر کے ترکمان ایوامیہ کے سر پر پہنچ گیا ترکمان ایوامیہ آس غفلت میں پڑے تھے کہ جلال الدین خلاط کی مہم میں مصروف ہے ورنہ اپنے قلعوں میں جو سر بفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر تھے چلے جاتے جہاں پر پہنچنا دشوار ہو جاتا۔ جلال الدین کے لشکر نے ترکمان ایوامیہ پر دفعتہً چھاپہ مارا۔ نہایت سختی سے پامال ہوئے قتل ہوئے یا قید۔ مال واسباب لوٹ کر تبریز واپس آیا۔

کرج کا تفلیس پر قبضہ: خلاط اور غزوہ ترکمان سے واپسی کے بعد سلطان جلال الدین نے اپنی فوج کو موسم سرما گذارنے کے لیے متفرق کر دیا اور چونکہ خوارزمی امراء نے تفلیس میں طرح طرح کے مظالم اور بداخلاقی شروع کر دی تھی۔ اس وجہ سے جو فوج ان لوگوں کی رکاب میں تفلیس میں بھی علیحدہ ہو گئی۔ اہل شہر نے کرج کو قبضہ تفلیس کے لیے بلا بھیجا۔ کرج یہ سمجھ کر کہ جلال الدین اس وقت تفلیس کی حمایت سے معذور ہے' تفلیس پر چڑھ آئے۔ لوٹ لیا آگ لگا دی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۶۲۴ھ کا ہے۔

تفلیس کا تاراج: نسائی کاتب لکھتا ہے کہ جس زمانے میں سلطان جلال الدین خلاط کا محاصرہ کیے تھا اسی زمانے میں فرانس (عیسائیان کرج) نے تفلیس پر قبضہ حاصل کیا تھا اور جلا کر خاک سیاہ کیا تھا۔ جب جلال الدین کو اس کی اطلاع ہوئی۔ غضب ناک واپس ہوا۔ اثناء سفر میں یہ خبر پا کر کہ ترکمان نے فتنہ مچا رکھا ہے اور ہر طرف قتل وغارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ ترکمانوں پر حملہ کیا۔ مال واسباب لوٹ لیا۔ اور بہت سے مویشیوں کو موفان ہانک لیا۔ جس کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال میں داخل کیا جاتا ہے) تیس ہزار تھا' اس کے بعد سلطان طغرل کی لڑکی سے (جس سے عقد کیا تھا) ملنے کو خوی گیا۔ خوی سے گنجہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ کرج' تفلیس میں آگ لگا کر واپس چلے گئے۔

خاموش بن اتابک ازبک: نسائی کاتب لکھتا ہے کہ گنجہ میں سلطان جلال الدین کی آمد کے بعد خاموش بن اتابک ازبک بن بہلوان حاضر ہوا۔ ایک پیٹی نذر گزرانی جس میں ہتھیلی کے برابر سرخ یاقوت جڑا تھا۔ جس پر کیکاؤس اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند شاہان فارس کے نام کندہ تھے سلطان جلال الدین نے اس کی شکل تبدیل کر کے اپنا نام کندہ کرایا۔ عیدین کے موقع پر پہنا کرتا تھا۔ یہ پیٹی چنگیز خانی غارت گری کے زمانے میں تاتاریوں کے ہاتھ پڑ گئی۔ اپنے خان اعظم ال چنگیز خاں بقا کو دے دیا۔

اس زمانے سے خاموش' سلطان جلال الدین ہی کی خدمت میں رہا۔ اخیر عمر میں فقر و فاقہ میں مبتلا ہوا' علاء الملک بادشاہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے پاس چلا گیا اور وہیں جاں بحق ہوا۔ انتہیٰ کلام النسائی۔

ارخان اور فرقہ اسمٰعیلیہ: سلطان جلال الدین نے ہندوستان سے واپسی کے بعد ارخان کو نیشاپور اور اس کے صوبہ کی حکومت پر مامور کیا جیسا کہ زمانہ قیام ہندوستان میں وعدہ کیا تھا۔ ارخان نے ایک شخص کو اپنی طرف سے نیشاپور پر بطور نائب مقرر کیا اور خود سلطان کی رکاب میں رہا۔

ارخان کا نائب منچلا تھا۔ مقبوضات اسمٰعیلیہ پر جو اس کے صوبہ سے ملحق و متصل تھے اکثر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھاتا تھا۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کے چند امراء سلطان کی خدمت میں بمقام خوی وفد لے کر آئے اور ارخان کے

ارخان کا خاتمہ: ارخان اس سے زیادہ برافروختہ ہوا اور اسمٰعیلیہ پر سختی کرنے لگا۔ سلطان جلال الدین خوی سے گنجہ کی طرف واپس ہوا۔ چونکہ گنجہ ارخان کی جاگیر تھی اس وجہ سے ارخان بھی رکاب میں تھا۔ گنجہ کے باہر خیمہ نصب کیا گیا۔ تین باطنی ارخان پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کو فدویہ کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان کا شیخ جس کے قتل کا حکم دیتا ہے اسے یہ قتل کر ڈالتے ہیں اور جان کی ذرہ پروا نہیں کرتے تھے اور اس کے عوض اپنے شیخ سے جنتی ہونے کی دستاویز لکھاتے' القصہ ارخان کے مقتول ہونے کے بعد ایک دو اشخاص پر باطنیوں نے حملہ کیا۔ آخر میں ارخان کے آدمیوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور تکے بوٹی کر ڈالا۔

اسمٰعیلیوں کا دامغان پر قبضہ: اسمٰعیلیہ زمانہ طوائف الملوکی میں دامغان وغیرہ پر قابض ہو گئے تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ باطنیہ کا ایلچی سلطان کے وزیر السلطنت کی خدمت میں بمقام بیلقان حاضر ہوا۔ وزیر السلطنت نے دامغان کے قبضہ کا مطالبہ کیا اور تیس ہزار دینار تاوان کا طلب گار ہوا۔ فرقہ باطنیہ نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا۔

آذربائیجان سے واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے لشکر میں پانچ باطنی گرفتار ہوئے جو غالباً وزیر السلطنت یا کسی اور سردار کے قتل کے لیے آئے ہوں گے۔ وزیر السلطنت نے ان کی گرفتاری سے سلطان کو مطلع کیا۔ سلطان نے انہیں آگ میں ڈال دینے کا حکم صادر کیا انتہیٰ کلام النسائی۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور فرقہ اسمٰعیلیہ: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلطان جلال الدین ارخان کے قتل کے بعد فوجیں لے کر بلاد اسمٰعیلیہ پر چڑھ گیا۔ قلعہ موت سے کروکوہ تک تاراج کرتا چلا گیا۔ ارخان کے قتل کا پورا پورا انتقام لیا۔ اس واقعہ کے بعد فرقہ اسمٰعیلیہ کو انتقام کا خیال پیدا ہوا۔ بلاد ارسلان کی طرف بڑھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی قوت ٹوٹ گئی اور وہ مقابلہ نہ کر سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان جلال الدین کامیابی کے ساتھ بلاد اسمٰعیلیہ سے واپس آ رہا تھا کہ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ تاتاری لٹیرے رے کے قریب دامغان تک پہنچ گئے ہیں۔ فوراً تاتاریوں کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہو گیا اور ان کے سر پر پہنچ کر نہایت برے طور سے انہیں شکست دی۔ اس کے بعد ہی یہ خبر پہنچی کہ تاتاریوں کا جم غفیر سلطان سے جنگ کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ یہ سن کر قیام کیا۔ انتہیٰ۔

بیگم جلال الدین منکبرس: آپ اوپر پڑھ چکے ہو کہ جس وقت سلطان جلال الدین نے تبریز کو ازبک بن پہلوان کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کی بیوی (دختر سلطان طغرل) کو شہر خوی بطور جاگیر عنایت فرما کر اس سے عقد کر لیا۔ اس وقت چونکہ سلطان جنگی اور انتظامی مہمات ملکی میں مصروف تھا اپنی اس نئی بیگم کو خوی میں چھوڑ گیا۔ اس وجہ سے بیگم سلطان کا تمام اعزاز و اقتدار جاتا رہا۔

نسائی کاتب نے لکھا ہے کہ سلطان نے اس کی جاگیر میں شہر سلماس اور آرمینیہ کا اور اضافہ فرما کر اپنے ایک معتمد علیہ امیر کو بغرض انتظام جاگیر مقرر کیا۔ یہ امر بیگم صاحبہ کا ناگوار گزرا' ادھر وزیر السلطنت نے بیگم کو دھوکے میں ڈال دیا۔ ادھر خفیہ طور سے سلطان کو لکھ بھیجا کہ بیگم صاحبہ اتابک ازبک سے ساز باز رکھتی ہیں اور باہم سلسلہ خط و کتابت جاری ہے' اس کے بعد سلطان کے حکم سے وزیر السلطنت خوی پہنچا اور بیگم صاحبہ کے محل سرا میں قیام پذیر ہوا۔ جو کچھ مال و اسباب تھا ضبط کر لیا۔ بیگم صاحبہ ان دنوں قلعہ طلم میں مقیم تھیں' وزیر السلطنت نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بیگم نے سلطان کی خدمت میں جانے کی درخواست کی' وزیر السلطنت نے جواب دیا ''آپ کی کوئی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔ خیر اسی میں ہے کہ آپ بلا کسی شرط قلعہ حوالہ کر دیجئے۔ انتہیٰ۔

حسام الدین کا شیر خوی پر قبضہ: چونکہ اہل خوی' سلطان کے مظالم اور اس کے لشکر کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بیگم صاحبہ نے بہ اتفاق اہل خوی' حسام الدین حاجب کو جو کہ اشرف بن عادل بن ایوب کا خلاط میں گورنر تھا خوی پر قبضہ کرنے کو بلا بھیجا چنانچہ حسام الدین نے جن دنوں سلطان جلال الدین عراق میں تھا خوی پر پہنچ کر خوی اور اس کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا[1]..... ان کے دیکھا دیکھی اہل بقوان نے بھی حسام الدین سے نامہ و پیام کر کے شہر حوالہ کر دیا۔ حسام الدین خلاط واپس آیا اور بیگم صاحبہ جلال الدین کو اپنے ہمراہ خلاط لے آیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور تاتاریوں کی جنگ: سلطان جلال الدین کو یہ اطلاع ملی کہ تاتاری اپنے شہروں سے نکل کر ماوراء النہر اور عراق کی طرف بڑھ رہے ہیں' فوراً روک تھام کی غرض سے کمر باندھ کر تبریز پر کوچ کر دیا۔ چار ہزار سواروں کو رے اور دامغان کی جانب تاتاری لٹیروں کی خبر لانے کے لیے روانہ کیا۔ واپس ہو کر ان لوگوں نے بیان کیا کہ تاتاری طوفان کی طرح اصفہان تک پہنچ گئے ہیں۔ افواج اسلامی سے مرجانے اور مارنے کا حلف لیا۔ قاضی کو حکم دیا کہ عامۂ مسلمین کو جہاد پر آمادہ کر کے اصفہان روانہ کرو' اتنے میں یہ خبر لگی کہ تاتاریوں کا ایک لشکر رے کے تاراج

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے آ رہا ہے۔ سلطان جلال الدین نے ایک فوج مقابلہ پر بھیج دی جس نے تاتاری لشکر کو شکست دی اور کامیاب ہوا۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۶۲۵ھ میں تاتاریوں کے اصفہان پہنچنے کے چوتھے دن دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سلطان جلال الدین کے بھائی (غیاث الدین) اور جہاں پہلوان کجی نے بدعہدی کی اور ایک لشکر لے کر علیحدہ ہو گئے۔ اس کے باوجود تاتاریوں کا میسرہ میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے تعاقب کیا۔ تاتاریوں نے چند مقامات پر تھوڑی تھوڑی فوج کمین گاہ میں بٹھا دی تھی چنانچہ اس نے سلطانی موکب کی گذر جانے کے بعد کمین گاہ سے حملہ کیا۔ لشکر اسلام نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔ سرداران لشکر کا ایک گروہ کام آ گیا۔ کچھ گرفتار ہو گئے۔ جن میں علاء الدین والی یزد بھی داخل تھا۔ سلطان جلال الدین نے نہایت مردانگی سے حملہ کیا۔ تاتاری کائی کی طرح پھٹ گئے اور اپنے لشکر گاہ کا راستہ لیا۔ سلطان گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ لشکر اسلام شکست پا کر فارس و کرمان پہنچا۔ میمنہ لوٹ کر قاشان آیا۔ سلطان کو صحیح وسلامت پایا۔ شکست کے بعد سلطان قاشان چلا گیا۔

تاتاریوں کا محاصرہ اصفہان: امیر طاقابستی ان دنوں اصفہان میں موجود تھا۔ اہل اصفہان نے اس کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کا قصد کیا۔ اتنے میں سلطان پہنچ گیا۔ رک گئے۔ تمام لشکر سلطان کے ساتھ ہو گیا۔ تاتاری لشکروں نے شکست کے بعد اصفہان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ جس وقت سلطان کا لشکر اصفہان پہنچا۔ اہل اصفہان بھی سلطان کے ساتھ ہو کر میدان میں نکل آئے تاتاریوں سے تیغ و سپر ہوئے اور انہیں شکست دی۔ سلطان رے تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب وہ ہاتھ نہ آئے تو شکست خوردہ تاتاریوں کے تعاقب میں ایک لشکر خراسان کی طرف روانہ کیا۔

ابن اثیر کہتا ہے کہ بلاد فارس کا حاکم ابن اتابک سعد تھا۔ اپنے باپ کے بعد فارس کا حکمران ہوا۔ سلطان کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا۔ تاتاریوں کو پہلے شکست ہوئی۔ والی فارس ان کے تعاقب میں دور تک چلا گیا جب واپس ہوا تو سلطان جلال الدین کو اس کے بھائی غیاث الدین اور بعض سرداران لشکر کی غداری اور تعاقب کی وجہ سے شکست ہو چکی تھی شکست کے بعد سلطان شیرم واپس آیا۔ کچھ عرصہ قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد اصفہان کی طرف واپس ہوا۔

سلطان جلال الدین منکبرس اور غیاث الدین میں کشیدگی: سلطان جلال الدین اور اس کے بھائی غیاث الدین میں کشیدگی اور ناچاقی کی بنیاد اس وقت سے پڑی جب کہ حسن بن حرمیل گورنر سلاطین غوریہ کو خوارزم شاہ محمد بن تکش کے لشکر نے مار ڈالا تھا اور اس کے وزیر السلطنت کا جو کسی قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا تھا۔ محاصرہ کر لیا تھا یہاں تک کہ بزور تیغ قلعہ فتح کیا اور وزیر کو قتل کر ڈالا[1]..... محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف چلا گیا۔

جب سلطان جلال الدین تاتاریوں سے جنگ کرنے کے لیے اصفہان گیا تو غیاث الدین کے چند غلام سلطان سے باغی ہو کر نصرت الدین بن حرمیل کے پاس چلے گئے۔ غیاث الدین نے انہیں نصرت الدین کی اجازت سے پوشیدہ طور

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا اور اس کے بعد بے ربط فقرہ جس کا ترجمہ ''محمد بن حسن بن حرمیل ہندوستان کی طرف'' ہے تحریر ہے تلاش کے باوجود مجھے اس کا ربط کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ مترجم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اپنے گھر بلا لیا۔ ان لوگوں نے جلال الدین کی طرف سے غیاث الدین کے کان بھر دیئے۔ جا و بے جا شکایتیں کیں، جس سے غیاث الدین کے سینہ میں اپنے بھائی سلطان جلال الدین کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا۔ جس وقت تاتاریوں سے مقابلہ ہوا۔ اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر خوزستان چلا گیا۔

غیاث الدین کا قلعہ موت میں قیام: غیاث الدین نے خوزستان پہنچ کر دربار خلافت میں عرضداشت بھیجی۔ امداد کا خواستگار ہوا۔ تیس ہزار دینار دربار خلافت میں بھیجے۔ غیاث الدین خراسان سے قلعہ موت چلا گیا جہاں علاء الدین فرقہ اسمٰعیلیہ کا شیخ رہتا تھا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کا محاصرۂ قلعہ موت: جب سلطان جنگ تاتار سے فارغ ہو کر رے کی جانب واپس ہوا۔ قلعہ موت کے سر کرنے کے لیے محاصرہ کیا۔ علاء الدین نے سلطان سے غیاث الدین کو امان دینے کی خواہش کی۔ سلطان نے امان دیدی اور ایک اپنے معتمد امیر کو غیاث الدین کے لانے کے لیے بھیجا۔ غیاث الدین نے حاضری سے انکار کیا اور قلعہ چھوڑ دیا نواح ہمدان میں شاہی لشکر سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ معمولی سی لڑائی کے بعد شاہی لشکر نے غیاث الدین کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر لیا۔ غیاث الدین کسی طرح بچ بچا کر براق حاجب کے پاس کرمان پہنچا اور اس کی ماں سے براق کی مرضی کے خلاف عقد کر لیا۔

غیاث الدین کا قتل: چند دن بعد کسی نے براق حاجب سے جڑ دیا کہ ''تمہاری ماں تمہیں زہر دینے کی فکر میں ہے۔'' براق حاجب نے ذرا بھی تفتیش نہ کی اور اسے مار ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی جہاں پہلوان کجی کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا اور غیاث الدین کو ایک قلعہ میں قید کر دیا چند روز بعد قید کی حالت میں قتل کر ڈالا۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ غیاث الدین قید سے نکل کر اصفہان پہنچا تھا اور سلطان جلال الدین کے حکم سے مارا گیا۔ نسائی کہتا ہے کہ میں نے براق کا ایک خط دیکھا ہے جو اس نے وزیر السلطنت شرف الملک اور سلطان جلال الدین کی خدمت میں بمقام تبریز بھیجا تھا۔ براق نے اس میں اپنی خدمات کو شمار کرتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ میں نے ایک بہت بڑی خدمت سلطان کی یہ انجام دی ہے جس کا کوئی معاوضہ نہیں ہو سکتا کہ سلطان کے دشمن ترین شخص (غیاث الدین) کو قتل کیا ہے۔

پہلوانیہ کی بغاوت: جس وقت سلطان جلال الدین وزیر السلطنت شرف الملک کے ساتھ ہمدان پہنچا یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ امراء پہلوانیہ تبریز کے باہر جمع ہو رہے ہیں اور حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرنا چاہتے ہیں۔ خاموش بن اتابک ازبک بھی قلعہ قوطور سے فوج لے کر آ گیا ہے اور امراء پہلوانیہ کا ہم خیال ہو گیا ہے۔ سلطان نے موکب ہمایوں کو تبریز کی طرف واپسی کا حکم دیا وزیر السلطنت شرف الملک کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ تبریز کے قریب باغیان امراء پہلوانیہ سے مقابلہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے انہیں شکست دی اور جن سرداروں نے فساد اور بغاوت کی آگ بھڑکائی تھی انہیں گرفتار کر لیا۔ اور مظفر و منصور شہر تبریز میں داخل ہوا' قاضی کو معزول اور بہت سے اور سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ قوام الدین حرادی ہمشیر زادہ طغرائی سے زر کثیر جرمانہ وصول کیا۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاتاریوں سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت نے مقبوضہ علاقہ میں نائب السلطان کی حیثیت سے قیام اختیار کیا۔

حسام الدین اور وزیر السلطنت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حسام الدین گورنر خلاط نے آذربائیجان پر حملہ کیا اور کامیاب و منصور ہو کر بیگم سلطان جلال الدین کو لے کر خلاط واپس گیا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ بلاد اران سے موقان کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمان کو ایک وقت مقررہ پر جمع ہونے کا حکم صادر کیا' گورنروں کو پیشگی خراج وصول کرنے کی غرض سے صوبجات کی طرف بھیجا۔ شروان شاہ سے پچاس ہزار دینار طلب کیے۔ شروان شاہ نے دینے میں توقف کیا۔ وزیر السلطنت نے اس کے ملک پر حملہ کر دیا۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ لگا نا کام آذربائیجان واپس آیا۔

اتابک بہلوان کی لڑکی (بیگم سلطان) بقچوان میں تھی' ایدغمش اس سے علیحدہ ہو کر وزیر السلطنت کے پاس چلا آیا اور اسے بقچوان پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا۔ وزیر السلطنت بیگم سلطان کو دھوکہ دینے کی غرض سے بقچوان روانہ ہوا۔ بیگم نے وزیر السلطنت کو داخل ہونے سے روک دیا۔ مرج میں خیمہ ڈال دیا لیکن اس ممانعت کے باوجود بیگم نے عزت و احترام سے وزیر السلطنت کی میزبانی کی۔

حورس پر فوج کشی: اس کے بعد وزیر السلطنت نے حورس کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ صوبہ ازبک کے زمانہ حکومت سے اشرف والی خلاط کے قبضہ میں تھا۔ لشکریوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ زبردستی رعایا کا مال چھیننے لگے۔ وزیر السلطنت نے لشکریوں کی حمایت کی۔ رعایا بگڑ گئی۔ اتنے میں والی خلاط کا حاجب فوجیں لے کر آ گیا اور وزیر السلطنت انتہائی بے سروسامانی سے اسباب چھوڑ کر بھاگ گیا۔ یہ واقعہ ۶۲۰ھ کا ہے۔

حاجب کے ساتھ فخر الدین والی حلب اور حسام الدین خضر والی تبریز بھی تھا اور وزیر[1] ... اس کے زمانہ غیر حاضری میں ظاہر ہوا۔ وزیر اران بھاگ گیا اور حاجب اس کے تعاقب میں کچھ دور تک گیا پھر تبریز واپس ہوا۔ خوی ہو کر گذرا۔ خوی کو لوٹ لیا۔ بقچوان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد تبریز کو بھی بزور تیغ لے لیا۔

خوی کی مہم: ان واقعات کے بعد وزیر السلطنت تبریز میں قیام پذیر ہوا۔ اتابک ازبک اس وقت تبریز ہی میں تھا۔ اتنے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ سلطان شکست کھا کر اصفہان کی طرف واپس آ رہا ہے۔ وزیر السلطنت تبریز اور آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں سلطانی امراء ملے جنہیں سلطان نے وزیر کی کمک پر بھیجا تھا۔ سلطان نے وزیر کو محاصرہ خوی کا حکم دیا۔ اس وقت خوی میں حاجب حسام الدین والی خلاط کا نائب بدر الدین سرہنگ اور حاجب حسام الدین علی منوچہر موجود تھے وزیر نے مصلحتاً خوی کا ارادہ ترک کر کے ترکری پر جا کر محاصرہ کیا۔ دونوں حریفوں نے ترکری کے باہر ایک میدان میں صف آرائی کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد حاجب کو شکست ہوئی۔ ترکری میں داخل ہو کر قلعہ بندی کر لی۔ وزیر نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ حاجب نے صلح کا پیام بھیجا۔ وزیر نے انکاری جواب دیا۔ شاہی امراء جو اس کے ساتھ اس مہم میں شریک تھے وہ اپنی فوجوں کے ساتھ آذربائیجان واپس آئے وزیر نے ترکری کا محاصرہ اٹھا لیا۔ خوی کی طرف روانہ

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔ ابن سرہنگ خوی خالی کر کے قلعہ قوطور چلا آیا تھا۔ اس کے بعد سلطان سے امان حاصل کی۔

وزیر بلا مقابلہ خوی میں داخل ہوا۔ اہل خوی سے تاوان اور جرمانہ وصول کیا خوی سے فارغ ہو کر ترمذ اور بقچوان پر حملہ کیا۔ ترمذ اور بقچوان والوں پر بھی وہی مظالم کیے جو اہل خوی کے ساتھ کیے تھے۔ خوی فتح ہونے سے حاجب والی خلاط کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

فتوحات وزیر شرف الملک: جس وقت سلطان جلال الدین اپنے وزیر السلطنت کو بطور نائب السلطنت اپنے مقبوضہ ممالک میں چھوڑ کر تاتاریوں سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ اسی وقت سے وزیر السلطنت نے اپنی تمام توجہ اور تمام قوت ممالک محروسہ سلطانی کے نظم و نسق درست کرنے' والی خلاط کی مدافعت' آذربائیجان اور اران کے شہر کو واپس لینے اور باغی قلعوں کے سر کرنے میں صرف کرنے لگا۔

حاجب حسام الدین والی خلاط اور وزیر السلطنت میں جو واقعات رونما ہوئے۔ اسے ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ ان واقعات کے دوران وزیر السلطنت باغی قلعوں کے والیوں سے ساز باز کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً نقد و جنس بھی دیتا رہا۔ اکثر خلعتیں بھی دیں۔ چند دن بہت سوں نے وزیر السلطنت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد امراء بہلوانیہ میں سے ناصر الدین محمد کو گرفتار کر لیا۔ یہ ایک مدت سے نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس ٹھہرا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت نے ایک کثیر رقم کا مطالبہ کیا اور جب وہ ادا نہ کر سکا تو اس کے نائب سے وہ قلعہ جو اس کے قبضہ میں تھا' چھین لیا۔ اس کے بعد آقسنقر اتابکی (سلطان کا گورنر گنجہ) مر گیا۔ وزیر السلطنت نے حملہ کر دیا اور اس کے نائب شمس الدین کو شاسف سے خزانہ کا مطالبہ کیا اور جب اس نے نہ دیا تو قلعہ ہردو جار مرو (صوبہ اران) چھین لیا۔

قلعہ زدنین پر تسلط: قلعہ زدنین پر سلطان خاموش کی بیگم کا قبضہ تھا۔ وزیر السلطنت نے فوجیں مہیا کر کے دھاوا کیا ایک مدت تک محاصرہ کیے رہا۔ بیگم نے نکاح کا پیام دیا۔ وزیر السلطنت نے صاف جواب دیدیا جب سلطان عراق سے واپس ہوا تو وزیر السلطنت نے بیگم سے عقد کر لیا اور اپنے خادم سعد الدین کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ سعد الدین بیگم کے ساتھ نہایت بداخلاقی کے ساتھ پیش آیا اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ رعایا کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی متفق ہو کر سعد الدین کو نکال دیا اور بغاوت پر تل گئے۔

جس وقت وزیر السلطنت کو حاجب نائب خلاط کی جنگ سے نجات ملی تو اران کا قصد کیا۔ خراج وصول کیا۔ فوجیں جمع کیں اور سامان اکٹھا کر کے قلعہ مردانقین کے سر کرنے کے لیے بڑھا۔ قلعہ مردانقین وزیر برکت الدین کے داماد کا تھا۔ اس نے چار ہزار دینار پیش کیے۔ وزیر السلطنت کی باچھیں کھل گئیں قلعہ مردانقین کو چھوڑ کر قلعہ حاجین پر دھاوا کر دیا۔ قلعہ حاجین' جلال الدولہ ہمشیر زادہ ابوانی امیر کرج کے قبضہ میں تھا۔ اس نے بھی قلعہ پر قبضہ نہ دیا۔ اور بیس ہزار دینار اور سات سو مسلمان قیدی دے کر مصالحت کر لی۔ ان واقعات کے بعد امراء بہلوانیہ کی بغاوت کا قصہ پیش آیا۔ جسے وزیر السلطنت نے نہایت خوبی سے فوجیں بھیج کر ختم کیا۔

امیر مقدی کی مخالفت: چونکہ اتابک ازبک کے بعض غلاموں نے آذربائیجان میں جس وقت کہ تاتاریوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ میں سلطان کو شکست ہوئی تھی۔ خوارزم پر چڑھائی کی تھی اور نہایت بے دردی سے خوارزمیوں کو قتل کیا تھا لہذا جب سلطان جلال الدین نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کیا تو بہلوانیہ حکومت کے آثار کو ملیا میٹ کر دیا۔ امیر مقدی' اشرف بن عادل بن ایوب والی شام کے پاس چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ جب اسے یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت شرف الملک کو حسام الدین گورنر اشرف کے حاجب نے بمقام خلاط شکست دے دی تو اتابکیوں کے ساتھ رہنے کی غرض سے شام سے آذربائیجان کا راستہ لیا۔ خوی ہو کر گزرا ان دنوں حاجب خوی میں تھا تعاقب کیا۔ امیر مقدی نہر عبور کر کے بلاد قبار میں داخل ہوا۔ بلاد قبار میں متعدد قلعے تھے جس پر باغیان سلطنت اور مخالفین حکومت قابض تھے۔ امیر مقدی نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اتابکیہ حکومت کی تبلیغ کرنے لگا اور خاموش بن ازبک کی امارت کی ترغیب دیتا رہا کہ قلعہ قوطور سے بلا کر اسے اپنا امیر بنالو۔ وزیر السلطنت کو اس کی خبر لگی بے حد صدمہ ہوا۔ اس کے بعد ہی سلطان جلال الدین کی شکست کی خبر بھی پہنچ گئی جس سے صدمہ اور بڑھ گیا۔

امیر مقدی کی اطاعت: جب امیر مقدی کو بلاد قبار میں اپنے مقاصد میں کامیابی نہ ہوئی تو نصرت الدین محمد بن سبکتگین کے پاس چلا گیا اور یہی جال بچھایا۔ نصرت الدین نے بظاہر حیلہ و حوالہ میں رکھا اور خفیہ طور پر وزیر السلطنت کو اس سے مطلع کر دیا۔ وزیر السلطنت نے لکھا۔ ''جس طرح ممکن ہو امیر مقدی کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے' سلطان کی اطاعت پر راضی کر لیجئے اور جس قسم کا وہ اطمینان کرنا چاہے کر دیجئے'' نصرت الدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا' امیر مقدی کو اپنے ہمراہ لیے وزیر السلطنت کے پاس پہنچا۔ وزیر السلطنت نے امیر مقدی اور اس کے تمام ہمراہیوں کو جائزے اور خلعت دیئے اور خوارزمیوں کے قتل و خونریزی سے درگزر کرنے کا وعدہ لیا قسم کھائی اتنے میں سلطان جلال الدین کی اصفہان سے واپسی کی خبر سننے میں آئی۔ وزیر السلطنت حاضر ہونے کی غرض سے روانہ ہوا امیر مقدی اور نصرت الدین محمد بھی ہم رکاب ہوئے۔ سلطان نے ان دونوں کی بے حد عزت کی اور تپاک سے ملا۔

صفی الدین محمد طغرائی: صفی الدین محمد طغرائی وزیر' خراسان قریہ کلاجرد کا رہنے والا تھا اس کا باپ اس قریہ کا زمیندار تھا۔ نہایت تربیت یافتہ اور بے حد خوش خط تھا۔ سلطان کی خدمت میں زمانہ قیام ہندوستان میں حاضر ہوا' وزیر السلطنت شرف الملک کے دربار میں ملازمت کی جب شاہی موکب ہندوستان سے عراق کی جانب واپس ہوا تو صفی الدین کو طغرائی کی خدمت عطا کی گئی۔ جب سلطان نے تفلیس کو کرج سے چھین لیا اور آقسنقر (مملوک اتابک ازبک) کو تفلیس کی حکومت پر متعین فرمایا تو صفی الدین طغرائی کو اس کی وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ چند روز بعد کرج نے تفلیس پر محاصرہ کیا اور واپس لینے کی کوشش کی' آقسنقر گورنر تفلیس شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔ صفی الدین طغرائی نے نہایت مردانگی سے مقابلے پر کمر باندھی۔ کرج کے دانت کھٹے کر دیئے جس سے وہ ناکام واپس گئے۔ اس سے سلطان کی آنکھوں میں اس کی عزت دوبالا ہوگئی۔ خوش ہو کر خراسان کی وزارت سے ممتاز کیا۔

صفی الدین کی گرفتاری: چنانچہ ایک سال تک خراسان کے عہدہ وزارت کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ اس کے بعد اہل خراسان کو شکایتیں پیدا ہوئیں۔ اتنے میں سلطان کا موکب ہمایوں رے میں وارد ہوا۔ اہل خراسان نے حاضر ہو کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے حد شکایتیں کیں جس کی وجہ سے عتاب شاہی میں آ گیا' مال واسباب ضبط کرلیا گیا۔ اس کے خادموں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ گھوڑوں کو شاہی اصطبل میں لے جا کر باندھ دیا۔ جن کی تعداد تین سو تھی۔ اتفاق سے اس کے خادموں میں سے صرف ایک شخص علی کرمانی کسی طرح بچ کر ایک قلعہ میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ جس پر اس کا پہلے سے قبضہ تھا۔

تاج الدین بلخی: سلطان نے اس کی جگہ خراسان کی وزارت پر تاج الدین بلخی کو مقرر کیا اور اسے نئے وزیر کی نگرانی میں قید کر دیا تا کہ نیا وزیر زبردستی جو کچھ بھی اس کے پاس مال وزر موجود ہو وصول کرے اور اس کے خادم سے قلعہ لے لے۔ نئے وزیر کو اس سے پرانی عداوت تھی تشدد اور تکلیف دہی کا کوئی دقیقہ باقی اٹھا نہ رکھا مگر ذرا بھی کامیاب نہ ہوا۔

صفی الدین کی گرفتاری کے بعد اس کا خزانچی پیش کیا گیا۔ سلطان نے جواہرات اور اس مال کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ جو وزیر کی خدمت میں بطور نذر پیش کیے گئے تھے۔ خزانچی نے یہ خیال کر کے کہ صفی الدین کو سزائے موت دیدی گئی ہے چار ہزار دینار اور ستر نگینے یاقوت سرخ اور زمرد آب دار کے حاضر کیے۔

صفی الدین کی رہائی: اس کے بعد صفی الدین نے اراکین دولت سے خط وکتابت شروع کی' نقد وجنس دینے کا وعدہ کیا۔ اراکین دولت نے سلطان سے صفی الدین کی سفارش کی اور بمنت وسماجت اسے قید سے رہا کرایا۔ سلطان نے دست خاص سے اس کی رہائی کا فرمان تحریر فرمایا۔ صفی الدین قید سے نجات پا کر دربار شاہی میں حاضر ہوا۔ سلطان نے تمام مال و اسباب واپس کر دیا۔ جواہرات باقی رہ گئے۔

نساء کی وزارت پر سلطان نے محمد بن مودود نسوی کو مقرر کیا۔ یہ خاندان ریاست سے تھا۔ زمانہ کی گردش نے اسے کھینچ کر غزنی پہنچایا۔ جب سلطان ہندوستان سے واپس ہوا شرف الملک کو رشک وحسد پیدا ہوا۔

ضیاء الدین کی معزولی: جب احمد بن محمد منشی کاتب' نصرت الدین محمد بن حمزہ والی نساء کی طرف سے سلطان کی خدمت میں قاصد ہو کر حاضر ہوا جیسا کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں تو سلطان نے اسے دفتر انشاء کا میر منشی مقرر کیا۔ ضیاء الدین اس رشک وحسد سے جل کر خاک ہو گیا۔ سلطان سے نساء کی وزارت کی درخواست کی۔ سلطان نے نساء کا قلمدان وزارت حوالہ کر دیا اور تنخواہ وزارت کے علاوہ دس ہزار دینار سالانہ بطور وظیفہ مرحمت کرنے کا حکم صادر کیا۔ ضیاء الدین شاہی دربار میں عبدالملک نیشاپوری کو اپنا نائب مقرر کر کے نساء چلا گیا۔ شامت آئی۔ سالانہ خراج خزانہ شاہی میں بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان نے معزول کر کے احمد بن محمد منشی کاتب کو متعین کیا۔ لگانے بجھانے والے لگانے بجھانے لگے۔ کثرت سے شکایتیں پیش ہوئیں۔ سلطان نے نساء سے نکال دیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

بلبان والی خلخال: بلبان' اتابکیہ ازبک کے خادموں میں سے تھا جس وقت تاتاری فتنہ رونما ہوا۔ اور خراسان شاہی حکمرانوں سے خالی ہو گیا اور سلطان جلال الدین آذربائیجان پر قابض ہوا اس وقت بلبان کو موقع مل گیا۔ شہر خلخال چلا گیا۔ اس پر اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ سلطان مہم عراق اور والی خلاط کی لڑائیوں میں مصروف تھا۔ بلبان کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ جب لشکر اسلام جنگ تاتار سے واپس ہوا تو قلعہ فیروز آباد میں بلبان پر محاصرہ کیا۔ بلبان نے زچ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر امان کی درخواست کی۔ سلطان نے امان دی اور فیروز آباد پر قبضہ کر کے حسام الدین بکتاش (سعد اتابک والی فارس کے غلام) کو مقرر کیا۔

عز الدین خلخالی: اس کے بعد سلطان نے سامان و اسباب کو موقان میں چھوڑ کر خلاط کا قصد کیا۔ لیکن برف و سردی نے ارجیش سے آگے نہ بڑھنے دیا۔ سلطان نے ارجیش کے بعض قلعے سر کر لیے۔ عز الدین خلخالی اس وقت ارجیش کے قریب کفر طاب میں موجود تھا یہ خبریں سن کر خلاط چلا گیا۔ حاجب نے اسے سر و سامان اور فوجیں دے کر سلطنت کے خلاف مادہ بغاوت اور فساد پھیلانے کی غرض سے آذربائیجان روانہ کیا لیکن حاجب کا یہ منشا پورا نہ ہوا۔ عز الدین خلخالی ناکام و نامراد کوہ زنجان چلا گیا اور رہزنی کرنے لگا۔ سلطان نے اسے خط لکھا اور اصفہان میں قیام کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا۔ ابھی کوئی معاملہ طے نہ پایا تھا کہ گورنر اصفہان نے اس کا سر اتار کر سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔

خرت برت کا تاراج: سلطان کفر طاب سے واپس ہوا' خرت برت کو ایسا تاراج کیا کہ نام کی آبادی باقی نہ چھوڑی۔ اسی اثناء میں جب کہ ۶۲۳ھ کا نصف گذر چکا تھا۔ خلیفہ ظاہر عباسی بغدادی کی وفات اور اس کے بیٹے المستنصر باللہ عباسی بغدادی کی خلافت کی خبر موصول ہوئی دربار خلافت سے بیعت لینے کا فرمان صادر ہوا۔ خلعت آیا۔ واللہ ولی التوفیق لا ریب غیرہ۔

وزیر شرف الملک سے سلطان کی کشیدگی: جس وقت سلطان کا موکب ہمایوں موقان کی طرف واپس ہوا اور سلطان نے خوی میں قیام اختیار کیا۔ اہل خوی کا ایک وفد دربار شاہی میں حاضر ہوا وزیر السلطنت شرف الملک کی زیادتیوں' مظالم اور بکثرت تاوان وصول کرنے کی شکایت کی اور یہ بھی ظاہر کیا کہ باوجودیکہ ملکہ سلطانہ بنت طغرل ان الزامات سے بری تھی جو اس پر قائم کیے گئے تھے۔ لیکن وزیر نے پھر بھی اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے۔

خوی سے کوچ کر کے سلطانی موکب تبریز پہنچا۔ اہل تبریز نے اس سے زیادہ شکایات پیش کیں جس قدر اہل خوی نے کی تھیں' فریہ کورتان کے رئیس نے بھی دربار شاہی میں حاضر ہو کر وزیر کی شکایت کی کہ میں باوجودیکہ وزارت پناہ کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوتا تھا لیکن وزیر السلطنت نے میرے دو خادموں سے ایک ہزار دینار تاوان وصول کیا ہے۔ سلطان نے بہ نظر کرم ایک ہزار دینار واپس کر دیئے اور اہل شہر کو تین سال کا خراج (مال گزار) معاف فرما دیا۔ اس کے بعد وزیر السلطنت کی شکایات کی بھرمار ہوئی' سلطان کی عدم موجودگی کے زمانے میں وزیر السلطنت نے بڑی بڑی نمایاں خدمتیں انجام دی تھیں۔ فرقہ اسمٰعیلیہ کے قلعہ قمع میں بہت بڑا حصہ لیا تھا ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا۔ جب سلطان آذربائیجان کی جانب واپس ہوا تو علاء الدین بادشاہ فرقہ اسمٰعیلیہ کا پیام بر دربار شاہی میں حاضر ہوا اور یہ ظاہر کیا ''وزیر السلطنت نے بدعہدی کی اور ہمارا مال و اسباب ضبط کر لیا ہے۔'' سلطان کے کان تو پہلے ہی سے بھر گئے تھے۔ اس شکایت نے سونے پر سہاگہ کا کام دے دیا۔ وزیر السلطنت سے ناراض ہو گیا۔ اسی وقت دو سرداروں کو مامور فرما کر حکم دیا کہ جس قدر وزیر نے فرقہ اسمٰعیلیہ کا مال و اسباب اور زر نقد ضبط کیا ہے واپس دے دو۔ (بیان کیا جاتا ہے کہ تیس ہزار دینار نقد اور دس راس گھوڑے تھے) اور وزیر السلطنت سے خط و کتابت اور گفتگو ترک کر دی۔ دربار میں حاضری کی ممانعت ہو گئی' وزیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلطنت جو عرض داشت بھیجتا تھا' کوئی جواب نہیں دیا جاتا تھا۔ چند دن بعد تبریز میں رسد کی کمی محسوس ہوئی۔ سلطان نے حکم دیا کہ وزیر السلطنت کے مقبوضات کو ضبط کر کے رسد و غلہ کا انتظام کیا جائے۔ اس کے بعد سلطان تبریز سے موقان کی جانب چلا۔ کوچ کیا موقان میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ محض عشر خاص لینے پر اکتفا کیا عراق کا عشر ستر ہزار دینار سالانہ ہوتا تھا واللہ اعلم۔

سلطان جلال الدین اور قبائل قفچاق: شروع ہی سے قفچاق کو سلطان اور اس کی قوم سے محبت اور دوستی تھی۔ بظاہر اس کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ سلطان اور اس کی قوم کی شادیاں قفچاق کی لڑکیوں سے اکثر ہوتی تھیں غالباً چنگیز خاں نے اسی سبب سے قفچاق کو انتہا سے زیادہ پامال کیا تھا اور سلطان اور اس کی قوم کی دوستی ہی کی وجہ سے قفچاق کے پیچھے پڑا تھا۔ جب سلطان نے اصفہان سے کوچ کیا اور تاتاریوں کی مہم درپیش ہوئی تو قبائل قفچاق سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ سیر جنکش قفچاقی کو قبائل قفچاق کے پاس امداد کا پیام دے کر روانہ کیا قبائل قفچاق نے نہایت کشادہ دلی سے لبیک کہا اور گروہ کے گروہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قفچاق کا بادشاہ کورکان بھی تین سو اپنے قرابت مندوں کے ساتھ براہ دریا وزیر السلطنت کے پاس موقان پہنچا۔ موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد سلطان کے دربار میں حاضر ہوا۔ سلطان نے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور یہ وعدہ فرمایا کہ دربند (باب الابواب) کے فتح ہونے پر تمہارے ساتھ بہترین سلوک برتا جائے گا اور انہیں واپس جانے کا حکم دیا۔

فتح دربند: اس کے بعد سلطان نے والی دربند کو جو کہ ایک نوعمر چھوکرا اور نام کا والی تھا بلا بھیجا۔ اس کا اتالیق اسد کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا اور یہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ والی دربند کوئی عذر کیے بغیر حاضر دربار ہو گیا۔ لیکن اسد نے مخالفت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ سلطان نے والی دربند کو خلعت دیا اور دربند فتح ہو جانے پر جاگیر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ سلطان نے فوج اور سرداران لشکر کو دربند کے سر کرنے کا حکم دیا۔ سرداران لشکر نے دربند پہنچ کر اسد کو گرفتار کر لیا۔ دربند کے علاقہ میں غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ اسد کسی حیلہ سے ان کے قبضہ سے نکل بھاگا جس سے یہ اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوئے۔

سلطان جلال الدین کا صوبہ کتاسفی پر قبضہ: چونکہ وزیر السلطنت کو اپنی بعض نمایاں خدمات کی وجہ سے یہ اطمینان تھا کہ سلطان کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی ناراضگی نہ ہوگی اس وجہ سے فوجیں مہیا کر کے نہر ارش کو عبور کیا اور صوبہ کتاسفی کو شروان شاہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جب سلطان جلال الدین' موقان واپس آیا۔ تو اس صوبہ کو جلال الدین سلطان شاہ بن شروان شاہ کو بطور جاگیر عنایت کیا۔

جلال الدین سلطان شاہ' کرج کے پاس قید تھا۔ اس کے باپ نے اسے بچپن میں اس شرط سے کرج کو سپرد کر دیا تھا کہ بڑے ہونے پر شاہزادی رسودان بنت تامادے اس کا عقد کر دیا جائے لیکن یہ باتیں صرف خوش کن تھیں جس کا خارج میں کوئی وجود نہ تھا۔ چنانچہ دامادی کے بجائے جلال الدین سلطان شاہ کو قید کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ اتفاق سے جب سلطان نے بلاد کرج کو سر کیا تو جلال الدین سلطان شاہ کو قید کرج سے نجات ملی۔ سلطان نے اس کی پرورش اور پرداخت کی۔ تعلیم دلائی اور واپسی موقان پر صوبہ کتاسفی بطور جاگیر عنایت فرمایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرج کے یہاں والی اردن روم کا لڑکا بھی تھا جو عیسائی ہو گیا تھا۔ کرج نے شاہزادی رسوداں بنت تاماد سے اسے بیاہ دیا تھا۔ سلطان بوقت فتح بلاد کرج اسے بھی نکال لایا تھا لیکن یہ پھر مرتد ہو کر کرج کے پاس چلا گیا۔ کرج نے اس کے زمانہ غیر حاضری میں رسوداں شاہزادی کی شادی دوسرے شخص سے کر دی تھی۔

شروان شاہ کی باریابی: سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے ملک اران پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بلاد شروان پر غارت گری شروع کر دی۔ بلاد شروان کا بادشاہ فریدون بن تبریز وفد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ایک لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا اقرار کیا۔ سلطان ملک شاہ نے غارت گری سے ہاتھ روک لیا۔ جب سلطان جلال الدین نے ۶۲۲ھ میں ملک اران پر قبضہ حاصل کیا تو بادشاہ شروان سے سالانہ خراج جو سلطان ملک شاہ کو دیتا تھا۔ طلب کیا۔ بادشاہ شروان نے ملک کی تباہی و بربادی اور کرج کے غلبہ کا عذر کیا۔ سلطان نے نصف خراج معاف فرما دیا۔ جب سلطان واپس ہوا تو شروان شاہ دربار شاہی میں حاضر ہوا نذر گزرانی۔ پانچ سو راس گھوڑے ہدیۃً پیش کیے اس کے ساتھ ہی پچاس راس گھوڑے وزیر السلطنت کو بھی بطور تحفہ دیئے۔ وزیر السلطنت نے اس ہدیہ کو حقیر اور اپنے شان کے شایان نہ سمجھا' سلطان سے جڑ دیا کہ ''یہ نہایت دغاباز اور فریبی ہے گرفتار کر لیا جائے'' سلطان نے وزیر کی کوئی بات نہ سنی اسے انعام اور خلعت دیا اور بیس ہزار خراج معاف کر دیا۔ صرف تیس ہزار سالانہ خراج باقی رہ گیا۔ نسائی کاتب کہتا ہے کہ فرمان شاہی لکھنے پر مجھے ایک ہزار ملے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایلک خاں کا بلاد کرج پر جہاد: جس زمانے میں سلطان' آذربائیجان سے واپس ہو کر موقان آیا تھا انہی دنوں لشکر اسلام کو ایلک خاں کی ماتحتی میں بلاد کرج پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا تھا چنانچہ ایلک خاں نے بلاد کرج پر جہاد کیا۔ زیر و زبر کرتا بحیرہ تیاج ہو کر گزرا۔ کرج کو موقع مل گیا دفعتہً حملہ کر دیا۔ ایلک خان سنبھل نہ سکا۔ شکست اٹھائی۔ جنگ کے دوران اریطانی گم ہو گیا۔

قیدیان بحیرہ کی رہائی: سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ سخت صدمہ ہوا اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ کرج بھی مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ سلطانی مقدمہ نے کرج کے مقدمۃ الجیش کو شکست دی اور بہت سے قیدی گرفتار کر لیے۔ سلطان نے سب کو قتل کرا دیا اور کرج کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کوری پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور کرج سے قیدیان بحیرہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ کرج نے قیدیان بحیرہ کو سلطان کی خدمت میں بھیج دیا اور اریطانی کو نسبت یہ کہا کہ وہ آج ہی شب میں قید سے نکل کر آذربائیجان چلا گیا ہے۔ سلطان محاصرہ اٹھا کر بقیوان پہنچا۔ اریطانی ملا۔ سلطان کو بے حد مسرت ہوئی۔

سلطان جلال الدین کا محاصرہ قلعہ سکان: چونکہ بہران کرجی نے نواح گنجہ پر چھاپہ مارا تھا اور اسے برباد و ویران کیا تھا اس وجہ سے سلطان اس کی سرکوبی اور گوشمالی کے لیے روانہ ہوا۔ قلعہ سکان پر محاصرہ کیا اور بزور تیغ فتح کیا۔ قلعہ علیا اس کے بعد سر کیا گیا۔ قلعہ کاک پر حملہ کیا اور وہ بھی فتح ہوا۔ زمانہ محاصرہ قلعہ کاک میں وزیر السلطنت کو قلعہ کورانی کے محاصرہ کی خدمت سپرد ہوئی۔ تین مہینہ تک محاصرہ کیے رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے زچ ہو کر صلح کی درخواست کی۔ سالانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراج ادا کرنے پر مصالحت ہوگئی۔ موکب سلطانی کے خلاط کی طرف کوچ کیا۔

خلاط کی مہم: سلطان مہم کرج سے فارغ ہو کر بقیوان کی طرف روانہ ہوا اور اسباب وخزانہ کو براہ قافروان خلاط جانے کا حکم دیا۔ کرج کو سلطانی حملوں سے نجات مل گئی۔ آرام وچین سے اپنے ملک میں رہنے لگے۔ سلطان نے چند روز بقیوان میں خراسان وعراق کے انتظامات اور خلاط کی مہم کی تیاری کی غرض سے قیام کیا۔

نسائی کاتب کہتا ہے کہ زمانہ قیام بقیوان میں سلطان نے اہل خراسان اور عراق سے ایک ہزار دینار وصول کیے اس کے بعد بقیوان سے کوچ کر کے بمقام خلاط اپنی فوج سے جا کر مل گیا۔

حسام الدین علی کا قتل: ملک الاشرف نے عز الدین ایبک کو حسام الدین علی بن حماد گورنر خلاط کی گرفتاری[1] کے لیے خلاط بھیجا تھا۔ عز الدین نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس پر مزید اضافہ یہ کہ فریب سے حسام الدین کو قتل کر ڈالا۔ اور سلطان کی خدمت میں محض خوشنودی کے خیال سے ایک قاصد روانہ کیا۔ قاصد نے دربار شاہی میں باریاب ہو کر عز الدین کی طرف سے گذارش کی کہ ''ملک الاشرف نے آپ کی حکومت کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔'' سلطان نے اس پر ذرا بھی خیال نہ کیا اور اپنا ارادہ پورا کرنے پر تیار رہا اور قاصد کو یہ جواب دیا کہ عز الدین کا یہ بیان اگر صحیح ہے تو ملک الاشرف کے حاجب کو میرے پاس حاضر ہونا تھا۔

محاصرہ خلاط: عز الدین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا اور سلطان نے عید الفطر ۶۲۶ھ میں خلاط کا محاصرہ کر لیا۔ رکن الدین جہاں شاہ ابن طغرل والی ارزن روم بھی اس مہم میں سلطان کے ساتھ تھا۔ چاروں طرف سے منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی۔ شدت محاصرہ اور روزانہ جنگ سے اہل خلاط تنگ آ گئے۔ فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ سواری کے گھوڑے، خچر، اونٹ، مویشی ذبح کر کے کھا لیے۔ بہت سے بھوک کی شدت سے مر گئے اور بہت سے شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ گئے بقیہ باشندگان خلاط کے چند لوگوں نے سلطان سے اس شرط پر کہ انہیں امان دی جائے اور آذربائیجان میں جاگیریں عنایت ہوں سازش کر لی۔

خلاط پر قبضہ: چنانچہ سلطان نے حسب اقرار سلماس میں اور چند دوسرے مقامات پر ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور شب کے وقت اپنی فوج کے چند دستہ کو شہر پناہ کی دیوار پر بذریعہ کمند چڑھا دیا۔ محافظوں سے لڑائی چھڑ گئی بالآخر شہر میں ہلڑ مچ گیا۔ باشندگان خلاط کو شکست ہوئی سلطانی فوج نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی شہر پر سلطان کا قبضہ ہو گیا۔ موجودہ باشندگان شہر گرفتار کر لیے گئے جس میں عیسائیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ اسد بن عبداللہ بھی گرفتار ہو گیا۔ عز الدین ایبک قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان نے اسے امان دی اور قلعہ درقان میں قید کر دیا۔

---

[1] بظاہر اس گرفتاری کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی حالانکہ حسام الدین علی نہایت مستعد، کفایت شعار اور ملک الاشرف کا خیر خواہ تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۲ صفحہ مطبوعہ لیدن۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزالدین ازبک کا خاتمہ: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ حسام الدین کے خادموں سے ایک خادم' سلطان کی خدمت میں چلا آیا تھا۔ جب سلطان نے خلاط پر قبضہ حاصل کیا تو اس نے سلطان سے درخواست کی کہ میرے آقا کا عوض اس سے لیا جائے۔ چنانچہ سلطان عزالدین ازبک کو خادم کے حوالہ کر دیا۔ خادم نے اسے مار ڈالا۔ اسی ہنگامہ میں سلطان نے شہر خلاط کو تین بار تاراج کیا' والی ارزن کو علاقہ خلاط کی غارت گری پر مقرر فرمایا۔ قمہری قید سے نکل بھاگا' اسد بن عبداللہ مہرانی نے بمقام جزیرہ اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان نے سرداران لشکر اور امراء دولت کو اس لڑائی کی خدمات کے معاوضہ میں جاگیریں دیں اور واپس آیا۔

الملک الاشرف والی دمشق: خلاط پر سلطان جلال الدین کے قبضہ کے بعد الملک الاشرف والی دمشق کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی' فوجیں مرتب کیں اور بڑے سروسامان سے ۶۳۹ھ میں جزیرہ اور شام کی فوجیں لیے سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے روانہ ہوا۔ علاء الدین اور کیقباد والی بلاد روم سے بمقام میراس ملاقات ہوئی۔

جہاں شاہ ابن طغرل: چونکہ جہاں شاہ (علاء الدین کیقباد کا چچازاد بھائی) ابن طغرل والی ارزن روم سلطان جلال الدین کے پاس چلا آیا تھا۔ اس وجہ سے کیقباد کو پرانی عداوت کی وجہ سے جلال الدین کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ملک الاشرف اور کیقباد مفاد ایک ہونے کی وجہ سے سلطان جلال الدین سے جنگ کے لیے سیراس سے روانہ ہوئے۔ ملک الاشرف کا مقدمۃ الجیش اکراو ہنکاریہ امراء حلب کے ایک نامی شجاع اور دلیر عزالدین عمر بن علی کی ماتحتی میں تھا۔ کیقباد بھی اپنی فوجیں لیے دوسری جانب پڑا جمائے تھا۔ جوں ہی دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ عزالدین عمر نے سلطان کے لشکر پر حملہ کیا اور پہلی ہی لڑائی میں سلطانی لشکر کو شکست دیدی۔ سلطان خلاط واپس آیا۔ وزیر السلطنت اس وقت بلاد کرد کا محاصرہ کیے تھا۔ اس خبر بد کو سن کر محاصرہ اٹھا کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سب کے سب آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گئے۔

جہاں شاہ بن طغرل کی گرفتاری: رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل اس جنگ میں گرفتار ہو گیا' پابہ زنجیر اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیقباد اسے اپنے ہمراہ لیے ارزن آیا' رکن الدین نے ارزن اور اس کے تمام مضافات کیقباد کے حوالہ کر دیے۔ ملک الاشرف فتح یابی کے بعد خلاط گیا۔ خلاط ایک چٹیل میدان کی طرح اجڑا پڑا تھا۔ دیکھ کر بے حد رنجیدہ ہوا۔

سلطان نے آذربائیجان پہنچ کر افواج شاہی کو وزیر السلطنت کے پاس چھوڑا اور خوی میں جا کر قیام کیا اور ترکوں کی فوج شکست کے بعد موقان چلی گئی۔

جلال الدین منکبرس اور ملک الاشرف میں مصالحت: اس کے بعد ملک الاشرف کا ایلچی (شمس الدین تکریتی) سلطان جلال الدین کے پاس صلح کا پیام لایا۔ مصالحت کی گفت وشنید شروع ہوئی۔ علاء الدین کیقباد بھی اس مصالحت میں شریک کیا گیا۔ چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ سلطان نے خلاط کے ساتھ سرمن کو حسب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرائط صلح دوسرے فریق کو دے دیا۔

نصرت الدین کی گرفتاری و رہائی: ان واقعات میں سے جو خلاط کے محاصرے کے دوران پیش آئے ایک یہ تھا کہ نصرت الدین اصبہذ والی جبل' امراء سلطان میں سے ایک امیر ارخانامی کے ساتھ جو اس کے ساتھ کا سسرالی قرابت مند ہوتا تھا سلطانی بارگاہ میں وفد کی صورت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے کسی مصلحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ جب سلطان بلاد روم سے شکست کھا کر واپس ہوا تو نصرت الدین کو قید سے رہا کر کے جاگیر عنایت فرمائی اور اسے اس کے ملک واپس جانے کا حکم دیا۔

ہمشیرہ سلطان و ترکمان خاتون: دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ہمشیرہ سلطان جو دوشی خاں کے نکاح میں تھی خوارزم سے ترکمان خاتون کے حالات اپنے بھائی (سلطان) کو لکھا کرتی تھی۔ زمانہ محاصرہ خلاط میں خاقان کے ذریعہ سے یہ تحریک پیش کی کہ جیحوں کے پرلی طرف کے علاقے دے کر مصالحت کر لی جائے۔ سلطان نے اسے منظور نہیں کیا۔

رکن الدین شاہ کی اطاعت: تیسرا واقعہ یہ تھا کہ رکن الدین شاہ ابن طغرل والی ارزن روم جو ملک الاشرف کا مطیع تھا اور اپنے چچا زاد بھائی علاء الدین کیقباد ابن کیخسرو والی روم سے رنجش کی وجہ سے سلطان سے بھی عداوت رکھتا تھا اور حاجب کا (جو ملک الاشرف کی طرف سے خلاط کا گورنر تھا) معین و مددگار تھا اور جس نے سلطان کے قاصد کو واپسی روم کے وقت قتل کر ڈالا تھا اور سلطانی فوج کا رسد و غلہ روک دیا تھا۔ محاصرہ خلاط کے طول و شدت سے گھبرا کر امن کا خواستگار ہوا نیاز مندانہ حاضر دربار ہوا۔ وزیر السلطنت اور اراکین دولت نے نہایت تپاک اور گرم جوشی سے استقبال کیا' سلطان بڑے تپاک سے ملا۔ خلعت دیا اور اسے اس کی حکومت پر بحال و برقرار رکھا۔ آلات حرب کی بہم رسانی کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل اس نے نہایت مستعدی سے کی۔ جب ملک الاشرف سے جنگ کی ٹھہری تو سلطان کے ساتھ شریک جنگ ہوا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

سلطان جلال الدین منکبرس کا خطبہ: چوتھا واقعہ یہ تھا کہ دربار خلافت بغداد سے سعد الدین حاجب سلطان کے پاس فرمان خلافت لے کر حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے سلطان کو اس کے مقبوضہ ممالک میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی تھی اور مظفر الدین کوکبزون والی اربل' والی موصل کی اولاد' شہاب الدین سلیمان شاہ بادشاہ[1]..... اور عماد الدین بہلوان بن ہزارسپ بادشاہ جبال سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اور ان لوگوں کو حکومت عباسیہ کے ہواخواہوں میں شمار کیا تھا۔ سلطان نے اس حکیم کی تعمیل کی۔

عماد الدین بن بہلوان و سلیمان شاہ کی اطاعت: شرف الدین گورنر عراق نے سلطان کے پاس پیام بھیجا کہ بادشاہ جبال عماد الدین بن بہلوان اور بادشاہ سلیمان شاہ کی اطاعت سے عراق پر حکومت کرنے میں آسانی ہوگی ورنہ

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناممکن ہے چنانچہ سلطان نے ان دونوں کے پاس ایسے شخص کو روانہ کیا جس نے انہیں میٹھی میٹھی باتوں سے ایسا سبق پڑھایا کہ وہ اس کے قبضہ میں ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان نے بدرالدین طولو بن آبناتخ خاں حاجب کو دربار خلافت میں اظہار قدریت کی غرض سے روانہ کیا۔ بدرالدین نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا اور دربار خلافت سے خلعت اور قیمتی تحائف لے کر واپس ہوا۔

خلعت وتحائف کی تفصیل: دو خلعت سلطان کے لیے تھے۔ ایک خلعت میں جبہ' عمامہ اور ہندی تلوار مرصع تھی۔ دوسرے خلعت میں قبع[1]' کمہ' فرجیہ' سیف (جس کا قبضہ طلائی تھا) مرصع کاٹھی دو راس گھوڑے ساز کے ساتھ جن کی طلائی نعلیں چار چار سو دینار وزن کی تھیں طلائی سپر (ڈھال) جس پر جواہرات کی نہایت خوبصورت پچی کاری تھی اردگرد اکتالیس نگینہ یاقوت اور لعل بدخشاں کے تھے درمیان میں ایک بڑا نیشاپوری فیروزہ جڑا ہوا تھا۔ تیس راس عربی النسل گھوڑے (جن کی زین پوش کا ابرا (اوپر کا کپڑا) اطلس رومی کا تھا اور استر (اندرونی حصہ کا کپڑا) اطلس بغدادی کا تھا طلائی نعلیں ساٹھ ساٹھ دینار وزن کی لگی ہوتی تھیں۔ بیس غلام زرق برق پوشاکیں زیب بدن کیے عمدہ ونفیس گھوڑوں پر سوار' دس عماریاں (جن پر اطلس کے پردے پڑے ہوئے تھے) سونے کی جھولیں دس ظروف طلائی مرصع مع سرپوش ڈیڑھ سو بقچے (ہر ایک بقچہ میں دس دس تھان ریشمی پارچہ' پانچ پانچ من عنبر (سونے کے ڈبوں میں) ایک درخت عود ہندی (جس کی لمبائی ساڑھے سات گز کی تھی) چودہ زنانے خلعت' خادمات کے لیے تین سو خلعت امراء کے لیے (ہر ایک امیر کے لیے ایک ایک قبا' ایک ایک کمہ' وزیر السلطنت کے لیے سیاہ عمامہ' قبا' فرجیہ' سیف ہندی دو من عنبر' پچاس ریشمی تھان اور خچر اور دفتر والوں کے لیے ایک ایک خلعت آیا تھا' ہر خلعت میں جبہ' عمامہ اور بیس تھان کپڑے (جس میں اکثر اطلس رومی اور بغدادی تھا) اور بیس خچر تھے۔

اظہار مسرت کی غرض سے سلطان نے دربار عام کیا۔ ایک پرتکلیف خیمہ نصب کیا گیا۔ سلطان نے خلعت زیب تن کیا۔ خلافت مآب کے قاصد نے اہل خلاط کی سفارش کی۔ سلطان نے بطیب خاطر قبول فرمایا۔

والی روم کا وفد وتحائف: ''پانچواں واقعہ یہ تھا کہ والی روم نے سلطان جلال الدین کی خدمت میں رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے ایک وفد کے ساتھ تحفہ کے طور پر تیس خچر (جن پر اطلس خطائی' فروقندسی اور سمور کی جھولیں پڑی تھیں) تیس غلام زرق برق پوشاکیں پہنے پورے پورے سروسامان سے عمدہ اور نفیس گھوڑوں پر سوار' ایک سو راس عمدہ نسل کے گھوڑے اور پچاس خچر روانہ کیے تھے۔ جس وقت وفد اس ہدیہ کے ساتھ آذربائیجان ہو کر گزرا' رکن الدین جہاں شاہ بن طغرل والی ارزن کے منہ میں پانی بھر آیا۔ (رکن الدین جہاں شاہ ان دنوں ملک الاشرف کی حکومت کا مطیع تھا) والی روم کے ہدیہ کو ضبط کر لیا۔ لیکن کسی وجہ سے چند روز کے بعد خود وفد ہو کر دربار سلطانی میں حاضر ہوا اور اس

---

[1] قبع وہ لباس ہوتا ہے جو سب سے نیچے پہنا جائے۔ جیسے بنیان' کمہ آستین دار جبہ ہوتا ہے اور فرجیہ پاجامے یا تہمد کے نیچے نیکر کی طرح پہنا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدیہ کو بجنسہ پیش کر دیا جسے ضبط کر لیا تھا۔

قلعہ موت کی مہم: چھٹا واقعہ یہ تھا کہ سلطان کا بھائی غیاث الدین قلعہ موت میں علاء الدین رئیس فرقہ حشاشین کے پاس پناہ گزین ہوا تھا اس وجہ سے سلطان کے دل میں علاء الدین کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا وزیر السلطنت نے حسب عادت موقع پا کر قزوین کے ایک سر بفلک پہاڑ پر فرقہ حشاشین کے قلعہ پر محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وزیر السلطنت کو اس مہم میں کامیابی ہوئی علاء الدین کے لشکر کے سردار کو گرفتار کر لیا اور خلاط کے محاصرے کے زمانہ میں سلطان کی خدمت میں بھیج دیا۔ سلطان نے اسے قلعہ زماں میں قید کر دیا۔ چند مہینوں کے بعد مر گیا۔

والی قلعہ موت کی اطاعت: اس کے بعد سلطان نے اپنے کاتب (سیکرٹری) محمد ابن احمد نسائی کو علاء الدین والی قلعہ موت کے پاس بھیجا اور خوارزم کو حوالہ کرنے اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کا مطالبہ کیا۔ علاء الدین نے اولاً انکار کیا۔ سلطان نے یہ حجت پیش کی کہ ''آپ کے پدر بزرگوار جلال الدین حسن' خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش (سلطان جلال الدین کے باپ) کے نام کا خطبہ پڑھا کرتے تھے' علاء الدین نے اسے منظور نہ کیا۔ اس کی جگہ ایک لاکھ سالانہ دینار پسند کیا۔

جہان پہلوان کی ہندوستان سے واپسی: جن دنوں سلطان نے ہندوستان سے عراق کے خیال سے واپسی کا قصد کیا تھا۔ اس وقت ہندوستان کے ان مقامات پر جن پر سلطانی حکومت کا پرچم اڑ رہا تھا جہاں پہلوان ازبک کو مامور کر آیا تھا چنانچہ جہاں پہلوان ازبک ہندوستان کے مقبوضہ علاقہ پر حکومت کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد شمس الدین التمش والی لاہور نے جہاں پہلوان پر فوج کشی کی' جہاں پہلوان اس سے مطلع ہو کر پیچھے ہٹا اور مرکز حکومت کو چھوڑ کر کشمیر کا راستہ لیا۔ والی کشمیر نے روک ٹوک کی' اپنے شہروں میں گھسنے نہ دیا۔ سرحد کشمیر سے مار بھگایا' مجبوراً عراق کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر شمس الدین التمش کے پاس واپس چلے گئے' جن میں برلق ملقب رجا ملک خصوصیت کے ساتھ ذکر کے قابل ہے۔

جہان پہلوان کا قتل: جہان پہلوان نے والی عراق سے خط و کتابت شروع کی' سات سو سواروں کی جمعیت سے ہندوستان سے واپس آنے سے مطلع کیا والی عراق نے دس ہزار دینار خرچ کے لیے بھیج دیا اور سلطان سے اس معاملہ میں رائے لی۔ سلطان کا فرمان صادر ہوا کہ بیس ہزار دینار بھیج دیئے جائیں اور موسم سرما گذارنے اور آرام لینے کی غرض سے عراق میں قیام کرنے کا حکم دیا اتفاق سے جس وقت سلطان بلاد روم سے واپس ہوا اور آذربائیجان کے خیال سے روانہ ہوا۔ جہان پہلوان اور اس کے ارادوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کا حکم آ کر حائل ہو گیا اسی مقام پر ۶۲۸ھ میں کسی نامعلوم شخص نے اسے قتل کر دیا۔

خراسان کی ویرانی: جس وقت تاتاریوں نے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر کے خراسان پر حملہ کیا اس وقت بادشاہ خوارزم ان کے مقابلہ سے عاجز ہو گیا اور تاتاری طوفان خراسان کے شہروں میں گھس پڑا جس طرف سے گزرا دیہات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصبات اور شہروں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ جسے جہاں پایا' لوٹ لیا' مار ڈالا غرض کہ ماوراء النہر پر تاتاریوں کی حکومت کا سکہ جاری ہو گیا اور انہوں نے ان شہروں کی آبادی شروع کر دی۔ خوارزم کے قریب ایک بہت بڑا شہر خوارزم کی جگہ آباد کیا۔ لیکن خراسان ویران پڑا رہا ملک کے چھوٹے چھوٹے رقبوں پر امراء قابض ہو گئے اور سلطان جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی کے بعد اس کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان جلال الدین کی حکومت عراق' فارس' کرمان' آذربائیجان اور اران تک محدود ہوئی۔ خراسان تاتاریوں کی غارت گری اور جنگ کی جولاں گاہ بنا رہا۔

تاتاریوں کی آذربائیجان پر فوج کشی: سلطان جلال الدین کی ہندوستان سے واپسی کے بعد تاتاریوں کا ایک گروہ مقام اصفہان پر سلطانی فوج سے مقابل ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ اس کے بعد سلطان جلال الدین' ملک الاشرف والی شام اور علاء الدین کیقباد والی روم سے ۶۲۷ھ میں لڑائیاں ہوئیں۔ علاء الدین سردار فرقہ اسمٰعیلیہ والی قلعہ موت اور جلال الدین سے بھی چل گئی۔ جلال الدین نے اس کے ملک کو نہایت سختی سے پامال کر کے سالانہ خراج مقرر کیا۔ علاء الدین والی قلعہ موت نے تاتاریوں کو ملا لیا اور سلطان جلال الدین کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ ابتداً ۶۲۸ھ میں تاتاریوں نے آذربائیجان پر چڑھائی کر دی۔

جنگ بوعز و تاتار: سلطان جلال الدین کو اس کی خبر لگی۔ امراء دولت میں سے بوعز نامی ایک امیر کو فوج کے چند دستوں کے ساتھ بطور ہراول تاتاریوں کے حالات دریافت کرنے کے لیے روانہ کیا۔ تاتاریوں کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بوعز کو شکست ہوئی۔ سوا بوعز کے علاوہ کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا۔ سلطان جلال الدین کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ تبریز سے موقان کی طرف کوچ کیا اور اپنے اہل عیال کو تبریز میں وزیر السلطنت کی حفاظت میں چھوڑ آیا اور یہ ہدایت کی کہ بہت جلد ان لوگوں کو کسی محفوظ قلعہ میں پہنچا دینا۔ موقان کے راستہ میں اہل آذربائیجان کا ایک خط اس مضمون کا ملا کہ تاتاریوں کے مقدمۃ الجیش سے بوعز کا مقابلہ ہوا تھا ان کی تعداد سات سو سواروں سے زیادہ نہیں ہے اور وہ خان کے میدان میں قیام پذیر ہیں۔

سلطانی لشکر پر تاتاریوں کا شبخون: سلطان نے یہ خیال کر کے کہ تاتاریوں کی تعداد قلیل ہے' آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کریں گے کوچ و قیام کرتا موقان پہنچا اور خیمہ ڈال دیا۔ امیر بن بغان شحنہ خراسان اور اوسمان بہلوان شحنہ مازندران کو فوجیں فراہم کرنے پر مامور کر کے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا اور خود شکار کھیلنے میں مصروف ہو گیا' تاتاریوں کو موقع مل گیا۔ اس کے لشکر گاہ پر چھاپہ مارا کیمپ کو لوٹ لیا۔ سلطان بحال پریشان مہراوس چلا گیا پھر یہاں سے گنجہ کی طرف روانہ ہوا۔ ماہان پہنچا۔

جلال الدین منکبرس کی ماہان سے روانگی: اگرچہ عز الدین والی قلعہ شاہین دو سال سے سلطان سے قطع تعلق کر کے قلعہ کا خود سر حاکم بنا ہوا تھا' لیکن ماہان میں سلطان کے پہنچنے پر نیاز مندانہ خدمت میں حاضر ہوا' رسد کا معقول انتظام کیا' تاتاریوں کے حالات سے مطلع کرتا رہا۔ چند روز بعد سلطان کو یہ ذہن نشین کرایا کہ ''آخری موسم سرما میں تاتاری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارجان سے آپ پر حملہ آور ہوں گے چونکہ آپ کے ساتھ کوئی فوج نہیں ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ آپ اران واپس جائیں وہاں شاہی فوجیں موجود ہیں اور تبریز میں ترکمانوں کا لشکر بکثرت قلعہ نشین ہے۔" سلطان نے یہ سن کر ایک آہ سرد بھری اور ماہان سے رخصت ہو گیا۔

سلطان نے وزیر السلطنت کو جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اپنے حرم اور خزانے کی محافظت پر تبریز میں مامور کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ کسی محفوظ ترین قلعہ میں انہیں پہنچا دینا۔ چنانچہ وزیر السلطنت نے ابتداً امراء ترکمان باران میں سے ارسلان کبیر کے پاس جا کر قیام کیا۔ اس کے بعد اسی مقام پر ایک نہایت مضبوط قلعہ سنگ سرخ نامی تعمیر کرا کر سلطانی خزانہ اور حرم کو ٹھہرایا۔

جلال الدین منکبرس اور وزیر السلطنت: چونکہ ان دنوں سلطان چاروں طرف سے مصائب میں گھر گیا تھا۔ وزیر السلطنت کے دماغ میں یہ سودائے خام پیدا ہوا کہ بحالت موجودہ اس ملک میں سلطان کا ٹھہرنا ناممکن ہے ہندوستان جانے کے علاوہ کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے ملک الاشرف والی شام اور کیقباد والی روم سے جو سلطان کے پرانے دشمن تھے خط و کتابت شروع کی اور نیاز مندی اور فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا' کسی ذریعہ سے قلیج ارسلان ترکمانی کو اس کی خبر ہو گئی۔ اس نے وزیر السلطنت کو ڈانٹ کا خط لکھا' سلطانی حرم اور خزانے کی حفاظت کی تاکید کی اور سلطان کو اس کے تمام حالات لکھ بھیجے۔ جب سلطان کا اس قلعہ کی طرف گذر ہوا وزیر السلطنت کو حاضری کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت ہاتھ میں کفن لیے حاضر ہوا' سلطان کے خیالات تبدیل ہو گئے اور اپنا مخلص و جانثار سمجھ کر مطمئن ہو گیا۔

تاتاریوں کا تبریز اور گنجہ پر قبضہ: جس وقت سلطان' تاتاریوں کے حملہ کے بعد موقان سے اران روانہ ہوا اور یہ خبر اہل تبریز تک پہنچی۔ اہل تبریز خوارزمیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کی پامالی اور قتل پر تیار ہو گئے' بہاء الدین محمد بن بشیر قاربک جوان دنوں تبریز کا والی تھا بلوائیوں کا شریک کار ہو گیا طغریائی رئیس نے مخالفت کی لیکن کسی نے کوئی بات نہ سنی' بلوائیوں نے ایک خوارزمی کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ خوارزمیوں نے اس کے عوض دو آدمی مار ڈالے' شہر میں ہلڑ مچ گیا' بہاء الدین نے تبریز کی قلعہ بندی کر لی' پورے طور سے نگرانی کرنے لگا' فوجیں بھرتی کیں زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ بہاء الدین مر گیا۔ اہل تبریز نے شہر تاتاریوں کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد اہل گنجہ میں بھی اسی قسم کا جوش و خروش پیدا ہوا اور انہوں نے اور اہل بیلغاریہ نے شہر تاتاریوں کے سپرد کر دیئے۔ واللہ اعلم۔

وزیر السلطنت کی گرفتاری و قتل: قلعہ جاربرد پہنچنے کے بعد سلطان کو وزیر السلطنت کی کشیدگی اور منافرت کا علم ہوا لیکن اس خیال سے کہ مبادا وزیر السلطنت روپوش نہ ہو جائے یا بھاگ نہ جائے پیچ و تاب کھا کر خاموش رہا۔ ایک روز وزیر السلطنت سوار ہو کر قلعہ کی طرف گیا' والی قلعہ کو پوشیدہ طور پر وزیر السلطنت کو قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ والی قلعہ نے نہایت خوبی اور تیزی سے اس حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد سلطان نے اپنی قیام گاہ پہنچ کر وزیر السلطنت کے خادموں کو جمع کیا۔ جن میں ان کا سردار ناصر قشتمر تھا۔ سلطان نے ان لوگوں کو اتر خان کے گروہ میں شامل کر دیا۔ لگانے بجھانے والوں نے والی قلعہ کے کان میں یہ بھر دیا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سلطان تم سے ناراض ہے۔'' والی قلعہ کو سلطان کی طرف سے بددلی اور منافرت پیدا ہوئی' وزیر السلطنت کی انگوٹھی قشتمر کے پاس بھیجی اور یہ کہلا بھیجا کہ ''ہمارا اور تمہارا آقا ایک ہی حالت میں مبتلا ہے۔ جس شخص کو اس کی حق شناسی اور خدمت منظور ہو قلعہ میں آ جائے۔'' اتفاق سے سلطان کو اس کی خبر ہوگئی' ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ والی قلعہ کا لڑکا سلطان کی خدمت میں رہتا تھا۔ سلطان نے اسے حکم دیا کہ ''تم اپنے باپ کو یہ واقعات لکھ بھیجو اور اس فعل پر ناراضگی ظاہر کرو۔'' والی قلعہ کے پاس اس کے لڑکے کا خط پہنچا تھا کہ اس کے حواس جاتے رہے معذرت کا عریضہ لکھا سلطان نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے قول کے سچے ہو تو وزیر السلطنت کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دو۔ والی قلعہ نے وزیر السلطنت کا سر اتار کر بھیج دیا۔

وزیر السلطنت' اہل علم و کمال کی بے حد عزت کرتا تھا بخشش میں اس کا ہاتھ بہت کھلا ہوا تھا۔ اگر سلطان اس کی روک تھام نہ کرتا تو شاہی خزانے میں ایک حبہ بھی باقی نہ رہتا۔ نہایت منکسر مزاج اور اللہ تعالیٰ سے ہر کام میں ڈرنے والا تھا۔ ترکی زبان کا بہت بڑا عالم اور فصیح تھا۔ سلطانی دربار سے جو فرمان لکھے جاتے تھے اس پر الحمد اللہ العظیم اور دفتر وزارت سے جو فرمان صادر ہوتے تھے اس پر ابوالمکارم علی ابن ابی القاسم خالصۃ امیر المومنین لکھا کرتا تھا۔

گنجہ پر سلطان کا دوبارہ قبضہ: جس وقت اہل گنجہ نے خوارزمیوں کی مخالفت پر کمریں باندھیں اس وقت ان میں سے ایک شخص بندار نامی ان کا سردار تھا۔ سلطان کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ایک قاصد اہل گنجہ کے پاس بھیجا اور انہیں اپنی حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی اور دربار میں حاضری کا حکم دیا' چنانچہ اہل گنجہ شاہی لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہوئے۔ رئیس جمال الدین قمی اپنی اولاد کے ساتھ سلطانی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ باقی ماندہ مخالفت پر اڑے رہے۔ سلطان نے ان لوگوں کو بہت کچھ سمجھایا۔ لیکن وہ نہ سمجھے اور جنگ کرنے پر تل گئے۔ شاہی خیمہ پر حملہ آور ہوئے' سلطان نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور بہ نفس نفیس سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ لڑائی ہوئی' اہل گنجہ مقابلہ نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگے شہر پناہ میں داخل ہوگئے۔ لیکن لوگوں کی کثرت کی وجہ سے دروازہ بند نہ کر سکے۔ سلطانی لشکر شہر میں داخل ہوگیا۔ تیس بانیان فساد کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔ بندار بھی گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ یہی مفسدوں کا سرغنہ اور باغیوں کا سردار تھا۔ اسی نے اس تخت شاہی کو توڑا تھا جسے سلطان محمد بن ملک شاہ نے گنجہ میں رکھوایا تھا۔ سلطان کے روبرو اس کے اعضا بدن یکے بعد دیگرے کاٹے گئے اور مار ڈالا گیا۔ سلطان نے گنجہ میں ایک ماہ تک قیام کیا۔

ملک الاشرف و کیقباد کی جلال الدین منکبرس سے علیحدگی: گنجہ سے واپسی کے بعد سلطان نے خلاط کی طرف ملک الاشرف سے تاتاریوں کے مقابلہ پر امداد لینے کی غرض سے کوچ کیا۔ ملک الاشرف کو اس کی خبر لگ گئی مصر چلا گیا اور حیلوں سے ٹالتا رہا۔ سلطان کوچ و قیام کرتا قلعہ شمس پہنچا۔ اراک بن ایوان کرخی قلعہ کا حاکم تھا۔ نیاز مندانہ حاضر ہوا۔ دور ہی سے زمین بوسی کی رسم ادا کی اور شاہی حکم کی تعمیل کی۔ سلطان نے ملک الاشرف کی امداد سے ناامید ہو کر ملوک حلب' آمد اور ماردین سے امداد و اعانت کی درخواست کی۔ لیکن صدائے برنہ خاست کا مضمون ہوا۔ فوج کو خرت برت' ملطیہ اور آذربائیجان کی طرف واپسی کا حکم دیا۔ فوجوں نے آفت مچا دی۔ غارت گری کا ہنگامہ گرم کر دیا ان واقعات نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ کیقباد اور ملک الاشرف کو ناراضگی پیدا ہوگئی سلطان کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ واللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی التوفیق۔

تاتاریوں کی پیش قدمی: خلاط میں قیام کے دوران سلطان کو یہ خبر لگی تھی کہ تاتاری غارت گر جنگ کرنے کے لیے بڑھ رہے ہیں' سلطان نے اس طوفان کی روک تھام پر امیر اوتر خان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تاتاریوں کی خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ امیر اوتر خان نے واپس ہو کر خبر دی کہ تاتاری طوفان حدود ملازکرد سے واپس ہو گیا۔ اراکین دولت اور سرداران فوج نے سلطان کو[1] دیار بکر جانے کا مشورہ دیا۔ اتنے میں والی آمد کا قاصد پہنچ گیا اور یہ پیام دیا کہ ''آپ کسی طرف کا رخ نہ کیجئے بلاد روم کی طرف بڑھیے اور اس پر قبضہ حاصل کر لیجئے تاکہ قفچاق سے آپ قریب ہو جائیں اور ان سے مدد حاصل کر کے تاتاریوں سے تیغ و سپر ہو سکیں' میں چار ہزار سواروں سے مدد دینے کے لیے تیار ہوں۔''

والی آمد اور حکمران روم سے ان بن چلی آ رہی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ رومی حکمران نے والی آمد کے بعض قلعوں کو دبا لیا تھا اسی وجہ سے والی آمد نے سلطان کو والی روم کے خلاف ابھار کر اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے۔

تاتاریوں کا سلطانی کیمپ کا محاصرہ: سلطان پر والی آمد کا پیام کام کر گیا۔ اصفہان سے اعراض کر کے آمد کی جانب کوچ کیا۔ قریب آمد پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ والی آمد کے پاس ایک ترکمان کو خبر دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ ترکمان نے واپس ہو کر یہ خبر دی کہ کل تاتاریوں کا جس مقام پر قیام تھا اسی مقام پر آپ قیام پذیر ہیں۔ لیکن دوسرے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ تاتاریوں نے آمد پہنچ کر سلطانی کیمپ پر محاصرہ کر دیا۔ سلطانی لشکر کو تیار ہونے کا موقع نہ ملا۔ لیکن امیر اوتر خان نے نہایت مردانگی سے تاتاریوں پر حملہ کیا اور آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اس اثناء میں سلطان کو موقع مل گیا۔ مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اپنی بیگم بنت اتابک سعد کو دو امیروں کے سپرد کیا اور یہ حکم دیا کہ جہاں تک لے جا سکو لے جاؤ' اوتر خان میدان جنگ سے واپس ہوا۔ چار ہزار سوار اس کی رکاب میں تھے۔ سلطان چھپ کر آمد کے سنسان بیابان میں جا چھپا۔ لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ لشکر نے سلطان کے ساتھ دغا کیا ہے۔ ہر چند لشکر کو واپس لانے کی تدبیریں کی گئیں مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ سلطان رفتہ رفتہ دربندات کی سرحد تک پہنچ گیا۔ یہ تمام راستہ بلوائیوں اور مفسدوں سے گھرا ہوا تھا۔ اوتر خان نے واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ سلطان آگے بڑھنے کی بجائے واپس ہوا۔ میافارقین کے نواح میں ایک گاؤں تک پہنچا بیدر میں قیام اختیار کیا۔

امیر اوتر خاں کا انجام: امیر اوتر خان سلطان کی رفاقت ترک کر کے شہاب الدین غازی والی حلب کے پاس چلا گیا اس سے اور اوتر خاں سے بہت دنوں سے خط و کتابت ہو رہی تھی۔ شہاب الدین غازی نے مراسم سابقہ کا کوئی لحاظ و پاس نہ کیا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ملک الکامل نے اسے والی حلب سے مقلب کیا والی حلب نے پابہ زنجیر ملک الکامل کے پاس بھیج دیا جہاں چھت سے گر کر مر گیا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کی گرفتاری: تاتاریوں کو کسی ذریعہ سے سلطان کی خبر مل گئی۔ دفعتہً بیدر پر حملہ کیا

[1] بالاصل بیاض۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطان کسی طرح لباس تبدیل کر کے بھاگ گیا اور اس کے تمام ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔ کسی نے تاتاریوں سے یہ کہہ دیا کہ جو شخص بھاگا ہے وہی سلطان ہے فوراً تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مفروروں میں دو شخص ہاتھ آ گئے۔ تاتاریوں نے انہیں قتل کر ڈالا۔ سلطان کے ملنے سے ناامید ہو کر تاتاری واپس ہوئے اور سلطان کوہ اکراو پر چڑھ گیا۔ وہاں بھی تاتاری لٹیرے موجود تھے۔ اور ناکہ بندی کیے ہوئے قتل و غارت گری پر آمادہ تھے۔ چنانچہ تاتاریوں نے سلطان کو گرفتار کر لیا اور اس کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ کسی نے ان کے سردار کے کان میں کہہ دیا ''کہ یہی سلطان ہے۔'' سردار کو رحم آ گیا لوگوں کو قتل سے روک دیا۔ چھوڑ دینے کے خیال سے اپنے ساتھ اپنے مکان لایا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کا قتل: سردار کی عدم موجودگی میں ایک کمینہ تاتاری' سرداری کے مکان پر آیا۔ ہاتھ میں ایک تیغہ لیے تھا۔ اس کے بھائی کو خلاط میں ایک خوارزمی نے مار ڈالا تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بدلہ میں سلطان کو مار ڈالا۔ سردار کی ہمدردی نے کچھ کام نہ دیا یہ واقعہ پندرھویں شوال ۶۲۸ھ کا ہے۔ یہ نسائی کا تب سلطان جلال الدین کا بیان ہے۔

فاضل ابن اثیر نے واقعہ آمد کا ذکر لکھا ہے کہ اس کے بعد سلطان مفقود الخبر ہو گیا۔ میں چند دن تک اس کی خبر ملنے کا منتظر رہا۔ اس کے واقعہ قتل کو نہیں لکھا ہے۔ آمد ہی کے واقعہ پر اس نے اپنی کتاب تاریخ کامل کو ختم کیا ہے اور اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا۔

سلطان جلال الدین منکبرس کی سیرت و کردار: نسائی نے لکھا ہے کہ سلطان پستہ قد' گندمی رنگ' ترکی النسل' شجاع' حلیم اور باوقار تھا۔ تبسم کے سوا کھلکھلا کر کبھی نہیں ہنسا' کم سخن تھا' بیہودہ گفتگو سے سخت نفرت کرتا تھا' عادل تھا لیکن فتنہ و بغاوت کی وجہ سے مغلوب الغضب ہو گیا تھا' باوجودیکہ خلافت مآب سے کشیدگی اور رنج کا سلسلہ قائم تھا۔ لیکن جس طرح اس کا باپ خود کو خلافت مآب کا تابعدار لکھتا تھا۔ اپنی طرح یہ بھی اپنے کو خادم اور تابعدار لکھا کرتا تھا۔ جس وقت خلیفہ بغداد نے اسے بمقام خلاط خلعت مآب کو جو القاب و آداب لکھتا تھا وہ یہ تھے ''مولانا' سیدنا' وامیر المومنین وامام المسلمین وخلیفہ رب العالمین قدوۃ المشارق والمغارب المنیف علی الذروۃ العلیا ابن لوی ابن غالب'' سلاطین روم' مصر اور شام کو صرف سلطان فلاں ابن فلاں سے خط و کتابت میں مخاطب کرتا تھا اور کوئی الفاظ نہیں ہوتے تھے جو احکام اپنی حکومت میں حکام کے نام لکھتا تھا۔ اس کی پیشانی پر والنصرۃ من اللہ وحدہٗ لکھا کرتا تھا اور جب سلطان ہندوستان سے واپس آیا تھا تو خلافت مآب نے اپنے فرمان عالی شان میں ''الجناب الرفیع الخاقانی'' کے موقر الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔ اس پر سلطان نے دربار خلافت میں اس قسم کا خطاب عطا ہونے کی درخواست کی' جواب دیا کہ اکابر ملوک کو یہ خطاب دیئے جاتے ہیں۔ جب دربار خلافت سے خلعت آیا تو سلطان نے حد سے زیادہ منت و سماجعت کی تو ''الجناب العالی الشاہستانی'' کے خطاب سے مخاطب کیا۔

تاتاریوں کی سفاکیاں: قصہ مختصر جنگ آمد کے بعد تاتاری طوفان آمد کے علاقے میں پھیل گیا ارزن' میافارقین اور تمام دیار بکر ویران اور برباد کر دیئے۔ پانچ دن کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ شہر اسعر کو فتح کیا۔ کئی دن تک قتل عام کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ جاری رہا۔ ماردین پر حملہ کیا اہل ماردین نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ لوٹ مار کرتے نصیبین پہنچے۔ اطراف نصیبین کو بھی اپنی پناہ کاری کی جولاں گاہ بنایا۔ نصیبین سے فارغ ہو کر سنجار' خابور' تدیس اور صوبہ خلاط کو بھی غارت کر کے چٹیل میدان بنا دیا' انہی تاتاریوں کا ایک گروہ آذربائیجان سے صوبہ اربل کی طرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑھا۔ ترکمان ایوانیہ اور اکراد جوزقان کی طرف ہو کر گزرا۔ ان لوگوں نے تاتاریوں کا تیغ و سنان سے استقبال کیا۔ لوٹ لیا' قتل کیا' مظفر الدین والی اربل بھی موصل سے امداد حاصل کر کے تاتاری لٹیروں کے مقابلے کے لیے نکلا لیکن وہ زیادہ دور نکل گئے تھے ہاتھ نہ آئے۔ واپس آئے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وہو خیر الوارثین۔

سلطان جلال الدین منکبرس کے قتل کے بعد اس کا لشکر متفرق ہو گیا۔ گرتا پڑتا کیقباد بادشاہ روم کے پاس پہنچا۔ کیقباد نے انہیں اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ ۶۳۴ھ میں کیقباد نے وفات پائی اس کا بیٹا غیاث الدین کیخسرو تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اسے ان کی طرف سے شبہ پیدا ہوا۔ ان کے سردار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ باقی ماندہ بھاگ گئے۔ جس طرف سے گزرے اور جہاں پہنچے لوٹ لیا' بستیوں کو اجاڑ ڈالا۔ اسی حالت پر ایک مدت تک ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد الملک الکامل نے جو اپنے باپ کی طرف سے بلاد شرقیہ حران' کیفا اور آمد کا حاکم تھا۔ اپنے پدر بزرگوار سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بنو ایوب کے حالات میں تحریر کریں گے۔

واللہ سبحانہ تعالیٰ ولی التوفیق بمنہ و فضلہ

شجرہ ملوک خوارزم

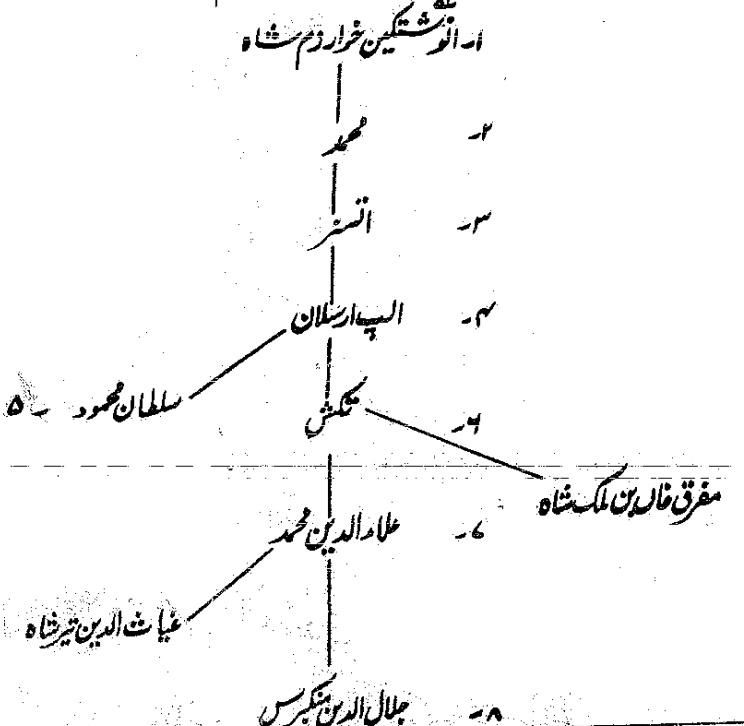

[1] امیر ملکا بک سلجوقی کا خادم تھا اور یہی جد اعلیٰ و مورث ملوک خوارزم کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ